عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
فتاویٰ محمودیہ
جلد ۱۱
از
فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند
ترتیب جدید
محمد فاروق غفرلہٗ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206
Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباه

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۱
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۶۳۸
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب ہشتم**......☆	
	نماز کے مفسدات ومکروہات	
	فصل اول : مفسدات صلات کا بیان	

نمبرشمار	مضامین	صفحہ نمبر
۹	لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی	۴۵
۱۰	کیا ناپاک بدن وکپڑے والے شخص سے لقمہ لینے سے نماز فاسد ہوجائے گی	۴۶
۱۱	امام کے سورۂ فاتحہ ختم کرنے پر مقتدی کا کلمۂ طیبہ پڑھنا....................	۴۷
۱۲	نماز میں نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنے کا حکم	۴۸
۱۳	نماز کی حالت میں کوئی پکارے تو کیا کیا جائے؟..............................	۴۹
۱۴	خارج آدمی کے تکبیر کہنے سے نماز فاسد ہوگئی؟	۴۹
۱۵	نمازی کا غیر نمازی کے کہنے پر عمل کرنا..............................	۵۰
۱۶	نماز میں ٹوپی پر خون گرنا	۵۱
۱۷	نماز میں یاد آ گیا کہ بڑا استنجا نہیں کیا	۵۲
۱۸	نماز میں چلنے سے نماز کا حکم	۵۳
۱۹	نماز میں ڈاڑھی کو ہلاتے رہنا	۵۳
۲۰	ایک سے زائد ضرب میں سانپ کو مارنا..............................	۵۴
۲۱	دونوں ہاتھ سے کپڑا ٹھیک کرنا کیا عمل کثیر ہے؟..............................	۵۵
۲۲	ایک رکن میں تین بار کھجلانے کے بعد کیا نماز کو توڑ دے	۵۶
۲۳	بچی گھموری کا کھجلانا	۵۶
۲۴	عمل کثیر کا حکم	۵۷
۲۵	عمل کثیر کی تفصیل	۵۷
۲۶	قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	۵۸
۲۷	معمولی ہنسی سے نماز فاسد ہوگئی وضو نہیں ٹوٹا..............................	۵۹
۲۸	خیالات آنے سے نماز میں خرابی نہیں آتی	۶۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

نمبرشمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۱۶	باجماعت نماز تہجد	۳۰۶
۳۱۷	تہجد کی جماعت	۳۰۶
۳۱۸	تہجد کی جماعت اور تداعی کا مطلب	۳۰۷
۳۱۹		
۳۲۰	شب براءت میں تہجد کی نماز باجماعت	۳۰۸
۳۲۱	بعد عشاء دو رکعت بہ نیت تہجد	۳۰۹
۳۲۲	بعد وتر دو نفل بہ نیت تہجد	۳۰۹
۳۲۳	قضاء تہجد	۳۱۰
۳۲۴	قضاء تہجد اور نفل نماز میں جہر	۳۱۰
۳۲۵	تہجد کی رکعات	۳۱۱
۳۲۶	تہجد اشراق اوابین کی رکعت	۳۱۲
	فصل هفتم : نفل نماز کی جماعت	
۳۲۷	نفل کی جماعت	۳۱۴
۳۲۸	نفل نماز باجماعت قضاء عمری کے لئے	۳۱۵
۳۲۹	حضرت مدنیؒ کا نوافل جماعت سے ادا کرنا	۳۱۶
۳۳۰	نوافل میں ختم قرآن باجماعت	۳۱۷
۳۳۱	نوافل میں تداعی	۳۱۷
۳۳۲	جماعت نفل علی سبیل التداعی	۳۱۸
۳۳۳	نوافل کی جماعت رمضان میں	۳۲۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	فصل ہشتم : صلوة التسبیح وصلوة الرغائب واستخارہ	
۳۳۴	صلوة التسبیح کا طریقہ	۳۲۲
۳۳۵	صلوة التسبیح کا طریقہ	۳۲۳
۳۳۶	صلوة التسبیح جماعت کے ساتھ	۳۲۴
۳۳۶	صلوة التسبیح میں عورتوں کی جماعت	۳۲۵
۳۳۷	صلوٰۃ الرغائب	۳۲۶
۳۳۸	صلوٰۃ الحاجت وغیرہ بعد مغرب	۳۲۷
۳۳۹	صلوٰۃ الحاجت میں استغفار	۳۲۷
۳۴۰	مسائل کے لئے استخارہ	۳۲۸
۳۴۱	امام کے مصلیٰ پر کسی کا نماز پڑھنا	۳۲۸
	☆......**باب دھم**......☆	
	تراویح کا بیان	
	فصل اوّل : تراویح کی نماز	
۳۴۲	تراویح کی بنیاد کس نے ڈالی؟........................	۳۳۰
۳۴۳	بیس رکعت تراویح کا ثبوت	۳۳۱
۳۴۴	بیس رکعت تراویح کا ثبوت	۳۳۲
۳۴۵	کیا بیس رکعات تراویح حدیث مرفوع سے ثابت ہے؟	۳۳۳
۳۴۶	دو دو رکعت تراویح پڑھنا سنت ہے	۳۳۴
۳۴۷	آٹھ رکعت تراویح پڑھنا	۳۳۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب یازدھم**......☆	
	قضاء نماز اور اس کا فدیہ	
	فصل اوّل : قضاء نماز	

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۵۰۹	رکوع کے بجائے سجدہ میں چلا گیا	۴۹۸
۵۰۹	بغیر رکوع کے سجدہ میں جانا پھر اٹھنا	۴۹۹
۵۱۰	قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد کچھ پڑھنے سے سجدۂ سہو	۵۰۰
۵۱۱	سنت ووتر کے قعدۂ اولیٰ میں درود کا حکم	۵۰۱
۵۱۱	ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے سے سجدۂ سہو	۵۰۲
۵۱۲	تکبیر تحریمہ آہستہ کہنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں	۵۰۳
۵۱۳	قیام میں تشہد	۵۰۴
۵۱۳	نفل کو فرض کے ساتھ ملانے سے سجدۂ سہو	۵۰۵
۵۱۸	سجدۂ سہو کے بعد قیام کرلیا	۵۰۶
۵۱۹	بجائے السلام کے الله اکبر کے ذریعہ نماز ختم کرنا	۵۰۷
۵۱۹	سجدۂ سہو سے اٹھتے وقت سمع الله لمن حمده کہنا	۵۰۸
۵۲۰	رکوع سجدہ کی تسبیح بدل گئی	۵۰۹
۵۲۰	دعا قنوت بھول کر رکوع کردیا	۵۱۰
۵۲۱	دعاء قنوت بھول گیا پھر سجدۂ سہو کرلیا	۵۱۱
۵۲۲	امام قنوت کو بھول کر رکوع میں چلا گیا پھر کھڑے ہوکر قنوت پڑھی اور رکوع سجدہ کیا	۵۱۲
۵۲۲	دعاء قنوت یا التحیات سے پہلے بسم الله پڑھنا	۵۱۳
۵۲۳	امام کو سجدۂ سہو میں سہو ہوگیا تو مقتدی کیا کرے	۵۱۴
۵۲۴	سجدۂ سہو بھول سے رہ گیا	۵۱۵
۵۲۴	غلطی سے سجدۂ سہو کرلیا پھر معلوم ہوا کہ سجدہ سہو واجب نہیں تھا	۵۱۶
۵۲۵	امام نے سجدۂ سہو کیا پھر معلوم ہوا سجدۂ سہو واجب نہیں تھا نماز کا کیا حکم ہے؟	۵۱۷
۵۲۶	گمان سے سجدۂ سہو کرنا	۵۱۸

☆......باب سیزدھم......☆

سجدۂ تلاوت کے احکام

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب چهاردهم**......☆	
۵۵۵	مسافر کی نماز	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۷۳	مقیم مقتدی کی نماز مسافر امام کے پیچھے	۵۷۲
۵۷۴	مسافر قصر کب سے کرے	۵۷۴
۵۷۵	میرٹھ سے مظفر نگر تک مسافت سفر نہیں	۵۷۵
۵۷۶	مسافت سفر سے کم میں قصر نہیں	۵۷۶
۵۷۷	قصر و اتمام	۵۷۷
۵۷۸	سفر میں قصر و اتمام کی صورتیں	۵۷۸
۵۷۹	مسافر کو اتمام	۵۸۰
۵۸۰	مسافر کو اتمام	۵۸۲
۵۸۱	امام مسافر کو اتمام کرنا	۵۸۲
۵۸۲	امام مسافر نے اتمام کرلیا تو کیا حکم ہے	۵۸۴
۵۸۳	مسافر نے اتمام کیا	۵۸۵
۵۸۴	ملاح مقیم ہیں یا مسافر	۵۸۷
۵۸۵	ریلوے کے ملازم کے لئے قصر نماز کا حکم	۵۸۸
۵۸۶	دوران سفر اپنے وطن کے اندر سے گزرنا آبادی بڑھنے کی وجہ سے مسافت سفر کا باقی	
۵۸۷	نہ رہنا	۵۹۰
۵۸۸	ہمیشہ مسافر رہنے والے کی نماز	۵۹۱
۵۸۹	دوران سفر وطن اقامت سے گزرنا سفر کے پیش نظر تنہا نماز پڑھ لینا	۵۹۲
۵۹۰	وطن اصلی دو جگہ	۵۹۳
۵۹۱	کیا والد کا مکان بھی وطن اصلی ہے	۵۹۴
۵۹۲	متبنیٰ ہونے سے وطن اصلی نہیں بنا	۵۹۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب پانزدھم**......☆	
	بیمار کی نماز	

تمت وبالفضل عمت

☆......☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم

نماز کے مفسدات ومکروہات

فصل اول : مفسدات نماز

امام کے بھولنے پر لقمہ دینے کی تفصیل

سوال: امام نماز پڑھاتے ہوئے کسی آیت پر اٹک گیا اب مقتدی اس کو لقمہ دے تو نماز صحیح ہوگی یا فاسد ہوجائیگی یا قرات تین آیات کی مقدار ہوچکنے کے بعد لقمہ نہ دیا جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام اگر اتنی مقدار پڑھنے کے بعد اٹکا ہے کہ جس کے بعد رکوع کردینا مناسب تھا تب تو امام کو رکوع کردینا چاہئے اگر اتنی مقدار سے پہلے ہی اٹک گیا تو اس کو چاہئے کہ دوسری سورت جو یاد ہو پڑھ دے وہیں اٹکا نہ رہے امام کے لئے اسی اٹکی ہوئی جگہ کو بار بار پڑھنا مکروہ ہے اور مقتدی کو چاہئے کہ لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ توقف کرے کہ شاید امام رکوع کردے یا دوسری سورت پڑھ دے یا خود ہی اٹکی ہوئی جگہ کو نکال کر صحیح پڑھ لے جلدی لقمہ دینا مقتدی کے حق میں مکروہ ہے جب امام نہ رکوع کرے نہ دوسری سورت پڑھے نہ خود نکال پائے تو لقمہ دیدے۔ خواہ تین آیت

پڑھ چکا ہو یا اس سے کم، نماز کسی کی بھی فاسد نہ ہوگی نہ امام کی نہ مقتدی کی طحطاوی[1] ص ۱۸۳۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قعدۂ اُولیٰ میں قعدۂ اُولیٰ کے طویل ہونے میں لقمہ دینا

سوال: امام قعدۂ اولیٰ اور تشہد میں جتنا روز بیٹھتا ہے آج اس سے زیادہ بیٹھا تو مقتدی کو شبہ ہوگیا کہ امام کو سہو ہوگیا۔ اس نے سبحان اللہ کہہ دیا اور امام کھڑا ہوگیا اور اس نے سجدۂ سہو بھی کرلیا۔ نماز کے بعد ایک صاحب نے کہا کہ امام جب تک سلام شروع نہ کرے لقمہ نہ دینا چاہئے۔ تو اس شخص کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مقتدی امام کو لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے اور محض شبہ کی بنیاد پر لقمہ نہ دے۔ کمافی الطحطاوی[2] محض معمولی سے کسی قدر تشہد کے ختم ہونے میں تاخیر ہوجانے سے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ امام کو سہو ہوگیا اور اس نے تشہد کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا، بلکہ ہوسکتا ہے کہ معنی کی طرف دھیان کرنے

---

[1] وفتحه على امامه جائز ولو قرأ المفروض او انتقل لأية اخرى على الصحيح لاصلاح صلا تهما (مراقى الفلاح) ويكره للمقتدى ان يعجل بالفتح لان الامام ربما يتذكر فيكون التلقين من غير حاجة ويكره للامام ان يلجئهم اليه بان يقف ساكتا بعدالحصر او يكرر الآية بل ينتقل الى آية آخرى اويركع ان قرأ قدر المستحب وقيل قدر الفرض والاول هو الظاهر طحطاوى على المراقى ص ۱۷۲ مصرى باب مايفسد الصلاة، المحيط البرهانى ص ۱۵۴ ج ۲ كتاب الصلوة الفصل الخامس ما يفسد الصلوة وما لا يفسد مطبوعه ڈابهيل، حلبى كبيرى ص ۴۴۰ فصل فيما يفسد الصلوة مطبوعه لاهور، تاتارخانية ص ۵۸۰ ج ۱ الفصل الخامس ما يفسد الصلوة، مطبوعه كراچى.

[2] ويكره للمتقدى أن يعجل بالفتح لأن الامام ربما يتذكر فيكون التلقين من غير حاجة: طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۱۷۲ باب مايفسد الصلوٰة، حلبى كبيرى ص ۴۴۰ فصل فيما يفسد الصلوة، مطبوعه سهيل لاهور، المحيط البرهانى ص ۱۵۵ ج ۲ الفصل الخامس فى بيان ما يفسد الصلوة، مطبوعه ڈابهيل، شامى كراچى ص ۶۲۲ ج ۲ باب مايفسد الصلوة الخ تاتارخانيه ص ۵۸۱ ج ۱ الفصل الخامس ما يفسد الصلاة ومالايفسد، مطبوعه كراچى.

سے یا کسی دوسری حضوری کی کیفیت کی وجہ سے تاخیر ہوگئی ہو۔ لیکن جب وہ سلام پھیرنے لگے تو البتہ یقینی بات ہے کہ اس نے اس قعدہ کو قعدۂ اخیرہ تصور کیا تب لقمہ دینا لازم ہے تاہم اگر کسی نے شبہ کی بنا پر لقمہ دیدیا تو نماز تب بھی فاسد نہیں ہوئی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/ ۸۹ھ

امام کو لقمہ دینے کا طریقہ

سوال: ہماری مسجد کے امام نے عصر کی نماز پڑھی اور چوتھی رکعت میں بجائے بیٹھنے کے سہواً کھڑے ہو گئے، تو کسی مقتدی نے الله اکبر کہدیا تاکہ وہ اپنے سہو پر مطلع ہو جائیں۔ نماز پوری کر لینے کے بعد امام صاحب نے بتایا کہ مسئلہ یہ ہے کہ امام سہو کرے تو اس کو سُبْحَانَ اللّٰہ کے ذریعہ تنبیہ کرنا چاہئے اور اللّٰہ اَکْبَر کہنا جائز ہے اور انھوں نے ترمذی شریف ص ۴۸ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے عمل کو دلیل میں پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ جب ان سے سہو ہوا تو فَسَبَّحَ بِهٖ مَنْ خَلْفَهٗ روایت میں ہے۔ هكذا صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم اور دوسری دلیل عالمگیری کی ص ۱۰۴ پر ولو عرض الامام شيئی فسبح الماموم لابأس به لان القصد به اصلاح الصلوٰة.

اب دریافت طلب یہ ہیکہ مغیرہ بن شعبہؓ والی حدیث ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے اور یہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں اور ان پر تحویل کیا گیا ہے۔ نیز امام کو اس کی سہو پر اللہ اکبر کے ذریعہ تنبیہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ جب کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَايَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَ ةُ الْقُرْاٰنِ رواه مسلم ۲۰۳ . اور عالمگیری ص ۱۰۴ میں مذکور ہے۔ واذا اخبر بما يعجبهٗ فقال سبحان اللّٰه اولا الٰه الا اللّٰه او اللّٰه اكبر ان لم يرد به الجواب لاتفسد صلوته عندالكل . اور اسی کتاب میں مذکور ہے۔ لو اخطاء الامام ففتح المقتدى على الامام لاتفسد صلوتهٗ. پھر ایک مقامی عالم نے مجھے بتایا کہ جس رکعت میں امام کو کھڑا ہونا چاہئے تھا اور وہ سہواً بیٹھ گئے تو مقتدی کو چاہئے کہ الله اکبر کے ذریعہ امام کو اس

[۱] لان القصد به اصلاح الصلوة عالمگیری ص ۹۹ ج ۱ الباب السابع فيما يفسد الصلوة الخ مطبوعه کوئٹه.

کی سہو پر تنبہ کرے اور جس رکعت میں امام کو بیٹھنا چاہیئے اور سہواً کھڑا ہو جائے تو اس صورت میں سبحان اللہ کے ذریعہ امام کو تنبہ کرنا چاہئے۔ آپ سے گذارش ہے کہ الله اکبر کے جواز وعدمِ جواز پر اور سبحان الله الحمد الله کی افضلیت پھر ایک مقامی عالم دین کا فرمان کتاب وسنت کی روشنی میں تحریر کریں تا کہ آئندہ سے ہم لوگوں کو اس پر عمل پیرا ہونے میں سہولت ہو۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے علاوہ دیگر طُرق سے بھی یہ روایت مروی ہے جن میں وجہ ضعف موجود ہے اور خود اس کا ضعف بھی ہو جاتا ہے۔ ترمذی شریف کے صفحہ محولہ[1] پر ملاحظہ ہو۔ امام سے اگر سہو ہو جائے تو اس کو یاد دلانا چاہئے اور یاد کے لئے سبحان الله کہنا چاہئے خواہ قیام کی جگہ قعود ہو یا برعکس ہو، لیکن اگر امام دو رکعت پر بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو گیا تو اب اس کو یاد نہ دلائے۔[2] لوفتح علیٰ امامه فلافساد لانه تعلق به اصلاح صلوٰته البحر الرائق۔[3] ص۶ ج۲ اس میں لفظ شئی عام ہے۔ یہی لفظ شئی حدیث میں بھی ہے۔ نابه شئ فی صلوٰة فلیسبح کذا فی البحر الرائق۔[4] جس کا تقاضا یہ ہے کہ قیام وقعود کے لئے یکساں تنبیہ کی جائے۔ دونوں کا فرق مجھے کسی کتاب میں دیکھنا یاد نہیں۔ تاہم الله اکبر کہہ کر تنبیہ کی جائے تب بھی فساد نماز کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/ ۸۸ھ

نابالغ لقمہ امام کو دے سکتا ہے

سوال: ہمارے یہاں مدرسہ میں بہت سے طلباء نابالغ درجۂ حفظ میں پڑھتے ہیں، نماز

---

[1] ترمذی شریف ص۴۸ ابواب الصلاة. باب ماجاء فی الامام ینهض فی الرکعتین ناسیاً.

[2] ولایسبح للامام اذا قام الی الاخریین لانه لایجوزله الرجوع اذا کان الی القیام اقرب فلم یکن التسبیح مفیدا کذا فی البدائع (البحر الرائق ص۷ ج۲ باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها

[3] البحر الرائق ص۶ ج۲، باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها.

[4] البحر الرائق ص۷ ج۲، باب مایفسد الصلوة وما یکره فیها.

میں یہ لقمہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نابالغ سمجھدار جو کہ مفسداتِ صلوٰۃ سے بچتا ہوا امام کو لقمہ دے سکتا ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۸/ ۸۹ھ

لقمہ دینے والے کی نماز کا حکم

سوال: امام نے بجائے لقمہ لینے کے دوسری سورت شروع کردی دریافت طلب یہ بات ہے کہ مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

لقمہ دینا

سوال: امام صاحب جمعہ کی نماز پڑھا رہے ہیں نہ تو وہ عالم ہیں نہ ہی حافظِ قرآن، محض چند سورتیں یاد کرلی ہیں۔ امام صاحب نے جمعہ کی نماز میں آخری رکعت میں ایک سورہ تیسویں پارہ کی ملائی جو تین آیتوں سے زیادہ آیتوں کی تھی، ان کو تین آیتوں کے بعد متشابہ ہونے لگا۔ تین

---

[1] وفتح المراهق كالبالغ (البحرالرائق ص٦ ج٢ مطبع كراچى) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، عالمگیری ص ۹۹ ج ۱ الباب السابع فيما يفسد الصلاة ما يكره فيها مطبوعه كوئٹه، طحطاوى على المراقى ص ۲۷۱، باب ما يفسد الصلوة مطبوعه مصرى.

[2] وإن انتقل الٰى آية اخرى ففتح عليه المؤتم بعد الانتقال تفسد صلاة الفاتح وإن أخذ الإمام تفسد صلوة الكل وهذا قول بعض المشائخ الٰى قوله وعامة المشائخ علٰى ما يفيده لفظ المحيط على عدم الفساد قال فى الكافى والصحيح ان لا تفسد بكل حال الخ حلبى كبيرى ص ۴۴۰ فصل فيما يفسد الصوم مطبوعه لاهور، شامى زكريا ص۳۸۲ج۲ باب ما يفسد الصلوة الخ مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۲۷۲، مطبوعه مصرى.

بار کے بعد ایک مقتدی جو حافظ قرآن تھے انھوں نے لقمہ دیا اور امام صاحب نے آگے پڑھ کر نماز پوری کی۔ دو عالم اس جماعت میں تھے، انھوں نے اپنی دلیلیں پیش کرنا شروع کیں۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ نمازِ جمعہ بالکل ہوئی نہیں، دلیل بھی انھوں نے پیش کی کہ ناحق نمازوں میں لقمہ جائز نہیں۔ دوسرے عالم نے نماز کے غلط ہونے کے دعویٰ میں دلیل پیش کی کہ امام نے چونکہ لقمہ لے لیا اور سجدۂ سہو نہیں کیا۔ اس لئے نماز درست نہیں ہوئی۔ امام صاحب نے اپنی نماز کے ہونے کا اعلان کر دیا۔ بعدۂ سنت بھی ادا کر لی۔

الجواب: حامداًو مصلیاً!

امام اگر اٹک جائے یا اس کو متشابہ لگ جائے تو مقتدی کو چاہئے کہ لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے تاکہ امام خود نکال لے یا رکوع کر دے۔ یا دوسری جگہ سے پڑھ دے، جلدی میں لقمہ دینا مکروہ ہے۔ امام کو بھی چاہئے کہ وہیں اٹکا نہ رہے کسی اور جگہ سے پڑھ دے، وہیں اٹکے رہنا اور بار بار اسی کو پڑھنا امام کے لئے مکروہ ہے۔ یہ اصل مسئلہ ہے[1] اس کے باوجود جب مقتدی لقمہ دے تو مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام لقمہ لے تو امام کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ خواہ تین آیت کے مقدار پڑھی ہو یا کم زیادہ سب کا یہی حکم ہے[2] اور اس لقمہ دینے اور لینے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ فرض نماز ہو یا عید و تراویح سب کا حال اس مسئلہ میں یکساں ہے جمعہ کے بعد سنتیں پڑھ کر لوگوں کو روکنا اور جمعہ وجہ مذکورہ کی بناء پر دوبارہ پڑھنا غلط ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/ ۹۲ھ

---

[1] ویکره للمقتدى أن يعجل بالفتح لان الإمام ربما يتذكر فيكون من غير حاجة. ويكره للإمام ان يلجئهم إليه، بأن يقف ساكتاً بعدالحصر أو يكرر الآية بل ينتقل الى آية آخرى او يركع ان قرأ القدر المستحب (طحطاوى على مراقى الفلاح مصرى ص ۱۷۲ باب مايفسد الصلوٰة)حلبى كبيرى ص ۴۴۰ فصل فيما يفسد الصلوة، مطبوعه سهيل لاهور، شامى كراچى ص ۶۲۲ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة الخ.

[2] بخلاف فتح على امامه فانه لا يفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بكل حال اى سواء قرأ الإمام قدر ما تجوز به الصلوة أم لا انتقل الىٰ آية اخرى ام لا لا الخ در مختار مع الشامى زكريا ص ۳۸۲ ج۲ باب ما يفسد الصلوة حلبى كبيرى ص ۴۴۰ مطبوعه سهيل لاهور، مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۱۷۲ مطبوعه مصرى.

غلط لقمہ دینے کی تفصیل

سوال: مقتدی نے امام کو تعدادِ رکعات کے اندر غلط لقمہ دیا اور امام نے لقمہ نہیں لیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟ یا کسی اور قسم کا غلط لقمہ دیا۔ اگر ما یجوز بہ الصلوٰۃ کے مطابق قرأت کر چکا ہے۔ پھر قصداً دوسری جگہ سے قرأت کرنے لگتا ہے یا نسیاناً دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟ اگر ما یجوز بہ الصلوٰۃ کے مطابق قرأت نہیں کی ہے اور قصداً یا سہواً منتقل ہو گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر مقتدی نے عمداً غلط لقمہ نہیں دیا تو اس کی بھی نماز فاسد نہیں[1] ہوئی، ما یجوز بہ الصلوٰۃ قراءت کے مطابق یا اس سے پہلے اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ میں قراءت کی، قصداً یا نسیاناً تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی الا یہ کہ معنیٰ بگڑ جائیں، مثلاً اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وعملوا الصالحاتِ کے بعد بغیر وقف کئے دوسری جگہ سے اُولٰئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فیھا خالدون پڑھ دیا تو معنیٰ بگڑ گئے اور نماز فاسد ہو گئی۔ بلا مجبوری کے قصداً دوسری جگہ منتقل ہونا غلط ہے۔[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

---

[1] بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بكل حال الخ در مختار مع الشامی زکریا ص ۳۸۲ ج ۲، باب ما یفسد الصلاۃ، حلبی کبیری ص ۴۴۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۷۲، مطبوعہ مصری.

[2] وقرأ ان الذين امنوا وعملوا الصالحات......اما اذا لم يقف وصل ان لم يغير المعنى لاتفسد (الهندية ص ۸۱ ج ۱ مطبوعه بلوچستان الفصل الخامس فی زلة القاری، التاتارخانيه ص ۴۸۵ ج ۱ الفصل الرابع فی ذكر آية مكان آية مطبوعه پاکستان، قاضیخان ص ۱۳ ج ۱ فصل فی قراءة القرآن خطأً، مطبوعه كوئٹه.

لقمہ دینے والے کی نماز کا حکم

سوال: امام نے بجائے لقمہ لینے کے دوسری سورت شروع کردی دریافت طلب یہ بات ہے کہ مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال: اگر امام تین آیت سے زائد قراءت کر چکا ہو اور امام اگلی آیت پڑھتے ہوئے بھول جائے تو مقتدی نے لقمہ دیدیا۔ لیکن امام نے لقمہ نہ لے کر بعد میں سجدہ سہو کر لیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

لقمہ دینے والے کی نماز تو فاسد نہیں ہوئی[2] لیکن اس کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا غلط ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۰/۸۹ھ

---

[1] بخلاف فتحه على امامه فانه لايفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بكل حال الخ. درمختار مکتبہ نعمانیہ ص۴۱۸ ج۱ شامی کراچی ص۶۲۲ ج۱ ،مطلب المواضع التى لايجب فيها ردالسلام. باب مايفسد الصلاة و ما يكره فيها، فتح القدير ص ۴۴۰ ج ۱ دار الفكر بيروت قاضى خان ص۱۳۷ ج ۱ فصل فيما يفسد الصلوة مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[2] بخلاف فتحه على امامه فانه لايفسد مطلقاً لفاتح وأخذ بكل حال اى سواء قراء الامام قدرماتجوز به الصلوٰة ام لا. (الدرالمختار مكتبه نعمانيه ص۴۱۸ ج ۱ مطلب المواضع التي لايجب فيها ردالسلام باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها. شامی کراچی ص۶۲۲ ج۱، مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، النهر الفائق ص ۲۶۹ ج ۱ دار الكتب العلمية بيروت قاضيخان ص۱۳۷ ج ۱ فصل فيما يفسد الصلوة مطبوعه دار الكتاب ديوبند فتح القدير ص ۴۴۰ ج ۱ مطبوعه دار الفكر بيروت.

کیا ناپاک بدن و کپڑے والے شخص سے لقمہ لینے سے نماز فاسد ہو جائیگی

سوال: ایک شخص نابینا ہے اور وہ نماز میں شریک ہو کر امام کو لقمہ بھی دیتا ہے اور اس کا بدن بھی ناپاک رہتا ہے اور کپڑے بھی ناپاک رہتے ہیں۔ اس کے لئے کیا حکم ہے نہ وہ بدن پاک کرتا ہے نہ کپڑے پاک کرتا ہے۔ فقط

باسمہ سبحانہٗ

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جس شخص کا بدن اور کپڑا ناپاک ہے اور وہ پاک کرنے پر قادر ہو اس کو بغیر پاک کئے نماز میں شرکت جائز نہیں اگر وہ نماز پڑھے گا تو فریضہ ادا نہیں ہوگا[1] اور بجائے ثواب کے ایسا شخص سخت عذاب کا مستحق ہوگا حتی کہ ایسا کرنے سے ایمان کا سلامت رہنا دشوار[2] ہے۔ وہ شخص خواہ آنکھوں والا ہو خواہ نابینا ہو اگر ایسا شخص نماز میں شریک ہو کر امام کو لقمہ دے گا اور امام اس کا لقمہ لے گا تو امام کی اور سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۹/۶۷ھ

اگر ناپاکی کی مقدار عفو سے زیادہ ہے تو جواب صحیح ہے۔ معمولی چھینٹیں یا اتنی ناپاکی جو معاف

---

[1] تطهير النجاسة من بدن المصلى وثوبه والمكان الذى يصلى عليه واجب الخ عالمگيرى ص۶۸ ج۱ الباب الثالث فى شروط الصلوة مطبوعه كوئٹه. هداية ص۹۲ ج۱ باب شروط الصلوة الخ مطبوعه تهانوى ديوبند، شامى كراچى ص۴۰۱ ج۱ باب شروط الصلوة.

[2] وان تعمد الصلاة بلاطهر غير مكفر كصلاته لغير القبلة اومع ثوب نجس (درمختار) وانما اختلفوا اذا صلى لاعلى وجه الاستخفاف بالدين فان كان على وجه الاستخفاف ينبغى ان يكون كفرا عند الكل (الشامى نعمانيه ص۵۵ ج۱ شامى كراچى ص۸۱ ج۱. اول كتاب الطهارة، شرح فقه اكبر ص۲۱۲ الصلوة بغير الطهارة الخ مطبوعه مجتبائى دهلى. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے اس سے نماز ہو جاتی ہے[1] اور لقمہ دینا بھی درست ہے اور جب تک ظن غالب نہ ہو محض احتمال کی بناء پر کسی کو ناپاک کہنا[2] اور نماز کو فاسد قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔ سائل کو خود تحقیق کرنی چاہئے۔

سعید احمد

امام کے سورۂ فاتحہ ختم کرنے پر مقتدی کا کلمۂ طیبہ پڑھنا

سوال: میں جب امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہوں تو امام کے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد میری زبان سے خود بخود کلمہ طیبہ جاری ہو جاتا ہے۔ کافی کوشش کرتا ہوں کہ روکوں مگر نہیں رکتا۔ ایسی صورت میں میری نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس سے نماز تو فاسد نہیں ہوگی لیکن اس کی اصلاح کیجئے۔ امام کے پیچھے خاموش رہنے کا حکم ہے[3] اس حکم پر عمل کا تصور کیجئے اور کوشش بھی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ١٠/٤/١٤٠١ھ

(گذشتہ کا بقیہ) ٣ وان فتح غير المصلى على المصلى فاخذ بفتحه تفسد كذافى منية المصلى (الهندية ص٩٩ ج١، الباب السا بع فيما يفسد الصلاة و مايكره فيها) مطبوعہ مصر، ہدایہ ص١٣٦ ج١ مطبوعہ تھانوی دیوبند، سكب الانهر ص ١٨٠ ج ١ باب ما يفسد الصلوة دار الكتب العلمية.

(صفحہ ہٰذا) ١ وعفى الشارح ان قدر درهم وان كره تحريماً اشار الى ان العفوعنه بالنسبة الى صحة الصلاة به، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ٥٢٠ ج ١ باب الانجاس.

٢ من شک فى انائه اوثوبه اوبدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر مالم يستيقن الخ شامى زكريا ص ٥٨٣ ج ١ قبيل مطلب فى اباحث الغسل.

٣ اذا قرأ فانصتوا (مسلم شریف ص١٧٤ ج١، باب التشهد فى الصلوة کتب خانہ رشیدیہ دہلی) والمؤتم لا يقرأ مطلقاً ولا الفاتحة فى السرية اتفاقاً قال الشامى لا غير الفاتحة ولا الفاتحة الخ در مختار مع الشامى كراچى ص ٥٤٤ فصل فى القراء ة.

نماز میں نامِ مبارک سنکر درود شریف پڑھنے کا حکم

سوال: اگر امام نے نماز میں آیت وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل پڑھی اور کسی مقتدی نے یہ سوچ کر کہ حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہئے اس لیے اس نے نام مبارک سنتے ہی ﷺ کہدیا۔ تو اس سے نماز میں تو کوئی خرابی نہیں آئی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس کا یہ خیال صحیح ہے کہ نام مبارک سنکر درود شریف پڑھنا چاہئے۔ احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے[1] لیکن یہ حکم خارج نماز کا ہے۔ نماز میں یہ حکم نہیں۔[2] پس اگر نماز میں اس قصد سے درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد ہوگئی۔ جیسے کہ امام سے اللہ پاک کا نام سنکر جل جلالہٗ کہدیا یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ پاک کا نام سنکر تعظیمی لفظ کہنا چاہئے۔ یا امام سے کسی آیت کو سنکر کہہ دیا صدق اللہ ورسولہ ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں قصد جواب ملحوظ ہے۔
اگر بغیر قصد جواب کے درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی کیونکہ درود شریف ایسی چیز نہیں جس کے پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے بلکہ نماز میں اس کو مستقلاً پڑھا جاتا ہے (قعدہ اخیرہ میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے) اور اللہ پاک کیلئے تعظیمی الفاظ مستقلاً پڑھے جاتے ہیں (جیسے رکوع میں سبحان ربی العظیم) اھ شامی[3] ص ۷۱۴ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرَتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَی الْحَدِیْثِ. مشکوٰہ شریف ص ۸۶ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ وفضلھا. کتاب الصلاۃ. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود نہ پڑھے۔

[2] ومکروھۃ فی صلوۃ غیر تشھد اخیر (الدرالمختار مع الشامی مکتبہ نعمانیہ ص ۳۴۸ ج ۱ الدرالمختار مع شامی کراچی ص ۵۱۸ ایچ ایم سعید مطلب فی المواضع التی تکرہ فیھا الصلاۃ علی النبی ﷺ.

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

نماز کی حالت میں کوئی پکارے تو کیا کیا جائے؟

سوال: گھر کے اندر نماز پڑھنے والے کو کوئی باہر سے پکارے تو پکارنے والے کو نمازی کسی طرح آگاہ کرسکتا ہے یا نہیں کہ میں نماز میں ہوں اس وجہ سے باہر نہیں آسکتا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا قراءت آیت کے ذریعہ سے ہوسکے تو اجازت ہے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

خارج آدمی کے تکبیر کہنے سے نماز فاسد ہوگئی؟

سوال: ایک مسجد میں فرض نماز باجماعت ہورہی ہے اوپر کئی منزلیں ہیں۔ بالائی حصّہ میں بھی جماعت ملحق ہورہی ہے۔ سوءِ اتفاق سے آلۂ مکبر الصوت خراب ہوگیا یا امام کی آواز اوپر نہیں پہنچی ایک صاحب نے اوپر سے زینے پر آکر آواز دیا تکبیر بولو اوپر آواز نہیں آتی۔ نمازی میں ایک صاحب نے پست آواز سے تکبیر کہنا شروع کیا۔ دوبارہ آواز دینے والے نے کہا زور سے تکبیر کہو۔ دوسرے صاحب نے نماز ہی میں زور سے تکبیر کہنا شروع کیا۔ پس دریافت طلب

(گذشتہ کا بقیہ) [3] سمع اسم اللّٰہ تعالیٰ فقال جل جلاله او النبی ﷺ فصلی علیه او قرأة الامام فقال صدق اللّٰہ ورسوله تفسد ان قصد جوابه (درمختار مکتبہ نعمانیہ ص۴۱۷ ج۱، الدرالمختار شامی کراچی ص ۶۲۱ ج ۱ مطلب المواضع اللتی لایجب فیها ردالسلام باب مایفسد الصلاة الخ، عالمگیری ص۹۹ ج۱ الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها مطبوعه دار الکتاب دیوبند البحر ص۵ ج۲ باب ما یفسد الصلوة الخ مطبوعه الماجدیه کوئٹہ.

(صفحہ ہٰذا) [1] سمع اسم الله تعالیٰ فقال جل جلاله تفسد الی ما قال وقید بقصد الجواب لانه لو لم یرد جوابه بل اراد اعلامه بانه فی الصلاة لا تفسد اتفاقا در مختار علی الشامی زکریا ص ۳۸۱ ج۲ کتاب الصلوة، باب ما یفسد الصلاة الخ.

امر یہ ہے کہ خارج اور نمازی شخص کا لقمہ نمازی نے لیا اور اس پر تکبیر کہنا شروع کیا۔ اس حالت میں میں تکبیر کہنے والے نمازی کی نماز ہوجائے گی یا فاسد ہوجائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب کسی نے جو کہ نماز میں شریک نہیں تھا کہا کہ تکبیر بولو، اس پر اگر کسی نمازی نے فوراً تکبیر آواز سے نہیں کہی مثلاً امام اس وقت قراءۃ میں مشغول تھا۔ جب وہ فارغ ہو کر رکوع میں گیا تب کسی نمازی نے تکبیر کہدی تاکہ اوپر کے نمازیوں تک بھی پہونچ جائے تو اس کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اسی طرح اگر خارج نماز آدمی نے پھر کہا کہ زور سے تکبیر کہو تو فوراً آواز سے تکبیر نہیں کہی بلکہ جب امام سجدہ میں گیا یا سجدہ سے اٹھا اس وقت تکبیر زور سے کہی تب بھی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اگر خارج نماز آدمی کے کہنے پر فوراً تکبیر آواز سے کہدی تو نماز فاسد ہوگئی۔ کذا فی[1] ردالمحتار والبحر[2] الرائق والہدایہ[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

نمازی کا غیر نمازی کے کہنے پر عمل کرنا

سوال: ایک آدمی مسبوق فی الصلوٰۃ ہے مگر اس کو اپنی مسبوقیت یاد نہیں ہے جس وقت امام نے سلام پھیرا تو ساتھ ساتھ اس نے بھی پھیر لیا ایک دوسرا آدمی پہلو میں کھڑا تھا سلام پھیرنے کے بعد اس نے یاد دلایا کہ تمہاری ایک رکعت باقی ہے۔ فاتح سے فتح لیکر رکعت کو پورا کرلیا آیا مستفتح کی نماز ہوگی یا نہیں؟ عبارت مع حوالہ کتب وصفحہ تحریر فرمائیں گے!

---

[1] حتی لو امتثل امرغیره فقیل له تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احدفوسع له فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برأیه ملخصا(الدرالمختار علی ردالمحتار ص١٨ ۴١ ج ١ باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها مکتبه نعمانیه الدرالمختارعلی هامش ردالمحتار ص٢٢ ٦ ج ١ مکتبه دارالفکر.

[2] البحر الرائق ص٦ ج٢ باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها مطبوعه کوئٹه پاکستان. (حاشیہ ۳ آئندہ صفحہ پر)

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر محض فاتح کے فتح کی وجہ سے کھڑا ہوگیا خود یادنہیں آیا تو نماز فاسد ہوگئی (وفتحه علی غیرامامه)الا اذا اراد التلاوة وکذا الاخذ الا اذا تذکر فتلاقبل تمام الفتح اھ۔ درمختار مع ردالمختار ص۴۱۸ ج۱ (قوله وکذا الاخذ) ای اخذ المصلی غیر الامام بفتح من فتح علیه مفسدٌ ایضاً کما فی البحر عن الخلاصة او اخذ الامام بفتح من لیس فی صلاته کما فیه عن القنیة اھ شامی[۱] ص۴۱۸ ج۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں ٹوپی پرخون گرنا

سوال: زید نماز پڑھ رہا تھا کہ پنکھے سے ٹکرا کر چڑیا گرگئی اس کا بازو ٹوٹ گیا اور خون جاری ہوگیا اور اس کا خون زید کی ٹوپی پر گر پڑا۔ بعد میں معلوم ہوا تو اس نماز کا اعادہ واجب ہوگا یانہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر ایک درہم سے زائد خون لگ گیا تو نماز فاسد ہوگئی ۔عین نماز میں پتہ چل جائے تو اسی وقت نماز ختم کردے کپڑا پاک کرکے دوبارہ پڑھے۔ اگر پتہ نہ چلے تو جب معلوم ہو کپڑا پاک کرکے اعادہ کرے[۲] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۱/ ۱۱ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] هدایه ص۱۳۶ ج۱ باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۶۲۲ ج۱ مطلب المواضع التی لایجب فیهاردالسلام. باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، عالمگیری ص۹۹ ج۱ الباب السابع فیما یفسد الصلوة الخ مطبوعه کوئٹه، عنایه مع فتح القدیر ص۳۹۹ ج۱ دار الفکر بیروت، النهر الفائق ص۲۶۹ ج۱ دار الکتب العلمیة بیروت، قاضی خان علی الهندیه ص۱۳۷ ج۱ فصل فیما یفسد الصلوة مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[۲] اذا ازادت علی قدر الدرهم تمنع جوازالصلاة. خانیه علی هامش الهندیة ص۱۸.۱۹ ج۱ کتاب الطهارة. فصل فی النجاسة اللتی تصیب الثوب الخ، عالمگیری ص۵۸ ج۱ الباب الثالث فی شروط الصلاة مطبوعه دار الکتاب دیوبند، شامی زکریا ص۵۲۰ ج۱ باب الانجاس.

نماز میں یاد آیا کہ بڑا استنجاء نہیں کیا

سوال: کوئی شخص بڑا استنجاء کرنا بھول گیا اور نماز میں یاد آ گیا۔ تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جب تک نجاست مخرج نجاست سے متجاوز نہ ہوتو استنجا سنت ہے جب مخرج سے متجاوز ہوجائے اور مقدار درہم ہوتو پانی سے اس کا ازالہ واجب ہے اور جب مقدار درہم سے بھی متجاوز ہوجائے تو پانی سے اس کا دھونا فرض ہے[1] تو یہ تین صورتیں ہوئیں۔ پہلی صورت میں تو نماز تمام کرے[2] اور بس دوسری صورت میں نماز تمام کرکے اس کا اعادہ بھی استجاء کرنے کے بعد کرے[3] تیسری صورت میں نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا۔ لہٰذا نماز توڑ کر استنجاء کرے اور ازسرِ نو نماز پڑھے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۸/صفر ۵۸ھ

---

[1] والاستنجاء سنة من نجس يخرج من السبيلين مالم يتجاوز المخرج وان تجاوز وكان قدر درهم وجب ازالته بالماء وان زاد على الدرهم افترض غسله (نورالايضاح ص۳۸ فصل فی الاستنجاء مطبوعه دیوبند، حلبی کبیری ص ۲۹ آداب الوضوء مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، شامی کراچی ص۳۳۸ج ۱ فصل الاستنجاء، تاتارخانية ص ۹۹ ج ۱ نوع منه فی بیان سنن الوضوء الخ مطبوعه کراچی.

[2] الاستنجاء بالحجر سنة مؤكدة عندنا لو تركها وصلى بغير استنجاء اجزته صلاته، تاتارخانية ص۹۸ ج ۱ كتاب الطهارة نوع منه فی بيان سنن الوضوء وآدابه مطبوعه کراچی، فتح القدير ص ۲۱۲ ج ۱ فصل فی الاستنجاء مطبوعه دار الفكر بيروت.

[3] انظر تحت قولهم كل صلوة اديت مع كراهة التحريم تعادای وجوبافی الوقت وامابعده فندباً (الشامی نعمانيه ص۴۸۶ ج ۱ شامی کراچی ص۶۴ ج ۲ ایچ ایم سعید مطلب فی تعريف الاعادة، البحر الرائق ص ۳۰۰ ج ۱ باب صفة الصلاة تحت قول وتعديل الاركان مطبوعه ماجديه كوئٹه، فتح القدير ص ۳۰۱ ج ۱ باب صفة الصلوة مطبوعه دار الفكر بيروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نماز میں چلنے سے نماز کا حکم

سوال: امام صحن مسجد میں مع مقتدیوں کے نماز ادا کر رہے ہیں اسی حالت میں بارش ہونے لگی تو ایسی صورت میں کیا امام اور مقتدیوں کو اجازت ہے کہ نماز کے اندر اندر اس مقدار میں چلیں کہ دالان مسجد میں داخل ہو کر بارش سے بچ سکیں جواب مفصل اور مدلل مرحمت فرمائیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر مسجد کے صحن سے دالان تین قدم کے فاصلے پر ہے اور اس طرح چل کر وہاں پہونچیں کہ درمیان میں وقفہ نہ کریں بلکہ مسلسل چلیں تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر ایک قدم چل کر ایک رکن کی مقدار ٹھہر جائیں پھر چلیں پھر ٹھہر جائیں پھر چل کر پہونچیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگر فاصلہ اس سے کم ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ مشٰی مستقبل القبلة هل تفسد ان قدر صف ثم وقف قدر ركن ثم مشٰی و وقف كذا لك و هٰكذا لاتفسدوان كثرمالم يختلف المكان اھ درمختار وبسط الشامی[1] ص۴۲۱ ج۱۔ فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں داڑھی کو ہلاتے رہنا

سوال: اگر کوئی امام نماز کے دوران لگا تار داڑھی کو آگے پیچھے ہاتھ سے ہلاتے رہیں ٹائم

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [۲] النجاسة ان كانت غليظة وهى اكثرمن قدرالدرهم فغسلها فريضة والصلوة بها باطلة (الهندية ص۵۸ ج۱، الباب الثالث فى شروط الصلوة مطبوعہ مصر فاذا زاد عليه يكون مانعاً الخ عنايه ص۲۱۶ ج۱ فصل فى الاستنجاء قبيل كتاب الصلوة دار الفكر بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الدرالمختارنعمانيه ص۴۲۱ ج۱، الدرالمختار ص۶۲۷ ج۱ ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى مطلب فى المشى فى الصلاة. باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فتاوى قاضى خان ص۱۳۴ ج۱ فصل فيما يفسد الصلوة مطبوعه دار الكتاب ديوبند، فتاوى هنديه ص۱۰۳ ج۱ الباب السابع فيما يفسد الصلوة الخ مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

دیکھنے کے لئے اور بعض اوقات نماز کے دوران ایسا محسوس ہو کہ یہ نماز کی حالت میں نہیں اور اکثر دونوں ہاتھ سے کپڑے درست کرتا ہو تو ایسے امام کے لئے شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

یہ امور خشوع وخضوع کے خلاف ہیں۔ ایک رکن میں اگر تین بار ہاتھ اٹھا کر داڑھی کو آگے پیچھے کیا تو بعض فقہاء نے اس کو عمل کثیر قرار دیا ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے اسی طرح کوئی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں یہ بھی عمل کثیر ہے[۱] امام صاحب کو چاہئے کہ پوری احتیاط رکھیں اور سنت کے مطابق نماز پڑھایا کریں ورنہ امکان ہے کہ مقتدی ان کو الگ کر دیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/ ۱۴۰۰ھ

ایک سے زائد ضرب میں سانپ کو مارنا!

سوال: نماز میں سانپ مارنا جب کہ اس سے تکلیف کا قوی اندیشہ ہو اگرچہ خارج مسجد سے آلۂ ضرب لا کر ہو یا مسجد میں رہتے ہوئے انحراف قبلہ بھی ہو جائے یا تین ضربات سے مارا جائے یا دو تین قدم چلنا پڑے کیسا ہے اس سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ نورالایضاح، فصل فیما یکرہ للمصلی کے ذیل میں مرقوم ہے وقتل حیة وعقرب خاف اذا هما بضربات وانحراف القبلة.

---

[۱] ويفسد ها العمل الكثير لاالقليل والفاصل بينهما أن الكثير هو الذى لايشك الناظر لفاعله أنه ليس فى الصلاة وان اشتبه فهو قليل على الاصح وقيل فى تفسيره غير هذا كالحركات الثلاث المتواليات كثير ودونها قليل (مراقى الفلاح على الطحطاوى ص۲۶۲ باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها) مطبوعہ مصر۔ النهر الفائق ص۲۷۴ ج ۱ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامى زكريا ص۳۸۵ ج۲ مطلب فى التشبيه باهل الكتاب باب ما يفسد الصلوة الخ.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ عمل ممنوع ومکروہ نہیں لیکن عمل کثیر سے نماز فاسد ہوجائے گی، یہی قول صحیح ہے قال السرخسی انها لاتفسد بقتلها ولوبعمل کثیر ولوبانحراف عن القبلة وصح الحلبی الفساد وهو ماعلیهعامة شروح الجامع الصغیر وروایة مبسوط شیخ الاسلام قال الکمال الحق الفساد فیما یظهر لکن لا اثم بمباشرته فی الصلوة (بحر) ملخصاً الخ الطحطاوی علی مراقی الفلاح [۱] (نورالایضاح [۲] ص۲۲۲) فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دونوں ہاتھ سے کپڑا ٹھیک کرنا کیا عمل کثیر ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں دونوں ہاتھ سے کپڑا اٹھائے تو نماز کیسی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اس طرح دونوں ہاتھوں سے اٹھائے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے تو نماز درست نہیں ہوگی یہ عمل کثیر ہے۔ عمل قلیل سے نماز درست ہوجاتی ہے [۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۷۸ھ

---

[۱] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۰۱ فصل فیما لایکره للمصلی من الافعال، البحر الرائق ص ۳۰ ج ۲ مطبوعه ماجدیه کوئٹه، شامی زکریا ص ۴۲۲ ج ۲ مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحة باب ما یفسد الصلوة الخ، حلبی کبیری ص ۳۵۴ کراهیة الصلوة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] نورالایضاح ص۹۰،فصل فیما لایکره للمصلی.

[۳] ویفسد ها العمل الکثیر لاالقلیل والفاصل بینهما ان الکثیر هوالذی لایشک الناظر لفاعله انه لیس فی الصلوٰة وان اشتبه فهو قلیل علی الاصح (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۲۶۲ فصل فیما یفسد الصلاة مطبوعه مصر، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۳۸۴ باب ما یفسد الصلاة الخ مطلب فی التشبه باهل الکتاب النهر الفائق ص ۲۷۴ ج ۱ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۶۲ باب ما یفسد الصلوة مطبوعه مصر.

ایک رکن میں تین بار کھجلانے سے کیا نماز کو توڑ دے؟

سوال: فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ نماز میں کوئی تین مرتبہ ایک رکن میں کھجلائے اور ہر بار حرکت دے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو کیا اس صورت میں نیت توڑ دینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر ایک رکن میں تین بار کھجلائے تو نیت نہ توڑے پھر بعد میں دوبارہ اس نماز کو ادا کریں تو اچھا ہے[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۸۸ھ

پکی گھموری کا کھجلانا

سوال: نماز پڑھتے وقت اگر پکی گھموری کھجلا دی (اندھوری) تو اس سے پانی نکل آئے گا، کیا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی (اندھوری گھموری سے مراد گرمی کا دانہ ہے)۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر وہ پانی بہہ جائے تو نماز بھی فاسد ہو جائیگی اور وضو کی بھی دوبارہ ضرورت ہوگی ورنہ نہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۲ھ

---

[1] ولوحک المصلی (جسده مرة او مرتين)متواليتين (لاتفسد)صلوته للقلة ولوفعل ذلک (مرارامتواليات) اى فى ركن واحد (تفسد صلاته لانه كثير (حلبى كبيرى ص۴۴۸ فصل فيما يفسد الصلاة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاهور، رد المحتار على الدر الختار زكريا ص۴۰۷ ج۲ باب ما يفسد الصلوة الخ قبيل مطلب فى الخشوع، فتاوى هنديه، ص۱۰۴ ج۱ الباب السابع فيما يفسد الصلاة الخ النوع الثانى فى الافعال المفسدة للصلاة مطبوعه دار الكتاب ديوبند. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عمل کثیر کا حکم

سوال: دونوں ہاتھوں سے ایک وقت میں کام کرنا نماز پڑھتے ہوئے کیسا ہے۔ مثلاً رکوع میں سے کھڑے ہوکراور سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پائجامہ یادھوتی کو درست کرنا کیسا ہےاوراگر کوئی شخص جان بوجھ کرایسا کرتا ہےتوایسے شخص کا کیا حکم ہے آیا نماز ہوگی یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جوکام عادۃً دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے بعض فقہاء کے نزدیک ایسا کام نماز میں کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے معمولی طریقہ سے اگر پائجامہ یادھوتی کومختصر سا سہارا دیا کہ سجدہ میں رکاوٹ نہ ہو یا کشف عورت نہ ہوزیادہ حرکت نہیں ہوتی تواس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور ہاتھوں کوایسی حالت میں زیادہ حرکت دینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے[1]۔ تاہم اس سے اجتناب کرنا بہرحال بہتر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

عمل کثیر کی تفصیل

سوال: نماز کےکسی رکن میں تین مرتبہ کھجلانا نماز کے لئے مفسد ہے؟ آج کل ایک عالم

(گذشتہ کابقیہ) [2] ومنها (اى من النوافض) ما يخرج من غير السبلين ويسيل الىٰ مايطهرمن الدم والقيح والماء لعلة الخ عالمگيرى ص١٠ ج١ (مطبوعه كوئٹه) هدايه ص٢٨ ج١ فصل فى نواقض الوضوء مطبوعه ياسر نديم ديوبند، الدر مع الرد كراچى ص١٣٤ ج١ كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء.

(صفحہ ہٰذا) [1] ان مايعمل عادة باليدين كثير وان عمل بواحدة كالتعمم وشدالسراويل وماعمل بواحدة قليل وان عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها الا اذا تكررثلاثاً متوالية(الشامى ص٤٢٠ ج١، مكتبه نعمانيه مطلب فى التشبه باهل الكتاب . باب ما يفسد الصلاة، رد المحتار على الدر المختار زكريا ص٣٨٥ ج٢ طحطاوى على مراقى الفلاح ص٢٦٢ باب ما يفسد الصلاة مطبوعه مصر فتاوى هنديه ص١٠٢ ج١ الباب السابع فيما يفسد الصلاة الخ النوع الثانى فى الافعال المفسدة للصلاة مطبوعه دار الكتاب ديوبند النهر الفائق ص٢٧٤ ج١ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

اپنے وعظوں میں اکثر بیان کرتے رہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے نماز نہیں ہوتی ہے اور حوالہ فتاویٰ عالمگیری کا دیتے ہیں غالباً اس کو عمل کثیر جان کر مذکورہ فتویٰ دیا جاتا ہے حالاں کہ عمل کثیر کے متعلق کئی قول ہیں۔ تین قول فتاویٰ عالمگیری میں بھی ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے حکم لگانے میں احتیاط ضروری ہے نماز کی جس قدر تاکید ہے اسی قدر شریعت نے رخصتیں بھی دی ہیں، سو ضرورت کے تحت جسم کھجلانے کی اجازت ہونی چاہئے جب کہ عرب کے موسم پانی کی کمی اور موٹے کپڑوں کے عام استعمال سے اس کی ضرورتیں عہد رسالت کے اندر لوگوں کو پیش آتی رہی ہوں گی، بے ضرورت جسم یا کپڑے سے کھیلنا تو ضرور مفسد نماز اور عمل کثیر ہونا چاہئے مگر ضرورت کے تحت اگر ہاتھ بغیر کسی التفات قلبی کے تین مرتبہ لگ گیا تو کیا عمل کثیر کا ہونا یقینی ہو گیا اور ایسا کرنے والے کو نماز دوہرانا ضروری ہے حدیث وفقہ کے سلسلہ میں مفسدات نماز میں اس کا تذکرہ نہ مل سکا فی رکن کا ماخذ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

عمل کثیر مفسد صلوٰۃ ہے اس کی تفسیر میں پانچ قول ہیں، کبیری[1] شرح منیۃ المصلی ص ۴۱۸ میں تفصیل مذکور ہے۔ الدر المختار[2] ص ۴۱۹ میں پانچ اقوال نقل کئے ہیں **فیه اقوال خمسة اصحها مالا یشک بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها اھ** بدائع[3]، زیلعی[4]، محیط[5]، قاضی خاں[6]، خلاصہ سے اسی قول کی ترجیح، تحسین تصویب نقل کی ہے[7] ایک رکن میں تین دفعہ مستقلاً ہاتھ

---

[1] کبیری ص ۴۱۸ باب مایفسد الصلاۃ. مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] درمختار علی الشامی کراچی ص ۶۲۴ ج ۱ باب مایفسد الصلاۃ ومایکره فیها مطبوعه زکریا ص ۳۸۵ ج ۲.

[3] بدائع الصنائع کراچی ص ۲۴۱ ج ۱ کتاب الصلاۃ. فصل فی بیان حکم الاستخلاف

[4] زیلعی ص ۱۶۵ ج ۱ مطبوعه امدادیه ملتان. باب ما یفسد الصلاۃ.

[5] محیط ص ۱۶۳ ج ۲ الفصل الخامس فی بیان ما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی فی بیان الافعال المفسدة. مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

[6] قاضی خان علی هامش الهندیة ص ۱۳۰ ج ۱ فصل فیما یفسد الصلاۃ مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[7] وفیه أقوال خمسة اصحها مالا یشک الخ صححه فی البدائع وتابعه الزیلعی (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اٹھا کر کھجلانے کو کبیری میں مفسد صلوٰۃ لکھا ہے[1] اس صریح جزئیہ کی وجہ سے غالباً ان عالم صاحب نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہوگا اس جزئیہ کی بنیاد بھی عمل کثیر ہے جس کی تشریح میں پانچ قول ہیں راجح قول اوپر مذکور ہوا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۳/۲۷ھ

قہقہہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے

سوال: رکوع سجدہ والی نماز میں بالغ مرد کے قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے، حالانکہ نماز میں ہنسی کا واقعہ عملاً شاید ظہور پذیر ہوتا ہو۔ میرے علم میں تو ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہے۔ پھر یہ کہ اس صورت میں کسی چیز کا جسم سے اخراج بھی نہیں ہوتا ہے، کہ وضوٹوٹ جائے، اس طرح یہ ایک غیر عقلی بات ہے۔ اس لئے لامحالہ اس کے لئے کوئی نص ہونی چاہئے جب ہی یہ امر لائق اتباع ہوسکتا ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس مسئلہ سے متعلق متعدد صحابہؓ نے حضرت رسول اکرم ﷺ سے احادیث نقل کی ہیں۔ امام زیلعی[3] نے نصب الرایہ ج ا ص ۴۷ سے ۵۰ تک ان کو سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مراسیل ان کے علاوہ ہیں جو ص ۵۴ تک ہیں۔ جن صحابہ کرامؓ نے مرفوعاً احادیث نقل کی ہیں ان کے اسماء یہ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) والوالجی وفی المحیط أنه الأحسن وقال الصدر الشهيد إنه الصواب وفی الخانية والخلاصة إنه اختيار العامة وقال فی المحيط وغيره رواه الثلجی عن اصحابنا، حليه، رد المحتار علی الدر المختار زکريا ص ۳۸۵ ج ۲ مطلب فی التشبه باهل الکتاب الخ باب ما يفسد الصلوة الخ.

(صفحہ ہٰذا) [1] وحک المصلی جسده مرة او مرتين متواليتين لاتفسد صلوته للقلة وكذا لاتفسد اذا فعل ذلک الحک مرارا غير متواليات بان لم تکن فی رکن واحد ولو فعل ذلک مراراً متواليات ای فی رکن واحد تفسد صلاته لانه کثير (کبيری ص ۴۴۸ باب مايفسد ومايکره فيها مطبوعه سهيل اکيڈمی لاهور.

[2] ملاحظه هو البحر الرائق ص ١١ ج ٢ باب مايفسد الصلاة وما يکره فيها مطبوعه ماجديه کوئٹه.

[3] نصب الراية ص ۴۷ تا ۵۴ ج ١ کتاب الطهارة حکم القهقهة فی الصلاة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عمران ابن الحصین، حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہم[1] نیز اس مسئلہ پر مستقل رسالہ ہے جس کا نام ہے "السهسهة فی نقض الوضوء بالقهقهة" فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۱/۹۵ھ

معمولی ہنسی سے نماز فاسد ہوگئی وضو نہیں ٹوٹا

سوال: جمعۃ الوداع کے دن زید کو جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت سنت پڑھتے وقت کچھ ایسی بات ذہن میں آ گئی کہ اس کو بہت ہی ہلکی سی ہنسی آ گئی کہ اس کے کانوں تک ہی آواز پہونچی۔ لیکن اتنی آواز ہنسی میں نہیں نکلی کہ بغل میں بیٹھا ہوا شخص سن سکے۔ تو کیا ایسا کرنے سے وضو ٹوٹ جائیگا اور بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی اور ایک شخص سے اس نے یہ بھی سنا تھا کہ جو بغیر وضو کے نماز پڑھے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو کیا وہ اسلام سے خارج ہوگیا اور اس نے جتنے بھی پہلے نیکی کے کام کئے وہ سب ضائع ہو گئے۔ تو کیا اس کو پھر سے کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہونا چاہئے۔ اگر یہ سب جانتے ہوئے کہ وضو ٹوٹ گیا ہنسنے سے اور پھر بھی اس خوف سے کہ وضو کرنے جائے گا تو اس کی جگہ چلی جائے گی تو وہ وضو کرنے نہیں گیا اور جمعہ کی جماعت سے فرض پڑھے اور پھر سنن ونوافل پڑھ کر گھر چلا گیا۔ تو کیا اس کو اس پوری نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور وہ یہ سب جاننے کے لئے بہت بیقرار ہے۔ آپ برائے مہربانی جواب نیچے لکھ کر ارسال فرمائیں۔ وہ سنن ونوافل کا اعادہ تو کرسکتا ہے لیکن وہ فرائض کا اعادہ کیسے کرے؟ جب کہ اس نے

---

[1] الحديث الثانی والعشرون قال النبی صلی الله عليه وسلم ألامن ضحک منکم قهقهة فليعد الصلاة والوضوء جميعا، قلت فيه أحاديث مسندة وأحاديث مرسلة أما المسندة فرويت من حديث ابی موسٰی الأشعری وأبی هريرة وعبد الله بن عمر وأنس بن مالک وجابر بن عبد الله وعمران ابن الحصين وأبی المليحؓ، نصب الراية ص۴۷ ج۱ کتاب الطهارة حکم القهقهة فی الصلاة مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

فرض نماز جماعت سے پڑھی اور جمعہ کے دوفرض ہوتے ہیں اور ظہر کے چار۔تو چار دہرائے یا دو؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جس نماز میں اس کو اتنی ہنسی آئی کہ خود اپنی آواز سن لی اور بغل والے آدمی نے نہیں سنی تو اس سے اسکی وہ نماز ٹوٹ گئی مگر وضو پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑا[1] لہٰذا اس کے بعد نماز جمعۃ الوداع اور بعد والی سنت ونوافل سب درست ہوگئی۔ نہ اسلام سے خارج ہوا اور نہ اس نماز کا اعادہ لازم ہے۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۱ھ

خیالات آنے سے نماز میں خرابی نہیں آتی

سوال: نماز میں طرح طرح کے خیال آتے ہیں اور سجدہ میں دعائیں دل سے نکلنے لگتی ہیں۔نماز میں کچھ حرج واقع ہونے لگتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہو تو اس کے دفعیہ کے لئے کیا کرنا چاہئے

الجواب: حامداً و مصلیاً!

محض خیالات آنے یا دل سے دعا نکلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا[2] خداوند تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصور کر کے نماز پڑھے کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔[3] اور ہر رکن کے آداب

---

[1] مایکون مسموعاً له دون جیرانه وهوعلی ماقیل تفسد الصلاة دون الوضوء (هدایه ص۲۷ ج ۱ فصل فی نواقض الوضوء عالمگیری ص۱۲ ج۱ الفصل الخامس فی نواقض الوضوء مطبوعه دار الکتاب دیوبند، شامی کراچی ص۱۴۵ ج ۱ کتاب الطهارة، مطلب نوم الأنبياء غير ناقض.

[2] ......عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَاوَسْوَسَتْ فِی صَدْرِهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَکَلَّمْ مشکوٰة شریف ص۱۸ باب فی الو سوسة مکتبه یاسرندیم اینڈ کمپنی دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے دلوں میں آنے والے وساوس کو معاف کر دیا ہے جب تک اس پر عمل یا کلام نہ کیا جائے۔

[3] ......قال ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک مشکوٰة شریف ص۱۱ ج۱، کتاب الایمان مکتبہ یاسرندیم اینڈ کمپنی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اسلئے کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔

کی رعایت رکھی جائے توانشاء اللہ تعالیٰ نماز کا حظ حاصل ہوگا اور خیالات بھی پریشان نہیں کریں گے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ۔ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد ۳۰؍جمادی الاولیٰ؍۶۹ھ

چوتھی رکعت پر قعدہ نہیں کیا

سوال: ایک روز نماز عصر ہورہی تھی۔ پوری چار رکعت ہوگئیں امام صاحب پانچویں رکعت کے واسطے کھڑے ہوگئے مقتدیوں نے لقمہ بھی دیا مگر اس کو یاد تھا کہ رکعتیں تین ہوئی ہیں اور پانچویں رکعت پوری کر کے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا نماز ہوئی یا کہ نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر وہ چوتھی رکعت پر نہیں بیٹھا اور پانچ رکعت پڑھ لی ہیں تو نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھی جائے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دوسری رکعت پڑھ کر قیام پھر فوراً ہی قعود کیا مفسد صلوٰۃ ہے

سوال: چار رکعت والی نماز میں اگر امام صاحب قعدۂ اولیٰ نہ کر کے بالکل کھڑا ہوجائے

---

[۱] ولها آداب تركه لا يوجب إساءة ولا عتابا لكن فعله افصل، نظره الى موضع سجوده حال قيامه والٰى ظهر قدميه حال ركوعه والٰى ارنبة أنفه حال سجوده والٰى حجره حال قعوده والٰى منكبه الأيمن والأيسر عند التسليمة الاولٰى والثانية لتحصيل الخشوع الخ در مختار مختصراً ص۱۷۵ ج۲ كتاب الصلوة آداب الصلوة، مطبوعه زكريا طحطاوى مع المراقى ص۲۲۴ فصل من آدابها، مطبوعه مصرى، سكب الانهر ص۱۳۶ ج۱ باب صفة الصلوة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲]......والقعدة الاخيرة فرض فى الفرض والتطوع حتى لو صلى ركعتين ولم يقعد فى آخرهما وقام وذهب تفسد صلاته. عالمگيرى كوئٹه ص۷۱ الفصل الاول فى فرائض الصلاة. مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص۳۸۱ ج۱ باب سجود السهو. مطبوعه مصر، حلبى كبيرى ص۲۸۹ السادس القعدة الأخيرة مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

اور پھر قعود کی طرف لوٹ آئے اور بعد میں سجدۂ سہو بھی ادا کرے تو کیا نماز صحیح ہوجائے گی یا نہیں اگر صحیح ہوجائے تو کتب فقہ کی یہ تصریح کہ فسدت صلوته علی الصحیح کمافی الحاشیة نورالایضاح کنزالدقائق وغیرہ اور بعض کتابوں کے اندر بطلت صلوٰته کمافی القدوری اس کی کیا صورت ہے اور کیا جواب ہے اور اگر صحیح نہ ہوتو بعض کتبِ فقہ کے اندر بلا کراہت نماز جائز ہے کہنے کی کیا وجہ ہے۔کمافی فتاویٰ رحیمیہ۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

وان عاد الساهی عن القعود الاول الیه بعد ما استتم قائما اختلف التصحیح فی فساد صلاته وارجحهما عدم الفساد لان غایة مافی الرجوع الی القعدة زیادة قیام فی الصلوٰة وهو وان کان لا یخل لکنه بالصحة لایحل لان زیادة مادون رکعة لایفسد وقد یقال انه نقص للاکمال فانه اکمال لانه لم یفعله الاّ لاحکام الصلوٰة . وقال صاحب البحر والحق عدم الفساداھ قوله: ارجحهما عدم الفساد قد بالغ فی المنتقیٰ فی رد القول بالفساد وجعله غلطاً لانه تاخیر لارفض اھ (طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح[1] ص ٣٨٠ مطبوعه مصریه باب سجود السهو) عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ عدم فساد کا قول راجح ہے حق ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٠/٤/ ١٤٠١ھ

عورتوں کا نماز میں بالوں کو چھپانا

سوال: عورتوں کا افرادِ خانہ کے سامنے باریک دوپٹہ یارومال کی قسم کا چھوٹا کپڑا جس سے بال نہیں چھپتے اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

[1]......(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص٣٨٠ باب سجود السهو مطبوعه مصر، البحر الرائق ص ١٠١ ج٢ باب سجود السهو، مطبوعه کوئٹه، الدر المنتقی ص ٢٢٢ ج ١ باب سجود السهو، دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر سر کے بال نہیں چھپتے تو نماز نہیں ہوتی، اگر چہ وہاں کوئی نامحرم نہ ہو بلکہ سب محرم ہوں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کا جہراً نماز پڑھنا

سوال: عورت اگر بالجہر نماز پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ اور اس طرح جس نے نماز پڑھی ہے ان نمازوں کو قضا کرنا پڑے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بعض فقہاء کے نزدیک عورت کی آواز عورت ہے[2] جہر سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[3] اس لئے احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ جہر سے نہ پڑھے۔ جو نمازیں جہر سے پڑھ چکی ہے ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٣/٧/ ٩٠ھ

---

[1] لایجوز الا اذا سترت به رأسها وجمیع جسدها کذا فی محیط السرخسی (الهندیة ص٥٩ ج١ مطبوعه مصر الباب الثالث فی شروط الصلاة وکشف ربع ساقیها یمنع وکذا الشعر الخ البحر الرائق ص٢٧٠ ج١ مطبوعه ماجدیه کوئٹه، زیلعی ص٩٦ ج١ مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] لانها ان خفضت صوتها اخلت بالاعلام وان رفعته ارتکبت معصیة لانه عورة (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص١٠٦ مطبوعه مصر) باب الاذان

لا تلبی جهراً لان صوتها عورة (الشامی نعمانیه ص٢٧٢ ج١ مطلب فی سترالعورة شامی ص٤٠٦ ج١ دارالفکر،بیروت، النهر الفائق ص١٨٣ ج١ باب شروط الصلوة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] وعلی هٰذا لو قیل اذا جهرت بالقراء ة فی الصلوة فسدت کان متجها الخ شامی کراچی ص٤٠٦ ج١ باب شروط الصلوة.

محاذاة

سوال: اس عورت کی بابت کیا حکم ہے جس کی عمر تقریباً ۴۵/ یا ۵۰/سال ہے وہ ہر وقت مسجد میں باجماعت نماز کو آتی ہے کبھی پیچھے تنہا کھڑی ہوتی ہے کبھی مردوں کے ساتھ بائیں طرف ہاتھ دو ہاتھ فاصلہ پر کھڑی ہوتی ہے کیا شرعاً جائز ہے یا کیا صورت کرنی چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

الفتویٰ فی زماننا علیٰ انهن لایخرجن وان کن عجائز الیٰ الجماعات لا فی اللیل ولافی النهار لغلبة الفتنة والفساد وقرب یوم المعاد[1] اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو جماعت کی شرکت کے لئے مسجد میں آنا منع ہے یہ حکم تو مسجد میں آنے کے متعلق ہے نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت نہیں کی تو عورت کی نماز صحیح نہیں ہوئی مردوں کی صحیح ہوگئی اگر عورت کی امامت کی نیت کی ہے اور عورت بھی اس نماز میں ہے جس میں اس کے قریب کھڑا ہونے والا مرد ہے اور مکان بھی متحد ہے اور مکان کے درمیان کوئی حائل بھی نہیں ہے تو جس مرد کے پاس وہ عورت کھڑی ہے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر کم ازکم ایک ہاتھ کے فصل سے کھڑی ہے یا مرد نے اس کو پیچھے ہونے کا اشارہ کیا اور وہ پیچھے نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ **ومحاذاة المشتهاة بساقها وکعبها فی الاصح ولومحرماله اوزوجة اشتهیت ولوماضیاً کعجوز شوهاء فی اداء رکن عند محمد اوقدره عند ابی یوسف فی صلاة ولو بالایماء مطلقة فلاتبطل صلاة الجنازة اذلاسجودلها مشترکة تحریمة باقتدائهما بامام او اقتدائها به فی مکان متحدولوحکما بقیا مها علیٰ مادون قامة بلاحائل قدرذراع او فرجة تسع رجلا ولم یشرالیها لتتأخرعنه فان لم تتأخر باشارته فسدت صلاتها لاصلاته ولا یکلف بالتقدم عنها لکراهته وتاسع شروط**

[1]......نفع المفتی والسائل ص ۴۷ باب ما یتعلق بالجماعة. فی زماننا الفتوی علی حرمة خروج المرأة شابة مکتبه رحیمیه دیوبند، فتح القدیر ص۳۶۶ ج۱ باب الامامة، دار الفکر بیروت، الدر مع الرد زکریا ص۳۰۷ ج۲ باب الامامة، مطلب إذا صلی الشافعی قبل الحنفی الخ.

المحاذاة المفسدة ان یکون الامام قدنویٰ بامامتها فان لم ینوها لاتکون فی الصلوٰة فانتفت المحاذاةاھ مراقی[۱] الفلاح هامش الطحطاوی ص۱۹۲۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۹/۳/۵۵ھ، صحیح: عبداللطیف ۱۰/ربیع الاول ۵۵ھ

محاذاة

سوال: زید اور اس کی بیوی ایک مصلے پر ایک دوسرے سے مل کر نماز گذارتے ہیں اور نیت بھی ہر ایک کی علیحدہ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز درست ہے کس کا قول صحیح ہے اور کس امام کے قول پر فتویٰ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب دونوں کی نماز علیحدہ علیحدہ ہے تب تو ایسی صورت میں کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی ہے مکروہ ہوتی ہے (ویفسدها) محاذاة المشتهاة بساقها وکعبها فی الاصح ولو محرماً له اوزوجته فی صلا ته مطلقة مشترکة مراقی الفلاح قوله مشترکة احترزبه عن محاذاة المصلیة لمصل لیس هو فی صلا تها حیث تکره ولا تفسد اھ طحطاوی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۹/شعبان

---

[۱] مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص۲۶۷.۶۸ مطبوعه مصر. مطبوعه دمشق ص۱۸۰، ۱۸۱ باب مایفسدالصلاة، بحر کوئٹه ص۳۵۴ج۱ باب الامامة، الدر مع الشامی زکریا ص۳۱۴تا۳۲۰ج۲ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول.

[۲] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۶۷.۶۸ مطبوعه مصرباب مایفسد الصلاة، الدر مع الشامی زکریا ص۳۱۷ج۲ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول، بحر کوئٹه ص۳۵۵ج۱ باب الامامة.

حرمین شریفین میں محاذات

سوال: حرمین شریفین میں حج کے موقعہ پر بھیڑ کے سبب عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر نمازِ فرض شروع کر دیتی ہیں تو ایسے موقع پر کئی صورتیں ہوتی ہیں۔(۱) سامنے اگلی صف میں عورت ہے۔(۲) بغیر فصل دائیں اور بائیں ہے۔(۳) ایک آدمی کے فصل سے دائیں اور بائیں ہے۔(۴) عین پیچھے ہے۔(۵) آگے ایک دوصف بعد ہے۔تو ان صورتوں میں سے کس کس میں نماز درست ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

حنفیہ کے نزدیک عورت اگر جماعت میں شریک ہوتو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو۔ ایسی حالت میں عورت اگر دائیں یا بائیں ہو متصلاً یا سامنے ہوتو اس مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی جس کے دائیں یا بائیں یا آگے ہے۔ اگر دائیں یا بائیں فاصلے سے ہے یا پیچھے ہے تو اس مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ لیکن اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت نہیں کی ہے تو مرد کی نماز عورت کے داہنے یا بائیں یا آگے ہونے سے فاسد نہیں ہوگی البتہ عورت کی نماز صحیح نہیں ہوگی واذا حاذته امرأة مشتهاة ولاحائل بينهما فى صلوٰة مطلقة مشتركة تحريمة واداءً واتحدت الجهة فسدت صلوته ان نوىٰ الامام امامتها والا فسدت صلوٰتها. تنوير الابصار. شامی[۱] ص ۳۸۷ ج ۱۔

عرصہ ہوا امامِ حرم سے دریافت کیا گیا تھا، انہوں نے بتایا تھا کہ ہم عورت کی امامت کی نیت کرتے ہی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۱۴۰۶ھ

---

[۱]......الشامی ص ۳۸۴ ج ۱مکتبه نعمانیه شامی کراچی ص ۵۷۲ ج ۱ مطلب فی الکلام علی الصف الاول. باب الامامة، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۶۷ باب ما یفسد الصلاة، بحر کوئٹه ص ۳۵۴ ج ۱ باب الامامة.

مسئلۂ محاذاۃ

سوال: زید امام ہے تنہا اس کی بیوی اس کے اقتداء میں نماز پڑھنا چاہتی ہے تو وہ کہاں کھڑی ہو وہ اور زید کی نابالغ لڑکی زید سے مل کر داہنی طرف کھڑی ہوسکتی ہے یا زید کی کوئی بالغ محرم اس کے داہنے طرف مل کر کھڑی ہوسکتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بیوی نابالغ لڑکی بالغ لڑکی سب ہی پیچھے کھڑی ہوں کوئی برابر میں نہ کھڑی ہو[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۸۹ھ

گھر میں محارم کے ساتھ محاذات

سوال: اگر مرد اپنے گھر میں جماعت کرائے اور اس کے پیچھے ماں بہن بیٹی اقتداء کریں اور جب وہ سجدہ میں جائیں تو ان میں سے کسی ایک کا سر مرد کے پاؤں سے لگ جائے تو کیا دونوں میں سے کسی کی نماز فاسد ہوجائے گی؟

(۲) اگر اسی طرح گھر کی جماعت میں بیوی بھی شریک ہو اور سجدہ کے وقت بیوی کا سر مرد کے پاؤں سے (بقدر ایک رکن) لگ جائے تو کیا کسی کی نماز فاسد ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس طرح کسی کی نماز فاسد نہیں ہوگی یہ محاذاۃ مفسدہ کی صورت نہیں۔ لو اقتديت به متاخرة عنه

---

[۱] وإذا حاذته مشتهاة حالا كبنت تسع مطلقا وثمان وسبع لو ضخمة (در مختار) ولو محرمه أو زوجته...... وصحح الزيلعي وغيره أنه لا اعتبار بالسن من السبع انما المعتبر أن تصلح للجماع بان تكون عبلة ضخمة، والعبلة المرأة التامة الخلق (شامی زکریا ص۳۱۶ ج۲ باب الامامة مطلب فی الكلام على الصف الاول، طحطاوی علی المراقی ص۲۶۷ باب ما یفسد الصلاة، طبع مصر بحر کوئٹہ ص۳۵۵ ج۱ باب الامامة.

بقد مها صحت صلا تهما وان لزم منه محاذاة بعض اعضائها لقدمه او غيره فى حالة الركوع او السجود لان المانع ليس محاذاة اى عضومنها لاى عضومنه ولا محاذاة قد مه لاى عضو منها بل المانع محاذاة قد مها فقط لاى عضومنه اھ ردالمختار ص۴۲۳۔[1]

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٦/٦/٨٦ھ

سلام قبل الامام سے متعلق تذکرۃ الرشید اور تذکرۃ الخلیل کی عبارتوں میں تعارض

سوال: اگر مقتدی امام سے پہلے کلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ختم کردے تو نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوگی تو اس عبارت اور حاشیہ کا کیا مطلب ہے جو کہ تذکرۃ الرشید ص ١٧٩ میں لکھی ہوئی ہے۔ عبارت یہ ہے۔

اس عنوان کو اس مسئلہ پر ختم کرتا ہوں جس کو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے نہایت اہتمام کے ساتھ ارشاد فرمایا اور کہا کہ سننے والے دوسروں کو پہونچادیں۔ عام لوگ اس کی طرف سے غافل ہیں اور یہ غفلت ان کو بہت نقصان پہونچارہی ہے۔ وہ یہ کہ امام کے پہلے سلام ختم ہونے سے پہلے اگر مقتدی سلام ختم کردے گا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (اور حاشیہ یہ ہے) مطلب یہ ہے کہ امام اکثر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھتا ہے اور سلام پھیرتا ہے اور مقتدی اس کلمہ کو جلد ختم کرلیتے ہیں۔ پس اگر امام کی زبان سے لفظ ''ورحمۃ اللہ'' ختم ہونے سے پہلے مقتدی نے یہ الفاظ تمام کرلئے تو چونکہ امام سے پہلے مقتدی نے نماز ختم کی۔ اس لئے مقتدی کی نماز جاتی رہی۔

---

[1] شامی کراچی ص ٥٧٢ ج ١ باب الامامة، مطلب فى الكلام على الصف الاول، شامی زکریا ص ٣١٥ ج ٢، بحر کوئٹه ص ٣٥٤ ج ١ باب الامامة.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر مقتدی نے امام کے لفظ السلام ختم کرنے کے بعد اپنا سلام شروع کیا ہے تو اس کی نماز درست ہوگئی اگر چہ ورحمۃ اللہ امام سے پہلے ہی ختم کردیا ہو۔ وتنقضی قدوة بالاول قبل علیکم علی المشهور عندنا وعلیه الشافعیه درمختار علیٰ هامش الشامیه[1] ص ۴۳۸ ج۱، تذکرۃ الرشید میں جو مسئلہ ہے اس کا حاصل بھی یہی ہے، وہاں صرف سلام مذکور ہے۔ نہ کہ ورحمۃ اللہ محشی نے تذکرۃ الخلیل[2] میں خود اس کے خلاف کہا ہے اور تذکرۃ الرشید[3] کا حوالہ بھی اس کے حاشیہ میں دیا ہے[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۵ھ

---

[1] الدرالمختارعلى الشامی ص ۳۱۴ ج ۱ مکتبه نعمانیه باب صفة الصلوٰة مطلب لاینبغی ان یعدل عن الدرایه اذا وافقها روایة الخ. مطبوعه کراچی ص ۴۶۸ ج ۱ .

[2] تذکرۃ الخلیل کی عبارت یہ ہے ”ایک دن عصر کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت حرم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شویل صاحب نے اس شامی حاجی کو کشاں کشاں لاکر حضرت کے سامنے کھڑا کردیا اور کہا کہ اس نے دوسرا سلام امام سے پہلے پھیر دیا جب اسکو منع کیا تو اس نے کہا میں نے تو حضرت کو ایسا کرتے دیکھا ہے، کیا آپ ایسا کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ہاں کرسکتے ہیں“ اس پر حاشیہ ہے ”تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۷۹ میں یہ مسئلہ غلط لکھا گیا صحیح یہ ہے کہ جو یہاں مذکور ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی (عاشق الٰہی)“ اسی حاشیہ میں آگے یہ عبارت مرقوم ہے ”از مفتی محمود صاحب گنگوہی تذکرۃ الرشید میں ص ۱۷۹ پر سلام اول کا ذکر ہے یہاں دوسرے سلام کا لہذا دونوں میں کوئی منافاۃ نہیں ۱۲۔“ تذکرۃ الخلیل ص ۳۰۲ بعنوان ”قاضی شویل کی ہٹ دھرمی اور عہدہ سے تنزلی“ مطبوعہ کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور۔

[3] ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ص ۱۷۹ ج ۱ اشبہات فقہیہ ومسائل مختلف فیہا ش ۳۵، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور۔

[4] نعم تکون المتابعة فرضا بمعنی أن یاتی بالفرض مع امامه او بعده کما لو رکع امامه فرکع معه مقارناً او معاقباً (إلی قوله) والحاصل أن المتابعة فی ذاتها ثلاثة انواع مقارنة لفعل الامام مثل ان یقارن احرامه لاحرام إمامه. ومعاقبة لابتداء فعل امامه مع المشارکة فی باقیة ومتراخیة عنه فمطلق المتابعة الشامل لهذه الانواع الثلاثة یکون فرضاً فی الفرض وواجبا فی الواجب وسنة فی السنة الخ (شامی زکریا ص ۱۶۶ ج ۲ باب صفة الصلوة، مطلب مهم فی تحقیق متابعة الامام)

حضرت فقیہ الامت ؒ کے تحریر فرمودہ جواب کی دلیل مذکورہ عبارت معلوم ہوتی ہے، تذکرۃ الرشید میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح ہے، البتہ عام کتب میں مسئلہ اس طرح ہے کہ ”اگر مقتدی نے قعدۂ اخیرہ میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے نماز پوری کردی اور منافیٔ صلات کوئی کام بھی کردیا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اور بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے، عذراً اگر ہو تو کراہت بھی نہیں۔ ولو اتمه قبل امامه فتکلم جاز وکره أی لو اتم المؤتم التشهد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سلام قبل الامام

سوال: ایک مقتدی مدرک نے امام کے سلام سے قبل سلام پھیر دیا خواہ سہواً یا عمداً تو اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر سہواً امام سے پہلے سلام پھیر دیا پھر یاد آ گیا تو ٹھہرا رہے اور امام کے اتباع میں دوبارہ سلام

(گذشتہ کا بقیہ) بأن اسرع فيه وفرغ منه قبل اتمام امامه فأتى بما يخرجه من الصلاة كسلام أو كلام أو قيام جاز لأن المفروض من القعدة قدر اسرع ما يكون من قراءة التشهد وقد حصل وإنما كره للمؤتم ذالک لتركه متابعة الامام بلا عذر فلو به كخوف حدث أو خروج وقت أو مرور مار بين يديه فلا كراهة (الدر مع الرد زکریا ص ۲۴۰ ج ۲ باب صفة الصلوة، مطلب فی خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة الخ، هنديه كوئٹه ص ۷۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الاول ...... اس سلسلہ میں بغرض بصیرت فتاویٰ دار العلوم سے ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے۔

سوال: تذکرۃ الرشید میں ہے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر کر فارغ ہوگیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی اور شامی بحر عالمگیری بحر الرائق وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مقتدی کی اس صورت میں ہوجائے گی لیکن مع الکراہت اس مسئلہ کو مصرح تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب: یہ مسئلہ جو تذکرۃ الرشید سے نقل فرمایا ہے یہ فرع ہے وجوب متابعت امام کی کیونکہ متابعت کے معنی یہ ہیں کہ امام کے ساتھ ساتھ ارکان وواجبات کو ادا کرے یا اس کے بعد ادا کرے پہلے نہ کرے یعنی تقدیم ممنوع ہے جیسا کہ شامی میں تحقیق متابعت میں نقل فرمایا ہے نعم تكون المتابعة فرضا بمعنى أن يأتي بالفرض مع امامه أو بعده كما لو ركع امامه فركع معه مقارنا أو معاقبا (إلى أن قال) والحاصل أن المتابعة فی ثلثة انواع مقارنة لفعل الامام مثل أن يقارن احرامه لاحرامه وركوعه لركوعه وسلامه لسلامه اور چونکہ اس میں دو قول ہیں کہ مقتدی اقتداء امام سے کس وقت خارج ہوتا ہے درمختار میں مشہور مذہب یہ لکھا ہے کہ امام نے جس وقت لفظ السلام کہا تو اقتداء ختم ہوجاتی ہے پس اس قول کے موافق تو لفظ السلام میں تقدیم نہ کرنی چاہئے ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی اور دوسرا قول یہ ہے کہ سلام ثانی سے اقتداء ختم ہوتی ہے تو اس قول کے موافق پورا السلام علیکم ورحمۃ اللہ امام کے ساتھ یا پیچھے ہونا چاہئے اگر پہلے ختم کردے تو نماز مقتدی کی موافق اس قول کے فاسد ہوگی پس تذکرۃ الرشید میں احتیاطاً اس قول کو اختیار فرمایا ہوگا وتنقضى قدوة بالاول قبل عليكم على المشهور عندنا وعليه الشافعية خلافا للتكملة (در مختار) حيث صحح ان التحريمة انما تنقطع بالسلام الثانی (شامی) اور اگر کوئی دوسری عبارت پیش نظر ہے تو اس سے مطلع فرمائیے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۳۷۳ ج ۳ فصل خامس امام کی پیروی اور دیگر مسائل، طبع زکریا دیوبند)

پھیر دے بشرطیکہ کوئی اور قول یا فعل منافی صلوٰۃ نہ کیا ہو ورنہ اس کے ذمہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا[۱]
اگر عمداً امام سے پہلے سلام پھیر کر نماز سے خارج ہوگیا تو دوبارہ پڑھے[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۲/۹۰ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

اللہ کے شروع میں مَد

سوال: ایک امام بجائے اللّٰہ اکبر کے آللّٰہ اکبر پڑھتا ہے۔ اس کو کہا گیا کہ تم صحیح پڑھا کرو تو وہ کہتا ہے کہ میں اپنے نزدیک بالکل اللّٰہ اکبر ہی پڑھتا ہوں۔ مگر تمہیں آللّٰہ اکبر معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ کبھی اللّٰہ اکبر صحیح کہتا ہے اور کبھی غلط اب اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ رکھی ہے جیسا حکم ہو کروں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر امام مذکور اللّٰہ اکبر میں اللہ کے شروع میں الف پر مد پڑھتا ہو اور اس کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اگر تکبیر تحریمہ میں ایسا کرتا ہے تو نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوا۔ اگر علم ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اس سے معنی میں کیا خرابی ہے تو پھر قصداً ایسا کرنے سے کفر کا خوف ہے لو مدالف اللّٰہ لایصیر شارعاً خیف علیہ الکفران کان قاصدا.ا ھ

---

[۱] ان سلم قبل تسلیم الامام اوسلمامعاً لایلزمہ لان سھوہ سھوالمقتدی وسھو المقتدی متعطل (بدائع الصنائع ص۱۷۶ج۱ مطبوعہ کراچی) فصل واما بیان من یجب علیہ سجود سھو.

[۲] فاذا سلم الامام فان کان ذاکراً لماعلیہ من القضاء فسدت صلاتہ لانہ سلام عمدوان لم یکن ذاکراً لہ لاتفسد لانہ سلام سھو فلم یخرجہ عن الصلاۃ (بدائع ص ۱۷۶ ج ۱ مطبوعہ کراچی فصل فی بیان من یجب علیہ سجود السھو.) الشامی نعمانیہ ص۴۹۹ ج۱ (باب سجود السھومکتبہ نعمانیہ دیوبند) ھندیہ ص۹۱ ج۱ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق البحرالرائق ص۱۰۰ ج۲ باب سجود السھو مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی.

بحر[۱] ج ۱ ص ۳۱۴، اعلم ان المدان کان فی اللّٰہ فاما فی اولہ او اوسطہ او اٰخرہ فان کان فی اولہ لم یصربہ شارعاً وافسد الصلوٰۃ لوفی اثنائہا ولایکفر ان کان جاھلاً لانہ جازم والاکفار للشک فی مضمون الجملۃ اھ شامی[۲] ص۵۰۰ ج۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سمع اللّٰہ لمن حمدہ کے بجائے سمع اللّٰہ من حمدہ کہا

سوال: امام بجائے سمع اللہ لمن حمدہ کے سمع اللہ من حمدہ کہتا ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن صحیح الفاظ ادا کرنیکی کوشش واہتمام لازم ہے[۳]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

امام سے پہلے سانس توڑنے کی بحث

سوال: زید کہتا ہے کہ اگر امام نے دونوں سلام کے اندر سانس توڑ دیا تو کسی کی نماز نہ ہوگی۔ بکر کہتا ہے کہ امام قرأت سے آہستگی سے سلام پھیر لے اور اس کے قبل یعنی امام سے پہلے مقتدی

---

[۱] البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۱۴ ج ۱ باب صفۃ الصلاۃ. واذا راد الدخول فی الصلاۃ کبر الخ

[۲] الشامی ۳۲۳ ج ۱ مکتبہ نعمانیہ شامی کراچی ص ۴۸۰ ج ۱ باب صفۃ الصلاۃ. فصل فی بیان تالیف الصلاۃ الی انتہائہاالخ، حلبی کبیری ص ۲۶۰ فرائض الصلاۃ، الاول تکبیرۃ الافتتاح طبع لاہور.

[۳]......اوسمع اللّٰہ لمن حمدہ ووصل الھاء من اللّٰہ باللام فالصحیح انہ لا یفسد الی قولہ ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجھد ولا یعذر. عالمگیری ص۷۹ ج ۱ مطبوعہ کوئٹہ. کتاب الصلاۃ. الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ الفصل الخامس فی زلۃ القاری، تاتارخانیۃ کراچی ص ۴۹۱ ج ۱ کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی فی فرائض الصلاۃ، نوع آخر فی زلۃ القاری، الفصل الثامن فی الوقف والوصل الخ خانیہ علی الھندیۃ ص۱۵۵ ج ۱ کتاب الصلاۃ، فصل فی قراءۃ القرآن خطاء طبع کوئٹہ.

سانس توڑ دے تو جن لوگوں کا سانس ٹوٹا ان کی نماز نہ ہوگی۔ کیا ان دونوں کا کہنا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

دونوں سلام کے درمیان سانس ختم ہوجانے پر دوسرا سانس لینے سے نماز میں نقص نہیں آئے گا۔ امام کے پیچھے مقتدی قرأت نہیں کرتا بلکہ خاموش کھڑا رہتا ہے[1] تو اس کے سانس ٹوٹے کی بحث بے محل ہے۔ البتہ سلام مقتدی بھی پھیرتا ہے۔ اگر امام نے السلام کہا اس کے بعد مقتدی کا سانس ٹوٹ گیا۔ حالانکہ ابھی امام کا سانس باقی ہے تو مقتدی کی نماز صحیح ہوجائے گی[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۹۰ھ

نماز کا اعادہ گمانِ فساد پر

سوال: اگر جماعت کی نماز لوٹائی جائے اس یقین کے ساتھ کہ اوّلاً نماز نہیں ہوئی اور بعد کو تحقیق ہوجائے کہ اوّلاً نماز ہوگئی تھی لوٹانا مناسب نہ تھا تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ خصوصاً فجر اور عصر کی نماز میں اگر ایسا اتفاق ہو جب کہ اس کے بعد نفل کا وقت بھی نہیں رہتا۔ نیز اس صورت میں اگر کچھ لوگ جماعت اول میں شریک نہ تھے اور جماعت ثانی میں شریک ہوجائیں تو ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟

---

[1] بل یستمع اذا جهرو ینصت اذا اسر لقول ابی هریرة رضی الله عنه کنانقرأ خلف الامام فنزل اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا (الدرالمختار مع الشامی مکتبه نعمانیه ص۳۶۶ ج۱ باب صفة الصلوة فصل فی القراءة مطلب السنة تکون سنة عین وسنة کفایة مطبوعه کراچی ص۵۴۵ ج۱، مراقی مع الطحطاوی ص۱۸۳ باب شروط الصلوة وارکانها طبع مصر، حلبی کبیر ص۳۰۴ صفة الصلوة، طبع لاهور.

[2] وتنقضی قدوة بالاول قبل علیکم علی المشهور عندنا وعلیه الشافعیة (الدر مع الرد زکریا ص۱۶۲ ج۲ باب صفة الصلاة، مطلب لا ینبغی أن یعدل عن الدرایة إذا وافقتها روایة.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر فجر کی نماز اس یقین کی بناء پر لوٹائی گئی کہ نماز درست نہیں ہوئی اور واقعۃً نماز درست ہوگئی تو دوسری مرتبہ ادا کی گئی نماز نفل ہوئی اور نمازی کراہت کے مرتکب نہیں ہوئے۔ وکرہ نفل قصداً. کذا فی درمختار علی ھامش رد المحتار[1] ص ٣٤٩ ج ١، اور جولوگ اول نماز میں شریک نہیں تھے اور دوسری مرتبہ ادا کی گئی نماز میں شریک ہوئے ان کی نمازِ فجر صحیح نہیں ہوئی۔ان کے ذمہ نماز کا اعادہ لازم ہے۔لعدم صحة اقتداء المفترض خلف المتنفل.[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٨/٧/٨٨ھ

نماز میں قرأت مع التفسیر

سوال: کسی شخص نے تفسیر کے ساتھ قرأت پڑھی ہے نماز میں آیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔ بینوا بالدلیل۔ فقط

الجواب: حامداً ومصلیاً!

تفسیر قرآن نہیں۔غیر قرآن کو قرآن کے ساتھ نماز میں پڑھنا مفسد صلوٰۃ ہے الصلوٰۃ یمنع فیھا عن غیرالقرأة والذکرقطعاً وماکان قصة ولم تثبت قرانیته لم یکن قرأة ولاذکراً فیفسدالخ. ردالمحتار[3] ص ٥٠٦ ج ١، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٣/١/٥٨ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ١٣/١/٥٨ھ

---

[1] الدرالمختار علی ردالمحتار کراچی ص ٣٧٤ ج ١ مطلب یشترط العلم بدخول الوقت کتاب الصلوة.

[2] ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضاً آخر لان اتحادالصلوتین شرط عندنا الدرالمختار علی ردالمحتار کراچی ص ٥٧٩ ج ١ مطلب الواجب کفایة فعل یسقط بفصل الصبی وحدہٗ باب الامامة، مراقی مع الطحطاوی ص ٣٣٥ باب الامامة طبع مصر، حلبی کبیر ص ٥١٦ فصل فی الامامة، طبع لاھور.

[3] شامی ص ٣٢٦ ج ١ مکتبه نعمانیه. شامی کراچی ص ٤٨٥ ج ١ مطلب فی حکم القراء ة بالشاذ باب صفة الصلاة، بحر کوئٹه ص ٣٠٧ ج ١ باب صفة الصلوة، فصل وإذا اراد الدخول فی الصلاة الخ تبیین الحقائق ص ١١١ ج ١ باب صفة الصلوة، فصل وإذا اراد الدخول فی الصلوة، طبع امدادیه ملتان، پاکستان

نماز میں غیر عربی میں دُعا مانگنا

سوال: میں نے عصر کی نماز میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے درود شریف کے بعد کی دُعا پڑھ کر کلام پاک اور حدیث شریف کی دوسری دعاؤں کے بعد اردو میں بھی سہواً دعا مانگ لیا۔ غالبًا یہ دعا مانگی کہ اے اللہ اپنے شایانِ شان فضل فرما۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز میں غیر عربی میں دعا مانگنا حرام ہے، مفسد صلوٰۃ نہیں۔ یہ مسئلہ یاد نہیں رہا تھا۔ اس لئے میں نے اپنی نماز دہرائی، آیا بہتر کیا یا مجھے دہرانے کی ضرورت ہی نہ تھی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

آپ نے ٹھیک کیا کہ نماز دہرالی۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

امام کا اگر سجدہ میں انتقال ہو جائے

سوال: امام نماز پڑھا رہا ہے اور سجدہ میں انتقال ہو گیا ہے۔ دوسری رکعت میں یا تیسری رکعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مقتدی از سرِ نو نماز پڑھیں۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] ویفسد الدعاء بمایشبه کلامنا الخ مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۶۱ مطبوعه مصر باب مایفسد الصلاة الهندیةص۷۶ج ۱ مطبوعه مصر الباب السابع فیما یفسدالصلاة، بحر کوئٹه ص۳ ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها.

[۲] بقی من المفسدات ارتداد بقلبه وموت وفی الشامیة تظهر ثمرته فی الامام لومات بعد القعدة الاخیرة بطلت صلاة المقتدین به فیلزمهم استینافها الخ (درمختار مع الشامی ص۴۲۳ ج ۱ مکتبه نعمانیه شامی کراچی ص ۶۲۹ ج ۱، مطلب فی المشی فی الصلاة باب مایفسد الصلاة، بحر کوئٹه ص ۱۴ ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها، بدائع زکریا ص ۵۵۲ ج ۱ فصل فی بیان حکم الاستخلاف.

عین نماز میں طلوعِ شمس

سوال: فجر کی نماز میں نیت باندھنے کے بعد یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد آفتاب طلوع ہوگیا تو ایسی حالت میں نماز ہوگی یا نہیں یا قضا نماز جماعت سے ادا کی جائے یا فرداً فرداً قضاء کی جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ادا نہیں ہوگی[۱] اگر سب کی فوت ہوگئی تو جماعت سے پڑھیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد العبد محمود عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

بلغم منہ میں لئے ہوئے نماز

سوال: بلغم منہ میں لیے لیے مگر منہ کھول کر نماز ادا کرلے تب کیا حکم ہے اور اگر تسبیح منہ بند کر کے کہہ دے تب کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر اس سے قرات ترک ہوجائے گی تو نماز نہیں ہوگی[۳] بغیر زبان اور لبوں کو حرکت دیئے تسبیحات کس طرح کہے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] بخلاف الفجر فانه لایودی فجر یومه وقت الطلوع لان وقت الفجر کله کامل فوجبت کاملة فتبطل بطرو الطلوع الذی هو وقت فساد الخ. الشامی ص۲۴۹ ج۱ مکتبه نعمانیه شامی کراچی ص۳۷۳ ج۱ مطلب یشترط العلم بدخول الوقت. بحر کوئٹه ص۲۵۱ ج۱ کتاب الصلوة، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۱۵۰ فصل فی الاوقات المکروهة.

[۲] وامربلالاً ان ینادی بالصلاة اویقیم فصلی رسول اللّٰهﷺبالناس ای قضی صلاة الصبح. جماعة الخ مشکوٰة مع مرقاة ص۴۳۹ ج۱ قبیل باب المساجد و مواضع الصلاة. مطبوعه بمبئی. شامی کراچی ص۳۹۱ ج۱ باب الاذان (مطلب فی اذا ان الجوق) مکتبه ایچ ایم سعید کراچی، هندیه کوئٹه ص۵۵ ج۱ الباب الثانی فی الأذان.

[۳] واخذ درهم ونحوه (فی فیه) لم یمنعه من القرأة فلومنعه تفسد (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کیا نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے

سوال: کیا نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس نماز میں واجب نماز ترک ہوگیا ہو وہ واجب الاعادہ ہے مگر یہ اعادہ وقت باقی رہنے تک ہے وقت ختم ہونے پر وجوب ساقط ہو جاتا ہے اس وقت استغفار کے ذریعہ مکافات کی جائے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

كُلُّ صَلوٰةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِ تَجِبُ اِعَادَتُهَا

سوال: كُلُّ صَلوٰةٍ اَدَّيْتُ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمَةِ وَجَبَ اِعَادَتُهَا یہ قاعدہ اپنے عموم کے اعتبار سے صحیح ہے۔ امداد الفتاویٰ میں اس کی عمومیت پر انکار کیا ہے اور شامی کا حوالہ دیا ہے۔ اس میں مکمل بیان فرماویں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جی ہاں، اس میں اتنی عمومیت نہیں جتنا الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے شامی[۲] ص ۳۰۷ و ص ۴۸۶[۳] ج ۱ میں تفصیل مذکور ہے۔ وہ ملاحظہ کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) (الدرالمختار ص ۴۳۵ ج ۱ مکتبه نعمانیه، شامی کراچی ص ۶۴۰ ج ۱ مطلب فی الكراهة التحريمة والتنزيهية باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، حلبی کبیری ص ۳۵۲ کراهية الصلاة، طبع سهيل اكيڈمی لاهور، تاتارخانیه کراچی ص ۵۶۵ ج ۱ كتاب الصلاة، الفصل الرابع فی بيان ما يكره المصلی الخ، محيط برهانی ص ۱۴۱ ج ۲ كتاب الصلاة، الفصل الرابع ما يكره فی الصلاة وما لا يكره، طبع مجلس علمی ڈابهيل گجرات.

[۱]......فالحاصل ان من ترک واجبا من واجباتها اوارتكب مكروها تحريميا لزمه وجوبا ان يعيد فی الوقت فان خرج اثم ولايجب جبرالنقصان بعده فلوفعل فهوافضل الخ (الشامی ص ۴۸۶ ج ۱ مكتبه نعمانيه) شامی کراچی ص ۶۴ ج ۲ مکتبه ایچ ایم سعید مطلب فی تعریف الاعاده. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بھول کر بلا وضو نماز پڑھا دی

سوال: ایک روز میں گھر سے عصر کی نماز پڑھ کر تھوڑی دور بازار گیا اور مغرب تک وہیں رہ گیا جب مغرب کی اذان ہوئی میں مسجد میں گیا وہاں نماز پڑھانے والا کوئی نہ تھا میں نے کچھ روز تک وہاں نماز پڑھائی تھی اس لئے لوگوں نے مجھ کو نماز پڑھانے کی اجازت دی۔ اس دن مجھ کو وضو کا خیال نہیں تھا جب تکبیر ہو چکی اور میں نے نیت باندھ لی تو خیال پڑا مگر میں نے نماز پڑھادی۔ اور سلام پھیرنے کے بعد بہت دیر بیٹھا رہا اور سوچتا رہا کہ اب کیا کروں اس حالت میں اب کیا کروں میرے پیچھے چار آدمی نماز پڑھ رہے تھے اور وہ کئی جگہ کے تھے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر بھول سے بے وضو نماز شروع کردی تھی پھر یاد آ گیا تو اس وقت نمازیوں کو خبر کرنا لازم تھا کہ مجھے وضو نہیں وضو کرلوں تب پڑھاؤں گا یاد آنے پر بلا وضو نماز پڑھانا سخت گناہ ہے۔ خدا کے سامنے توبہ و استغفار لازم ہے[1] نیز سب مقتدیوں کو اعلان کر کے خبر کردیں کہ فلاں روز فلاں وقت

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) باب قضاء الفوائت، فتح القدیر ص ۴۱۴ ج ۱ باب مایفسد الصلوۃ الخ فصل ویکرہ للمصلی الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت البحر الرائق ص ۸۰ ج ۲ باب قضاء الفوائت مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ منحۃ الخالق علی البحر ص ۸۰ ج ۲ باب قضاء الفوائت مطبوعہ کوئٹہ.

[2] شامی کراچی ص ۴۵۷ ج ۱ وشامی ص ۳۰۷ ج ۱ مکتبہ نعمانیہ باب صفۃ الصلوٰۃ . مطلب کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم الخ.

[3] کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ الخ. الشامی نعمانیہ ص ۴۸۶ ج ۱ شامی کراچی ص ۶۴ ج ۲ باب قضاء الفوائت. مطلب فی تعریف الاعادۃ.

مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۸۰ مطبوعہ مصر. فصل فی المکروھات، منحۃ الخالق علی البحر ص ۸۱ ج ۲ باب قضاء الفوائت مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ، فتح القدیر ص ۴۱۹ ج ۱ فصل ویکرہ للمصلی الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] ومقتضی ترک الفرض عدم الصحۃ مطلقا والإثم إن عمداً (طحطاوی علی المراقی ص ۴۵ فصل فی الحکام الوضوء، طبع مصر، مجمع الانہر ص ۱۹ ج ۱ کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، شامی زکریا ص ۱۸۶ ج ۱ کتاب الطھارۃ.

کی نماز نہیں ہوئی اس کوسب دوبارہ پڑھ لیں جومقتدی اعلان کے وقت موجود نہ ہوں توان کو دوسرے وقت اطلاع کرنا واجب ہے ورنہ ان کی نماز خراب ہونے کا وبال سر پر رہے گا۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/ ۹۴ھ

سجدہ میں دونوں پیر کی سب انگلیاں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے

سوال: سجدہ میں جا کر اگر دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو یہ کیا ہے (لیکن مقدار میں تین تسبیح کے نہیں) اگر تین تسبیح کی مقدار ہو تو کیسا ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر تین تسبیح سے کم مقدار تک دونوں پیر بالکل زمین سے اٹھے رہے پھر دونوں پیر یا ایک پیر کی انگلی رکھ لی تو نماز درست ہوجائے گی[2] اگر تین تسبیح کی مقدار پیر بالکل اٹھے رہے تو نماز درست نہیں ہوگی۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/ ۷/ ۱۴۰۰ھ

---

[1] کما یلزم الامام الاخبار القوم اذا امهم وهومحدث اوجنب بالقدر الممکن بلسانه او بکتاب او رسول علی الاصح الخ. الدرالمختار علی هامش رد المختار زکریا ص ۳۴۰ ج ۲ باب الامامة مطلب المواضع اللتی تفسدصلاة الامام الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۰ باب مامة طبع مصر، بحر کوئٹه ص ۳۶۶ ج ۱ باب الامامة.

[2] ووضع القدم بوضع اصابعه وان وضع اصبعاً واحدة الی قوله تجوز صلاته. (عالمگیری ص ۷۰ ج ۱) الفصل الاول فی فرائض الصلاة کتاب الصلاة کوئٹه.

[3] ولوسجد ولم یضع قد میه علی الارض لایجوز (عالمگیری ص ۷۰ ج ۱) الباب الرابع فی صفة الصلاة الفصل الاول فی فرائض الصلاة، طبع کوئٹه الدر مع الشامی زکریا ص ۱۳۵ ج ۲ باب صفة الصلوة بحث الرکوع والسجود طحطاوی علی المراقی ص ۱۸۶ باب شروط الصلوة وارکانها، طبع مصر ایضا ص ۲۲۹ کیفیة افعال الصلوة، ویفسدها اداء رکن أو تمکنه منه بسنة وهو قدر ثلاث تسبیحات (الدر مع الرد زکریا ص ۳۸۶ ج ۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطلب فی التشبه باهل الکتاب طحطاوی مع المراقی ص ۲۷۴ باب ما یفسد الصلوة طبع مصر.

نماز پڑھتے ہوئے بارش آجائے تو کیا کرے

سوال: اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے نماز پوری ہونے سے پہلے بارش آگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟ آیا نماز کو اسی جگہ پورا کیا جائے گا یا دوسری جگہ جا کر استیناف کیا جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر عین نماز میں بارش آجائے اور برداشت نہ ہو سکے تو استنیاف کیا جائے، بناء کی اجازت نہیں [۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۶/۹۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۶/۹۵ھ

کتنے نقصان پر نماز توڑنے کی اجازت ہے

سوال: نماز پڑھتے ہوئے کتنے نقصان پر نیت توڑنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

تقریباً ۴ر کی مالیت پر بھی گنجائش ہے [۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

نماز میں مقتدی کا انتقال ہو جائے

سوال: جماعت ہو رہی ہے اور کسی مقتدی کا انتقال ہو گیا ہے اور جماعت کے سامنے پڑا

---

[۱] منها ای من شروط البناء ان یکون الحدث موجباً للوضوء لا یندر وجوده الخ البحر الرائق ص۳۶۷ ج۱ باب الحدث فی الصلوۃ، مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ.

[۲] یباح قطعها ای الصلوۃ لنحو قتل حیة الی قوله وضیاع ما قیمته درهم له او لغیره (الدر المختار علی الشامی زکریا، ج۲/ص۴۲۶ کتاب الصلوۃ ما یفسد الصلوۃ وما یکره فیها. عالمگیری ص۱۰۹ ج۱ الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ الخ الفصل الثانی فیما یکره الصلوۃ، مطبوعہ کوئٹہ، فتح القدیر ص۴۱۸ ج۱ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکره فیها فصل ویکره للمصلی، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

ہے اور امام کی دو رکعت یا ایک رکعت رہ گئی تو کیا حکم ہے، کیونکہ جنازہ سامنے پڑا ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

جن لوگوں کے سامنے اس طرح پڑا ہے کہ سجدہ کی جگہ بالکل نہیں رہی، سجدہ کرنا دشوار ہوگیا ہے، ان کو چاہئے کہ وہ اس کو اٹھا کر سامنے سے ہٹادیں، پھر نماز میں شریک ہوجائیں[1]۔ باقی لوگ اپنی حالت پر نماز پوری کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

جماعت شروع ہونے پر مسجد میں سونے والا کیا کرے؟

سوال: کوئی شخص مسجد میں سوگیا ہے اور معلوم کسی کو نہیں اور باہر جماعت ہورہی ہے اور جگہ خالی نہیں کہ کسی طرف کو نکل جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اگر نمازیوں کے درمیان کو نکلتا ہے اس طرح پر کہ کسی کی نماز قبلہ کی طرف سے سینہ پھر جانے کی وجہ سے فاسد نہ کرے تو نکل آئے، ورنہ وہیں بیٹھا رہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] **تنبیہ**: میت کو سامنے سے ہٹادینا اگر عمل قلیل ذریعے ہوا تو سابقہ تکبیر تحریمہ سے شرکت درست ہے اور اگر عمل کثیر پایا گیا تو ان ہٹانے والوں کی نماز فاسد ہوجائے گی از سر نو شرکت کریں، **ویفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها و لا لاصلاحها الدر المختار مع الشامى زكريا ص٣٨٤ ج٢. ان المشى لا يخلو اما ان يكون بلا عذر أو بعذر فالاول ان كان كثيرا متوالياً تفسد وان لم يستدبر القبلة الى قوله وان كان بعذر فان كان لطهارة عند سبق الحدث او فى صلاة الخوف لم يفسدها ولم يكره قل او كثر استدبر او لا، وان كا لغير ما ذكر فان استدبر معه فسدت قل او كثر وان لم يستدبر فان قل لم يفسد ولم يكره وان كان كثيراً متلاحقا أفسد، شامى زكريا مع الدر المختار ص٣٨٩ ج٢ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب فى المشى فى الصلاة. فتاوى هنديه ص١٠٣/١٠٢ ج١ الباب السابع فيما يفسد الصلوة طبع كوئٹه طحطاوى مع المراقى ص٢٦٢ باب ما يفسد الصلوة مطبوعه مصر.**

[2] **مستفاد عن ابن عباس قال خرج علينا عمر لصلاة الظهر فلما دخل فى الصلوة اخذ بيد رجل كان عن يمينه ثم رجع يخرق الصفوف حلبى كبير ص٤٥٣ مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، والحاصل أن المذهب أنه إذا حول صدره فسد الخ شامى كراچى ص٦٢٧ باب ما يفسد الصلوة الخ قبيل مطلب فى المشى، عالمگيرى ص٤٩٧ ج١ باب شروط الصلاة طبع كوئٹه.**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : مکروہاتِ نماز

اگر امام کا چہرہ شمال یا جنوب کی طرف گھوم جائے

سوال: اگر امام نماز میں اتنا جھومتا ہو کہ قبلہ کی طرف سے اس کا منہ پھر جائے تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر بالکل شمال یا جنوب کی طرف منہ ہو جاتا ہے جیسا کہ سلام پھیرتے وقت تو یہ مکرہ تحریمی ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں ٹوپی گر جائے تو اس کو اوڑھنا یا اوڑھانا

سوال: نماز پڑھتے ہوئے اگر نمازی کی ٹوپی سر سے اُتر جائے تو کیا دوسرا آدمی نماز پڑھنے

---

[1]......أما إذا حوله بأن لوى عنقه حتى أخرج وجهه عن أن يكون إلىٰ جهة القبلة فإنه مكروه طحطاوى على المراقى ص ۲۰۱ فصل فيما لايكره للمصلى من الأفعال مطبع مصری، باب مايفسد الصلاة، فتح القدير ص ۴۱۰ ج ۱ فصل فى المكروه تحت قوله ولا يلتفت الخ مطبوعه دار الفكر بيروت، الدر المختار شامى زكريا ص۳۸۸ج۲ قبل مطلب فى المشى فى الصلوة، مجمع الانهر ص ۲۷۹ ج ۱ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

والے کے سر پر ٹوپی اٹھا کر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا خود نماز پڑھنے والا ہی رکھ سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

دوسرا آدمی بھی اس کے سر پر ٹوپی رکھ سکتا ہے معمولی ہاتھ کی حرکت سے خود بھی رکھ سکتا ہے۔ اگر ٹوپی سر پر نہ رکھی اور بغیر ٹوپی کے نماز پڑھ لی تب بھی نماز ہو جائے گی۔ ولو سقطت قلنسوتهٗ فاعَادتها افضل الاّ اذا احتاجت لتكوير او عمل كثير. درمختار على رد المحتار ص ۱۳۴۱ ج ۱ نعمانیه[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۷/ ۱۴۰۶ھ

امام صاحب کی چند قابلِ اصلاح غلطیاں جو کہ مفسد صلوٰۃ نہیں

سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد کے پیش امام صاحب نماز پڑھاتے وقت حسبِ ذیل عمل خلافِ سنت اور خلافِ آدابِ نماز عمل میں لاتے ہیں۔ کیا ان کی غلطیوں پر نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور مقتدیوں کی بھی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۱) نماز پڑھاتے وقت جب امام صاحب مصلّے پر کھڑے ہوتے ہیں تو رکوع وسجود کے وقت ان کے داہنے پیر کا انگوٹھا اپنی اصلی جگہ پر قائم نہیں رہتا۔ اس حرکت سے وہ نماز ختم ہونے تک تقریباً پانچ انگل وہ مصلے سے بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اپنی اصل جگہ پر قائم نہیں رہتے۔

(۲) امام صاحب قرأت ختم کے بعد رکوع میں چلے جاتے ہیں تب اللہ اکبر کہتے ہیں، جس سے مقتدی ان کے بعد یہ عمل کرتے ہیں، گویا مؤخر میں عمل کرتے ہیں۔ اس میں امام کی اتباع نہیں ہوتی۔

---

[1] الدر المختار نعمانيه ص ۱۳۴۱ ج ۱ مطلب فى الخشوع باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها. الدر المختار على الشامى ص ۱۶۴۱ ج ۱ ايچ ايم سعيد كراچى، حلبى كبير ص ۴۴۳ باب ما يفسد الصلاة، طبع سهيل اكيڈمى لاهور.

(۳) امام صاحب رکوع سے بغیر کچھ کہے ہوئے سیدھے کھڑے ہوجاتے ہیں تب سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہتے ہیں۔اس حالت میں بھی مقتدیوں نے امام کی اتباع نہیں کی، بلکہ امام کے عمل کے بعد مقتدیوں نے عمل کیا۔

(۴) پہلے سجدہ سے سر اٹھا کر سیدھے بیٹھ جاتے ہیں تب اللہ اکبر کہتے ہیں،اس وقت مقتدی سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں۔اس حالت میں بھی امام کی اتباع نہیں ہوتی۔

(۵) دوسرے سجدہ سے اُٹھ کر سیدھے کھڑے ہوجاتے ہیں تب اللہ اکبر کہتے ہیں،تب مقتدی سجدہ سے سر اُٹھاتے ہیں۔غرض ہر عمل مقتدی امام صاحب کے بعد کرتے ہیں،کسی عمل میں بھی امام کی اتباع نہیں ہوتی۔

(۶) امام صاحب ہر رکعت میں سجدہ میں جاتے وقت اپنے پائجامہ کے پائچوں کو دونوں ہاتھوں سے اوپر چڑھاتے ہیں جب سجدہ میں جاتے ہیں۔ان غلطیوں کی بناء پر مقتدیوں کو یہ تشویش ہے کہ ہماری نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

(۱) اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی،لیکن اس کی اصلاح کی جائے۔[۱] (۲) اس کا بھی یہی حکم ہے،[۲] (۳) اس کا جواب بھی یہی ہے۔[۳] (۴) اس کا حکم بھی یہی ہے۔[۴] (۵) اس کا حکم بھی یہی

---

[۱] ولا بد من وضع إحد القدمين ووضع القدم بوضع أصابعها ويكفى وضع اصبع واحدة كذا فى السيد، طحطاوى على المراقى ص ۲۲۹ فصل فى كيفية تركيب أفعال الصلاة، مطبوعه مصر، هنديه ص ۱۰۳ ج ۱ الباب السابع، مطبوعه كوئٹه حلبى كبيرى ص ۴۴۸ مفسدات صلاة، مطبوعه لاهور.

[۲] يكبر تكبيراً الى قوله وهو يفيد مقارنة التكبير الركوع ثم صرح به فقال وينبغى أن يكون ابتداء تكبيره عند اول الخرور والفراغ منه عند الاستواء الى قوله والقول الاول وهو المقارنة اصح الاقوال، حلبى كبيرى ص ۳۱۴ بيان صفة الصلوة مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور طحطاوى ص ۲۲۹ فى كيفية تركيب افعال الصلوة الخ مطبوعه مصر، شامى كراچى ص ۴۹۳ ج ۱ باب صفة الصلوة مطلب قراءة البسملة الخ.

[۳] ويقول الامام حال الرفع سمع الله لمن حمده، حلبى كبير ص ۳۱۸ صفة الصلوة مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، هنديه ص ۷۴ ج ۱ فصل ثالث مطبوعه كوئٹه، تنوير الابصار مع الدر المختار كراچى ص ۴۹۶ ج ۱ باب صفة الصلوة. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہے(۶)اس کا حکم بھی یہی ہے۔نماز ان سب صورتوں میں ہوجاتی ہے[۱] اوراقتداءواتباع میں خرابی نہیں آتی۔تاہم ان امورکی امام صاحب کواصلاح کرنی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۹۲/۸/۱۸ھ

عضو کا چوتھائی حصّہ کھلا رہنے سے نماز کا حکم

سوال: زید بیان کرتا ہے کہ نماز میں کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہنے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے علاوہ ستر کے یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

زید سے اس کی دلیل دریافت کیجئے اور کیا ہاتھ وپیرومنہ کا چوتھائی حصہ کھلا رہنے سے بھی نماز مکروہ ہوتی ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کھلی کہنی سے نماز پڑھنا

سوال: ہاف گنجی اورنیم آستین اورہاف قمیص جس کے پہننے سے کہنی کھلی رہے ایسا لباس پہن کرنماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں اگر مکروہ ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [۴] کبر بالخرور بأن یکون ابتداء التکبیر عند ابتداء الخرور وانتهاؤه عن انتهائه حلبی کبیری ص۳۲۰ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، طحطاوی ص ۲۲۹ مطبوعه مصر، هندیه ص۷۵ ج۱ الفصل الثالث فی سنن الصلاة الخ مطبوعه کوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ویفسدها العمل الکثیر لا القلیل. مراقی علی هامش الطحطاوی ص۲۶۲ مطبوعه مصر فصل فیما یفسد الصلاة، شامی زکریا ص۳۸۴ ج۲ مطلب فی التشبه باهل الکتاب الخ، النهر الفائق ص۳۷۴ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] جن اعضاءکاڈھانپنافرض ہےان میں سےکوئی عضونمازکےاندرچوتھائی یازیادہ کھل گیااوررکن کی مقداررہاتونمازفاسد ہوجائےگی اعضاءسترکےعلاوہ یہ حکم نہیں۔شامی کراچی ص۴۰۴ ج۱ باب شروط الصلوة.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ہمارے اطراف میں یہ لباس صلحاء کا لباس نہیں، محض ہاف گنجی یا نیم آستین قمیص پہن کر نماز پڑھنا خلاف احترام نماز ہے اول میں کراہت قوی ہے ثانی میں خفیف۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٦/٤/٩٦ھ

سلام اور تکبیرات کا امام سے پہلے ختم کرنا

سوال: نماز پنجگانہ وغیرہ کی جماعت میں امام کی تکبیر اُولیٰ اور تکبیراتِ دیگر اور سلام ختم کرنے سے پہلے اگر مقتدیوں کی تکبیرات اور سلام ختم ہوگئے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی۔ یہ مشہور ہے۔ آیا یہ مسئلہ صحیح ہے۔ یا غلط؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

امام کی تکبیرات اُولیٰ (تحریمہ) سے پہلے اگر مقتدی نے اپنی تکبیرِ تحریمہ ختم کردی تو نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوا۔[2] امام کے لفظ السلام سے پہلے ہی اگر مقتدی نے اپنا سلام پورا کردیا تو نماز درست[3] نہیں ہوئی۔ بقیہ تکبیرات اگر امام سے پہلے کہی ہیں تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔

---

[1] لوصلی رافعاً کمیه الی المرفقین کره کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری ص١٠٦ ج ١ الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوة ومالایکره مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص٢٨٣ کتاب الصلوة فصل فی المکروهات مطبوعه مصر، حلبی کبیری ص٣٤٨ فصل فی المکروهات مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] فان قال المقتدی اللّٰه اکبر ووقع قوله مع الامام وقوله اکبر وقع قبل قول الامام ذالک قال الفقیه ابو جعفر الاصح انه لایکون شارعاً عنه فتاویٰ عالمگیری ص٦٨ ج ١ (الباب الرابع فی صفة الصلاة ومنها التحریمة مکتبه المصر، بحر کوئٹه ص ٢٩١ باب صفة الصلوة، الدر مع الشامی زکریا ص١٧٨ ج٢ باب صفة الصلاة فصل إذا اراد الشروع الخ.

[3] وتنقضی قدوة بالاول قبل علیکم علی المشهور عندنا وعلیه الشافعیة. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کراچی ص٤٦٨ ج ١ باب صفة الصلاة. مطلب لا ینبغی ان یعدل عن الدرایة الخ

[4]...... عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبر و او لاتکبر واحتی یکبر الحدیث ابوداؤد شریف ص ٨٩ ج ١ باب الامام یصلی من قعود کتب خانه رشیدیه دهلی

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کا اقتداء کیا جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور تکبیر نہ کہو یہاں تک وہ (امام) تکبیر کہے۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

البتہ مکروہ ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٩/٧/٨٨ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

امام نماز میں سو جائے تو کیا کریں؟

سوال: اگر امام صاحب قعدۂ اولیٰ یا قعدۂ ثانیہ میں سو جائیں تو مقتدی امام صاحب کا انتظار کرتے رہیں یا کوئی بیدار کرنے کی شکل ہو تو آپ مطلع فرمائیں اور قعدۂ اولیٰ میں جو فرض میں تاخیر ہو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

سبحان اللہ کہہ کر جگا دیا جائے[2] ادائے واجب یا ادائے فرض میں تاخیر ہو جائے تو امام سجدۂ سہو کرے[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ويكره للماموم أن يسبق الامام بالركوع والسجود و أن يرفع رأسه فيهما قبل الإمام هنديه، كوئٹه ص١٠٧ ج ١ الباب السابع فيما يفسد الصلوة وما يكره فيها، الفصل الثانى شامى زكريا ص ٣٩٢ ج٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها. مطلب في المشى فى الصلوة.

[2] سمع اسم اللّٰه تعالى فقال جل جلاله ...... تفسد إن قصد جوابه (در مختار) واحترز بقصد الجواب عما لو سبح لمن استأذنه فى الدخول على قصد اعلامه أنه فى الصلاة أو سبح لتنبيه إمامه (إلى قوله) بالحديث الصحيح إذا نابت احدكم نائبة وهو فى الصلاة فليسبح (شامى زكريا ص ٣٨٠ ج٢ باب ما يفسد الصلاة، مطلب المواضع التى يكره فيها السلام بحر كوئٹه ص٧ ج٢ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها هنديه كوئٹه ص ٩٩ ج ١ الباب السابع فيما يفسد الصلوة.

[3] يجب عليه سجود السهو لتأخير الركن (كبيرى ص ٤٥٦ مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. فصل فى سجود السهو، هنديه كوئٹه ص ١٢٦ ج ١ الباب الثانى عشر فى سجود السهو بدائع زكريا ص ٤٠١ ج ١ كتاب الصلوة، فصل فى بيان سبب الوجوب.

آئینہ سامنے ہوتو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: مسجد میں ڈیکولم کے بنے ہوئے دروازے لگے ہوئے ہیں، اس کی وجہ سے نمازیوں کے اپنے عکس اس میں پڑتے ہیں جیسے سامنے آئینہ ہو۔ تو کیا اس سے نماز میں کوئی حرج ہوتا ہے اور یہ مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نہایت غلط صورتِ حال ہے، اس سے حفاظت کی کوئی تدبیر اختیار کی جائے۔ گذشتہ نمازوں کا اعادہ نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٧/١/٩٥ھ

آئینہ دار مسجد میں نماز

سوال: ایک مسجد سہارنپور میں متصل چوکی پولیس واقع ہے مسجد کے اندر حصہ گنبد کے نیچے غربی جنوبی اور شمالی دیواروں پر ایسے شیشے کے بیل بوٹے تیار کرائے گئے ہیں جس میں چہرہ اور عکس نظر آتا ہے جو کہ مثل شیش محل کے ہوگیا ہے اس صورت میں مسجد کے اندر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ایسی مسجد میں نماز جائز ہے، نمازی کو چاہئے کہ نظر نیچی رکھے تا کہ خشوع حاصل ہو اور دھیان نہ بٹنے پائے ورنہ اگر اس طرف توجہ کی اور خشوع نہ رہا تو نماز مکروہ ہوگی۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ولا باس بنقشه خلا محرابه فانه يكره لانه يلهى المصلى درمختار مع الشامى نعمانيه ص ۴۴۲ ج ا الشامى كراچى ص ٦۵٨ ج ا مطلب فى احكام المسجد. باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها.

[2] ولاباس بنقشه خلامحرابه فانه يكره لانه يلهى المصلى (درمختار) اى فيخل بخشوعه من النظر الى موضع سجوده (الى قوله) صرح فى الاشباه ان الخشوع فى الصلاة مستحب والظاهر من هذا ان الكراهة هنا تنزيهية فافهم (الشامى نعمانيه ص ۴۴۲ ج ا) شامى ص ٦۵٨ ج ا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہاتھ پر تصویر گدی ہوئی ہونے کی حالت میں نماز

سوال: کسی شخص کے ہاتھ پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو تو اس کی نماز میں فرق آئے گا یا نہیں اور اگر فرق آئے گا تو جواز کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ تصویر تو بغیر کھال یا گوشت کاٹے علیحدہ نہیں ہوسکتی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جب کہ اس تصویر کو ختم کرنا دشوار ہے تو مجبوری ہے۔ نماز درست ہوگی ہو سکے تو کپڑے یا دستانہ سے ہاتھ ڈھانپ لیا کرے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تصویر پر سجدہ

سوال: تصویر پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر مصلےٰ پر جاندار کی تصویر ہو تو اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسی تصویر پر سجدہ کرنے میں شدید کراہت ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(گذشتہ کا بقیہ) دارالفکر مطلب فی احکام المسجد باب ما یفسد الصلاة. وتکره بحضرة کل ما یشغل البال کزینة وبحضرة مایخل بالخشوع (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۹۳ باب کراهية الصلاة، طبع مصری، حلبی کبیری ص ۳۴۵ کراهية الصلاة، طبع لاهور.

(صفحہ ہذا) [1] ولا یکره لو کانت تحت قدمیه اوفی یده لانها مستورة بثیابه وفی الشامیة واراد بنحو ذلک مالو کانت مرسومة فی یده (إلى قوله) وظاهره عدم الکراهة ولو کانت بالوشم الخ الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۱۷ ج ۲ مطبوعه کراچی ص ۶۴۸ ج ۱ باب مایفسد الصلاة الخ مطلب اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة الخ، بحر کوئٹه ص ۲۷ ج ۲ باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها. حلبی کبیر ص ۳۶۰ فروع بعد کراهية الصلاة، طبع لاهور. (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

مصلّٰی پر تصویر

سوال: (۱) مسجد کی دیواروں پر اندرونی حصہ میں پھول پتی اور چاند کی تصویر بنانا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جائے نماز پر پھول پتی یا چاند کی تصویر بنی ہوئی ہے جس حصہ پر پیشانی رکھی جاتی ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

(۱۔۲) پھول پتی چاند وغیرہ کی تصویر دیوار چھت اور مصلے وغیرہ پر درست ہے اس کا شبہ نہ ہو کہ چاند کی پرستش کی جارہی ہے[۱] بہتر یہ ہے کہ مصلے پر کوئی تصویر نہ ہو۔ بالکل سادہ ہو[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹۰/۲/۵ھ

الجواب صحیح : بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۲/۵ھ

(گذشتہ کا بقیہ) ۲ے اطلق الكراهة في الاصل فيما إذا كان على البساط المصلي عليه صورة لان الذى يصلي عليه معظم فوضع الصورة فيه تعظيم لها، بحر كوئٹه ص۲۸ ج۲ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، وقيد في الجامع الصغير بان تكون في موضع السجود، حلبي كبير ص۳۵۹ كراهية الصلوة، قبيل فروع في الخلاصة، محيط برهاني ص۵۰۶ ج۷ كتاب الكراهية الفصل الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن الخ طبع مجلس علمي ڈابھیل گجرات.

(صفحہ ہٰذا) ۱ے اولغيرذى روح لايكره لانها لا تعبد الخ الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص۴۱۸ ج۲ باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها. مطلب اذا ترددالحكم بين سنة وبدعة الخ، طحطاوي مع المراقي ص ۲۸۹ كتاب الصلوة فصل في المكروهات طبع مصر، حلبي كبير ص۳۵۹ كراهية الصلوة طبع لاهور.

۲ے مستفاد : ولا بأس بنقشه خلا محرابه فانه يكره لانه يلهي المصلي أى فيخل بخشوعه من النظر إلى موضع سجوده ونحوه وقد صرح في البدائع في مستحبات الصلوة أنه ينبغي الخشوع فيها ويكون منتهٰى بصره إلى موضع سجوده الخ وكذا صرح في الاشباه أن الخشوع في الصلاة مستحب والظاهر من هذا أن الكراهة هنا تنزيهية (شامي زكريا ص۴۳۱ ج۲ مكروهات صلوة، مطلب كلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره الخ بحر كوئٹه ص۳۷ ج۲ قبيل باب الوتر والنوافل، حلبي كبير ص۳۴۵ كراهية الصلاة، طبع لاهور.

خانۂ کعبہ کی تصویردار مصلّے پر نماز

سوال: جائے نماز پر خانہ کعبہ کی تصویر ہے ان پر نماز پڑھنا کیسا ہے آیا اس تصویر کو دوسرا کپڑا اچڑھا کر چھپادیا جائے یا کیا کیا جائے اگر فروخت کرتے ہیں تو چوتھائی قیمت ملتی ہے اور مسجد کا نقصان ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں ان مصلوں پر نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں نہ ان پر کپڑا اچڑھانے کی ضرورت ہے نہ ان کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے۔'' فی غنیة المستملی واما صورة غیر ذی الروح فلاخلاف فی عدم کراهة الصلوٰة علیها او الیها''[۱] اور اس تصویر سے خانہ کعبہ کی تعظیم میں بھی کوئی فرق نہیں آتا، کیونکہ تصویر کا حکم عین شئی کا حکم نہیں ہوتا۔ دوسرے خود خانہ کعبہ میں جب نماز پڑھی جاتی ہے تو وہاں بھی زمین پیروں کے نیچے ہوتی ہے جب وہ تعظیم کے منافی نہیں تو تصویر کا پیروں کے نیچے ہونا بطریق اولیٰ تعظیم کے منافی نہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲/۶/ ۵۲ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۰/ جمادی الثانی/ ۵۲ھ،

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ

اس مصلیٰ پر نماز جس پر روضۂ اقدس کی تصویر ہو

سوال: اگر خانۂ کعبہ اور روضۂ اقدس کی تصویر وہاں سے لی گئی یہاں مسجد کے امام اور مقتدی کے مصلوں پر خانہ کعبہ کی اور روضۂ اقدس کی تصویر بنائی گئی ہے ان صفوں اور مصلوں پر امام اور مقتدی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

---

[۱] حلبی کبیری ص ۳۵۹ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور (باب کراهیة الصلوٰة، زیلعی ص ۱۶۶ ج ۱ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق ص ۲۸ ج ۲ باب ما یفسد الصلوة الخ مطبوعه ماجدیه کوئٹه شامی زکریا ص ۴۱۸ ج ۲ باب ما یفسد الصلاة الخ.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مصلیٰ پر آج کل خانہ کعبہ یا روضۂ اقدس یا کسی بھی مسجد کی تصویر ہوتی ہے وہ درحقیقت نہ فوٹو ہے نہ اصل تصویر ہے بلکہ ایک صنعت کاری ہے جو کہ خوشنمائی اور اپنے کارخانہ کی شہرت کے لئے بنائی جاتی ہے اس پر نماز پڑھنے سے بسااوقات نمازی کا دھیان تصویر میں لگ جاتا ہے جو کہ مخل خشوع ہے نیز بیت اللہ اور روضۂ اقدس کا تصور بھی کبھی آ جاتا ہے اور یہ خیال بھی پیدا ہوجاتا ہے کہ میں بیت اللہ اور روضۂ اقدس پر نماز پڑھ رہا ہوں ان عوارض کی وجہ سے اس پر نماز پڑھنے سے احتیاط کرلی جائے تو اچھا ہے تاہم اس پر ادا کی ہوئی نماز نہ فاسد ہوتی ہے نہ واجب الاعادہ[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۲/۱۴۰۰ھ

جس مصلّی پر بیت اللہ کی تصویر ہو اس پر نماز پڑھنا

سوال: جس مصلّی پر بیت اللہ کی تصویر ہو اور یہ کہ اس تصویر کو یہودی اہانت کیلئے بناتے ہیں، تو اس مصلّی پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

تصویر کا حکم اصلی کا حکم نہیں ہوتا۔ اس مصلّی پر نماز پڑھنا ایسا نہیں جیسے بیت اللہ پر نماز پڑھنا۔ لہٰذا اس سے بیت اللہ کی اہانت نہیں ہوتی، یہودیوں کی نیت ناکام رہتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے مصلّی کو خریدا ہی نہ جائے تاکہ وہ بنانا ہی چھوڑ دیں[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۸۹ھ

---

[1] لایکرہ تمثال غیر ذی الروح (عالمگیری ص۱۰۷ ج۱ الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاۃ وما لا یکرہ، البحر الرائق ص۲۸ ج۲ باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ، حلبی کبیری ص ۳۵۹ مطبوعہ لاہور، شامی زکریا ص۴۱۸ ج۲ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، زیلعی ص۱۶۶ ج۱ مطبوعہ ملتان.

[2]...... واما صورۃ غیر ذی روح فلا خلاف فی عدم کراھۃ الصلاۃ علیہا اوالیہا الخ حلبی کبیری ص ۳۵۹ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور. باب کراھیۃ الصلاۃ، البحر الرائق ص۲۸ ج۲ باب ما یفسد الصلاۃ الخ مطبوعہ کوئٹہ شامی زکریا ص۴۱۸ ج۲ باب ما یفسد الصلاۃ الخ.

منقش مصلّے پر نماز

سوال: مفتی عزیزالرحمٰن صاحب بجنوری نے ایک تحقیقی مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔ جس میں اٹلی کی جانمازوں کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ ان پر نمازیں نہ پڑھی جائیں۔ اس مضمون کے بعد سے لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔ ایک کا خیال ہے کہ ایسے مصلّوں پر نماز بالکل نہ پڑھی جائے، جس کی وجوہ حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) ایسے منقش جانمازوں پر خیال پراگندہ ہوتا ہے خشوع میں فرق پڑتا ہے۔

(۲) اٹلی کی تیار شدہ جانمازوں پر نقش ونگار صیہونی سازش کے ماتحت بنائے جاتے ہیں جس کا مقصود شعائرِ اسلام کی توہین ہوتی ہے۔

(۳) ان حضرات کی طرف سے استدلال میں وہ حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں جن میں آپ ؐ کا منقش پردہ کو واپس کردینے کا واقعہ مذکور ہے۔

اس کے برخلاف دوسرے گروپ کا کہنا یہ ہے کہ ایسے منقش مصلّوں کا استعمال پورے عالم اسلام میں ہے۔ خیال کی پراگندگی کا کوئی ادنیٰ تصور بھی نہیں ہوتا، بلکہ ایسے منقش مصلّے بہت سے خوش مزاج اور نفاست پسند لوگوں کی مزید دل جمعی اور خشوع وخضوع کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ محض ذوقی اور وجدانی چیز ہے۔ لہٰذا اسے فتوے کی بُنیاد نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ یہ بات بھی سمجھنے میں نہیں آئی کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے خشوع وخضوع پر یہ نقش ونگار کیونکر اثرانداز ہوسکتے تھے۔ آپ ؐ کی ذات تو اس سے بہت بالاتر تھی۔ لہٰذا اب آنجناب سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں فیصلہ کن بات تحریر فرمائیں، تاکہ باہمی فساد ونزاع کا دروازہ بند ہو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس مصلّے پر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہوجائے گی، اس کے نقش ونگار کی وجہ سے اگر خشوع میں فرق آئے تو تحفظ کے لئے اس پر ایک سادہ کپڑا بچھالیا جائے۔ آج کل اٹلی کے علاوہ دیگر مقامات کے

بنے ہوئے مصلّے بھی عامۃً نقش ونگار سے خالی نہیں ہوتے۔ بسا اوقات بڑی دری میں بھی نقش ونگار ہوتے ہیں۔ اکثر آدمیوں کا دھیان بھی ان نقوش کی طرف نہیں جاتا۔ اس پر خانہ کعبہ یا مسجد کا نقش بھی عامۃً ہوتا ہے۔ تو یہ بھی اٹلی کے مصلّے کے ساتھ خاص نہیں۔ دوسرے مسجد یا کعبہ کے نقش پر عامۃً کھڑے نہیں ہوتے بلکہ وہ نقش سجدہ گاہ کی طرف ہوتا ہے، جس سے اس کو پائمال کرنا لازم نہیں آتا جو احترام کے خلاف ہو۔ نیز تصویر و نقش کعبہ کو بعینہٖ کعبہ کا حکم دینا بھی صحیح نہیں، ورنہ اس کی طرف رُخ کرکے کیا نماز کو بھی صحیح کہا جائے؟ اگرچہ وہ کسی بھی سمت میں ہو۔ اگر بغور دیکھا جائے تو وہ کعبہ کا نقش ہوتا بھی نہیں، محض ایک صنعت کاری ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۸/۹۳ھ

ایضاً

سوال: کچھ روز قبل مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری نے ایک فتویٰ شائع کیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ اٹلی کا مخمل جائے نماز (مصلّٰی) جو عام طور سے حجاج اپنے ہمراہ حجاز سے لاتے ہیں اور اس پر حرمین شریفین کی تصویر ہوتی ہے، اس کا استعمال نماز کے لئے درست نہیں ہے اور اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ یہ یہودیوں کی سازش ہے اور اس کا مقصد نماز میں دھیان بانٹنا اور مناجات کی لذت سے غافل کر دینا ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے اس مسئلہ پر بنارس میں دو گروہ ہوگئے ہیں۔ بعض لوگ مفتی صاحب کے فتوے کی بناء پر اس قسم کے مصلّٰی کو مساجد سے نکال دینے پر مُصِر ہیں اور کم لوگ عمومِ بلویٰ اور مصالح مرسلہ جیسی اصطلاحات کا استعمال کرکے

---

[1] واختلف فيما اذا كان التمثال خلفه والا ظهر الكراهة ولايكره لو كانت تحت قدميه او محل جلوسه لانها مهانة الخ. اوعلى خاتمه بنقش غير مستبين قال فى البحر ومفاده كراهة المستبين لاالمستتر بكيس او صرة او ثوب اخر درمختار قوله اوثوب آخر بأن كان فوق الثوب الذى فيه صورة ثوب ساتر له فلا تكره الصلاة فيه لاستتارها بالثوب (الدرالمختار ص۴۳۵ تا۴۳۶ ج۱ مكتبه نعمانيه باب ما يفسد الصلاة الخ مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة الخ......ولاباس بنقشه خلامحرابه فانه يكره لانه يلهى المصلىٰ (درمختار) فيخل بخشوعه من النظر الى موضع سجوده الخ (شامى ص۴۴۲ ج۱ مكتبه نعمانيه شامى كراچى ص۶۸۵ ج۱ مطلب فى احكام المسجد باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها.

اس مصلے کو کراہت سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ میرے پاس بھی اس سلسلہ میں ایک استفتاء آیا ہے لیکن میرے سامنے اس سلسلہ میں کوئی واضح بات نہیں ہے۔ براہِ کرم اپنی رائے سے نوازیں۔ تا کہ یہاں کا بتایا ہوا مسئلہ مرکز کے خلاف نہ ہو جائے۔

سائل: مولانا ابوالقاسم نعمانی جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب وارانسی

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حرمین شریفین سے لائے ہوئے مصلّے کے متعلق یہودیوں کی سازش اور نیت کا مجھے علم نہیں۔ اس پر جو تصویر ہے وہ ذی روح کی نہیں اس لئے تو اس حکم میں یہ داخل نہیں [1] جس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے جس میں تشبہ بعبادۃ الاوثان لازم آتا ہو۔ رہا نقش ونگار کا قصد تو اس میں ہی کیا منحصر ہے۔ وہ تو آج عام ہے۔ مسجد کے درودیوار، صفوف، دری، جائے نماز، لباس کی بناوٹ، کرتہ، گھڑی، لنگی، تسبیح کون سی چیز ایسی ہے جو دل ہٹا کر مخلِ خشوع نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود اکثر نفوس ایسے ہیں کہ ان کو ایسے نقوش کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا۔ مولانا ارشاد احمد صاحب نے بھی یہاں بیان کیا تھا کہ یہود کا مقصود یہ ہے کہ نماز میں حرمین کو مسلمانوں کے قدموں سے روندا جائے۔ اس لئے وہ یہ تصویر بناتے ہیں۔ مجھے ان کی اس نیت کا بھی علم نہیں اور ایسے مصلّے پر قدم کی جگہ یہ تصویر ہوتی بھی نہیں، بلکہ سجدہ کی جگہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں تصویر وہ بھی جعلی جس کو اصل کے ساتھ مشابہت بھی نہیں۔ اصل کے حکم میں کس طرح ہو سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۹۳ھ

روپیہ پیسہ کے ساتھ نماز کا حکم

سوال: تصویر گھر میں رکھنے کی جو ممانعت احادیث میں ہے اکثر لوگ اس پر حجت قائم

---

[1] ......واما صورة غير ذی فلا خلاف فی عدم كراهة الصلاة عليها او اليها الخ حلبی كبيری ص ۳۵۹ مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. باب كراهية الصلاة، هنديه ص۱۰۷ ج ۱ الفصل الثانی فيما يكره الخ مطبوعه كوئٹه، شامی زكريا ص ۴۱۸ ج ۲ باب ما يفسد الصلوة الخ البحر الرائق ص ۲۸ ج ۲ باب ما يفسد الصلوة الخ مطبوعه كوئٹه.

کرتے ہیں کہ وہ ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر کی ممانعت ہے فوٹو کی نہیں ہے دوسرے یہ کہتے ہیں کہ جس پر ذی روح کی تصویر ہو جیسے روپے پیسے اسے پاس رکھنا اور پاس ہوتے ہوئے نماز کیسے ادا ہو سکتی ہے ہر دو باتوں کا جواب خوب اچھی طرح سے دیجئے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر اور فوٹو سے بنی ہوئی دونوں کا شرعاً ایک حکم ہے[1] پیسے روپے پر اولاً تو تصویر چھوٹی ہے جس کا کوئی اعزاز نہیں ہوتا دوسرے جیب یا کسی اور کپڑے میں نماز کے وقت مخفی رہتی ہے سامنے نہیں ہوتی[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۰/۶۴ھ

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ

چوری کے کپڑے میں نماز کا حکم

سوال: اکثر درزی کپڑا چراتے ہیں اور اس کی ٹوپی یا صدری بنا کر پہنتے ہیں۔ اس سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

یہ فعل حرام ہے ایسے کپڑے سے نماز پڑھنا مکروہ ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1]......ملاحظہ ہو جواہر الفقہ ص۲۲۳ ج۳ احکام تصویر. مطبوعہ سیرت النبی دیوبند.

[2]......وفی المعراج لاتکره امامة من فی یده تصاویر لانها مستورة بالثیاب لاتستبین فصارت کصورة نقش خاتم (الشامی ص۴۳۶ ج۱ مکتبه نعمانیه شامی کراچی ص۶۴۸ ج۱ اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة اولیٰ. باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها) ولو صلی وبه دراهم علیها تماثیل ملک لاباس به لان هذا یصغر من البصر (طحطاوی علی المراقی الفلاح ص۲۹۵ مطبوعه دمشق فصل فی المکروهات، بحر الرائق ص۲۷ ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطبوعه ماجدیه کوئٹه) ولو کان الصورة صغیره بحیث لا تبدو للناظر لا یکره لأن الصغار جداً لا تعبد الخ فتح القدیر ص۴۱۵ ج۱ فصل فی المکروهات، دار الفکر بیروت. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کہنی تک آستین چڑھا کر نماز

سوال: کہنی کھلی ہونے کی صورت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ سراجیہ[1] ص ١١۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا

سوال: (١) کیا قمیص کی آستین چڑھی ہوئی ہونے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اگر کہنیاں ڈھکی ہوئی ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

١-٢ ہر وہ وضع جس کو اختیار کر کے کسی معزز مجلس میں نہ جا سکتا ہو نماز کی حالت میں مکروہ ہے[2] بشرطیکہ اس کا سنت سے ثبوت نہ ہو پس چونکہ آستین چڑھا کر اکابر کے سامنے جانے سے حجاب ہوتا ہے تو نماز ایسی حالت میں مکروہ ہے اور آدابِ نماز کا تقاضہ یہ ہے کہ آستین اتار کر وقار

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [3] تکره الصلاة فی الثوب المغصوب وان لم يجد غيره لعدم جواز الانتفاع بملک الغير قبل الاذن او أداء الضمان (الطحطاوی ص ١٩١ مطبوعه مصر فصل فی المکروهات، نفع المفتی والسائل ص ١٧ باب ذکر ثیاب التی تکره الصلوة فيها وما يتعلق به مطبوعه رحيميه ديوبند.

(صفحہ ہٰذا) [1] ولو صلی وقد رفع كميه الی المرفقين يكره (فتاویٰ سراجيه ص ١١، باب كراهية الصلاة)، فتح القدير ص ٤١٨ ج ١ فصل فی المکروهات مطبوعه دار الفكر بيروت، بحر ص ٢٤ ج ٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطبوعه ماجديه كوئٹه.

[2] فصلاته فی ثياب بذلة وفسرها فی شرح الوقايه بما يلبسه فی بيته ولا يذهب به الی الاكابر (شامی ص ٢٥٤ ج ١ مكتبه نعمانيه شامی كراچی ص ٦٤٠ ج ١ باب مايفسد الصلاة. مطلب مکروهات الصلاة. مراقی الفلاح ص ٢٩٢ مطبوعه مصرفصل فی المکروهات.

اور تہذیب کے ساتھ نماز پڑھے اور کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا بہرحال مکروہ ہے کذا فی قاضیخان[۱] اور گلے کے بٹن کھلے رہنے سے نماز مکروہ نہیں۔ کیونکہ اس کا ثبوت سنت سے ہے[۲] اور کفوں کے بٹن کا وہ حکم ہے جو کہ آستین چڑھانے کا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا

سوال: کہنی کھول کر نماز پڑھنی کیسی ہے یہاں ایک صاحب اس کو صحیح کہتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

آستین چڑھا کر کہ کہنی کھلی رہے نماز پڑھنا مکروہ ہے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نیم آستین سے نماز

سوال: بہ نیمہ آستین نماز گذاردن چہ حکم دارد؟[۴]

---

[۱] ولو صلی رافعا کمیه الی المرفقین کره الخ قاضیخان علی هامش الهندیة کوئٹه ص۱۳۵ ج۱ فصل فیما یفسد الصلاة. نفع المفتی والسائل ص۶۵ مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند، باب ما یتعلق بما یفسد وما یکره فیها، ویکره الصلاة ایضاً مع تشمیر الکم عن الساعد الخ فتح القدیر ص۴۱۸ ج۱ فصل فی آخر المکروهات دار الفکر بیروت.

[۲] عن معاویه بن قرة عن ابیه قال اتیت رسول الله ﷺ فی رهط من مزینة لنبایعه وان قمیصه لمطلق اوقال زرقمیصه مطلق الخ. (شمائل ترمذی ص۵ باب فی لباس رسول الله ﷺ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند بذل المجهود ص۵۲ ج۵ مطبوعه دیوبند بذل المجهود ص۴۰۸ ج۱۶ مطبوعه بیروت. کتاب اللباس باب فی حل الازرار.

[۳] وکره کفه ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم اوذیل الی قوله : وقید الکراهة فی الخلاصة والمنیة بان یکون رافعا کمیه الی المرفقین وظاهره انه لایکره الی مادونهما شامی کراچی ص۶۴۰ ج۱ شامی زکریا ص۴۰۶ ج۲ مطلب فی الکراهة التحریمیة والتنزیهیة :باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، قاضیخان ص۱۳۵ ج۱ مطبوعه کوئٹه.

[۴] ترجمہ سوال: نیم آستین کے ساتھ نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

ہرلباسیکہ آنرا پوشیدہ درجلسہ معززۂ شرعیہ نتواندرفت آنرا پوشیدہ نماز گزاردن مکروہ است[۱] کـمـاصرح به فی کتب الفقه الاستفسار صلی رافعا کمی قمیصه الیٰ المرفقین هل تجوز الصلوٰة الاستبشار . نعم لکن یکره کذا فی فتاویٰ قاضی خان الخ. نفع المفتی والسائل.[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۳/۳/۵۶ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۶/ربیع الاول ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعیداحمدغفرلہٗ

نیم آستین کرتہ،ٹخنوں سے نیچا پائجامہ سے نماز

سوال: نیم آستین کا کرتہ یا بنڈی یاٹخنہ سے نیچا پائجامہ (جیسا فی زمانہ رواج ہوگیا ہے) پہنکر نماز پڑھنا کیساہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مکروہ ہے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

---

۱ ترجمہ جواب: جس لباس کو پہنکر کسی معززشرعی مجلس میں نہ جاسکتے ہوں اس کو پہن کرنماز پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔فقط

۲ نفع المفتی والسائل ص ۶۵ مکتبه رحیمیه دیوبند باب ما یتعلق بما یفسد وما یکره فیها. قاضیخان علی هامش الهندیه کوئٹه ص ۱۳۵ ج ۱ فصل فیما یفسد الصلاة.

۳ اِنَّ اللّٰـهَ لَایَقْبَلُ صَلاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ (ابوداؤد شریف ص ۵۶۵ ج ۲ باب مایفسدالصلوٰة مطبوعه مصر، ولو صلی رافعا کمیه الی المرفقین کره الخ، قاضی خان علی هامش الهندیة کوئٹه ص ۱۳۵ ج ۱ فصل فیما یفسد الصلاة، فتح القدیر ص ۴۱۸ ج ۱ فصل فی آخر المکروهات مطبوعه دار الفکر بیروت.

نصف آستین کی قمیص سے نماز پڑھنا

سوال: نصف آستین کی قمیص پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

حضرت نبی اکرم ﷺ سے نصف آستین کی قمیص پہننا منقول نہیں ہے۔ ایسی قمیص خلافِ سنت ہے۔ اس کو پہن کر نماز پڑھنا بھی خلافِ سنت ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں آستین کہنی سے اُتارنا

سوال: اگر بحالتِ نماز آستین کہنی سے نیچے کر دی جائے تو درست ہے کہ نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

آستین کہنی سے اتار کر اطمینان سے نماز میں شرکت کی جائے، اگر آستین کہنی تک چڑھی رہے تو نماز مکروہ ہوگی[2]۔ اگر اسی طرح نماز میں شرکت کر لی تو آہستہ ہلکی حرکت سے آستین اتار لے[3]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] الاستفسار صلی رافعا کمی قمیصه الی المرفقین هل یجوز الصلاة الاستبشار، نعم لکن یکره کذافی فتاویٰ قاضیخان (نفع المفتی والسائل ص۶۵ مطبوعه رحیمیه دیوبند. باب ما یتعلق بما یفسد وما یکره فیها، فتح القدیر ص۴۱۸ ج۱ مطبوعه دار الفکر بیروت، قاضیخان ص۱۳۵ ج۱ فصل فیما یفسد الصلاة مطبوعه کوئٹه.

[2] ولو صلی رافعا کمیه الی المرفقین کره. قاضیخان علی هامش الهندیة کوئٹه ص۱۳۵ ج۱ فصل فیما یفسد الصلاة نفع المفتی والسائل ص۶۵ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند باب ما یتعلق بما یفسد وما یکره، البحر الرائق ص۲۴ ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطبوعه ماجدیه کوئٹه فتح القدیر ص۴۱۸ ج۱ فصل فی المکروهات مطبوعه دار الفکر بیروت.

[3] لو شمّر للوضوء ثم عجل لإدراک الرکعة مع الإمام وإذا دخل فی الصلاة کذلک وقلنا بالکراهة فهل الأفضل إرخاء کمیه فیها بعمل قلیل أو ترکهما والأظهر الأول، شامی زکریا ص۴۰۶ ج۲، باب ما یفسد الصلاة الخ مطلب فی الکراهة التحریمیة والتنزیهیة.

ساڑھی پہن کر نماز پڑھنا

سوال: بہت سی عورتیں بلاعذر بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ بلاعذر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔تو وہ سب کہتی ہیں کہ ساڑھی پہن کر کھڑے ہوکر نماز صحیح نہیں ہوتی ہے۔ چونکہ عورتیں ساڑیاں ٹخنوں سے اوپر پہنتی ہیں اوران کے رکوع کرنے پر پنڈلیاں زیادہ کھل جاتی ہیں،تو کیا نماز صحیح ہوجاتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسی ساڑھی پہن کر نماز ہرگز نہ پڑھیں جس سے پنڈلیاں کھلتی ہوں[1] اورقیام صحیح ادا نہ ہوتا ہو۔فریضۂ قیام ترک کرنے سے نماز نہیں ہوگی[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

ساڑھی میں نماز

سوال: یہاں پرخواتین میں کرتہ اور پائجامہ پہننے کا رواج نہیں ہے اوروہ لہنگا پر ساڑی باندھ لیتی ہیں اورکسی قسم کا کپڑا اندر استعمال نہیں ہوتا ہےتو کیااس صورت میں ان کی نماز ادا ہوجائے گی یاپھران کوساڑی کے اندر پاجامہ یااس قسم کا کپڑا پہننا پڑے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگرلہنگا اورساڑی اس طرح ہے کہ جسم نظرنہیں آتاان کی نماز اداہوجائے گی اس کے اندر

---

[1] وکشف ربع ساقیها یمنع یعنی جواز الصلاة الخ تبیین الحقائق ص ۹۶ ج ۱ باب شروط الصلوة، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۱ مطبوعه ماجدیه کوئٹه، شامی زکریا ص ۸۳ ج ۱ باب شروط الصلوة.

[2] ولو صلی الفریضة قاعداً مع القدرة علی القیام لا تجوز صلوته الخ حلبی کبیر ص ۲۶۱ فرائض الصلاة الثانی القیام. مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، زیلعی ص ۱۷۶ ج ۱ باب الوتر والنوافل مطبوعه امدادیه ملتان پاکستان، البحر الرائق ص ۶۲ ج ۲ باب الوتر والنوافل مطبوعه کوئٹه.

پائجامہ ہو یا نہ ہو ورنہ انکشاف کی حالت میں نماز نہیں ہوگی۔ کیوں کہ سترِ عورت فرض ہے اور عورت کو چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں قدم کے سوا تمام بدن کو چھپانا نماز میں فرض ہے۔ والرابع ستر العورة وهی للمرأة جميع بدنها خلاالوجه والكفين والقدمين.[1] اھ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ساڑھی پہن کر نماز

سوال: کیا عورت ساڑھی پہنے ہوئے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے شرعاً کیا حکم ہے ؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جس حصۂ بدن کا نماز میں چھپانا فرض ہے اگر وہ ساڑھی سے چھپا رہتا ہے تو اس سے نماز درست ہوگی[2] اور جس جگہ ساڑھی کا عام رواج ہے فساق یا کفار کا یہ مخصوص شعار نہیں وہاں اس کا پہننا درست ہے۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کمبل سے بغیر ہاتھ نکالے نماز

سوال: سردی کے ایام میں صرف چادر، کمبل اوڑھکر نماز ادا کرنا اس طرح کہ صرف چہرہ

[1] الدرالمختار ص ٢٧٠ تا ٢٧١ ج ١، مكتبه نعمانيه الدرالمختار على ردالمحتار ص ٤٠٥ ج ١ مكتبه دارالفكر. باب شروط الصلاة. مطلب فی ستر العورة، هدايه مع فتح القدير ص ٢٥٨ ج ١ باب شروط الصلوة مطبوعه دار الفكر بيروت زيلعی ص ٩٦ ج ١ مطبوعه ملتان.

[2] والرابع ستر عورته والحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين الخ در مختار على الشامی ص ٧٥ ج ٢ باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة، هدايه مع فتح القدير ص ٢٥٨ ج ١ باب شروط الصلوة مطبوعه دار الفكر بيروت زيلعی ص ٩٦ ج ١ مطبوعه ملتان.

[3] من تشبه بقوم ای شبه نفسه بالكفار مثلاً فی اللباس وغيره او بالفساق فهو منهم ای فی الاثم قال الطيبی هذا عام فی الخلق والشعار الخ مرقات ص ١٤٣ ج ٤ كتاب اللباس، الفصل الثانی (مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

کھلا رہے اور دونوں ہاتھ کمبل کے اندر ہوں کیسا ہے؟ یا دونوں ہاتھ کا باہر کھلا رہنا ضروری ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

دونوں ہاتھ کا اس طرح رکھنا کہ رکوع سجدہ کی حالت میں بھی اندر ہی رہیں، نہیں چاہئے۔ سخت سردی کی حالت میں گنجائش ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ شعبان ۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف ۴/ شعبان ۶۱ھ

نماز میں گریبان کھلا رکھنا

سوال: حضور ﷺ کے کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا رہتا تھا یا نہیں اگر کسی کے کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا رہے تو اس کی وجہ سے نماز میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

کبھی کھلا رکھنا بھی ثابت اور بعض صحابہؓ نے اس کو دیکھ کر ایسا پسند کیا کہ ہمیشہ کھلا ہی رکھا عن معاویہ بن قرة ......عن ابیه قال اتیت رسول الله ﷺ فی رهط من مزینة لنبایعه وان قمیصه لمطلق او قال زر قمیصه مطلق الخ شمائل[۲] ص ۳۸ قال عروة فما رائیت معاویةؓ ولا ابنه قط الامطلقی ازرارهما فی شتاء ولا حر ولا یزرر ان ازرارهما ابو داؤد شریف قوله فما رائیت معاویة الخ وهٰذا وان کان اختیاراً لما هو خلاف الاولیٰ خصوصاً فی الصلوات

---

[۱] (اخراج الرجل کفیه من کمیه عندالتکبیر) للاحرام لقربة من التواضع الالضرورة کبرد مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۳۴ ج ۱ مکتبه مصر (فصل من ادابها)، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۷۸ ج ۱ باب شروط الصلاة.

[۲] شمائل ترمذی ص ۵ باب ماجاء فی لباس رسول الله ﷺ. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. ترجمہ: حضرت معاویہ بن قرۃ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی قمیص کھلی ہوئی تھی یا یہ فرمایا کہ قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔

لکنهما احباان يكون علىٰ مارايا النبى ﷺ وان كان اطلاقه ازراره اذ ذاک لعارض ولم يكن هذا من عامة احواله ﷺ وذٰلک لمافيه من قلة المبالاة بامر الصلوٰة الا ان الكراهة لعلها لاتبقى فى حق معاوية وابنه لكون الباعث لهما حب النبى ﷺ واتباعه فيما راياه من الكيفية الخ۔[1] بذل المجہود ص۵۲ جلد پنجم

اس حالت میں نماز کا حکم بھی عبارت مذکورہ سے معلوم ہو گیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/رجب ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۲/رجب ۵۷ھ

کھلے گریبان سے نماز

سوال: بحالتِ نماز اگر گریبان کھلا رہے تو صحتِ نماز کے لئے کیا مانع ہے؟ کتنا کھلا رہنے سے نماز ہو جائے گی

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

بٹن کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا

سوال: گریبان کے بٹن بلا عذر کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور آستین کے بٹن کھلے رہنے

---

[1] بذل المجهود ص ۵۲ ج۵ مطبوعه سهارنپور باب فى حل الازرار كتاب اللباس.

[2] ولم يزر ازراره فهو مسئى لانه يشبه السدل (الشامی نعمانیہ ۴۳۰ج ۱ باب ما يفسد الصلاة الخ مطلب فى الكراهة التحريمية و التنزهية شمائل ترمذی ص۵ ملاحظہ ہو باب ماجاء فى لباس رسول الله ﷺ لو كان يصلى فى قباء غير مشدود الوسط فهو مسئى وفى غير القباء قيل بكراهته (مراقى الفلاح) اشار بقيل الى ضعفه لمافيه من الحرج (الطحطاوى ص ۳۰۰) فصل فيما لايكره للمصلى من الافعال مكتبه مصر.

سے نماز میں کیا خرابی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

گریبان کے بٹن کھلے رہ جائیں یا لگائے جائیں دونوں طرح نماز درست ہے یہ سمجھنا غلط ہے کہ بٹن کھول کر ہی نماز پڑھی جائے، یہی حکم آستین کے بٹن کا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۶/ ۹۲ھ

بٹن کھلے رہنے سے نماز کا حکم

سوال: کیا قمیص کے کفوں کے بٹن کھلے رہنے سے اور گلے کے بٹن کھلے رہنے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

۱-۲ ہر وہ وضع جس کو اختیار کر کے کسی معزز مجلس میں نہ جاسکتا ہو نماز کی حالت میں مکروہ ہے[2] بشرطیکہ اس کا سنت سے ثبوت نہ ہو پس چونکہ آستین چڑھا کر اکابر کے سامنے جانے سے حجاب ہوتا ہے تو نماز ایسی حالت میں مکروہ ہے اور آداب نماز کا تقاضہ یہ ہے کہ آستین اتار کر وقار اور تہذیب کے ساتھ نماز پڑھے اور کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا بہرحال مکروہ ہے کذا فی قاضیخان[3] اور گلے کے بٹن کھلے رہنے سے نماز مکروہ نہیں۔ کیونکہ اس کا ثبوت سنت سے ہے[4] اور کفوں کے بٹن کا وہ حکم ہے جو کہ آستین چڑھانے کا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ......اولم یزر ازراره فهو مسئی لانه یشبه السدل (الشامی نعمانیه ۴۳۰ ج ۱) شامی کراچی ایچ ایم سعید مطلب فی الکراهیة التحریمة والتنزیهة باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها. شمائل ترمذی ص ۵ باب ماجاء فی لباس رسول الله ﷺ بذل المجهود ص ۵۲ ج ۵ مطبوعه سهارنپور کتاب اللباس. باب فی حل الازرار. مراقی الفلاح ص ۲۰۲ مطبوعه دمشق فصل فی المکروهات

[2] فصلاته فی ثیاب بذلة وفسرها فی شرح الوقایه بما یلبسه فی بیته ولا یذهب به الی الاکابر شامی ص ۲۵۴ ج ۱ مکتبه نعمانیه شامی کراچی ص ۶۴۰ ج ۱ باب مایفسد الصلاة. مطلب مکروهات الصلاة. مراقی الفلاح ص ۲۹۲ مطبوعه مصر) فصل فی المکروهات. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ)

پتلون پہن کر نماز

سوال: پتلون پہنکر جوانگریزی لباس میں سے ہے نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

پتلون جس جگہ کفار کامخصوص شعار ہے اس جگہ اس کو پہننا ناجائز ہے اور پہنکر نماز مکروہ ہوتی ہے **هكذا يفهم مماذكروا انه لو صلى فى ثوب حرير اوثوب مغصوب لم تصح صلاته فى احدى الروايتين عن احمدبن حنبلؒ وفى اخرى تصح مع التحريم وعندنا يصح ويكره كذا فى مطالب المومنين عن تتمة المنظومة اه** نفع المفتی والسائل[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۴/۱۱/ ۵۶ھ

ترکی ٹوپی سے نماز وحرام خور کی نماز

سوال: ترکی ٹوپی سے نماز درست ہوجاتی ہے یانہیں۔جس کی روزی حرام ہے اس کی عبادت اور دعا قبول ہوتی ہے یانہیں؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [۳] ولو صلى رافعا كميه الى المرفقين كره الخ قاضيخان على هامش الهندية كوئٹه ص ۱۳۵ ج ۱ فصل فيما يفسد الصلاة. نفع المفتى والسائل ص ۶۵ مطبوعه مكتبه رحيميه ديوبند، باب ما يتعلق بما يفسد وما يكره فيها، ويكره الصلاة ايضاً مع تشمير الكم عن الساعد الخ فتح القدير ص ۴۱۸ ج ۱ فصل فى آخر المكروهات دار الفكر بيروت.

[۴] عن معاويه بن قرة عن ابيه قال اتيت رسول الله ﷺ فى رهط من مزينة لنبايعه وان قميصه لمطلق اوقال زرقميصه مطلق الخ. (شمائل ترمذى ص ۵ باب فى لباس رسول الله ﷺ مطبوعه ياسر نديم ديوبند بذل المجهود ص ۵۲ ج ۵ مطبوعه ديوبند بذل المجهود ص ۲۰۸ ج ۱۶ مطبوعه بيروت. كتاب اللباس باب فى حل الازرار.

(صفحہ ہذا) [۱] نفع المفتى والسائل ص ۷۱ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند باب ذكر الثياب التى تكره الصلوٰة فيها ومايتعلق به، طحطاوى ص ۲۹۱ فصل فى المكروهات مطبوعه مصر.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگرتر کی ٹوپی ناپاک رنگ سے رنگی ہوئی ہےتو اس سے نماز درست نہیں ہے۔ جب تک اس قدر نہ دھولیا جائے کہ رنگ کٹنا بند ہوجائے[1] اگرتر کی ٹوپی کا سرخ رنگ ناپاک نہیں۔ یا پختہ رنگ ہےاس کو پاک کرلیا گیا تب بھی خالص سرخ رنگ مرد کو منع ہےاس لئے اس سے نماز مکروہ ہوگی۔[2] جس کی روزی حرام ہےاس کی متعلق روایات میں آتا ہے کہ اس کی نماز ودعا مقبول نہیں ہوتی۔ کما فی طیب الشذی[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ۔ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۴/۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۳۰/ربیع الثانی ۵۴ھ

---

[1] او صبغ بالصبغ النجس ثم غسل کل ثلاثا طھر ثم ذکر عن المحیط انه یطھر ان غسل الثوب حتی یصفوا الماء ویسیل أبیض. شامی زکریا ص۵۳۷ ج۱ باب الانجاس. ملاحظه ھو تالیفات رشیدیه ص۲۵۰، فتح القدیر ص۲۰۹ ج۱ باب الأنجاس، دار الفکر بیروت، البحر الرائق ص۲۳۷ ج۱ مطبوعه ماجدیه کوئٹه.

[2] لا بأس بلبس الثوب الاحمر ومفاده ان الکراھة تنزیھیة لکن صرح فی التحفة بالحرمة فافادانھا تحریمیة. شامی زکریا ص۵۳۷ ج۱ باب الانجاس. مطلب فی حکم الصبغ، مجمع الانھر ص۱۹۱ ج۴ کتاب الکراھیة فصل فی اللبس مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، سکب الانھر ص۱۹۲ ج۴ کتاب الکراھیة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] عن ابن عمر قال مَنِ اشْتَرىٰ ثَوْباً بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالىٰ لَهٗ صَلَاةً مَادَامَ عَلَيْهِ الحدیث (مشکوٰة شریف ص۲۴۳ ج۱) کتاب البیوع الفصل الثالث مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند وفی حدیث ابی ھریرة ثم ذکر (یعنی النبی ﷺ) الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمدیدیه الی السماء یارب یارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک رواه مسلم (مشکوٰة شریف ص۲۴۱ ج۱) کتاب البیوع الباب الاول مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا جس شخص نے کوئی کپڑا دس درہم میں خریدا ان میں ایک درہم حرام ہےتو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتے جب تک وہ کپڑا اس کے اوپر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ سر غبار آلود دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے کہ یارب یارب حالانکہ اس کا کھانا حرام اس کا پینا حرام اس کا لباس حرام اس کی غذا حرام پس اس کی دعا کہاں قبول ہوگی۔

شرابی کی نماز

سوال : (۱) شراب پئے ہوئے شخص کو نماز ادا کرنی چاہئے یا نہیں اور شراب پی کر نماز ادا کرنے پر گنہگار رہوا یا نہیں؟

(۲) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اول شراب پی کر گنہگار رہوا۔ دوسرے شراب پئے ہوئے نماز پڑھی تو اور دوسرا گناہ اس نے کیا، دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ شراب پینے پر گنہگار ضرور ہوا مگر نماز ادا کرنے پر نماز کا اجر وثواب ضرور پائے گا ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

(۱) ایسے شخص کو اس حالت میں بھی نماز ضرور پڑھنی چاہئے لیکن شراب کو ترک کرنا بھی لازم اور فرض ہے جب تک شراب کا کوئی قطرہ پیٹ میں رہے گا اللہ تعالیٰ کے دربار میں نماز قبول نہیں ہوگی[1]

(۲) شراب سے گنہگار ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے اس لئے اس کا چھوڑنا بھی سب کے نزدیک ضروری ہے نشہ نہ ہونے کی حالت میں ہوش وحواس صحیح رہتے ہوئے نماز پڑھنے سے فریضۂ نماز ادا ہو جائے گا اور اس نماز سے وہ گنہگار نہیں ہوگا لیکن اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور خدا تعالیٰ اس سے خوش نہیں ہوں گے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح : سید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند

---

[1] عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ شَرِبَ الْخَمَرَ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہِ لَہٗ صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہِ لَہٗ صَلٰوۃِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ لَمْ یَقْبَلُ اللّٰہِ لَہٗ صَلٰوۃُ اَرْبَعِینَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ فِیْ الرَّابِعَۃِ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ لَمْ یَتُبِ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَقَاہُ مِنْ نَھْرِ الْخَبَالِ (مشکوٰۃ شریف ص۳۱۷ ج۲) باب بیان الخمر ووعید شاربھا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے شراب پی اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا پس اگر وہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر پھر شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا پھر اگر توبہ کرتا ہے (بقیہ ترجمہ اگلے صفحہ پر)

جالی دار ٹوپی سے نماز

سوال: جالی دار ٹوپی اوڑھ کر جس میں سارا سر نظر آتا ہے اس سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جالی دار ٹوپی سے اگر چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے سر نظر آتا ہے تو اس سے نماز میں خرابی نہیں [۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۱۴؍۷؍ ۸۷ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دار العلوم دیو بند، الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین

الٹا کرتا پہن کر نماز

سوال: الٹا کرتا پہن کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جیسے الٹی ٹوپی الٹا کرتا اور الٹا پائجامہ پہن کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اور الٹے مصلیٰ یا الٹی صف پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر پھر شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا پھر چوتھی مرتبہ اگر شراب پیتا ہے تو پھر چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرتا اور اس کو نہر خبال (جہنمیوں کے لہو پیپ کی نہر) سے پلائیگا (چوتھی مرتبہ کے بعد توبہ قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی)

[۲] قال المظهر : هذا وامثاله مبنى على الزجر ولا يسقط عنه فرض الصلاة إذا اداها بشرائطها ولكن ليس ثواب صلاة الفاسق كثواب صلاة الصالح بل الفسق ينفى كمال الصلاة وغيرها من الطاعات، مرقاة شرح مشكوة ص ۱۳ ا ج ۴ كتاب الحدود، باب بيان الخمر ووعيد شاربها، الفصل الثانى، مطبوعه بمبئى، طيبى شرح مشكاة ص ۲۰۸ ج ۷ كتاب الحدود، باب بيان شرب الخمر الخ مطبوعه زكريا ديوبند.

(صفحہ ہٰذا) [۱] هكذ يستفاد من قولهم وتكره الصلاة فى ثياب البذلة ومكشوف الرأس، الظاهر أن الكراهة للتنزية كما فى البحر، طحطاوى مع المراقى ص ۲۹۲ فصل فى المكروهات، مطبوعه مصر، الدر المختار مع الشامى كراچى ص ۶۴۱ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، قبيل مطلب فى الخشوع، مطبوعه زكريا ص ۴۰۷ ج ۲، مجمع الأنهر ص ۱۸۷ ج ۱ باب مايفسد الصلوة وما يكره فيها، فصل، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز تو ادا ہو جائے گی مگر الٹا پہن کر پڑھنا مکروہ ہے بدتمیزی ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٥/١٢/١٤٠٠ھ

نماز میں ٹوپی عمامہ سے کھلی رہنے کا حکم

سوال: امام صاحب پنج وقتہ نماز پڑھاتے ہیں اور سر پر دو پلی ٹوپی اوڑھتے ہیں اور ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں لیکن عمامہ سے ٹوپی سر پر کھلی رہتی ہے جس پر بعض نمازیوں کو اعتراض ہے اور کہتے ہیں کہ عمامہ سے ٹوپی کھلے رہنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔بعض مقتدی حضرات امام صاحب سے متفق ہیں اور کہتے ہیں کہ ٹوپی کھلے رہنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی براہ کرم اس مسئلہ کو صاف کردیں کہ کون حق پر ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جولوگ عمامہ پر ٹوپی کھلے رہنے پر اعتراض کرتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ اعتراض کی کیا وجہ ہے نیز جولوگ یہ کہتے ہیں کہ عمامہ سے ٹوپی کھلی رکھنا مکروہ تحریمی ہے ان سے دریافت کیا جائے کہ کس کتاب میں مکروہ تحریمی لکھا ہے۔نماز میں جو چیزیں مکروہ ہیں ان کو فقہ کی کتابوں میں لکھ دیا گیا ہے اور اس چیز کو اس میں شمار نہیں کیا گیا۔مکروہ نہ ہونے کیلئے بس اتنی ہی بات کافی ہے کسی اور حوالہ کی ضرورت نہیں البتہ مکروہ[2] تحریمی قرار دینے کیلئے حوالہ کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] هكذا يستفاد من الشامي وصلاته في ثياب بذله ومهنة اى خدمة ان له غيرها والالا (درمختار) وفسرهافي شرح الوقاية بمايلبسه في بيته ولايذهب به الى الاكابر والظاهران الكراهة تنزيهية (شامی کراچی ص٦٤١ ج١) باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها. قبيل مطلب في الخشوع.

[2] قال في البحر والمكروه في هذا الباب نوعان احدهما ما يكره تحريماً ...... وذكر انه في رتبة الواجب لا يثبت الا بمايثبت به الواجب يعني بالنهي الظني الثبوت أو الدلالة، شامي زكريا ص ٤٠٤ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، طحطاوی مع المراقی (بقیہ صفحہ اگلے پر)

استعمالی رومال کو سر پر باندھ کر نماز پڑھنا

سوال: ایک رومال جس سے وضو کا پانی ہاتھ پاؤں وغیرہ سے پونچھ کر اسی رومال کو بجائے ٹوپی یا دوپٹہ کے سر پر باندھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

پڑھ سکتے ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

طبعی کراہت کی وجہ سے نماز میں کراہت

سوال: بکر امام کے مصلّے پر آکر سوتا ہے جس سے پسینہ کی بدبو پیدا ہوجاتی ہے۔ امام کو اس فعل سے طبعی کراہت ہے۔ تو اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟ اور بکر کا یہ طریقہ کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

طبعی کراہت کی وجہ سے نماز مکروہ تو نہیں ہوئی[۲] لیکن بکر کا یہ عمل غلط ہے اس کو باز آنا چاہئے[۳]۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲/ ۸۹ھ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) ص ۲۷۹ فصل فی المکروهات، مطبوعه مصر، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۹ ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها.

(صفحہ ہٰذا) [۱] اذا مسح اعضائه بالمنديل وابتل حتى صار كثيراً الى قوله جازت الصلاة معه، عالمگیری ص ۲۵ ج ۱ الباب الثالث فی المیاه، قبیل الباب الرابع فی التیمم الخ، البحر الرائق ص ۹۳ ج ۱ کتاب الطهارة، قوله والماء المستعمل الخ، مطبوعه کوئٹه، بدائع الصنائع ص ۶۸ ج ۱ فصل فی الطهارة الحقيقية، واما غسالة النجاسة الحكمية وهي الماء المستعمل الخ، مطبوعه کراچی.

[۲] نماز میں جو چیزیں مکروہ ہیں وہ فقہ کی کتابوں میں مصرح ہیں، ان میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا نماز مکروہ نہ ہوگی، اذا ذكروا مكروهاً فلا بد من النظر في دليله فان كان نهياً ظنياً يحكم بكراهة التحريم الى قوله فان لم يكن الدليل نهيا بل كان مفيداً للترك الغير الجازم فهي تنزيهية، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دیوارِ قبلہ پر نظر پڑنا

سوال: اگر رکوع یا سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے وقت امام یا منفرد یا مقتدی کی نگاہ دیوار پر اتفاقاً پڑ جائے تو کیا نماز مکروہ ہوگی؟ اور اگر قصداً ایسا کرے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

سامنے کی دیوار پر نظر پڑ جانے سے نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ قصداً ایسا کرنا خلافِ مستحب ہے۔[١]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۹۱/۵/۲۸ ھ

منھ ڈھانک کر نماز پڑھنا

سوال: اگر کوئی شخص ایسے طریق سے نماز پڑھے کہ اس کا سر اور بدن کا اکثر حصّہ چادر کمبل لحاف سے ڈھکا ہوا ہے جیسا کہ آج کل سردی میں لوگ لحاف وغیرہ اوڑھ کر پڑھتے ہیں یہ مکروہ ہے یا نہیں؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) البحر الرائق ص ١٩ ج٢ باب مايفسد الصلوة وما يكره فيها، رد المحتار على الدر المختار ص ٤٠٤ ج٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب فى الكراهة التحريمية الخ مطبوعه زكريا ديو بند.

[٣] اسلئے کہ ایذائے مسلم ممنوع ہے، ومنها ان لا يؤذى احداً بفعل ولا قول قال صلى الله عليه وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده وانما خصصهما بالذكر لأن الأذى بهما أكثر وأغلب، اتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين ص ٢٥٣ ج٦ كتاب آداب الأخوة والصحبة، الباب الثالث الخ حقوق المسلم، مطبوعه دار الفكر بيروت.

(صفحہ ہذا) [١] (قوله لانه يلهى المصلى) اى فيخل بخشوعه من النظر الى موضع سجوده ونحوه وقد صرح فى البدائع فى مستحبات الصلاة انه ينبغى الخشوع فيها ويكون منتهى بصره الى موضع سجوده (الشامى نعمانيه ص ٤٤٢ ج ١) الشامى ص ٦٥٨ ج ١، دارالفكر مطلب كلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره الخ، عالمگيرى ص ٧٢ الفصل الثالث فى سنن الصلوة وآدابها، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، المحيط البرهانى ص ١٠٤ ج٢ الفصل الثانى فى الفرائض والواجبات الخ، فصل فى بيان آداب الصلاة، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بدن کا اکثر حصہ اور سر ڈھکا ہوا ہونے سے نماز میں نقصان نہیں آتا۔ البتہ منہ اور ناک ڈھک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فیکرہ التلثم وتغطیة الانف والفم فی الصلوٰة لانه یشبه فعل المجوس اھ مراقی الفلاح ص ۲۰۵[1] تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ باہر نکالنا چاہئے۔[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۴ ؍شوال ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ ھذا

کسی معین شخص کا نماز کے لئے انتظار کرنا

سوال: (۱) نماز با جماعت کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا ہے وہ وقت پورا ہو جانے کے بعد دس پانچ منٹ تک کسی خاص یا عام شخص کا انتظار کرنا کیسا ہے؟ جب کہ امام بھی موجود ہو اور مقتدی حضرات بھی جمع ہوں۔

(۲) کسی خاص شخص یا اپنے محبوب دوست کا انتظار کرتے کرتے وقت تنگ رہ جانے پر نماز کے لئے کھڑا ہونا کیسا ہے، جب کہ دیگر مقتدی موجود ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر مقتدیوں کو گرانی نہ ہو اور وقت کے مکروہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو کسی پابند جماعت کے لئے کچھ انتظار کرنے میں مضائقہ نہیں مگر اس کی عادت نہ ڈالی جائے، نہ یہ ہو کہ باوجاہت کا انتظار

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۸۵ مطبوعه مصر فصل فی المکروهات الهندیه کوئٹه ص ۱۰۷ ج ۱ الباب السابع فی ما یفسد الصلاة وما یکره فیها الفصل الثانی تبیین الحقائق ص ۱۶۴ ج ۱، باب ما یفسد الصلوة و ما یکره فیها، طبع امدادیه ملتان.

[2] فمنها (أی الأداب) اخراج الرجل کفیه من کمیه عند التکبیر (مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۲۴ فصل فی آدابها، هندیه کوئٹه ص ۷۳ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلوة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة وآدابها بحر کوئٹه ص ۳۰۴ ج ۱ باب صفة الصلوة، قبیل فصل وإذا اراد الدخول الخ.

کیا جائے اور غریب کا انتظار نہ کیا جائے اگر چہ یہ زیادہ پابند ہو[1]

(۲) مکروہ وممنوع ہے[2] تفصیل (۱) میں آ گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۲/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۲۲/۲/۹۱ھ

نماز میں معین آدمی کا انتظار

سوال: کیا ایک شخص کے باعث جماعت میں تاخیر کرنا جائز ہے جب کہ مستقل امام موجود ہو اگر وہ شخص نہیں آتا تو بجائے ایک بجے کے ڈیڑھ اور ۲/ بجے جماعت ہوتی ہے اور اس کے بلانے کے لئے پے در پے آدمی بھیجا جاتا ہے یہ فعل عند الشرع مذموم ہے یا ممدوح؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

وقت مقررہ پر اگر اور نمازی آ جائیں تو کسی خاص شخص کا انتظار جائز نہیں مگر جب وقت مستحب میں گنجائش ہو اور قوم پر گرانی بھی نہ ہو یا وہ شخص شریر اور فتنہ پرداز ہو تو کسی قدر انتظار میں مضائقہ نہیں۔ رئیس المحلة لاينتظر مالم يكن شرير او الوقت متسع درمختار[3] ج ۱ ص ۴۱۵ واما الا نتظار قبل الشروع في غير مايكره تاخيره كمغرب وعندضيق وقت فالظاهر عدم الكراهة ولو لمعين الا اذا ثقل علىٰ القوم طحطاوی[4] ص ۲۲۰ ج ۱

---

[1] رئيس المحلة لاينتظر مالم يكن شريرا والوقت متسع (درمختار کراچی ص۴۰۰ ج۱) الدرالمختار نعمانيه ص۲۶۸ ج۱ باب الاذان مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، هنديه كوئٹه ص۵۷ ج ۱ الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني.

[2] واما الانتظار قبل الشروع في غيرمايكره تاخيره كمغرب وعندضيق وقت فالظاهر عدم الكراهة ولو لمعين الا اذا ثقل على القوم (طحطاوی على الدرص ۲۲۰ ج ۱) باب الاذان. الدر مع الشامي كراچی ص ۴۰۰ ج ۱ باب الاذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد.

[3] الدرالمختار على الشامي نعمانيه ص۲۶۸ الدرالمختار مع الشامي كراچی ص ۴۰۰ ج ۱ باب الاذان مطلب في كراهة تكرار جماعة في المسجد.

[4] طحطاوی على الدر ص ۲۲۰ ج ۱ باب الاذان.

اگر وہ شخص دینی امور میں مشغول رہتا ہے تو اس کو نماز کی اطلاع کرنے میں مضائقہ نہیں[1]

فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ محمود گنگوہی عفی عنہٗ ٢٦/٤/٥٣ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ٢٧/ربیع ٢/٥٣ھ

امام مصلّے پر مقتدی فرش پر

سوال: اکثر امام مصلّی پر نماز پڑھاتے ہیں اور مقتدی فرش پر بغیر مصلّی کے نماز امام کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ کیا ایسی جماعت میں مقتدیوں کی نماز میں کچھ کراہت ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نہیں بلکہ زمین کی نماز بہ نسبت مصلّی کے افضل ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ٣/١١/٦١ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ٣/ذی قعدہ ٦١ھ

---

[1] ويثوب بين الاذان والاقامة ...... وخصه ابو يوسف بمن يشتغل بمصالح العامة كالقاضي والمفتي والمدرس واختاره قاضيخان وغيره (شامي كراچي ص٣٨٩ج ا باب الاذان، مطلب في اول من بنى المنائر للأذان، بحر كوئٹه ص ٢٦١ ج ا باب الاذان، بدائع زكريا ص٣٦٨ج ا كيفية الأذان، الكلام في التثويب.

[2] والحاصل انه لاكراهة في السجود على شئ مما فرش على الارض مما لا يتحرك بحركة المصلي بالاجماع ولكن الافضل عندنا السجود علىٰ الارض او على ماتنبته كما في نورالايضاح ومنية المصلي (الشامي مكتبه نعمانيه ص٣٣٨ج ا شامي كراچي ص٥٠٢ ج ا اداب الصلوٰة. مطلب في اطالة الركوع للجائي، نور الايضاح مع المراقي ص١٣٨ فصل فيما لا يكره للمصلي، طبع مكتبه اسعدى سهارنپور، حلبى ص ٣٦٠ كراهية الصلوة، فروع في الخلاصة، طبع سهيل اكيڈمی لاهور.

نماز کم عرض کی دری پر

سوال: ایسی کم عرض کی دری پر (جس پر پیر اور انگوٹھے تو آتے ہیں باقی ہاتھ اور سر سجدہ میں فرش پر ٹکتا ہے) نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسی حالت میں نماز بلا کراہت درست ہے کیونکہ زمین پر نماز پڑھنا بہ نسبت دری کے افضل ہے اور سر جو کہ اشرف ہے وہ زمین پر ہی رہنا افضل ہے ولابأس بالصلوٰۃ علیٰ الطنافس واللبود وسائر الفرش اذا کان المفروش رقیقاً ولکن علیٰ الارض وعلیٰ ماانبته الارض افضل منیة وکبیری[1] ص ۳۴۷۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۴؍شوال ۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۶؍شعبان

جوتے پہن کر نماز

سوال: نئی جوتی پہن کر عید کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اہل حدیث کے نزدیک کوئی حدیث ہے کہ جس سے صلوٰۃِ مذکورہ کا جواز ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جوتی پہن کر نماز پڑھنا ثابت ہے[2] اس وقت عامۂ راستوں کا وہ حال نہیں تھا جو کہ جگہ جگہ

---

[1] حلبی کبیری ص ۳۶۰ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور باب کراهية الصلاة، فروع فی الخلاصة، شامی کراچی ص ۵۰۲ ج ۱ باب صفة الصلوة، مطلب فی اطالة الرکوع للجائی نور الایضاح مع المراقی ص ۱۳۸ فصل فیما لا یکره للمصلی، طبع مکتبه اسعدیه سهارنپور.

[2] عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی حافیا متنعلا (ابوداؤد شریف ص ۹۶ ج ۱ کتاب الصلوة، باب الصلوة فی النعل طبع سعد بکڈپو دیوبند.

غلاظت کی وجہ سے اب ہو گیا ہے۔ نیز مسجد میں کنکر پڑی ہوئی تھی، دری فرش وغیرہ بچھا ہوا نہیں تھا۔ جیسا کہ اب ہے[1]۔ اس لئے اب فقہاء نے جوتا پہنکر مسجد میں داخل ہونے کو مکروہ لکھا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری[2] میں ہے کہ اگر جوتا پاک ہو تب بھی یہ احترام مسجد کے خلاف ہے۔ عیدگاہ میں اگر گھاس پر نماز پڑھی جائے تو وہاں توسع ہے مگر فتنہ سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٧/١٠/ ٨٩ھ

جوتے پہن کر نماز پڑھنا

سوال: جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو لوگ کس امام کی پیروی کرتے ہیں جو جوتے پہن کر نماز پڑھتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جوتے پہن کر نماز پڑھنا حضرت نبی اکرم ﷺ وصحابہ کرام سے بھی منقول ہے[3] اب

---

[1] وفی الحدیث صلوا فی نعالکم ولا تشبهوا بالیهود رواه الطبرانی کما فی الجامع الصغیر رامزاً لصحته واخذ منه جمع من الحنابله انه سنة لوکان یمشی بها فی الشوارع لان النبی ﷺ وصحبه کانوا یمشون بهافی طرق المدینة ثم یصلون بها قلت لکن اذا خشی تلویث فرش المسجد بها ینبغی عدمه وان کانت طاهرة واما المسجد النبویؐ فقدکان مفروشابالحصافی زمنه ﷺ بخلافه فی زماننا ولعل ذلک محمل مافی عمدة المفتی من ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب شامی کراچی ص٦٥٧ ج ١ مطلب فی احکام المسجد باب ما یفسد الصلاة، بذل المجهود ص٣٥٨ ج ١ کتاب الصلوة، باب الصلوة فی النعل، طبع مکتبه رشیدیه سهارنپور.

[2] دخول السمجد متنعلاً مکروه کذافی السراجیه (الهندیة ص ٣٢١ ج٥ مصری کتاب الکراهیة الباب الخامس فی اداب المسجد والقبلة وغیره.

[3] عن یعلی بن اوس عن ابیه قال قال رسول اللّٰه ﷺ خالفوا الیهود بان تصلوا فی النعال فانهم لایصلون فی نعالهم ولاخفافهم (ابوداؤد ص ٩٥ ج ١ باب الصلوة فی النعل، طبع سعد بکڈپو دیوبند.

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جوتوں میں نماز پڑھ کر یہود کی مخالفت کرو اس لئے کہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔

ہماری مساجد کی وہ حالت نہیں جو اس زمانہ میں تھی اب فقہاء نے لکھا ہے کہ جوتہ پہن کر مسجد میں جانا مکروہ ہے۔ کذا فی عالمگیری[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۱۴۰۰ھ

قرآن کریم کے سامنے سجدہ

سوال: امام صاحب ظہر کی نماز سے قبل مسجد میں پہلی صف میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ جماعت کے کھڑی ہونے کے وقت قرآن مجید بند کر کے مصلّٰی کے بالکل سامنے رکھ دیا اور نماز میں مشغول ہو گئے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا مقامِ سجدہ کے سامنے بالکل قرآن مجید رکھ کر سجدہ کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز باجماعت میں جب کلام مجید امام کے سر کے آگے نہیں ہے تو کسی اشتباہ کا بھی موقعہ یا اندیشہ نہیں ہے۔ یہ عمل بلاشبہ درست ہے۔ بلکہ سجدہ کے سامنے رکھا ہو تب بھی مضائقہ نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۴/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ودخول المسجد متنعلاً مكروه الخ. عالمگيرى ص ۳۲۱ ج۵ مطبوعه كوئٹه كتاب الكراهية الباب الخامس فى آداب المسجد الخ، شامى كراچى ص۶۵۷ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب فى احكام المسجد، بذل ص ۳۵۸ ج ۱ كتاب الصلوة، باب الصلوة فى الفعل، طبع مكتبه رشيديه سهارنپور.

[2] ولا الى مصحف او سيف مطلقاً او شمع او سراج او نار توقد لان المجوس انما تعبد الجمر لاالنار الموقدة قنية (الدرالمختار على الشامى ۴۳۸ ج ۱ مكتبه نعمانية مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة. باب ما يفسد الصلاة. وما يكره فيها. الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۶۵۱ ج ۱ ايچ ايم سعيد كمپنى، بحر كوئٹه ص ۳۱ ج۲ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، هنديه كوئٹه ص۱۰۸ ج ۱ الباب السابع فيما يفسد الصلوة الخ الفصل الثانى.

نمازی کے سامنے چراغ جلنا

سوال: اگر نمازی کے آگے چراغ جلتا ہو تو نماز میں کچھ کراہت تو نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

چراغ سامنے رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ مسجد میں نماز پڑھتے وقت چراغ جلاتے ہیں آگے رکھتے ہیں ایک یا آدھا ہاتھ دوری پر اور نماز پڑھتے ہیں۔ مگر کوئی عالم کہتے ہیں کہ اس چراغ کو آگے نہ رکھیں بلکہ دائیں یا بائیں یا پیچھے رکھ کر نماز پڑھو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز باجماعت میں چراغ اگر سامنے ہو جیسا کہ عامۃً مساجد میں جدارِ غربی میں رکھا ہوتا ہے تو اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ اگر داہنے یا بائیں یا پیچھے رکھا ہو تو کسی کو اعتراض کا موقعہ بھی نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۱۶ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولایکرہ صلاۃ الی ظہر قاعد یتحدث ولا الی مصحف او سیف ملطقاً او شمع او سراج او نار توقد لان المجوس انما تعبد الجمر لاالنار الموقدۃ قنیۃ (الدرالمختار مع الشامی نعمانیہ ص۴۳۸ ج۱) الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ص ۶۵۱ ج ۱ مطبوعہ کراچی مطلب الکلام علیٰ اتخاذ المسبحۃ باب ما یفسد الصلاۃ الخ، بحر کوئٹہ ص ۳۲ ج۲ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، ہندیہ کوئٹہ ص۱۰۸ ج ۱ الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی.

[2] ولاالی مصحف او سیف مطلقاً او شمع او سراج او نار توقد لان المجوس انما تعبد الجمر لا النار الموقدۃ قنیۃ درمختار علی ردالمحتار ص۴۳۸ ج ۱ نعمانیہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نماز روشنی میں ہو یا اندھیرے میں

سوال: ایک مسجد میں بجلی کی روشنی کا معقول انتظام ہے اور رات میں برابر روشنی ہوتی ہے لیکن فرض نماز کے وقت امام صاحب روشنی بجھا کر نماز باجماعت بلکہ نماز تراویح بھی پڑھتے ہیں دریافت کرنے پر فرمایا کہ حضور ﷺ نے اکثر اندھیرے میں نماز ادا فرمائی ہے۔ یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تیل نہ ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں نماز ادا فرمائی ہے نیز یہ سوال ہے کہ روشنی کی موجودگی میں روشنی بجھا کر اندھیرے میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔ وضاحت کیلئے عرض ہے کہ مسجد کے اگلے حصہ میں بھی روشنی کا انتظام ہے اور بلب ایسے کنارے پر لگا ہوا ہے کہ اگر وہ روشن ہو تو اس کی روشنی مسجد کے اندرونی حصہ میں نہیں پہنچ سکتی ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

یہ مسئلہ شرعی نہیں۔ بتی بجھا کر اندھیرے میں نماز پڑھنے کی کوئی تاکید نہیں بوقت ضرورت بقدر ضرورت روشنی کرنا ضروری اور اس میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست اور ثابت ہے بلا ضرورت اور ضرورت سے زائد روشنی کرنا اسراف میں داخل اور ممنوع ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) الدر المختار علی ردالمحتار ص ١٥٦ ج ١ مطبوعه کراچی مطلب الکلام علیٰ اتخاذ المسبحة. باب مایفسد الصلاة الخ، ولو توجه الی قندیل أو إلی سراج لم یکره کذا فی المحیط السرخسی وهو الاصح کذا فی خزانة الفتاویٰ عالمگیری ص١٠٨ ج ١ الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوة وما لا یکره مطبوعه دار الکتاب دیوبند، بحر الرائق ص ٣٢ ج ٢، باب مایفسد الصلوة الخ قبیل فصل کره استقبال الخ مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [1] صرح ائمتنا الا علام رضی الله تعالیٰ عنهم بانه لایجوز ان یزادعلی سراج المسجد سواء کان فی شهر رمضان اوغیره لان فیه اسرافا کما فی الذخیرة وغیرها (العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحا مدیه ص ٣٢٦ ج ٢ عالمگیری ص ٤٥٩ ج ٢ الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به مطبوعه دار الکتاب دیوبند، البحر الرائق ص ٢٥٠ ج ٥ فصل فی احکام المساجد کتاب الوقف مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی.

اندھیرے میں نماز پڑھنا

سوال: اندھیرے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر قبلہ کا رخ صحیح ہو تو اندھیرے میں نماز پڑھنا منع نہیں[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی

تقاضائے ریح کے وقت نماز

سوال: مرض ریح میں کیا حکم ہے کہتے ہیں غلبۂ ریح کو روکنا نماز کی حالت میں مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس وقت پاخانہ، پیشاب ریح کا تقاضہ ہو اور طبیعت میں تشویش ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے[۲] پہلے ان اشیاء سے فراغت پالے اس کے بعد اطمینان سے نماز پڑھے۔ اگر کوئی

---

[۱] رجل صلى في المسجد في ليلة مظلمة بالتحرى فتبين انه صلى الى غير القبلة جازت صلاته (فتاوى هندية ص ۶۴ ج ۱ مطبوعه مصر الفصل الثالث فى استقبال القبلة)، البحر الرائق ص ۲۸۷ ج ۱ باب شروط الصلاة تحت قوله ومن اشتبهت عليه القبلة تحرى، مطبوعه ماجديه كوئٹه، الدر المختار على الشامى كراچى ص ۴۳۳ ج ۱ باب شروط الصلاة مطلب مسائل التحرى فى القبلة . عائشة قالت كن نساء من المؤمنات يصلين مع رسول الله ﷺ صلوة الصبح متلففات بمروطهن ثم يرجعن الى اهلهن ومايعرفهن احد وفى رواية ومايعرف بعضهن بعضامن الغلس قال بعض الشراح من غلس المسجد اى من اجل ظلمة وعدم اسفاره لانه ماكان يظهر فيه النور الاقريباً من طلوع الشمس لقرب السقف من الارض وضيق المسجد وعدم السرج والشماع (طحاوى وهامشه ص ۱۰۴ . باب الوقت الذى يصلى فيه الفجر اى وقت هو مکتبہ دارالاشاعت اسلامیہ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ۔

[۲] وصلاته مع مدافعة الاخبثين او احدهما او الريح للنهى (درمختار على الشامى ص ۴۳۱ ج ۱ مكتبه نعمانيه مطلب فى الخشوع باب ما يفسد الصلاة الخ، زيلعى ص ۱۶۴ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها تحت قوله وتغميض عينيه، مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيرى ص ۱۰۷ ج ۱ الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثانى فيما يكره فى الصلاة وما لا يكره مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق ص ۳۴۶ ج ۱ باب الامامة قبيل قوله والأعلم أحق بالامامة الخ مطبوعه كوئٹه.

شخص معذور ہو کہ ریح کا مرض ہے اور اتنا وقت اس کو نہیں ملتا کہ وضو کر کے بلا ریح نماز پڑھ سکے تو وہ مستثنیٰ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبداللطیف ۱۳؍ ربیع الثانی ۵۵ھ

صعود باسور علامت ریح ہے یا نہیں

سوال: بواسیر سے نماز کی حالت میں اثناء صلوٰۃ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسّہ اوپر کو چڑھا مبرز کا انفتاح لازم ہے چڑھاؤ اتار میں مبرز میں گرمی بھی محسوس ہوتی ہے نہیں کہا جا سکتا کہ ریح خارج ہوئی۔ بسا اوقات مبرز گرم ہوتے ہی پیر کے تلوے فوراً گرم ہو جاتے ہیں کیا اس کو خروج ریح قرار دیا جائے یا محل کا بخار (ریاح متولدہ کی اثناء صلوٰۃ میں کیا علامت ہے اس میں گرمی ہوتی ہے یا نہیں؟

(۱) معذور کے سلسلہ میں جو فقہاء کرام تین درجے قائم فرماتے ہیں ابتدائے عذر بقائے عذر انتہاء عذر۔ بقائے عذر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ فی وقت ایک مرتبہ اس کا ظہور کافی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا فی وقت سے فی وقت کی نماز مراد ہے یا مطلق وقت؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

(۱) اگر اجابت کے بعد مسوں کو خشک کر لیا جائے کہ پانی باقی نہ رہے پھر وہ چڑھ جائیں تو روزہ فاسد نہیں ہوگا ورنہ ان کے ساتھ پانی اندر جانے کی وجہ سے روزہ فاسد ہو جائے گا اترنے سے

---

[1] (ومن به عذر کسلسل بول او استطلاق بطن) وانفلات ریح (الی قوله) فبهذا یتوضؤن (لوقت کل فرض) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۱۸ مطبوعه مصر باب الحیض والنفاس والاستحاضة، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۳۰۵ ج ۱ باب الحیض مطلب فی احکام المعذور، زیلعی ص ۶۴ ج ۱ باب الحیض مطبوعه امدادیه ملتان عالمگیری ص ۴۱ ج ۱ الفصل الرابع فی أحکام الحیض والنفاس مطبوعه کوئٹه.

روزہ فاسد نہیں ہوتا خود بخود چڑھ جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ہاتھ یا کپڑے کے ذریعہ چڑھانے سے اگر نجاست ہاتھ یا کپڑے کو لگ جائے تو طہارت منتقض ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ اتار چڑھاؤ میں مبرز میں یا پیر کے تلوے میں گرمی محسوس ہونا خروج ریح کی قطعی دلیل نہیں بلکہ محل کی گرمی اور تبخیر ہے۔صوت یا بدبو کو خروج ریح کی دلیل قرار دیا گیا ہے[1]۔

(۲) مراد یہ ہے کہ مثلاً ظہر کا وقت چار گھنٹے ہے تو اتنے وقت میں ایک دو مرتبہ عذر کا ظہور ہوجائے۔ بقائے عذر کے لئے اتنا کافی ہے اگر ابتداءً عذر کا تحقق ہوجائے تو پھر ایک وقت کی نماز کے لئے ایک ہی وضو کافی ہے اس سے مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفر لہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/ ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۹/۴/ ۸۵ھ

منفرد کے لئے تکبیر کا جہر

سوال: منفرد مغرب، عشاء اور فجر کی فرض نمازوں میں سمع اللہ لمن حمدہ اور تکبیریں آہستہ کہے یا بلند آواز سے؟

---

[1] ومناط النقض العلم بكونه من الاعلى فلانقض مع الاشتباه وهو موافق للفقه والحديث الصحيح "حتى يسمع صوتا أو يشم ريحا" وبه يعلم انه من الاعلى: شامی كراچی ص ۱۳۶ ج ۱ مطلب فی نواقض الوضوء، مشكوٰة شريف ص ۴۰ باب ما يوجب الوضوء الفصل الاوّل مطبوعه ياسر نديم ديوبندى، مسلم شريف ص ۱۵۸ ج ۱ باب الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شک فى الحدث الخ كتاب الحيض مطبوعه بلال ديوبند.

[2] وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة وحكمه الوضوء لكل فرض اللام للوقت اى فالمعنى لوقت كل صلاة بقرينة قوله بعده فاذا خرج الوقت بطل: درمختار على الشامى كراچى ص ۳۰۵ ج ۱ مطلب فى احكام المعذور، زيلعى ص ۶۵ ج ۱ باب الحيض مطبوعه امداديه ملتان، مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ۱۲۰ باب الحيض الخ قبيل باب الانجاس والطهارة عنها مطبوعه مصرى.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

منفردان نمازوں میں تکبیر و تسمیع آہستہ کہے۔ وجهر الامام بالتكبير لحاجته الى الاعلام بالدخول والا نتقال قيدبالامام والماموم لان المنفرد لايسن لهما الجهربه لان الاصل فى الذكر الاخفاء ولا حاجة لهما الى الجهر[1] ص۳۰۳ ج ا وجهر الامام بالتكبير اى قوله وكذا بالتسميع والسلام واما المؤتم والمنفرد فيسمع نفسهٗ الخ. درمختار[2] ص ۳۱۹ ج ا ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/ ۹۱ھ

منفرد کو تکبیرات بالجہر کہنا

سوال: کوئی شخص فرض یا نفل نمازرات کو منفرد ادا کرتا ہے تو اس کو قرأۃ بالجہر و بالمخافت میں اختیار دیا گیا ہے باقی وظیفہ صلوٰۃ مثلاً سمع الله لمن حمده اور الله اكبر وغیرہ میں بھی اختیار ہے یا نہیں جواب مع الدلیل تشریح فرمائیں۔

الجواب: حامداًو مصلیاً!

ويسن جهر الامام بالتكبير والتسميع لحاجته الىٰ الاعلام بالشروع والانتقال ولاحاجة للمنفرد كالماموم اھ مراقى الفلاح بر طحطاوی[3] ص ۱۵۲ مابعد القرأة من الاذكار ان وجب للصلوٰة كتكبيرة الافتتاح يجهربه وكذا ماوضع للعلامة كتكبيرة الانتقالات للامام اما المنفرد والمتقدى فلايجهر ان الخ طحطاوی[4] درمختار ص ۲۳۴ اس سے

[1] البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۳ ج ا باب صفة الصلاة.

[2]...... الدرالمختار ص ۳۱۹ ج ا مكتبه نعمانيه الدرالمختار مع الشامى كراچى ص ۴۷۵ ج ا مطلب فى قولهم الاساءة دون الكراهة باب صفة الصلاة، وأما المنفرد والمقتدى فلا يجهران به، عالمگيرى ص ۷۲ ج ا الفصل الثانى فى واجبات الصلوة مطبوعه كوئٹه بحر الرائق ص ۳۰۳ ج ا باب صفة الصلوة، تحت قوله وجهر الامام بالتكبير مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[3]...... مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۲۱۲ مطبوعه مصر. باب صفة الصلاة

[4]......طحطاوى على الدرص ۲۳۴ ج ا . باب صفة الصلاة عالمگيرى ص ۷۲ ج ا الفصل الثانى فى واجبات الصلوة مطبوعه كوئٹه البحر الرائق ص ۳۰۳ ج ا باب صفة الصلوة مطبوعه كوئٹه.

معلوم ہوا کہ منفرد کو سمع الله لمن حمده اور الله اکبر آہستہ کہنا چاہئے کیونکہ جہر کی علت اعلام ہے اور وہ یہاں مفقود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۴/ ۵٦ھ

صحیح: عبد اللطیف ۴ رصفر ۵٦ھ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

جہر مفسد صلوٰۃ نہیں

سوال: ایک فارغ التحصیل قاسمی ہیں۔ جہری نمازوں میں قراءت پر اتنا جہر کرتے ہیں کہ آواز مسجد کے باہر تک پہونچ جاتی ہے۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے یہ معذرت کی کہ آہستہ پڑھنے سے دل متأثر نہیں ہوتا اور بھول جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ تو کیا اس سے نماز میں کراہت تنزیہی یا تحریمی ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس سے نماز مکروہ نہیں ہوگی[1]، مگر اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ رہ گذر ہر قسم کے ہوتے ہیں، کوئی احترام کرتا ہے کوئی نہیں کرتا ہے۔ ہاں اگر مسجد کہیں سڑک کے قریب ہو تو لامحالہ آواز جائے گی گرچہ معمولی جہر ہو۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۳/۵/ ۸۹ھ

مقتدی کا امام سے پہلے تکبیرات انتقال کہنا

سوال: اگر تکبیرات انتقال مقتدی پہلے ادا کر جائے تو نماز میں کیا نقصان آتا ہے ؟

---

[1] (فان زاد علیہ اساء) ھذا احد اقوال الثانی ماحکاہ الزاھدی عن ابی جعفر انہ یزید فی الرفع علی قدر الحاجۃ وفی القھستانی انہ افضل الااذا اجھد نفسہ او آذی غیرہ (طحطاوی علی الدر ص ۲٦۴ ج ۱، فصل فی القراءۃ وشامی کراچی ص ۵۳۲ ج ۱ باب صفۃ الصلوۃ فصل فی القراءۃ، عالمگیری ص ۷۲ ج ۱ الفصل الثانی فی واجبات الصلوۃ مطبوعہ کوئٹہ.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز مکروہ ہوتی ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

امام کا محراب میں کھڑا ہونا

سوال: امام صاحب کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔لیکن گرمی کے زمانہ میں لوگوں کا کہنا ہے کہ صحن میں صرف ایک ہی صف کی جگہ ہے۔نمازیوں کو بیحد تنگی ہوتی ہے تو مجبوراً اگر امام صاحب محراب میں کھڑے ہو جائیں تو گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

تنگی اور ضرورت کی حالت میں محراب میں کھڑے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔کذا فی البحر[2] ص۲۶ ج۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۳/۱ھ

---

[1] عن ابی هريرة قال قال رسوالله ﷺ انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبر واولا تكبروا حتى يكبر (الحديث ابوداؤد شريف ص ٨٩ ج ١) يكره للمصلی سبعة وسبعون شيئا ترک واجب او سنة عمداً (الی قوله) كترک الاطمئنان فی الاركان وكمسابقة الامام لما فيهامن الوعيد الخ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٢٨٠ ج ١) فصل فی المكروهات، طبع مصر رد المحتار مع الدر المختار كراچی ص ٤٧١ ج ١ باب صفة الصلوة مطلب مهم فی تحقيق متابعة الامام، عالمگیری ص١٠٧ ج ١ الفصل الثانی فيما يكره الصلوة وما لا يكره مطبوعه كوئٹه، شامی زكريا ص ١٩٩ ج٢ مطلب فی إطالة الركوع للجائی، باب صفة الصلوة.

[2] قال الولوالجی فی فتاواه وصاحب التجنيس اذا ضاق المسجد بمن خلف الامام علی القوم لابأس بان يقوم الامام فی الطاق لانه تعذر الامر عليه (البحرالرائق ص ٢٦ ج٢ مكتبه كوئٹه كراچی باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، عالمگيری ص١٠٨ ج ١ الفصل الثانی فيما يكره فی الصلاة وما لا يكره مطبوعه كوئٹه، شامی زكريا ص ٤١٤ ج٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها.

امام کا محراب میں کھڑا ہونا

سوال: تنہا امام کا مسجد محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، محراب سے کیا مراد ہے اور کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی

الجواب: حامداً و مصلیاً!

عامۃً وسط مساجد میں جدار قبلہ میں امام کے لئے جگہ بنی رہتی ہے امام کے قدم باہر ہوتے ہیں اور سجدہ محراب میں کرتا ہے علامہ شامی نے علت کراہت پر بحث کر کے حاشیہ بحر سے نقل کیا ہے۔ الذی یظھر من کلامھم کراھة تنزیة تامل اھ شامی[1] ص ۶۷۰ ج ۱، یعنی یہ کراہت تنزیہی ہے۔[ب]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جواب صحیح ہے صرف اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ محراب ہی کے حکم میں باہر کا دروازہ بھی ہے اس میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔[2] فقط

سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف مفتی مظاہر علوم ۲۲/۱۲/۵۹ھ

---

[1] الشامی ص ۴۳۴ ج ۱ مکتبہ نعمانیہ شامی ص ۶۴۶ ج ۱ دار الفکر مطلب اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة الخ باب ما یفسد الصلاة الخ، البحر الرائق ص ۲۶ ج ۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیھا مطبوعہ کوئٹہ، عالمگیری ص ۱۰۸ ج ۱ الفصل الثانی فیما یکرہ الخ مطبوعہ کوئٹہ.

[ب] یعنی جبکہ امام کے قدم محراب کے اندر ہوں۔

[2] (قولہ ان علل بالتشبہ) قید للکراھة وحاصلہ انہ صرح محمد فی الجامع الصغیر بالکراھة ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببھا فقیل کونہ یصیر ممتازا عنھم فی المکان لان المحراب فی معنی بیت آخر وذلک صنیع اھل الکتاب واقتصر علیہ فی الھدایة واختارہ الامام السرخسی وقال انہ الاوجہ (الشامی ص ۴۳۴ ج ۱ مکتبہ نعمانیہ، شامی ص ۶۴۳ ج ۱ دار الفکر شامی زکریا ص ۴۱۴ ج ۲ مطلب اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک سنة اولیٰ. باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا، والأصح ما روی عن الإمام اکرہ للإمام أن یقوم بین الساریتین أو ساریة أو ناحیة المسجد إلی ساریة لانہ خلاف عمل الأئمة، النھر الفائق ص ۲۴۵ ج ۱ باب الامامة مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام کا وسط محراب میں کھڑا ہونا

سوال[١]: فاذا صلى الامام فى المحراب يتخلل الصف الاول بالمنبر والاعمدة وغيرها اما اذا نزل من المحراب فلايتخلل بشئ فيضطر الى التحول بيمنة ويسرة لئلايفوت السترة فان تحول يفوت التوسط فالافضل للامام ان يقف فى المحراب ام لافى الحالة المذكورة. اجيبواله جوابا شافيا كافيا على المذهب الامام الشافعیؒ مع الادلة المعتمدة عندهم. قد اختلف الأراء نحوهذا الاقطار .فالمطلوب من حضرتكم ان شرحوا فى الجواب كافيا شافيا لانقض ولاسقم بعده لوجه الله الكريم المنان مع رعاية اخوة الاسلام.

الجواب: حامداً ومصلياً!

ينبغى للامام ان يقف عندالمحراب حيث يكون من عن يمينه ومن عن يساره سواء وان تخلل شئى من المنبر والأعمدة فى الصف الاول لايلتفت اليه ولايتأخر لاحدٍ عن مكانه فان هٰذا التخلل لايخل فى الاصطفاف ولايمنع عن الاقتداء ولايؤجب الاساءة وهو الماخوذ به عند الشافعية كذا فى اعانة الطالبين[١] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) رد المحتار على الدر المختار كراچى ص٥٦٨ ج١ باب الامامة قبيل مطلب فى كراهة قيام الإمام فى غير المحراب، فتح القدير ص٣٥٦ ج١ باب الامامة مطبوعه دار الفكر بيروت.

[١] ترجمہ سوال: جب امام محراب میں نماز پڑھے تو صف اول میں منبر اور ستون وغیرہ سے خلل پڑتا ہے البتہ جب محراب سے نیچے اتریں تو پھر صف میں کوئی خلل نہیں آتا۔ پھر دائیں اور بائیں پلٹنے کی ضرورت ہوگی تاکہ سترہ فوت نہ ہواگر پلٹے تو صف کا بیچ ہونا فوت ہو جاتا ہے تو اس صورت میں امام کے لئے محراب میں کھڑا ہونا افضل ہے یا نہیں شافعی مذہب کے مطابق کافی وشافی جواب عنایت فرمائیں شوافع کے بیان قابل اعتماد دلائل کے ساتھ اس علاقہ میں آراء میں اختلاف ہوگیا ہے، حضرت والا سے درخواست ہے کہ جواب تشفی بخش عنایت فرمائیں جس پر کوئی اعتراض وخلل وارد نہ ہو۔

ترجمہ جواب: امام کے لئے مناسب یہ ہے کہ محراب کے پاس اس طرح کھڑا ہو کہ جو دائیں بائیں لوگ ہیں وہ برابر ہوں اگر منبر وستون وغیرہ صف اول کے بیچ میں آجائیں تو یہ قابل التفات نہیں اور کسی کی وجہ سے اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس لئے کہ یہ بیچ میں آجانا صف بننے میں مخل اور اقتداء سے مانع نہیں اور نہ ہی اساءت (کراہت) کا موجب ہے یہی شافعیہ کے نزدیک قابل عمل ہے اعانت الطالبین میں اسی طرح ہے۔(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کے دروں میں کھڑا ہونا

سوال: اگر مسجد کے اندر جماعت ہورہی ہو اور باہر محراب میں جگہ خالی ہو اور باہر فرش پر بھی نمازی ہوں تو اس صورت میں نماز میں کچھ خلل تو نہیں آئے گا۔ نیز اگر درمیان محراب میں ایک آدمی یا دو چار آدمی کھڑے ہوجاویں تو کچھ حرج تو نہ ہوگا یعنی درمیان محراب میں خالی جگہ چھوڑنا اور تنہا آدمی اور دو چار آدمیوں کا کھڑا ہونا کیسا ہے کونسی شکل جائز اور کونسی ناجائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں محراب کو خالی چھوڑنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا اور دو چار آدمی کا صف بنا کر کھڑا ہونا بھی درست ہے[1]۔ ایک آدمی کو تنہا نہیں کھڑا ہونا چاہئے کیونکہ یہ مکروہ ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ حاشیہ) [1] ......وندب وقوف فی صف أول وهو مايلی الامام وإن تخلله منبر أو عمود الخ. اعانة الطالبين ص٢٣ ج٢ مطبوعه داراحياء التراث العربی كتاب الصلاة، فصل فی صلاة الجماعة، مطلب ندب الوقوف والمبادرة فی الصف والتسوية الخ، شامی زكريا ص٣١٠ ج٢ باب الامامة، مطلب فی كراهة قيام الامام فی غير المحراب.

[1] والا صطفاف بين اسطوانتين غيرمكروه مبسوط (للسرخسی ص٣٥ ج٢) مطبوعه دارالفكر بيروت. باب صلاة الجمعة، الدر المختار مع الشامی كراچی ص٥٨ ج١ باب الامامة مطلب الكافی للحاكم الخ.

[2] ......وقد منا كراهة القيام فی صف خلف صف فيه فرجة للنهی وكذا القيام منفردا، وان لم يجد فرجة الخ. الدرالمختار مع الشامی زكريا ص٤١٦ ج١ الدرالمختار مع الشامی ص٦٤٧ ج١ مكتبه دارالفكر. مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة. باب ما يفسد الصلاة، البحر الرائق ص٣٥٢ ج١ باب الامامة تحت قوله ويقف الواحد الخ مطبوعه كوئٹه، عالمگيری ص٨٨ ج١ الفصل الخامس فی بيان مقام الامام والمأموم مطبوعه كوئٹه.

(تنبيه) ويفهم من قوله: أوإلی سارية، كراهة قيام الامام فی غير المحراب ويؤيده قوله قبله السنة أن يقوم فی المحراب (شامی زكريا ص٣١٠ ج٢ باب الإمامة مطلب فی كراهة قيام الإمام فی غير المحراب

مسجد کے در میں امام کا کھڑا ہونا

سوال: امام مسجد کے دودروں کے درمیانی دروازہ میں اندر کھڑے ہوئے اور مقتدی باہر رہے ایسی شکل میں نماز میں کوئی خرابی تونہیں ہوئی۔اگر امام صاحب کے لئے دروازہ سے باہر کھڑا ہونا ضروری ہے تواس کی کیا مقدار ہے ایک صاحب نے ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے حوالہ سے بتایا کہ اگر وہ دروازہ ڈیڑھ گزیااس سے زیادہ چوڑا ہے تو نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی ص۲۸۱ میں یہ عبارت ہے۔[1] باہر کے دروں کا بھی محراب کا ہی حکم ہے اس میں بھی امام کو قیام مکروہ ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی چھت پر نماز

سوال: مسجد کے اوپر جو چھت ہوتی ہے اس پر گرمیوں میں مغرب وعشاء وصبح کی نماز ٹھنڈک کی غرض سے اور جاڑوں میں دھوپ کی غرض سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(الف) زید کہتا ہے کہ مکروہ ہے اور شامی کا حوالہ دیتا ہے زید کا قول کہاں تک صحیح ہے؟

---

[1] فتاوی رشیدیه مبوب، ص۳۲۸، بیان کن امور سے نماز میں کراہت آتی ہے الخ مطبوعه محمودیه سهارنپور.

[2] ویکره قیام الإمام بجملته فی المحراب لا قیامه خارجه وسجود فیه، مراقی الفلاح ص۵۵ طحطاوی مصری ص۳۹۴ فصل فی المکروهات، شامی کراچی ص۶۴۵ ج ا باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها عالمگیری ص۱۰۸ ج ا الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوة مطبوعه کوئٹه، والأصح ما روی عن الإمام أکره للإمام ان یقوم بین الساریتین أو ساریة أو ناحیة المسجد إلی ساریة الخ النهر الفائق ص۲۴۵ ج ا باب الامامة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص ۵۶۸ ج ا باب الامامة قبیل مطلب فی کراهة قیام الخ، فتح القدیر ص۳۵۶ ج ا باب الامامة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

مکروہ ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسجد کی چھت پر نماز

سوال: بعض مسجدوں میں ظہر وعصر کی نماز مسجد کے نیچے کے درجے میں ہوتی ہے اور بوجہ گرمی کی شدت کے مغرب، عشاء، فجر کی نماز موسمِ گرما میں صرف مسجد کی چھت پر ادا ہوتی ہے جب کہ مسجد کی چھت پر محض چہار دیواری کھینچی ہے نہ کوئی محراب ہے نہ کوئی سائبان، ایسی حالت میں کھلی ہوئی چھت پر نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اصل مسجد نیچے کا حصہ ہے اور چھت تابع، مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ اصل مسجد چھوڑ کر چھت پر نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ البتہ اگر جگہ کی قلت ہو تو چھت پر کھڑے ہونے میں مضائقہ نہیں اور جب گرمی ناقابلِ برداشت ہو تب بھی چھت پر کھڑے ہونے کی گنجائش ہے۔[2] محراب کا نہ ہونا مضر نہیں[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۶/۶۱ھ

---

[1] الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتدالحريكره ان يصلوا بالجماعة فوقه الخ (الهنديه ص ٣٢٢ ج٥) كتاب الكراهية. الباب الخامس فى آداب المسجد والقبلة الخ الشامى نعمانيه ص ٤٤١ ج ١ شامى ص٦٥٦ ج ١ مكتبه دارالفكر بيروت مطلب فى احكام المسجد باب ما يفسد الصلاة الخ، تاتارخانية ص ٥٦٩ ج ١ كتاب الصلوة ما يكره للمصلى وما لا يكره ومما يتصل بهذا الفصل قبيل الفصل الخامس فى بيان ما يفسد الصلاة الخ مطبوعه كراچى.

[2] ويكره أن يقوم فى غير المحراب إلا للضرورة، رد المحتار زكريا ص٤١٤ ج٢ باب يفسد الصلوة الخ تحت قوله وقيام الإمام فى المحراب تاتارخانية ص٥٦٨ ما يكره للمصلى وما لا يكره مطبوعه كراچى.

[3] ويكره أن يقوم فى غير المحراب إلا للضرورة، رد المحتار زكريا ص٤١٤ ج٢ باب مايفسد الصلوة الخ قوله وقيام الإمام فى المحراب، تاتارخانيه ص٥٦٨ ج ١ ما يكره للمصلى ومالايكره مطبوعه كراچى.

سطح مسجد پر نماز

سوال: مکرمی ومحترمی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم خیریت مزاج گرامی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ گزارش خدمت گرامی اینکہ میں نے گذشتہ سال جمادی الاولیٰ کے ماہ میں ایک استفتاء بسلسلہ **صلوٰۃ علی سقف المسجد** ارسال خدمت کیا تھا اور حضرت مفتی عبدالرحمٰن صاحب کا فتویٰ بھی ساتھ ہی ارسال کیا تھا جس میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا فتویٰ بھی درج تھا آنجناب نے ان حضرات کے فتاویٰ کی تردید بایں الفاظ کردی کہ قہستانی اور غرائب کے حوالہ کو رد کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ان سے زیادہ معتبر کتاب میں اس کے خلاف کوئی جزئیہ ہو اگر علامہ شامی کے قول مذکور سے سطح مسجد پر بلا کراہت کا شبہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو خود انہوں نے " **ثم رأیت القھستانی انہ** " سے دور کردیا اس لئے عالمگیری اور شامی کی عبارت میں کچھ تعارض نہ رہا حدیث سے بھی کچھ تعارض نہ رہا ہے کیونکہ حدیث میں سطح کعبہ کا ذکر ہے اور غیر سطح کعبہ سے حدیث ساکت ہے اس عام مسجد کی چھت کو یہ کہنا کہ حکم مذکور فی الحدیث کے مستثنیٰ ہے صحیح نہیں کیا یہ کسی محدث یا فقیہ نے بیان کیا ہے صریح جزئیہ کے ہوتے ہوئے ان چیزوں کو کیسے مانا جائے انتہی کلامکم مجھے اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ آخر کوئی تو وجہ ہوگی کہ فقہ کی تمام کتابیں جو معتبر ہیں اس جزئیہ کے لکھنے سے ساکت ہیں پھر اتنی آسانی سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے فتویٰ کو علامہ شامیؒ کے قول کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے اب ضرورت ہے کہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام کے اقوال وافعال کا اتباع کیا جائے کہ آیا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول وفعل تو کہیں اس جزئیہ کی علت کی تردید تو نہیں کررہا ہے، جب سے آپ کا فتویٰ آیا تھا مجھ کو اس کی تلاش رہی اور اس مسئلہ کے سلسلہ میں میں نے بہت ساری کتابوں کی طرف مراجعت کی جس کا ثمرہ یہ ظاہر ہوا کہ علت کراہت کی تردید ہوتی ہے خود صحابہ کرامؓ کے

عمل سے چنانچہ جلداول،ص۳۶۰/میں خودعلامہ شامی نے یہ عبارت ''ولم تکن فی زمنه صلی اللّٰه علیه وسلم مئذنة انه'' نقل فرمائی ہے جس سے یہ بات محقق نہیں ہے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ نبی کریم ﷺ کے سامنے مسجد کی چھت پر چڑھ کراذان دیتے تھے ، اگر مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہوتا اور بے ادبی ہوتی تو مسجد نبویؐ کی چھت پر جو کہ عام مساجد کی چھتوں کے مقابلہ میں زیادہ قابل احترام ہے اس پر بدرجہ اولیٰ مکروہ ہوتا، پھر یہ کہ یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں بھی جاری رہا اور سب سے پہلے مئذنة بقول علامہ شامیؒ کے حضرت معاویہؓ نے بنوایا ہے نیز یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا سقف مسجد پر نماز پڑھنا ثابت ہے اگر سقف مسجد پر نماز پڑھنا مکروہ ہوتا تو حضرت ابو ہریرہؓ اس سے ضرور پرہیز فرماتے چنانچہ امام بخاریؒ نے تو باب منعقد کیا ہے ''وصلّی ابوهریرةؓ علی سقف المسجد'' اس کے تحت حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح تراجم ابواب بخاریؒ میں فرماتے ہیں ''غرضه من عقد هذاالباب اذماروی فی الحدیث وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً لایقتضی لزوم الصلوٰة علی الارض بل یجوز علی غیرذٰلک کالمنبروالخشب والسطوح ایضاً اذاکان طاهراً شرح تراجم ابواب بخاری ،ص ۱۲/'' اورحضرت محدث کشمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''وصلی ابوهریرهؓ انتقل الی مسئلة اخریٰ وهی ان الامام اذاکان تحت السقف والماموم فوقه هل تصح صلاته فتصح عندنااذاعلم انتقالات الامام الخ فیض الباری،ص ۲۰/ ج۲/'' نیز علامہ زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''فلایستقبل القبلة الی الکعبة واللام عهدیة فالمراد الکعبة لابیت المقدس ویحتمل شموله لهٗ حین کان قبلة واللّٰه اعلم زرقانی علی الموطاء ،ص ۳۹۱/ اورنصب الرایہ میں ہے ''قال ابن عباس ماحب ان اصلی فی الکعبة من صلی فیها فقد ترک شیئاً خلفه، ج۲/ص ۳۲۱/ اور(باب الابواب

والغلق للكعبة والمساجد بخارى شريف، ج ١/ص ٦٧/ وعن النبى صلى الله عليه وسلم لاتشدوا الرحال الاالٰى ثلثة مساجد الخ بخارى شريف، ج ١/ص ١٥٩/ وعن سعيد بن المسيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اكل هذه الشجرة فلايقرب مساجدنا يؤذينا بريح الثوم قال الزرقانىؒ فلايقرب مساجدنا ايهاالمسلمون فالجمع فى هذه الرواية كرواية احمدؒ فيشمل جميع المساجد وعليه الاكثر وقيل خاص لمسجد المدينة لاجل نزول جبرئيلؑ فيه، زرقانى على الموطأ، ج ١/ص ١٩٣/ ان عبارتوں میں غور فرمایئے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور علامہ کشمیریؒ اور علامہ زرقانیؒ وغیرہم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد آخر اس بات سے کیوں ساکت ہیں کہ سطح مسجد پر چڑھنا مکروہ ہے اور زرقانی کو "فالمراد الكعبة لاالبيت المقدس انه" لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور انہوں نے بیت المقدس و دیگر مساجد کو کعبہ پر کیوں نہیں قیاس کیا، نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے "صلوٰة فى الكعبة" کو کیوں ناپسند کیا جبکہ کعبہ اور دیگر مساجد کا حکم ایک ہی ہے اور (بقول آپ کے) اور یہ کہ امام بخاریؒ کو "باب الابواب والغلق" میں کعبہ کے بعد مساجد کو ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ دونوں کا حکم ایک ہی ہے نیز یہ کہ علامہ زرقانیؒ کو "فيشمل جميع المساجد وعليه الاكثر وقيل خاص انهٗ" کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں کہیں مسجد سے متعلق کوئی حکم بیان فرمایا ہے وہاں تو مسجد کا لفظ ارشاد فرمایا ہے یا مساجد کا نہ کہ کعبہ اور بیت اللہ کا ملاحظہ فرمایئے "فلاياتين المساجد وفى روايته فلايقربن مسجدنا وفى روايته فلايغشنا فى مسجدنا وفى روايته فلايقربنا فى المسجد (مسلم شريف ص ٢٠٩ ج ١ وفى باب النهى عن نشد الضالة فى المسجد" عن ابى هريرة فان المساجد لم تبن لهذا وفى باب

النهی عن البصاق فی المسجد عن انس بن مالکؓ البزاق فی المسجد خطیئة وفی روایته التفل فی المسجد خطیئة وفی روایته النخاعة تکون فی المسجد الخ (مسلم شریف) آخر کوئی تو وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جگہ تو مسجد یا مساجد کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور وہاں بیت اللہ کا اور یہ کہ جب محدثین کرام اس حدیث کی شرح کرتے ہیں تو لفظ مسجد کے استعمال سے ساکت نظر آتے ہیں اب آگے کچھ فقہی عبارت بھی نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمایئے:۔

(۱) '' ویکره تحریماً الوطئی فوقه والبول والتغوط لانه مسجدالی عنان السماء قال الطحطاویؒ والقول بالکراهة هوالحق لان قوله تعالیٰ ولا تبا شروهن الآیة الخ یحتمل الحرمة للاعتکاف والمسجد فکانت ظنیة ومثلها تثبت الکراهة لاالحرمة طحطاوی علی الدر ،ج ۱/ص۲۷۷/''

(۲) ''ویکره المجامعة والبول والتخلی فوق المسجد لان سطح المسجد له حکم المسجد حتی یصح الاقتداء منه بمن تحته ولایبطل الاعتکاف بالصعود الیه ولا یحل للجنب الوقوف علیه هدایه ،ج ۱/ ص۱۰۳/ (قال المحشی قوله، له حکم المسجد)لان حکم المسجد فی السقف والهواء جمیعاً..حواله بالا.

(۳) والوطئ والبول والتخلی فوق المسجد قال المحشی ای یکره الوطی ای المجامع بالنساء والبول والتخلی والتغوط علی سطح المسجد لانه فی حکم المسجد الخ شرح وقایه مکروهات للصلوٰة ،ج ۱/ص ۱۶۹/.

(۴) ثم جعل السرداب تحته لمصالح المسجد لایمنع کونه مسجداً قال المحشی وکذا بناء بیت فوقه الخ شرح وقایه ،ج ۱/ص ۲۵۲/ کتاب الوقف.

(۵) لوبنی فوقہ بیتاً للامام لایکرہ لانہ من المصالح الخ شامی ، ج ١/ص ٥١٢/

(٦) "وتکرہ الصلاۃ فی معاطن وفی المجزرۃ وفی الحمام وفی المقبرۃ ویکرہ ایضاً علی سطح الکعبۃ للحدیث والمعنیٰ فیہ عدم التعظیم وترک الادب حلبی کبیر، ص ٣٦٣/ کراھیۃ الصلوٰۃ"

ان کتابوں کی عبارتوں میں غور فرمائیں کہ بول و براز اوران کاموں کومکروہ قرار دیا ہے، جوکہ اندرون مسجد بھی مکروہ ہی ہیں اورعلت یہ بیان فرمارہے ہیں کہ سقف مسجد مسجد کے حکم میں ہے پس جبکہ سطح مسجد مسجد کے حکم میں ہےتو پھر کیا وجہ ہے کہ اندرون مسجد میں تو نماز کسی حصہ میں بلاضرورت مکروہ نہ ہواور سقف مسجد میں بلاضرورت مکروہ ہوجاوے اورضرورت بھی اسی کومخل خشوع ہواور باعث اضطراب وپریشانی "شامی" کی عبارت سے بناء مسجد کے وقت امام کے لئے کمرہ بنوانے کی اجازت ہے ،اورجواز ثابت ہے ،اور یہ ظاہر ہے کہ جب امام کے لئے سقف مسجد پر کمرہ بنوایا جائیگا،توامام کا اس پر چڑھنا لازم آئیگا، حالانکہ ضرورت خارج مسجد میں بھی پوری ہوسکتی ہیں اور"حلبی" کی عبارت میں بھی سطح کعبہ کا بھی لفظ موجود ہے،حالانکہ مکروہات صلوٰۃ کے ہر باب میں اس کو لارہے ہیں اگراس قیام پر بجائے سطح کعبہ پرسطح مسجد کا لفظ استعمال ہےتو اشکال ہی ختم ہوجائیگا اور زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے کیونکہ سطح کعبہ پرنماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اوردیگر مساجد کی چھتوں پرنماز پڑھنے کی ضرورت بہت سی مساجد میں ہے پھر کیا وجہ ہے کہ نہ کسی محدث نے نہ کسی فقیہ نے سطح کعبہ پر بجائے سطح مسجد کا لفظ استعمال فرمایا اورنہ ہی کسی مفید کتاب میں یہ جزیہ مرقوم ہے،پس جبکہ کسی مفید کتاب میں یہ جزیہ موجود نہیں ہے پھرغرائب اورقہستانی جیسی غیر معتبر کتابوں کا حوالہ دیکرفتویٰ دینا اورلوگوں پرتنگی پیدا کرنا اورنماز کی اصل روح یعنی خشوع اورخضوع کوزائل کرنا اوردین کی بات میں تنگی کرنا کہاں تک مناسب ہےاس لئے آپ کا یہ فرمانا کہ کیا کسی محدث یافقیہ نے بیان کیا ہےصریح جزئیہ ہوتے ہوئے ان باتوں کوکیسے مان لیا جائے یہ کہاں تک بجا ہے

یہ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ کیا کسی محدث یا فقیہ نے سطح کعبہ کو سطح مسجد کے حکم میں اوراس کے برابر قرار دیا ہے یا کسی محدث یا فقیہ نے کعبہ کی تفسیر مسجد کیساتھ کی ہے، اگر کی ہے تو اس کو نقل فرمائیں، اس طرح حضرت مفتی عبداللہ صاحب مدظلہٗ اور مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کو جبکہ معقول ہے اور یہ کہ رافع حرج ہے، غیر معتبر کتابوں کے مقابلہ میں ترجیح دی جائیگی جبکہ اذان دینے کیلئے حضرت بلالؓ کا مسجد نبوی کی چھت پر چڑھنا روزانہ ثابت ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی منع نہیں فرمایا، اس طرح حضرت ابو ہریرہؓ کا سقف مسجد پر نماز پڑھنا ثابت ہے، اور ہدایہ جیسی معتبر کتاب میں یہ موجود ہے کہ سقف تمام احکام میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اور کسی بھی فقہ میں سقف مسجد کا درجہ اندرون مسجد سے اونچا اور بہترین نہیں لکھا ہے، پھر کیسے باور کرلیا جائے کہ سقف مسجد پر چڑھنا مکروہ ہے، اوراس علت کی بناء پر نماز کو بھی مکروہ قرار دیا جائے، اگر مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ تھا، تو آخر کسی فقیہ یا محدث یا شارح نے اس کو کیوں نہیں نقل کیا، اور بول وبراز ومجامعت والے جزیہ کو اکثر فقہا کیوں نقل فرماتے ہیں، جبکہ سطح مسجد پر اس کا وقوع بھی بعید از قیاس ہے کیونکہ مسجد کی عظمت تو ہرایک کے دل میں ہوتی ہے حتی کہ غیرمسلموں کے قلوب میں بھی ہوتی ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غرائب اور قہستانی کے بارے میں بھی کچھ نقل کردیا جائے اگرچہ آپ کو اس کا علم ضرور ہوگا، اور آپ بھی اس سے باخبر ہوں گے:۔

(ا) واعلم انهم ذكروا ان مافي المتون مقدم على مافي الشروح ومافي الشروح مقدم على مافي الفتوىٰ فاذا وجدت مسئلة مافي المتون الموضوعة لنقل المذهب ووجد خلافها في الشروح اخذ بما في المتون واذا وقعت المخالفة بين مافي الشروح وبين مافي الفتاوىٰ اخذ بمافي الشروح لكن هذا اذالم توجد التصحيح الصريحي في الطبقة التحتانية انتهى مقدمة شرح وقايه، ص ١٠ ر''

(٢) لایجوز الافتاء من الکتب المختصرة کالنهر وشرح الکنز للعینی والدرالمختار شرح تنویر الابصار اولعدم الاطلاع علی حال مصنفیها کشرح الکنز لملا مسکین وشرح النقایة للقهستانی اولنقل الاقوال الضعیفة فیها کالقنیة للزاهدی فلایجوز الافتاء من هذه الا اذاعلم المنقول عنه واخذ منه انتهی"

(٣) "لایجوز الفتویٰ من التصانیف الغیر المشهورة"

(٤) "ومن الکتب الغیر المعتبرة شرح مختصر الوقایة للقهستانی الخ"

(٥) والقهستانی کجاوف سیل وحاطب لیل خصوصاً واستناده الی کتب الزاهدی المعتزلی"

(٦) "وقال علی القاری المکی فی رسالته لقد صدق عصام الدین فی حق القهستانی الی ان قال کان لایعرف بالفقه وغیره بین اقرانه"

ان عبارتوں میں غور فرمایئے جبکہ طبقۂ تحتانیہ میں کسی نے بھی صعود علی سطح المسجد کو مکروہ نہیں فرمایا ہے، بلکہ بول وبراز وتخلی ہی کو لکھا ہے جس کسی نے بھی لکھا ہے اور جبکہ ہدایہ وغیرہ جیسی معتبر کتابوں میں یہ تصریح ہے کہ سطح مسجد مسجد کے حکم میں ہے، اور قہستانی غیر معتبر کتاب ہے اور غرائب غیر مشہور ہے اور ان کتابوں سے فتویٰ دینا جائز نہیں اور حضرت بلالؓ کا مسجد کی چھت پر اذان دینے کے لئے روزانہ چڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ثابت ہے، اور حضرت ابوہریرہؓ کا نماز پڑھنا سقف مسجد پر خود بخاری کی روایت سے ثابت ہے اور کسی محدث نے بھی اس کیخلاف کوئی روایت نقل نہیں فرمائی، اور کسی شارح بخاری نے صلوٰۃ ابوہریرہ کو ضرورت کے ساتھ مقید نہیں کیا اور کسی امام یا مجتہد نے دیگر مساجد کو کعبہ پر قیاس نہیں کیا ہے، اور حدیث سطوح غیر کعبہ سے ساکت ہے اور بقول علامہ طحطاویؒ کے سطح کعبہ پر نماز مکروہ تنزیہی ہوتی ہے، پس ان غیر معتبر کتابوں کے حوالہ سے فتویٰ دیکر لوگوں پر حرج اور تنگی پیدا کرنا کہاں تک صحیح ہے اور مناسب ہے اگر کسی معتبر کتاب میں کوئی عبارت ہوتو اس کو نقل فرمادیں تاکہ اطمینان حاصل ہو اور ناچیز کی تشفی ہوجائے، اب آخر میں ایک اور عبارت نقل کر کے بات ختم کرتا ہوں

”وھوھذہٖ و کلما یکرہ فی المسجد یکرہ فوقه ایضاً،حلبی کبیری ،ص ٢١٢/٦
اگر میری اس تحریر میں کوئی تلخی محسوس فرماویں تو معافی کا خواستگار ہوں کیونکہ بہرحال میں آپ کے سامنے طفل مکتب سا ہی ہوں۔

ضمیمہ(١) ویکرہ ایضاً علی سطح الکعبة للحدیث و المعنیٰ فیه عدم التعظیم وترک الادب کبیری شرح منیة،ص ٣٥٠/“

(٢) وتکرہ الصلوٰة علی سطح الکعبة عالمگیری ،ج ١/ ص١٠٨/ مکروھات الصلوٰة“

(٣) وعلی سطح الکعبة بحرالرائق ،ج٢/ص ٣٣/ مکروھات الصلوٰة “

(۴) ویکرہ علی سطح الکعبة منیة المصلی ،ص ١٠٩/مکروھات صلوٰة “

(۵) و کلما یکرہ فی المسجد یکرہ فوقه ایضاً کبیری ،ص ٦٢٨/ فصل فی احکام المسجد“

(٦) و کذا یکرہ الوطئ فوق المسجدلان سطحه مسجد ولھذا یصح الاقتداء بمن فیه (فی الحاشیة) ففی داخله بالاولیٰ الخ کنزالدقائق ، ص ٣۴/ فصل فی مکروھات الصلوٰة“

(٧) ثم ان ابسط لدفع الحر والبرد لاکراھة فیه لانه یحصل به الحضور وزال الاضطراب الخ“

(٨) ”ویکرہ تغمیض عینیه انتھی لاکمال الخشوع ای فلایکرہ کبیری شرح منیة ،ص ٢٨٣/“

(٩) ”بل ربما یکون اولی کمافی البحر طحطاوی علی الدر، ج ١/ص ٢٧٢/“

نوٹ :۔یہ عبارات بھی قابل غور ہے آخر کیا وجہ ہے کہ تمام مصنفین باب الصلوة فی الکعبه اور مکروہات الصلوٰة دونوں ہی جگہ سطح کعبہ ہی کا لفظ استعمال فرماتے ہیں اگر سطح مسجد کا لفظ

استعمال فرماتے تو پھر اشکال ہی ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) کنزالدقائق کی عبارت مع حاشیہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اندورن مسجد کا درجہ سطح مسجد سے اعلیٰ ہے۔

(۳) صریح نہی کے ہوتے ہوئے آنکھ کا بند کرنا کمال خشوع کیلئے مکروہ نہیں بلکہ بسا اوقات بہتر ہے کما فی البحر۔

(۴) عبارت نمبر (۷) بھی قابل غور ہے کہ باوجود احادیث کے مختلف ہونے کے رفع حرو برد کیلئے کراہیت کی نفی ہے اس لئے کہ اس کی وجہ سے حضور اور زوال اضطراب حاصل ہوگا۔

الجواب حامداًومصلیاً!

محترم مدت فیوضکم ....السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مشتمل بر تحقیقات علمیہ موجب مسرت ہوا۔

مسجد کی چھت پر چڑھنا اور گرمی کی شدت میں وہاں جماعت کرنا قہستانی اور غرائب میں مکروہ لکھا ہے، اور اس کراہیت کو شامی[۱] اور عالمگیری[۲] میں نقل کیا ہے نہ تغلیط کی ہے اور نہ تضعیف، قہستانی اور غرائب پر فتویٰ دینے کو شرح عقود رسم المفتی[۳] علامہ شامی نے ناجائز لکھا ہے جب تک مأخذ پر اطلاع نہ ہو فتاویٰ عالمگیری اور درمختار میں یہ مسئلہ نقل بھی کیا ہے، جو قرینہ ہے کہ صاحب رد المحتار اور عالمگیری کے نزدیک یہ مسئلہ غلط نہیں آپ نے تتبع بلیغ کے باوجود اس کی تردید میں کسی

---

[۱] رأيت القهستانى نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد اه ويلزمه كراهة الصلاة ايضاً فوقه (شامى كراچى ،ج ۱/ص ۶۵۶/ باب مايفسد الصلوة، مطلب فى احكام المسجد)

[۲] عالم گیری کوئٹه ، ج۵/ص ۳۲۲/ كتاب الكراهية ،الباب الخامس فى آداب المسجد.

[۳] ومن الكتب الغريبة منلا مسكين شرح الكنز والقهستانى لعدم الاطلاع على حال مؤلفيهما او لنقل الاقوال الضعيفة كصاحب القنية او الاختصار كالدر المختار للحصكفى والنهر والعينى شرح الكنز قال شيخنا صالح الجنينى انه لا يجوز الافتاء من هذه الكتب الا اذا علم المنقول عنه والاطلاع على مآخذها الخ. شرح عقود رسم المفتى ،ص ۳۶/(مطبوعه سعيد يه سهارنپور) مقدمه عمدة الرعاية فى حل شرح الوقاية ص ۱۱ ج ۱ مطبوعه ياسر نديم ديوبند، شامى كراچى ص ۷۰ ج ۱ مقدمه، مطلب فى طبقات المسائل وكتب ظاهر الرواية.

مصنف سے صریح جزئیہ نقل نہیں کیا ہے، اشارات اورالتزامات سے احتجاج کیا ہے طالب علمانہ کلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں معلوم ہوتا'' آپ کے استدلالات کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزانہ مسجد کے چھت پر چڑھنا اوراذان دینا

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا۔

(۳) مسجد کی چھت پر جو چیزیں مکروہ ہیں ان میں صعود اوراس کے خلاف کا عام کتب میں ذکر نہ کرنا۔

(۴) چونکہ مسجد نیچے اوراوپر سب مسجد ہے اس لئے جو چیزیں اندرون مسجد مکروہ نہیں اسکی چھت پر بھی مکروہ نہ ہونا۔

(۵) فقہاء کا مسجد کی چھت پرامام کی رہائش کے لئے حجرہ بنانے کی اجازت دینا

(۶) سطح کعبہ پر سطح مسجد کے قیاس کا صحیح نہ ہونا، اب اسی ترتیب سے طالب علمانہ اشکالات پیش خدمت ہیں:۔

(۱) روایت ابوداؤد ''عن عروة بن الزبير عَنْ اِمْرأةٍ مِنَ النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِىْ مِنْ اَطْوَلِ بَيْتٍ كَانَ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بَلالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِىْ بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ اِلٰى الْفَجْرِ فَاِذَا رَاٰهُ تَمَطّٰى ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ اَنْ يُّقِيْمُوْا دِيْنَكَ قَالَتْ ثُمَّ يُؤَذِّنُ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُه كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً يَعْنِى هَذِهِ الْكَلِمَاتِ''[1]

یہ مضمون دیگر کتب حدیث وشروح میں بھی مذکور ہے۔

(۲) مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت اس قابل نہیں تھی کہ جس پر نماز پڑھی جاسکے اس کی

---

[1] ''ابوداؤد شریف، ج ۱/ص ۷۷/ کتاب الصلوة باب الاذان فوق المنارة'' جامع الاصول ۲۰۰ ج۶ حدیث ۳۳۷۱ کتاب الصلوة، الفرع الثانی فی احکام تتعلق بالاذان والاقامة، مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت. جمع الفوائد ص۷۶ ج ۱ حدیث ۱۱۵۸، بدأ الاذان والاقامة وكيفيتهما الخ.

حالت تو یہ تھی ''ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان بناء مسجدہ بالسمیط لبنة لبنة ثم ان المسلمین کثروا فبناہ بالسعیدة فقالوا یارسول اللّٰہ لوامرت من یزید فیہ فقال نعم فأمربہ فزید فیہ وبنیٰ جدارہ بالانثیٰ والذکر ثم اشتدعلیھم الحر فقالوا یارسول اللّٰہ لوامرت بالمسجد فظلل قال نعم فامربہ فاقیمت فیہ سواری من جزوع النخل ثم طرحت علیھا العوارض والخصف والاذخر فعاشوا فیہ واصابتھم الامطارفجعل المسجد

یکف علیھم فقالوا یارسول اللّٰہ لوامرت بالمسجد فطین فقال لاعریش کعریش موسیٰ فلم یزل کذالک حتی قبض رسول اللّٰہ ﷺ الخ ، وفاء الوفا ج ۱ / ص ۳۳۵ / [۱]

وکذا فی فتح الباری ، [۲] والعینی [۳] ''

(جدار مسجد پر کبھی اس کی نوبت آئی ہوگی نہ کہ چھت پر جماعت سے نماز پڑھنا) امام بخاریؒ اور شراح کا مقصد صرف اتنا ہے کہ نماز کے لئے ارض شرط نہیں ہے بلکہ اسکے علاوہ پر بھی نماز درست ہے۔

(۳) فقہاء کا قول التخلی والوطی وغیرہ کے ذکر سے حصر مقصود نہیں ہے کہ عدم ذکر کوذکر عدم قرار دیکر استدلال کی گنجائش ہو آپ خود غور کریں گے تو اور بھی بے شمار اشیاء اسی میں ملیں گی جو مکروہ وممنوع ہیں۔

(۴) علامہ شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ مسجد نیچے اوپر سب مسجد ہے جس سے حق العبد

---

[۱] وفاء الوفاء بیروت ، ج ۱ / ص ۳۳۵ / السنة العاشرة من الھجرة ، الباب الثالث ، الفصل الاول فی اخذہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لموضع مسجدہ وکیفیة بنائہ .

[۲] فتح الباری ، ج ۲ / ص ۱۱۰ / باب بنیان المسجد ، کتاب الصلوٰة ، مطبوعہ نزار مصطفےٰ الباز مکہ مکرمہ .

[۳] عینی ، ج ۲ / ص ۲۰۶ / جزء ۴ / مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

منقطع ہو[1] کوئی شخص بالکلیہ تصرف نہ کرسکے مثلاً نیچے رہائش مملوکہ مکان ہے اور اوپر مسجد بنائی جائے، یا اس کا عکس ہو یہ درست نہیں اس لئے اس مسئلہ کو مسئلہ بحوث بناء سے کوئی تعلق نہیں۔

(۵) اس کا منشاء صرف یہ ہے کہ جب امام کے لئے کہیں رہنے کو جگہ نہیں تو مجبوراً مسجد کی چھت پر حجرہ بنانے کی اجازت ہے کیونکہ وہاں نہ جماعت ہوتی ہے اور نہ تنہا نماز پڑھتے ہیں، اسی لئے غرض مسجد (نماز) فوت ہوکر مسجد کا محبوس ہونا لازم نہیں آیا، نیز جب اوپر نیچے سب کا حکم یکساں ہے کیا آپ اس کی بھی اجازت دینگے کہ اندرون مسجد امام کے لئے حجرہ بنادیا جائے جس سے اتنی جگہ محبوس ہوجائے اور وہاں نماز نہ پڑھی جاسکے اگر اجازت نہیں دینگے، اور امید بھی یہی ہے کہ اجازت نہیں دیں گے، تو یہاں اندرون مسجد اور سطح مسجد کا حکم کیوں الگ الگ ہوا، ضرورت نہ ہوتو سطح مسجد پر بھی حجرہ کی اجازت نہیں، نیز جس وقت جس صورت میں اجازت ہے اور آپ استدلال کرتے ہیں ضرور وہاں امام کے لئے چڑھنے اور رہنے کی اجازت ہوگی، تو کیا ایسی حالت میں دیگر امر پر تخلی وغیرہ کی بھی اجازت دینگے، ہرگز نہیں غور کریں کہ مساجد کی چھت پر گنبد بنانے کا دستور صدیوں سے چلا آرہا ہے، شاید اس میں یہ مصلحت مضمر ہو کہ وہاں جماعت نہ کی جاسکے۔

(۶) یہ صحیح ہے کہ کعبۃ اللہ کی حرمت دیگر مساجد کو حاصل نہیں لیکن کچھ احکام مشترک ضرور ہیں، مساجد مطلقاً بھی شعائر اللہ میں سے ہے، نیز ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ منع دخول المشرک فی المسجد الحرام جو منصوص ہے اس کے ذیل میں دیگر مساجد بھی آتی ہے جیسا کہ امام رازیؒ نے تفسیر[2] کبیر میں لکھا ہے یہ قول حنفیہ کے نزدیک مختار نہ ہو اور اس وقت اس سے مقصود یہ فتویٰ دینا

[1] وحاصله ان شرط كونه مسجداً ان يكون سفله وعلاه مسجداً لينقطع حق العبد عنه ، شامی کراچی، ج۴/ص ۳۵۸/ كتاب الوقف ،مطلب فى احكام المسجد، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد.

[2] قال الشافعیؒ الكفار يمنعون من المسجد الحرام خاصة وعند مالک يمنعون من كل الماسجدوعندابى حنيفةؒ لايمنعون من المسجد الحرام ولامن سائر المساجد(تفسیر کبیر، ج۴/ص ۴۱۸/ (بقیہ آئندہ پر)

بھی نہیں ہے، مقصود محض اشتراک فی بعض احکام کی نشاندہی کرنا ہے آخر میں گزارش یہ ہے کہ اشتدا دحر جو کہ مخل خشوع ہے جس کے ابتلاء عام کی وجہ سے تحصیل خشوع کے لئے مسجد کی چھت پر جماعت کرنے کی آپ بلاکراہت اجازت پر مصر ہیں

یہ اشتدادحر اور ابتلاء عام نو پیدا شدہ نہیں ہمیشہ رہے ہیں، مدینہ منورہ کی گرمی بھی شدید ہوتی ہے اور شدید تھی مگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وتابعین عظامؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور کسی سے بھی منقول نہیں کہ تحصیل خشوع کے لئے چھت پر جماعت کی ہو اور اگر کبھی یہ چیز مل جائے تو بہت ہی مفید مطلب ہونگی، جتنی عبارتیں آپ نے نقل کی ہے، ان کی ضرورت نہیں رہے گی بات بالکل صاف ہو جائیگی، خط کے ختم پر آپ نے تلخی کی معذرت بھی لکھی ہے (اگر کوئی ہو) علمی تحقیقات میں تلخی کا کیا کام، اس سے مسرت ہوتی ہے، کہ حق تعالیٰ نے آپ کو علمی کاوش اور تفتیش کا ذوق عطا فرمایا ہے یہ ناکارہ آنکھوں کی مجبوری کی وجہ سے خود جواب تحریر نہ کرسکا دوسرے شخص سے املا کرایا ہے کوئی بات خلاف مزاج ہو تو درگزر فرمائیں، حق تعالیٰ علوم نافعہ اعمال صالحہ اخلاق فاضلہ میں ترقی عطاء فرمائے جو چیز ناقابل اصلاح ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیں احسان ہوگا۔

نتیجہ:۔ جو کچھ تحریر کیا گیا یہ پریشان خیالات ہیں اگر غلط نہ ہوں اور کوئی قوی دلیل ان کے خلاف نہ ہو تو تسلیم کرنے سے ہرگز دریغ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کے اندر کنویں پر نماز

سوال: ہمارے موضع میں ایک مسجد تعمیر ہورہی ہے، اس میں کنواں فرش کے درمیان آ گیا ہے، کنویں کے اوپر پتھر رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(گذشتہ کا بقیہ) تحت قولہ تعالیٰ ''انماالمشرکون نجس الخ'' سورۂ توبہ) تحت آیت ۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الجامع لاحکام القرآن ص ۴۰، ۴۱ الجزء الثامن، مطبوعہ دار الفکر بیروت تفسیر مظہری ص ۱۷۶، ۱۷۷ ج۴ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نجاست بقدرِ عفو کے ساتھ نماز کا حکم

سوال: اگر کسی کی لنگی میں ایک قطرہ پیشاب کا ٹپکا جو پھیلاؤ میں ایک روپیہ سے کم ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھ لیتا ہے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں لنگی کھل جائے تو کیا کرے

سوال: نماز کی حالت میں اگر لنگی کھل گئی اور ایک ہاتھ سے باندھنا دشوار ہے تو کیا دونوں ہاتھ سے باندھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا پھر سے تکبیر تحریمہ باندھنا پڑیگا نیز اگر نماز کی حالت میں ازار بند ٹوٹ گیا فوراً بیٹھ جائے اور بیٹھ کر ادا کر لینے سے نماز ہو جائے گی یا اپنے پائجامے کے ازار بند کو باندھ کر پھر سے نماز شروع کرے یہ صورت فرض نماز کی تحریر کی گئی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایک ہاتھ سے سنبھال کر نماز پوری کر سکتا ہے تو کر لے ورنہ دونوں ہاتھ سے درست کر کے از

---

[1] وعفی الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريما فيجب غسله ومادونه تنزيها شامی نعمانیه ص ۲۱۰ ج ۱ باب الأنجاس، طحطاوی مع المراقی ص ۱۲۴ باب الأنجاس والطهارة عنها طبع مصر، حلبی کبیر ۱۷۲/ ۱۷۳ فصل فی الآسار طبع لاهور.

سرے نو پڑھے[۱] نفل میں اتنی گنجائش ہے کہ بیٹھ کر نماز پوری کرے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں لنگی یا پائجامہ درست کرنا!

سوال: یہاں اکثر مولوی حضرات نماز پڑھاتے وقت دونوں ہاتھ سے سجدہ میں جاتے وقت اپنی لنگی یا پائجامہ کو اوپر اٹھاتے ہوئے سجدہ میں جاتے ہیں اور قعدہ کی حالت میں دونوں ہاتھ سے اپنا کرتہ یا قمیص ٹھیک کرتے ہیں جو نماز کی حالت میں ذرا سا اِدھر اُدھر سکڑا رہتا ہے یہ فعل ہر رکعت میں صادر ہوتا ہے اس حالت میں نماز ہوئی یا نہیں اور نماز میں ہمیشہ ادھر ادھر جھانکتے رہتے ہیں کبھی داہنے جانب کبھی بائیں جانب کبھی ادھر کبھی ادھر کبھی اوپر کی جانب ایسے شخص کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز اس طرح بھی ادا ہوجائے گی مگر یہ چیزیں وقار نماز کے خلاف ہیں[۳] اصل یہ ہے کہ جس

۱؎ دونوں ہاتھ سے لنگی درست کرنا یہ عمل کثیر ہے جو مفسد صلاۃ ہے اس لئے دونوں ہاتھ سے لنگی درست کرنے کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائیگی اور از سر نو نماز پڑھنے کا حکم ہوگا۔ نیز فرض نماز میں قادر کے لئے بیٹھنا بھی جائز نہیں اس لئے بیٹھ کر بھی نماز پوری کرنا درست نہیں ہے۔ العمل الكثير يفسد الصلاة الى قوله و ان مايقام باليدين عادة كثيرعالمگيری کوئٹہ ص ۱۰۱ ج ۱ الفصل الاول فيما يفسدها، الدر مع الشامی زکریا ص۳۸۵ ج۲ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها مطلب فی التشبه باهل الكتب مجمع الانهر ص۱۸۲ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها طبع دار الكتب العلمية بيروت. ان قدر على القيام والركوع والسجود يصلی قائما بركوع وسجود لايجزيه الاذلک الخ. قاضيخان على الهندية ص ۱۷۱ ج ۱ باب صلاة المريض.

۲؎ واذا افتتح التطوع قائما ثم اراد ان يقعد من غيرعذر فله ذلک الخ. عالمگيری کوئٹہ ص ۱۱۴ ج ۱ الباب التاسع فی النوافل، مجمع الانهر ص ۲۰۱ ج ۱ باب الوتر والنوافل فصل اول مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، طحطاوی مع المراقی ص ۳۲۸ فصل فی صلاة النفل جالساً طبع مصر.

۳؎ وكره تشمير كميه عنهما للنهی عنه لما فيه من الجفا المنافی للخشوع. طحطاوی على مراقی الفلاح ص۲۸۳ فصل فی المكروهات. مطبوعه مصر البحر الرائق ص ۱۹ ج۲ باب ما يفسد الصلوة مطبوعه الماجديه کوئٹہ شامی کراچی ص ۶۴۰ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة الخ مطلب مكروهات الصلوة.

کے قلب میں خشوع ہوتا ہے اس کے جسم پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چار رکعت کی نیت کر کے تین پر بھول کر سلام پھیر دیا تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: زید نے چار رکعت فرض کی نیت باندھی بھول کر تیسری رکعت میں بیٹھ گیا اور التحیات درود شریف پڑھ کر سلام پھیر دیا نماز کے بعد یاد آ گیا کہ تین رکعت پڑھا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ نماز مذکور کا کیا ہوگا۔ کیا باطل ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس نماز کی فرضیت باطل ہوگئی[۲] آخرت میں ممکن ہے کہ دو رکعت کا ثواب مل جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۱۴۰۰ھ

---

[۱] وإختلف فی أن الخشوع من افعال القلب کالخوف او من افعال الجوارح کالسکون أو قال فی الحلية والأشبه الاول وقد حکی اجماع العارفين عليه وأن من لوازمه ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسکون الاطراف الخ شامی زکريا ص۴۰۷ ج۲ باب ما يفسد الصلوة، مطلب فی الخشوع.

[۲] والقعده الاخيرة فرض فی الفرض والتطوع حيث لوصلی رکعتين ولم يقعد فی آخرهما وقام وذهب تفسد صلاته (عالمگيری ص ۷۱ ج ۱) الباب الرابع فی صفة الصلاة. الفصل الاول فی فرائض الصلاة، والسادسة من الفرائض القعدة الاخيرة الی قوله وتظهر فرضيتها فی هذه المسائل الاولیٰ رجل صلی الظهر ...... ولم يقعد علی رأس الرابعة بطلت فرضيته، لترکه الفرض علی وجه لا يمکن تدارکه، حلبی کبير ص ۲۹۰/۲۸۹ السادس القعدة الاخيرة طبع لاهور.

بچہ نے اپنی ماں کا دودھ اس کی نماز کی حالت میں پی لیا

سوال: حالت نماز میں اگر بچہ دودھ پی لے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر بچہ نے خود بخود آ کر دودھ پی لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۸۶ھ

امام کا نماز کے لئے کچھ اونچا کھڑا ہونا

سوال: ایک امام صاحب ایک فٹ اونچے جگہ پر کھڑے رہتے ہیں اور تمام مقتدی نیچے کھڑے رہتے ہیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایک ذراع سے کم اونچا ہو یا کوئی مجبوری ہو تو درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔ اعلیٰ بات یہ ہے کہ امام ومقتدی سب ایک سطح پر برابر کھڑے ہوں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱]...... (تنبیه) یہ حکم اس وقت ہے جب کہ عورت کے پستان سے دودھ نہ نکلا ہو اور اگر دودھ نکل آیا تو پھر نماز فاسد ہو جائیگی او مص ثدیها ثلاثاً او مرة ونزل لبنها الخ. هذا التفصیل مذکور فی الخانیة والخلاصة وهو مبنی علیٰ تفسیر الکثیر بما اشتمل علی الثلاث المتوالیات ولیس الاعتماد علیه وفی المحیط ان خرج اللبن فسدت لأنه یکون ارضاعاً والا فلا ولم یقیده بعدد وصححه فی المعراج. شامی زکریا ص ۳۹۰ ج ۲ مطلب فی المشی فی الصلوة، باب ما یفسد الصلاة الخ

عالمگیری ص ۱۰۴ ج ۱ الباب السابع فیما یفسد الصلوٰة الخ. (مطبوعه کوئٹه) خانیه علی هامش الهندیة ص ۱۳۲ ج ۱ باب ما یفسد الصلوة البحر الرائق ص ۱۲ ج ۲ (مکتبه الماجدیه کوئٹه) باب مایفسد الصلوٰة طحطاوی علی المراقی ص ۲۶۲ باب مایفسد الصلوة (مطبوعه مصر) بہشتی زیور ص ۲۳ ج ۲ (نماز توڑ دینے والی چیزوں کا بیان) مکتبہ تھانوی دیوبند) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نماز میں کھنکارنا

سوال: امام کے لئے نماز میں بغیر ضرورت کے بار بار گلا صاف کرنے کے لئے کھنکارنا جائز ہے یا مکروہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز کراہت یا بلا کراہت جائز ہے یا نا جائز؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

بلاضرورت کھنکارنا مکروہ ہے اگر اس میں الفاظ بھی پیدا ہو جائیں تو مفسد صلوٰۃ ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز میں ڈکار لینا

سوال: نماز میں ڈکار لینا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢/٥/١٤٠١ھ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [2] وانفراد الامام علی الدکان للنهی وقدر الارتفاع بذراع ولابأس بمادونه وقيل مايقع به الامتياز وهو الاوجه وهذا كله عند عدم العذر (درمختار مع الشامی کراچی ص٦٤٦ ج١ مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترک السنة اولیٰ باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها)، حلبی کبیر ص ٣٦١ فروع بعد كراهية الصلوة، طبع لاهور، بحر کوئٹه ص٢٦ ج٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها.

(صفحہ ہذا) [1] ويفسد ها التنحنح بلاعذر لمافيه من الحروف وان كان لعذر كمنعه البلغم من القراءة لايفسد (مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص٢٦٣ باب مايفسد الصلوٰة) حلبی کبیری ص ٣٥١ كراهية الصلاة مطبوعه لاهور، بحر کوئٹه ص٤، ٥ باب ج٢ ما يفسد الصلاة وما يكره.

[2] ومن الأدب دفع السعال ما استطاع تحرزاً عن المفسد فانه اذا كان بغيرعذر يفسد ای اذا حصل به حروف ومثله الجشاء (مراقی الفلاح علی الطحطاوی مطبوعه مصری ص٢٢٤ فصل من ادابها) ولم يقل أو مضطراً كما لو غلبه سعال أو عطاس أو جشاء لانه غير مفسد لتعذر الاحتراز عنه (شامی زکریا ص ٣٧١ ج٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب فی الفرق بين السهو والنسيان، بحر کوئٹه ص٣ ج٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها.

نماز میں کھانسنا

سوال: (۱) ایک شخص کہتا ہے کہ جب امام مصلی پر نماز کی نیت باندھنے کے بعد کھانس پڑے تو اس نے اپنے اوپر کفر کیا وہ منافق بھی ہوگیا نماز بھی فاسد ہوگئی اور اس امام کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں؟

(۲) میں نفیس احمد مجھے امامت کراتے ہوئے تقریباً چودہ سال ہوگئے ہیں اور میں نے جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور میں تعلیم پائی ہے میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ وقت ضرورت کھانس سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) کھانسی غیر اختیاری چیز ہے حضرت نبی اکرم ﷺ کو بھی نماز پڑھانے کی حالت میں کھانسی آئی ہے جیسا کہ بخاری شریف[۱] میں ہے کھانسی آنے پر امام کو کافر یا منافق کہنا بہت سخت بات ہے وہ شخص فوراً توبہ کرے[۲]۔

(۲) (۱) میں اس کا جواب آ گیا۔ خود بھی ضرورت پر کھانسنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۹۶ھ

---

[۱] عن عبد اللّٰه بن السائب قرأ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم المؤمنون فی الصبح حتی اذا جاء ذکر موسی وهارون أو ذکر عیسی اخذته سعلة فرکع الحدیث بخاری شریف ص ۱۵۴ ج ۱ باب الجمع بین السورتین فی رکعة الخ مطبوعه دار السلام ریاض، ترجمہ: عبداللہ بن سائب سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ مومنون پڑھی یہاں تک کہ جب آپ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے ذکر پر پہنچے تو آپ کو کھانسی آ گئی اور آپ نے رکوع کردیا۔

[۲] وعذر الشاتم بیا کافر وهل یکفر ان اعتقد المسلم کافراً نعم ای یکفر ان اعتقده کافراً الخ. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۱۶ ج ۶ کتاب الحدود باب التعزیر مطلب فی الجرح المجرد، قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذالک (مشکوة شریف ص ۴۱۱ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، طبع یاسر ندیم دیوبند.

نماز میں پاس انفاس

سوال: میں نے ہر سانس میں سے لاالٰہ الّا اللّٰہ کے نکلنے کی عادت ڈال لی ہے میں اگر جماعت سے نماز ادا کر رہا ہوں اور امام کی قرأت سنتے وقت یہ کلمہ نماز ادا کرتے وقت، ہر سانس سے نکلے تو میری نماز صحیح طور پر ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز کی حالت میں اس سے پرہیز چاہئے قرأت امام کی طرف متوجہ رہیں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۵/۲۲ھ

گالی دینے والے کی نماز

سوال: زید صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے، لیکن گالی ہر وقت منہ سے جاری رہتی ہے، کا اس قبیح خصلت والے کی نماز، روزہ میں قباحت آئے گی ؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس خصلت قبیحہ کے باوجود نماز، روزہ جو کچھ بھی شرعی طریقہ پر ادا کیا جائے وہ ادا ہو جائے گا،[۲] اس خصلت کی قباحت حدیث میں ہے۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

[۱] وصرح علماؤنا بكراهة الدعا والا ستغفار حال قراء ة القران وكذا كل ما يشغله عن الاستماع فلا يرد سلاماً ولايشمت عاطسالما فيه من الاخلال بفرض الاستماع (طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۱۸۴ باب شروط الصلوٰة و أركانها) بل يستمع إذا جهر وينصت إذا اسر لقول ابى هريرة رضى اللّٰه عنه كنا نقرأ خلف الإمام فنزل وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا (الدر مع الشامى زكريا ص ۲۶۶ ج ۲ باب صفة الصلوة مطلب السنة تكون سنة عين وسنة كفاية، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۱۸۳ باب شروط الصلوة، حلبى كبير ص ۳۰۴ صفة الصلوة طبع لاهور، بدائع زكريا ص ۵۴۱ ج ۱ كتاب الصلوة، مفسدات صلوة.

[۲] وراج حديث ابى هريرة رضى الله عنه مرفوعاً آيةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ زَادَ مُسْلِمُ وَاِنْ صَامَ وَصَلّى وزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ (مرقاة ص ۱۰۶، ج ۱/ باب الكبائر، الفصل الاول) مطبوعه ممبئى. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نماز میں ترجمہ کی طرف دھیان دینا

سوال: نماز میں دل لگنے کے لئے ایک صاحب آیت پڑھ کر پھر اس کے ترجمہ کی طرف دھیان دیتے ہیں اس میں سکوت کے ساتھ کچھ وقفہ ہوجاتا ہے، مگر تین تسبیح سے کم بتاتے ہیں، تاہم اس طرح چند آیتوں کا وقفہ جمع ہوکر تین تسبیح سے زیادہ ہوجاتا ہے، ایسی حالت میں نماز درست رہتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز تو اس طرح بھی ہوجاتی ہے [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

مقتدی کا سہواً قرأت کرنا

سوال: اگر مقتدی بھول کر امام کے پیچھے قرآن یا دعا پڑھ دے تو کیا نماز مکروہ ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جی ہاں مگر بھول کی وجہ سے تخفیف ہوگی [2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [3] راجع حديث عبد الله بن مسعود مرفوعاً سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، مشكوة شريف، ص ٤١١، ترجمہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے۔

(صفحہ ہٰذا) [1] كما يستفاد ولا يفسد نظره الى مكتوب وفهمه ولو مستفهما الخ، در مختار مع الشامى زكريا ج٢ ص٣٩٧ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله تعالىٰ جدك بدون ألف لا تفسد، بحر كوئٹه ص١٤ ج٢ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، البتہ تفکر کے دوران زیادہ وقفہ درست نہیں ہے وإن طال تفكره ولم يسلم إن كان زمن التفكر زائداً عن التشهد قدر أداء ركن وجب عليه سجود السهو وإن لا أى إن لم يكن تفكره قدر اداء ركن لا يسجد لكونه عفواً، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص٣٨٦ باب سجود السهو، فتح القدير ص٥٠٢ ج١ باب سجود السهو، طبع دار الفكر بيروت.

[2] المؤتم لا يقرأ مطلقاً فان قرأ كره تحريماً الدر المختار مع الشامى، نعمانيه ص٣٦٦ ج١ فصل فى القرأة البحر الرائق ص٤٣٣ ج١ فصل وإذا اراد الدخول فى الصلاة الخ مطبوعه كوئٹه، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص١٠٦ ج١ باب صفة الصلوة فصل ثانى مطبوعه دار الكتب العلمية.

اخراج ریح کا تقاضا نہ ہونے کی صورت میں نماز

سوال: وہ شخص جس کو بعد وضو کرنے کے خروج ریح کا شبہ ہو یا تقاضا ہوا مگر قصداً ریح خارج نہ کی پھر ریح جسم کے اندر سرایت کر گئی جس سے دماغ پر بھاری پن ظاہر ہو گیا، بعدۂ یہ خیال کر کے کہ اب تقاضا نہیں رہا، نماز پڑھنی یا پڑھانی شروع کر دی، پھر درمیان نماز خروج ریح کا تقاضا ہوا، تو اب نماز مکمل کرے یا سلام پھیر دے وضو کے بعد جو صورت اختیار کی گئی اس سے نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

جب تقاضا ریح ختم ہو گیا خواہ کسی وجہ سے ہوا ہو اسکو نماز پڑھنا اور پڑھانا بلا کراہت درست ہو گیا پھر درمیان نماز اگر تقاضہ شدید ہو کہ تدافع کی صورت پیدا ہو جائے تو نماز کو قطع کر دے[۱] اخراج ریح اور تجدید وضو کے بعد پھر پڑھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جواب درست ہے سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۴/ ۸۶ھ

اگربتی کا دھواں ناک میں جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: اگر کوئی شخص کستوری (مشک) جلا کر نماز پڑھے تو نماز میں کوئی نقصان ہوگا یا نہیں جیسے رمضان المبارک میں کوئی قصداً کستوری جلائے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے کیوں کہ دھواں منہ اور ناک میں چڑھ کر پیٹ اور دماغ میں پہنچتا ہے اب سوال یہ ہے کہ اگربتی جلا کر نماز

---

[۱] وکرہ صلاتہ مع مدافعة الاخبثين اواحدهما اولريح للنهى الخ قال الشامى سواء كان بعد شروعه اوقبله فان شغله قطعها ان لم يخف فوت الجماعة وان اتمها اثم الخ الدر المختار على الشامى زكريا، ج ۲/ص ۴۰۸/ باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها.

پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر قصداً دھواں اندر پہونچائے گا جیسے سگریٹ میں پہنچایا جاتا ہے تب نماز فاسد ہوگی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند

تصویر یا بیڑی سگریٹ جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: تہبند شیر مارکہ جس پر کہ شیر کی تصویر ہوتی ہے، اور جو اپنا فوٹو جیب میں ڈال کر نماز پڑھتے ہیں اور نوٹ بھی جیب میں ڈالے رہتے ہیں اس پر ''اشوک'' کی تصویر ہوتی ہے، کیا ان سب باتوں سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ اور بیڑی سگریٹ جو کہ نشہ والی چیز ہوتی ہے، ان کو جیب میں رکھ کر نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

تہبند وغیرہ پر شیر یا کوئی اور تصویر ہو تو اس کو دھلوا کر صاف کروا دیا جائے، تب تہبند وغیرہ کو استعمال کیا جائے، فوٹو اتروانا ہی جائز نہیں ہے[۲]، جیب میں نہ رکھا جائے، بیڑی سگریٹ وغیرہ

---

[۱] لوأدخل حلقه الدخان افطر ای دخان كان لوعوداً او عنبراً لوذكراً لامكان التحرز عنه الخ. الدرالمختار علیٰ الشامی زكريا ص٣٦٦ ج٣ كتاب الصوم مايفسد الصوم، تبيين الحقائق ص٣٢٢ ج١ كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم وما لا يفسده، بحر كوئٹه ص٢٧٣ ج٢ كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد، الصحيح ان كل مايفسد يفسد به الصوم تفسد به الصلوٰة الخ. شامي زكريا ص٣٨٣ ج٢ باب مايفسد الصلوٰة مطلب فى المواضع التى لا يجب فيها رد السلام الخ، بدائع زكريا ص٥٥٤ ج١ كتاب الصلاة، قبيل فصل فى صلاة الخوف، تبيين الحقائق ص١٥٩ ج١ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، طبع امداديه ملتان.

[۲] قال النوویؒ قال العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهومن الكبائر لانه متوعدبهذالوعيد الشديد سواء صنعه لما يمتهن ام لغيره فصنعه حرام بكل حال. فتح البارى، ج١١/ص ٥٨٣/ كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة مطبع مكة المكرمه.

بدبودار چیزیں مسجد میں لانا منع ہے[1]، ان سب صورتوں سے نماز میں بھی کراہت آئے گی، نوٹ پر جو تصویر ہے وہ قانونی مجبوری ہے، اور ضرورت کی بنا پر جیب میں ہو تو نماز میں کراہت نہیں آئے گی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز میں گھڑی دیکھنا

سوال: نماز کی حالت میں قصداً ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھنا کیسا ہے؟ کیا نماز فاسد ہوجائے گی، اگر بے ارادہ نظر پڑ گئی تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ بلا ضرورت یہ فعل عبث ہے، جو کہ مکروہ ہے، بے ارادہ نظر پڑ گئی اور وقت بھی معلوم ہوگیا تو مکروہ بھی نہیں۔ ”ولا یفسدھا نظرہ الیٰ مکتوب وفھمہ لو مستفھما وان کرہ (درمختار) قولہ وان کرہ ای لا شتغالہ بما لیس من اعمال الصلوٰۃ واما لو وقع علیہ نظرہ بلاقصد وفھمہ فلایکرہ[3]“، (شامی، ١/ص ٤٢٦/)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] اکل نحو ثوم ویمنع منہ الی قولہ علۃ النھی اذی الملائکۃ واذی المسلمین ویلحق بما نص علیہ فی الحدیث کل مالہ رائحۃ کریھۃ ماکولا اوغیرہ۔شامی کراچی، ج ١/ص ٦٦١/ مطلب فی الغرس فی المسجد ۔شامی زکریا، ج ٢/ص ٤٣٥/.

[2] ولایکرہ لو کانت تحت قدمیہ الی قولہ بان صلی ومعہ صرۃ اوکیس فیہ دنانیر اودراھم فیھا صور صغار فلاتکرہ لاستتارھا ۔شامی کراچی، ج ١/ص ٦٤٨/ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا ۔شامی زکریا، ج ٢/ص ٤١٧/.

[3] شامی کراچی، ج ١/ص ٦٣٤/ باب مایفسد الصلوٰۃ مایکرہ فیھا، شامی زکریا، ج ٢/ص ٣٩٧/.

کپڑے میں الجھ کر دونوں پیر اکھڑ جائیں

سوال: نماز پڑھاتے وقت اگر امام کا پاؤں اس کے کپڑے میں الجھ کر گر پڑنے کی شکل پیدا ہو جائے اور دونوں پاؤں اکھڑ جائیں لیکن وہ سنبھل جائے تو کیا نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس عذر کی وجہ سے ایسا ہونے سے نماز فاسد نہ ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲؍محرم ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۳؍محرم ۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف ۳؍محرم ۵۹ھ

سُرخ کپڑے میں نماز

سوال: سرخ کپڑوں میں مثلاً سرخ قمیص، کوٹ، تہبند پہن کر نماز ادا کرنا شرعاً کیسا ہے کیا نماز مکروہ ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

خالص سرخ کپڑا مرد کے لئے ممنوع ہے[2] پس ایسا کپڑا پہن کر نماز بھی مکروہ ہوگی بشرطیکہ

---

[1] ويفسدها كل عمل كثير من ليس اعمالها ولا لإصلاحها درمختار قال الشامي قلت وينبغي ان يزاد ولافعل لعذر (الشامي ص ۴۱۹ ج ۱) مكتبه نعمانيه مطلب في التشبه باهل الكتاب. باب مايفسد الصلاة شامی کراچی ص ۶۲۴ ج ۱۔

[2] وفي المجتبى والقهستاني وشرح النقاية لاباس بلبس الثوب الاحمر ومفاده ان الكراهة تنزيهية لكن صرح في التحفة بالحرمة فافاد انها تحريمية (الدر المختار مع الشامي نعمانيه ص ۲۲۸ ج ۵) الدر المختار ص ۳۵۸ ج ۶ ايچ ايم سعيد كراچى كتاب الحظر والاباحة. فصل في اللبس، مجمع الأنهر ص ۱۹۱ ج ۱ كتاب الكراهية فصل في اللبس، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

رنگ پاک ہو۔ اگر رنگ ناپاک ہوتو جب تک اس کو اس قدر نہ دھولیا جائے کہ رنگ کٹنا بند ہو جائے اس کو پہن کر نماز قطعاً درست نہ ہوگی[١]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

غیر مسلم کے معبد یا زمین میں نماز عید وغیرہ

سوال: کفار کے معبد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ہمارے یہاں ایک قوم ہے جن کو برما کہا جاتا ہے انہوں نے پہاڑ پر مندر بنا کر کے وہاں بت رکھے ہیں اور یہاں بھی ایک جاوی پہاڑ ہے جس کے نیچے ایک پہاڑ ہے اور اس کے نیچے ایک میدان ہے جس میں نماز پڑھنے سے جاوی نمازوں کے سامنے یعنی قبلہ کے جانب ہوگی اور میدان سمیت پہاڑ کو جاوی پہاڑ کہا جاتا ہے وایضاً میدان مذکورہ کفار کی ملک میں ہے تو ایسے میدان میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(٢) اگر میدان کفار کی ملک میں نہ ہو یا میدان اور جاوی کے درمیان کوئی گھر حائل ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل اور واضح کر کے ممنوع فرمادیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(١) مکروہ ہے۔ **وتكره الصلوٰة في سائر محال الشياطين ومنها الوادي الذي نام فيه صلى الله عليه وسلم عن صلوٰة الصبح ومنها كل محل حل به غضب كارض ثمود وبابل وديار قوم لوط اھ قلت وبهذا يعلم كراهة الصلوٰة في البيع والكنائس لمافيها من التماثيل فتكون ماوى الشياطين كماافاده العيني في شرح البخاري في بحث المساجد من كتاب الصلوٰة وتكره في ارض الغير بلارضاه بان كانت لذمي مطلقالانه يابى او لمسلم وهي**

[١] اوصبغ بالصبغ النجس ثم غسل كل ثلاثا طهر ثم ذكر عن المحيط انه يطهر ان غسل الثوب حتى يصفو الماء ويسيل الابيض الخ شامي زكريا ص٥٣٧ ج ١ باب الانجاس مطلب في حكم الصبغ الخ، فتح القدير ص ٢٠٩ ج ١ باب الأنجاس، مطبوعه دار الفكر بيروت، البحر الرائق ص٢٣٧ ج ١ مطبوعه الماجديه كوئٹه، ملاحظہ تالیفات رشیدیہ ص٢٥٠۔

مزروعة مكروبةولم يكن بينهما صداقة ولامودة او كان صاحبها سيئى الخلق اھ طحطاوى على مراقى الفلاح[1] ص۱۹۷ قال فى البحر والظاهر انها تحريمية لانها المرادة عنداطلاقهم اھ شامى[2] ص۳۵۳ ج۱

(۲) جب کہ وہ میدان مسلمانوں کی ملک ہواور وہ لوگ خود اپنی زمین میں نماز پڑھیں اور سامنے کوئی بت وغیرہ نہ ہو بلکہ کوئی مستقل مکان مثلاً ستون وغیرہ حائل ہوتو وہاں نماز عید مکروہ نہیں۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱۸/۶۶ھ

جواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۹/شوال ۶۶ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۰/شوال ۶۶ھ

ہر رکن میں دھیان کا حاضر ہونا

سوال: ہر رکن میں دھیان نہیں رہتا کہ اب رکوع میں ہوں یا قومہ میں یا سجدہ میں یا قعدہ میں، تو کیا نماز ہوجائیگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

انشاء اللہ تعالیٰ ہوجائے گی، مگر کوشش کرتا رہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۲۹۱ مطبوعه مصر فصل فى المكروهات

[2] الشامى ص ۲۵۴ مكتبه نعمانيه الشامى ص ۳۸۰ ج۱ مكتبه دارالفكر مطلب تكره الصلوٰة فى الكنيسة . كتاب الصلاة.

[3] وأن يكون فوق رأسه أو بين يديه تمثال أى مرسوم فى جدار أو غيره أو موضوع أو معلق لان فيه تشبها بالنصارىٰ (در مختار مع الشامى زكريا ص۴۱۷ ج۲ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة الخ، حلبى كبيرى ص ۳۵۹ كراهية الصلوة، طبع لاهور، مراقى مع الطحطاوى ص ۲۹۴ فصل فى المكروهات طبع مصر.

لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْب

سوال: "لَاصَلٰوۃَ اَلا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ" (ترجمہ) حضورقلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی، حضور قلب سے کیا مراد ہے؟ یہ جو دنیا کے خیالات نماز میں آتے ہیں، کبھی حضور قلب رہتا ہے، اور کبھی نہیں، تو جتنی دیر حضور قلب نہ ہو وہ نماز میں شمار آئے گی یا نہیں؟ اگر کسی شخص نے دو رکعت فرض کی نیت سے نماز شروع کی لیکن درمیان نماز میں اس نے خیال کیا کہ میں سنت پڑھ رہا ہوں، پھر سلام پھیر دیا بعد میں یاد آیا کہ نہیں وہ نماز فرض کی نیت سے شروع کی تھی، تو ایسی نماز فرض قرار پائے گی یا نہیں؟ کیا اس کو فرض مکرر پڑھنے ہوں گے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر حضور قلب باقی نہ رہے تو نماز باطل ہوجاتی ہے، اور فریضہ ذمہ میں باقی رہتا ہے، اس لئے کہ ادائے فریضہ کے لئے جو شرائط وارکان فقہاء نے بیان کئے ہیں ان میں حضور قلب کو شمار نہیں کیا ہے، پس اگر نماز میں کچھ خیالات آئیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی،[1] اگرچہ حضور قلب والی نماز کا درجہ بھی حاصل نہیں ہوگا، محض اس درمیانی خیال سے وہ فرض نماز سنت نہیں بنے گی، جبکہ فرض کی نیت سے اس کو شروع کیا ہے، اور اس کو قطع کر کے سنت کی نیت سے تحریمہ نہیں کہی ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۸ھ

کیا بغیر حضور قلب کے نماز نہیں ہوتی

سوال: بعض پیروں کے مریدین نماز کی پابندی نہیں کرتے اور بعض نماز بالکل نہیں پڑھتے،

---

[1] عن أبی هريرةؓ قال قال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم اِنَّ اللهَ تَجاوَزَ عَنْ اُمَّتِی ما وَسْوَسَتْ به صُدُورُها ما لَمْ تعلمْ به اوْ تَتَكَلَّمْ (مشكوة شريف ص۱۸) باب فی الوسوسة مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] رجل افتتح المكتوبة وظن انها تطوع فصلی علی نية التطوع حتی فرغ فالصلوة هی المكتوبة الخ فتاوی قاضيخان كوئٹه ص ۸۲ ج ۱ باب افتتاح الصلوة، عالمگيری ص۶۶ ج ۱ باب شروط الصلوة الفصل الرابع فی النية البحر الرائق ص ۲۸۲ ج ۱ باب شروط الصلوة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

اگر نماز کے بارے میں ان لوگوں کو کہا جائے تو جواب دیتے ہیں کہ جب تک قلب حاضر نہ ہوگا نماز قبول نہیں ہوتی، اور بعض قائل ہیں کہ نماز صرف دل سے پڑھنی کافی ہے، شرعاً یہ لوگ کیا حکم رکھتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز فرض عین ہے، اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے، اور بلا عذر شرعی اس کا تارک فاسق ہے[1]، نماز فقط قلب سے ہرگز ادا نہیں ہوتی، یہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے، ایسے عقیدہ والوں کو فوراً توبہ کرنا فرض ہے، اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۱۹/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲۲/۵۵ھ

نماز میں حوروں کا تصور

سوال: زید جب نماز پڑھتا ہے تو اسے بذریعہ قرأت امام حوروں کا ذکر معلوم ہو جاتا ہے، اس کی وجہ سے اس کا ذہن منتشر ہو جاتا ہے، اسی طرح کبھی بیوی کا خیال بھی آجاتا ہے یہاں تک کہ پوری نماز ختم ہو جاتی ہے، اور یہ تصورات بغیر قصد کے ہوتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز میں بے اختیار بیوی اور حوروں کا تصور ہو جائے اور انتشار پیدا ہو جانے کے بعد اگر زید اس تصور سے لذت اندوز نہیں ہوتا اور ان خیالات میں منہمک نہیں ہوتا، بلکہ ان خیالات کو دور کر کے نماز کی طرف متوجہ رہنے کی کوشش کرتا ہے، تو زید گنہگار نہیں ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

---

[1] ھی فرض عین علی کل مکلف یکفر جاحدھا وتارکھا عمداً مجانۃً أی تکاسلاً فاسق درمختار ثم المکلف ھو المسلم البالغ العاقل ولو انثی اوعبداً شامی کراچی ص ۳۵۱ ج ۱ (الشامی نعمانیہ، ج ۱/ص ۲۳۴) اول کتاب الصلاۃ.

[2] ویکفر بترک الصلوۃ متعمداً غیر نا وللقضاء وغیر خائف من العقاب (البحر الرائق، ج۵/ص ۱۲۲/) باب احکام المرتدین مطبوعہ کوئٹہ، مجمع الأنھر ص۵۰۸ ج۲ باب المرتد مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم : نماز میں لاؤڈ اسپیکر

لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لاوڈ اسپیکر کو نماز میں استعمال نہ کیا جائے، امام صاحب کو چاہئے کہ اس کو روک دیں۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

نماز میں لاؤڈ اسپیکر

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مسجد میں ایک لاؤڈ اسپیکر لگا گیا ہے اس سے اذان دینے میں تو ساری جماعت متفق ہے کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ اعلان ہوتا ہے اور شرع کا بھی یہی مقصود ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ اس میں پانچ وقت نماز بھی پڑھائی جا سکتی ہے یا

[1] ''تاہم اگر نماز لاؤڈ اسپیکر پر ادا کرلی ہو تو نماز ادا ہوگئی، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ص ۸۴۷/۸۴۰/ ج۱، المقالات المفیدة فی حکم اصوات آلات الجدیدة، مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند جواهر الفقه ص ۱۲۰ - ۹۹/ ج۵، لاؤڈ اسپیکر پر نماز، مطبوعہ مکتبہ سیرت النبی دیو بند۔

نہیں؟ سری نماز میں لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد میں زیادہ سے زیادہ دو یا تین صفیں ہوتی ہیں جس میں امام کی آواز بآسانی سب تک پہونچ جاتی ہے اس صورت میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بالکل اسراف ہے اور جہری نماز میں امام کی قراءت کی آواز دور سے دور تک جاتی ہے اور مسجد سے باہر ہر مشغول اور غیر مشغول آدمی کے کانوں تک قرآن کی تلاوت کی آواز پہونچتی ہے اور قرآن کا سننا واجب ہے اس لئے اس میں حرج ہے۔ جمعہ کے دن بھی یہ اشکال باقی رہتا ہے مگر مسجد کے اوپر نیچے آدمی ہوتے ہیں اور مسجد کھچا کھچ بھری رہتی ہے اس سے امام کی قراءت کی آواز ان تک نہیں پہونچ پاتی اس لئے بہت لوگ کہتے ہیں کہ اگر جمعہ کے دن اس ضرورت سے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس لئے آپ سوال کے ہر پہلو پر از روئے شرع روشنی ڈالیں نیز غالباً آج سے تراویح شروع ہوگی اس میں بھی قرآن پڑھا جائے گا یا نہیں؟ کیا تراویح میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی کوئی وجہ جواز ہوسکتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً!

نماز کو جہاں تک ہوسکے اصلی اور سادہ طریقہ سے ادا کیا جائے۔ سری یا جہری نماز میں مقتدیوں تک اگر آواز نہ پہونچتی ہو تو مکبرین کا انتظام کیا جاوے۔ امام کی آواز کا صف تک پہونچنا ضروری نہیں مقتدی امام سے قریب ہو دور ہو سبھی کو اجر ملے گا خواہ آواز سنی ہو یا نہ سنی۔ جمعہ کی نماز ہو یا تراویح یا پنجگانہ نماز ہو سب کا یہی حکم ہے بایں ہمہ اگر لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھائی جائے گی تو اس کو بھی ناجائز نہیں کہا جائے گا[1]۔ ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر قرآن کریم کی آواز ایسے لوگوں تک بھی بعض اوقات پہنچتی ہے جو لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں اور قرآن سننے کو تیار نہیں ہوتے۔ اور اس آواز کا احترام نہیں کرتے بعض دفعہ کسی قریبی مسجد تک پہنچتی ہے جہاں

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جواہر الفقہ ص ۱۲۰-۹۹/ ج ۵، لاؤڈ اسپیکر پر نماز، مطبوعہ مکتبۂ سیرت النبیؐ دیوبند، امداد الفتاویٰ ص ۸۴۷-۸۴۰/ ج ۱، المقالات المفيدة فی حکم اصوات آلات الجدیدة، مطبوعه مكتبه زكريا ديو بند.

جماعت ہورہی ہو اور وہاں کے امام کی آواز سے تصادم ہوتی ہے اس لئے اس کا لحاظ بھی ضروری ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جمعہ وعیدین میں

سوال: جمعہ وعیدین کے خطبہ اور نماز کی آواز مقتدیوں کو پہنچانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا جائز ہے اگر جائز ہے تو دلیل جواز کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نمازوں میں آلہ مکبر الصوت کا ترک اولیٰ اور افضل ہے اگر کسی جگہ کثرت جماعت کی وجہ سے تکبیرات انتقالیہ کی ضرورت درپیش ہو اور آواز تکبیرات دور تک پہنچانا مقصد ہو تو مکبرین کا انتظام کر لینا چاہئے لیکن اگر کسی نے مکبر الصوت کی آواز پر نقل وحرکت کی اور سجدہ و رکوع کیا اور کسی جگہ اس پر لوگ نماز میں بھی پڑھتے ہوں یا کہیں شرکت کا موقع ایسی جگہ ہوا جہاں مکبر الصوت پر نماز پڑھی جاتی ہے تو نماز کو فاسد نہیں کہا جاسکتا ہے[1] عدم فساد صلوٰۃ حسب ذیل بحث سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

فساد صلوٰۃ وعدم فساد کا دارومدار مکبر الصوت سے نکلی ہوئی آواز کے عین آواز امام یا غیر

---

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ کَرِہَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ قِرَاءَ ۃِ الْقُرْآنِ الخ، شامی زکریا ص۵۰۳/ج۹، کتاب الحظر والاباحۃ، قبیل فصل فی اللبس، یجب علی القاری احترامہ بان لا یقراءہ فی الاسواق ومواضع الاشتغال الخ، شامی زکریا ص۲۶۸/ج۲، باب صفۃ الصلوٰۃ، فروع فی القراء ۃ خارج الصلوٰۃ.

[1] جدید مسائل کے شرعی احکام ص۳۳/ آلۂ مکبر الصوت کے شرعی احکام، تصنیف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ جواہر الفقہ ص۴۷/ج۵، آلہ مکبر الصوت کے شرعی احکام، خلاصۂ کلام، مطبوعہ مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند۔

ہونے پر موقوف ہے بس ماہر سائنس سے رابطہ ورائے طلب کرنے پر معلوم ہوا کہ بعض تو مکبر الصوت کی آواز کو عین آواز امام اور بعض غیر کہتے ہیں اگر عین آواز امام مان لیا جائے تو نماز کے صحیح ہونے میں کسی قسم کا شبہ اور شک نہیں رہتا ہے۔ لیکن غیر ماننے میں دلائل پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔

چوں کہ یہ آلہ عہد نبوی میں نہیں تھا اور نہ صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں تھا لہٰذا اس کی صریح جزئیات مسئلہ کتب فقہ میں نہیں ملتیں لہٰذا اصول وقواعد نیز فقہ کی دوسری جزئیات پر قیاس کیا گیا ہے چنانچہ کبیری شرح منیہ میں ہے کہ اگر مصلی نے سلام کا جواب اپنے سر سے اشارۃً دیا یا کسی نے کوئی چیز طلب کی بس سر سے اشارہ کر دیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اسی طرح اگر ایک مصلی نماز پڑھ رہا تھا اور دوسرا آیا اور اس کو کہا کہ آگے بڑھ جا، تاکہ امام بنا دے اور اس کی اقتدا میں نماز پڑھے تو اگر مصلی آگے بڑھ گیا یا صف میں جگہ خالی تھی اور جب دوسرا مصلی آیا تو قریب کے صف میں کھڑے ہوئے مصلی نے جگہ دے دی بس اس صورت میں امتثال امر غیر نہ ہونے پر مصلی ثانی کی نماز فاسد نہیں ہوگی جس کی شرح علامہ طحطاویؒ نے شرح منیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد کی ہے کہ یہ امتثال امر غیر نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پیروی ہے نیز شرح منیہ کبیری میں بھی امتثال امر غیر ہونے پر تصریح کی ہے۔

لورد المصلی السلام بیدہٖ او برأسہٖ او طلب منه شئی فاومیٰ براسه او عینیه او حاجبه ای قال نعم او لافان صلوته لاتفسد بذٰلک شرح منیة کبیری[1] ص ۴۲۲ منیه ص ۴۴۵ مطبوعه سهیل اکیڈمی، وقد یفرق بانها لیس فیها امتثال امر شرح منیه ص ۴۲۲.[2]

---

[1] کبیری ص ۴۲۲ (مطبوعه رحیمیه دیوبند) فصل فیما یفسد الصلوٰۃ، عالمگیری کوئٹه ص ۹۸/ ج ۱، الفصل الاول فیمایفسدها، تبیین الحقائق ص ۱۵۷/ ج ۱، باب مایفسد الصلاۃ ومایکره فیها، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] حلبی کبیر ص ۴۴۶/ فصل فیمایفسد الصلاۃ، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

المصرح به ان الاجابة بالراس لاباس بها ص ۱۴۰ رسالہ تنبیہ[۱] علامہ شامی علیه الرحمة، لانـه امتثـال امـر الباهلی لسان رسول الله صلی الله علیه وسلم الذی لاینطق عن الهویٰ اقول لوقیل بـالتـفـصیـل بین کونہٖ امتثال امر الشارع فلاتفسد وبین کونہٖ امتثال امر الداخل مراعاة لخاطر من غیر نظر الی امر الشارع تفسد مکاناحسنا طحطاوی[۲] علی الدر المختار ص۲۴۷ ج ۱.

علامہ شامی نے بھی اس جگہ مصنف کا قول منیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ **صحح فی شـرح الـمـنية عـدم الـفسـاد مطلقاً لانه لم يتعارف جواباً** (شامی کراچی[۳] ص۶۲۰ ج۱) البحر الرائق میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے **الاصـح لا تـفسـد صلوٰتـه** البحر الرائق[۴] ص۳۷۴ ج ۱ ص۸ ج ۲، مذکورالصدر جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امتثال امر غیر کی نیت ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے ورنہ نہیں بس مکبر الصوت کی آواز کو غیر آواز امام قرار دیں تب بھی اس میں امتثال امر غیر یعنی جس کی اقتداء کرتا ہے اس کے علاوہ کی تابعداری نماز میں لازم نہیں آتی کیوں کہ مکبر الصوت لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نقل وحرکت کر کے رکوع سجدہ کرنا کسی غیر کی فرماں برداری علاوہ امام کے غیر کا امتثال امر نہیں ہے بلکہ امام کی آواز کا انتظار تھا جب لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام کے سجدہ اور رکوع میں جانے کی اطلاع ہوئی رکوع سجدہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی ہے جو لوگ امام کو دیکھ کر یا ایسے مقتدیوں کو دیکھ کر رکوع سجدہ وغیرہ انتقالات کرتے ہیں جو کہ امام کو دیکھ کر کرتے ہیں ان کی نماز کے فساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کیوں کہ مکبر الصوت پر ان کا مدار نہیں جب یہ معلوم ہوا کہ مکبر الصوت پر پڑھی ہوئی نماز فاسد نہیں ہے جس میں امتثال حکم غیر کا شبہ تھا۔ تو خطبہ جمعہ اور عیدین اذان میں تو فساد کا شائبہ بھی نہیں ہے بلکہ خطبہ میں ایک پہلو وعظ ونصیحت بھی ہے جس میں مکبر الصوت کی امداد سے

---

۱ تنبيه ذوی الافهام من مجموعة رسائل ابن عابدين ص ۱۴۰ / ج ۱، مطبوعه سهيل اکیڈمی لاهور.

۲ طحطاوی علی الدر ص۲۴۷ / ج ۱، باب مايفسد الصلاة.

۳ شامی کراچی ص ۶۲۰ ج ۱ باب مايفسد الصلوٰة، مطلب المواضع اللتی لا يجب فيها رد السلام

۴ البحر الرائق کوئٹه ص ۸ ج ۲ باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها.

آواز دور تک پہنچانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لہٰذا خطبہ اوراذان میں بلاکراہت کے مکبر الصوت کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲۷/ ۸۵ھ

آلۂ مکبر الصوت کا استعمال نماز میں

سوال: ان فی عصرنا هذايكون فی اکثر المساجد فی ديارنا مكبر الصوت يستعمل للاذان والخطبة وللصلوٰة ايضاً وفی مذهب الشافعیؒ اسماع الخطبة الا ربعين شرط ،فهل يجوز السماع بواسطة مكبر الصوت ام لا؟ ويدعی من ينكر ذٰلک فی ديارنا انهٗ صدی ليس هو صوت للخطيب[1]؟

الجواب حامداًومصلياً!

اختلف فی الصوت الذی يخرج من مكبر الصوت هل هوصوت المتكلم وتلک الاٰلة ترفعه وتجهره ام هو صدی واصل صوت المتكلم يختتم وينعدم فی الاٰلة واكثر مشهترة هذا الفن علی الاول فتجوز الصلوٰة بتلک الاٰلة علیٰ قولهم وهو الراجح عند اكثر اهل العلم فصوت الخطيب بتلک الاٰلة يصل الی السامعين ويتأدی الفرض واما لاذان بتلک الاٰلة فلا اشكال فيه ومع هذالاينبغی استعمال هذه الاٰلة فی الصلوٰة من غير حاجة بان يصل صوت الامام الی الحاضرين بلاتكلف فان الصلوٰة علیٰ هيئة القديمة احسن واقرب۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۶/۵ھ

---

[1] **ترجمہ سوال** :۔ ہمارے دیار میں اذان ،خطبہ اورنماز میں مائک کا استعمال ہوتا ہے،امام شافعی کے مذہب میں چالیس آدمیوں کوخطبہ سنانا شرط ہے، اب سوال یہ ہے کہ خطبہ میں مائک کا استعمال جائز ہے یانہیں؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ صدائے بازگشت ہے، یہ خطیب کی آواز نہیں ہے۔

[2] **ترجمہ جواب** :۔اس میں اختلاف ہے کہ جوآواز مائک سے نکلتی ہے،ایاوہ متکلم کی آواز ہےاور مائک اس کوبلند کرتا ہے، یاوہ صدائے بازگشت ہے،اور متکلم کی اصل آواز معدوم وختم ہوجاتی ہے، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دار العلوم میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

سوال: دار العلوم کی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر بوقت نماز باجماعت استعمال کرنے کے بارے میں جناب کی رائے گرامی مطلوب ہے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بالائی مسجد میں تکبیر کی آواز نہیں پہنچتی، دو ایک مرتبہ بالائی منزل کے نمازیوں کو نماز بھی لوٹانی پڑی ہے، جمعہ کے روز خصوصیت کے ساتھ اجتماع زیادہ ہوتا ہے، اندریں صورت حضرت والا رائے گرامی سے مطلع فرما کر شکر گذار فرمائیں؟ المستفتی حضرت مہتمم صاحب دار العلوم دیوبند

الجواب حامداً ومصلیاً!

اعلیٰ بات یہ ہے کہ نماز باجماعت سادہ طریقہ پر سنت کے مطابق (بغیر لاؤڈ اسپیکر) ادا کی جائے مجمع زیادہ ہو اور انتقالات امام کی آواز سب تک نہ پہنچ سکے تو مکبروں کا انتظام کیا جائے، ان کے لئے جگہ اور صف متعین کر دی جائے، تاکہ بالائی مسجد پر بھی آواز پہنچ جائے، قراءت امام کی آواز کا سب تک پہنچنا ضروری نہیں۔

تاہم جو نماز لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ ادا کی جائے وہ بھی درست ہوگی یہ اصل مسئلہ ہے،[1] رائے ارباب انتظام کی مناسب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہُ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۷/۳/۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین غفرلہٗ

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن خیر آبادی دار العلوم دیوبند ۷/۳/۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح: کفیل الرحمٰن نشاط نائب مفتی دار العلوم دیوبند ۷/۳/۱۴۰۸ھ

(**گذشتہ کا بقیہ**) اس فن کے اکثر ماہرین پہلے قول پر متفق ہیں، ان حضرات کے قول کی بناء پر مائک سے نماز جائز ہے اکثر علماء کے نزدیک یہی راجح ہے، خطیب کی آواز اس آلہ سے سامعین تک پہنچتی ہے اور فرض ادا ہو جاتا ہے، مائک سے اذان کے بارے میں کوئی اشکال نہیں، اسکے باوجود نماز میں بلا ضرورت مائک کا استعمال مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ پرانی ہیئت پر نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (**اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں**)

ٹیپ ریکارڈ پر امام کا اقتداء کرنا

سوال: فرض نماز کو پیش امام قرأت لاؤڈ اسپیکر میں پڑھتے ہیں اگر قرأت کو ٹیپ کرلیا جائے اور پھر امام کا ٹیپ کیا ہوا ریکارڈ لگایا جائے تو کیا نماز جماعت ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بالکل ادا نہیں ہوگی ٹیپ ریکارڈ کو الگ کردیا جائے۔ امام صاحب خود اپنی زبان سے قرأت ادا کریں تب نماز ادا ہوگی۔ ٹیپ ریکارڈ پر نماز میں کفایت وقناعت کرنا غلط ہے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۴۰۰/۵/۲۳ھ

ٹیپ ریکارڈ سے نماز

سوال: جرمنی میں تمام مسلمہ ممالک کے سفارتخانوں کے مسلمان عملے میں کوئی بھی عید کی نماز پڑھانے کے قابل نہ نکلا، آخر میں مصر کے سفارتخانے نے عید کی نماز کے لئے سب کو بلایا اور نماز اس طرح پڑھائی گئی کہ وہ ٹیپ کی ہوئی، اور امام کی جگہ پر ٹیپ ریکارڈ رکھا ہوا تھا، کیا اس طرح نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(گذشتہ کا حاشیہ) [1] ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ، ج۱/ص۸۲۰/ سے آخیر تک "التحقیق الفرید فی حکم آلة تقریب الصوت البعید" (مطبوعہ دہلی) جواہر الفقہ ص۱۲۰-۹۹/ج۵، "لاؤڈ اسپیکر پر نماز" مطبوعہ مکتبۂ سیرت النبیؐ دیوبند۔

(صفحہ ہذا) [1] هکذا یستفاد من عالمگیری القاری اذا اقتدی بالامی لایصیر شارعاً حتی لو کان فی التطوع لایجب القضاء، عالمگیری ص۸۶ ج۱/ الفصل الثالث فی بیان من یصح اماماً لغیره، البحر الرائق ص۳۶ ج۱/ باب الامامة، کوئٹه، حلبی کبیر ص۵۱۶/ فصل فی الامامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر ٹیپ ریکارڈ مصلے پر رکھ دیا جائے اور اس کو امام کا قائم مقام قرار دیکر اس اقتداء میں نماز ادا کی جائے، تو نماز صحیح نہیں ہوئی[۱]، مسلمانوں کے لئے نہایت افسوس ناک بات ہے کہ سارے عملہ میں کوئی بھی نماز پڑھانے کا اہل نہ ہو، اناللّٰه وانا الیه راجعون۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۵/۹۰ھ

---

[۱] لا تجب بسماعه من الصدی والطیر شامی نعمانیه ص۵۱۷ ج۱ باب سجود التلاوة شامی زکریا ص۵۸۳ ج۲ فتاوی الهندیة کوئٹه ص۱۳۳ ج۱ الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة ٹیپ ریکارڈ وغیرہ جس میں متکلم کی آواز بعینہٖ نہیں آتی بلکہ آواز کی نقل وصدائے بازگشت ہوتی ہے۔جس کی سماعت سے سجدۂ تلاوت بھی واجب نہ ہوگا، تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا بدرجہ اولیٰ درست نہ ہوگا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نظام الفتاویٰ ص۷۲ ج۱ مطبوعہ دہلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چهارم : نماز میں سترہ

سترہ کی مکمل بحث

سوال: (۱) آج کل عموماً مساجد ومکانات میں بلا چوکھٹ کے دروازہ کے پلے لگائے جاتے ہیں اور وہ پلے زمین سے متصل نہیں ہوتے۔ بلکہ زمین سے بقدر ایک انگشت یا کم وبیش اوپر رہتے ہیں اور وہ پلے بند کر کے لوگ مصلی کے آگے سے گذر جاتے ہیں اور اس کو سترہ سمجھتے ہیں اور شرح وقایہ میں یہ عبارت ہے کہ ’’ ویغرز امامہ فی الصحراء سترۃ بقدر ذراع وغلظ اصبع‘‘ ص۱۹۵ج۱ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہ کا زمین سے متصل ہونا شرط ہے تو اب یہ مساجد ومکانات کے پلے سترہ ہیں، یا نہیں؟

(۲) اگر پلوں کو بذریعہ چٹخنی بند کر دیا جائے تو اب ان پلوں کا زمین سے متصل ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟ اور یہ پلے شرعاً سترہ ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً!

فحاصل المذاهب على الصحيح ان الموضع الذى يكره المرور فيه هو امام المصلى فى مسجد صغير وموضع سجوده فى مسجد كبير او فى الصحراء او اسفل من الدكان امام المصلى لو كان يصلى عليها بشرط محاذاة اعضاء المار اعضاءهٗ قال فى النهاية انما شرط هٰذا فانه لو صلى على الدكان والدكان مثل قامة الرجل

وھو سترة فلایاثم المار وکذا السطح والسریر وکل مرتفع" البحر[1] ص١٧ ج٢، (قولہ بشرط محاذاۃ اعضاء المار اعضاء) ای اعضاء المصلی کلھا کما قال بعضھم او اکثرھا کما قال آخرون کما فی الکرمانی وفیہ اشعار بانہ لوحاذی اقلھا او نصفھا لم یکرہ وفی الزاد انہ یکرہ اذا حاذی نصفہ الا سفل النصف الاعلی من المصلی کما اذا کان المار علی فرس اھ (منحۃ الخالق[2]) عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں مرور مکروہ نہیں کیوں کہ نصف اعضاء گزرنے والے کے نصف اعضاء مصلی کے محاذی نہیں ہوئے۔

(٢) اختلفوا فی مقدار غلظھا ففی الھدایۃ وینبغی ان تکون فی غلظ الاصبع لان مادونہ لایبدو للناظر وکأن مستندہ مارواہ الحاکم مرفوعاً استتروا فی صلاتکم ولو بسھم ویشکل علیہ مارواہ الحاکم مرفوعاً عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یجزئ من السترۃ قدر مؤخرۃ الرحل ولو بدقۃ شعرۃ ولھٰذا جعل بیان الغلظ فی البدائع قولاضعیفاً وانہ لااعتبار بالعرض وظاھرہٗ انہ المذھب اھ (البحرالرائق[3] ص١٧ ج٢)۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک انگشت کے برابر موٹا ہونا لازم نہیں بلکہ یہ قول ضعیف ہے اور اس قول کی جو علت ہے (لان مادونہ لایبدوا للناظر) وہ بھی صورت مسئولہ میں معدوم ہے اور اصل مذہب بظاہر یہ ہے کہ عرض کا اعتبار نہیں لہٰذا ان اشیاء کے مفید سترہ ہونے میں کوئی تامل وتردد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٤/١١/ ٨٧ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ٢٦/١١/ ٨٧ھ

---

[1] البحرالرائق ص١٧ ج٢ باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، الدرالمختار علی الشامی ص٣٩٨/٢، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، مطلب اذا قرأ قولہ تعالیٰ جدک الخ، مطبوعہ زکریا دیوبند۔

[2] منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق کوئٹہ ص١٧ ج٢ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کیا جنگلہ سترہ کے حکم میں ہے

سوال: مسجد میں سامنے کی بائیں طرف ایک جنگلہ باہر کی زمین سے سترہ گرہ کی اونچائی پر چار فٹ لمبا اوراڑھائی فٹ چوڑا لگا ہوا ہے، اور دوسرا جنگلہ امام کے سامنے محراب میں باہر کی زمین سے ڈیڑھ گز کی اونچائی پر سترہ انچ لمبا گیارہ انچ چوڑا روشنی کے واسطے لگا ہوا ہے، سامنے عام راستہ ہے جہاں جنگلہ لگا ہوا ہے، عورت مرد سامنے سے چلتے ہیں، ایسی حالت میں باجماعت یا منفرداً جنگلہ کے سامنے نماز پڑھنے میں نماز میں نقصان تو نہیں آتا، حکم شرعی سے مطلع فرمایا جاوے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر جنگلہ کی سلاخیں مسجد کی زمین سے ایک ہاتھ یعنی دو بالشت کی مقدار اونچی ہیں نیز انگلی کے برابر موٹی ہیں، تو مردوں اور عورتوں کو اس کے سامنے سے گذرنا جب کہ مسجد میں سے جنگلہ کی برابر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو خواہ تنہا خواہ جماعت کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے ،اگر سلاخیں مسجد کی زمین سے ایک ہاتھ نہیں بلکہ کم اونچی ہیں ،تو ایسی حالت میں قریب ہوکر سامنے سے گذرنا گناہ ہے،'' **قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلّم لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُکُمْ مَالَهُ فِیْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْ اَخِیْهِ مُعْتَرِضاً فِی الصَّلوٰةِ کَانَ لاَنْ یُّقِیْمَ مِائَةَ عَامٍ خَیْرٌلَهُ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِی خَطَاَ وَبِهٰذَااعُلِمَ اَنّ الْکَراهة تَحْرِیْمیة لتصریحهمْ بِالْاثْمِ، الْمُسْتَحِبُ اَنْ یَکُوْنَ مِقْدَارهَا (ای السترة) ذراعاً فصاعداًوینبغی ان تکون فی**

(گذشتہ کا بقیہ) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۳۹۹/۲، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا، مطبوعہ زکریا دیوبند.

۳ البحرالرائق ص۱۷ ج۲، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا قبیل مکروہات الصلاۃ.

غلط الاصبح بحر ، ج ۲ / ص ۱۵ - ۱۶ ا / ج[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۱۰/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۱۰/۵/۵۵ھ

راستہ میں بغیر سترہ کے نماز

سوال: عام رہ گذر پر اگر سترہ نہ ہو سکے تو نماز قضا کر دینی چاہئے یا کیا صورت اختیار کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز قضاء کر دینا جائز نہیں[2] اگر سترہ کا انتظام نہ ہو اور گذرگاہ سے الگ جگہ نہ ہو جیسے کہ بعض دفعہ پلیٹ فارم پر ایسی نوبت آتی ہے تو نماز پھر بھی وقت پر ہی پڑھیں[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۶/۲/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۶/۲/۹۰ھ

مسجد کے قریبی حصہ سے گذرنا

سوال: ایک مسجد جس میں پنج وقتہ نماز باجماعت اور عیدین اور جمعہ کی نماز بھی ہوتی

---

[1] البحر الرائق، ج ۲ / ص ۱۵ - ۱۷ / مطبوعہ پاکستان. سکب الانہر ص ۱۸۳ / ج ۱ ، باب مایفسد **الصلوۃ** الخ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت. النہر الفائق ص ۲۷۷ / ج ۱ ، دار الکتب العلمیہ بیروت.

[2] إذالتاخیر عن الوقت بلاعذر کبیرۃ. الدر المنتقیٰ علی مجمع الانہر ص ۲۱۴ / ج ۱ ، باب قضاء الفوائت، مطبوعہ بیروت. البحر الرائق ص ۷۹ / ج ۲ ، باب قضاء الفوائت، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[3] ولو مر مار فی موضع سجودہ لاتفسدو إن أثم الیٰ قول ما وینبغی لمن یصلی فی الصحراء أن یتخذ امامہ سترۃ الخ عالمگیری ص ۱۰۴ / ج ۱ ، الباب السابع فیمایفسد الصلوۃ. البحر الرائق ص ۱۷ / ج ۱ ، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ. مجمع الانہر ص ۱۸۳ / ج ۱ ، دار الکتب العلمیہ بیروت.

ہے، اس مسجد کے مشرقی حصہ میں ایک کمرہ ہے اور کمرہ کے درمیان چھ فٹ کا فاصلہ ہے جہاں سے نمازی وضو اور طہارت کے لئے مسجد کے جنوبی حصہ میں جاتے ہیں، اور مسجد میں داخل ہونے کا دروازہ اور کمرہ میں داخل ہونے کا دروازہ بھی اسی حصہ میں ہے، جماعت کے وقت مسجد کا اندرونی حصہ بھر جانے کے بعد مقتدی اس کمرہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور درمیانی حصہ جو چھ فٹ چوڑا اور شمال سے جنوب میں ٢٣ رفٹ لمبا ہے، خالی رہتا ہے، جہاں سے بعد میں آنے والے نمازی جماعت کی ادائیگی کے وقت بھی گذرتے ہیں، جواب طلب امر یہ ہے کہ اس کمرہ میں صورتِ مذکورہ میں جماعت کے ساتھ نماز جائز ہے یا نہیں؟ نیز یہ دونوں مقامات مختلف سمجھے جائیں گے، یا متحد؟ اس میں اقتداء درست ہے یا نہیں؟ درانحالیکہ امام اور کمرہ والے مقتدیوں کے درمیان دوسری صفیں بھی ہوتی ہیں، اور صرف راستہ خالی رہتا ہے، جو نمازیوں کے آنے جانے کے لئے کھلا رہتا ہے، اور جماعت کے نمازیوں کا اس کمرہ والے راستہ سے گذرنا کیسا ہے؟ جبکہ دوسرا راستہ نہیں، نیز مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے اگر مذکورہ جگہ میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کا صحن نمازیوں سے بھر جانے کے بعد کمرہ میں بقیہ نمازی کھڑے ہو جائیں، اور مذکور راستہ آنے والوں کے لئے چھوڑ دیں، تو بھی اقتداء درست ہے، یہ فصل قلیل ہے، جو کہ اقتداء سے مانع نہیں اور نماز ہی کی ضرورت کے لئے چھوڑا گیا ہے، شرکتِ جماعت کے لئے اس راستہ سے بھی گذرنے کی گنجائش ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ١/٦/٩١ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ٢/٦/٩١ھ

---

[1] وقدتکلم المشائخ فی مقدار الطریق الذی یمنع الاقتداء قال بعضهم أن یکون مقدار مایمر فه العجلة أو حمل بعیر ومادون ذالک لایمنع لانه یسیر و قال بعضهم (بقیہ آئندہ پر)

صفوں کے درمیان راستہ کا ہونا

سوال :۔ ہمارے محلّہ میں مدرسہ رحمانی کے نام سے ایک مدرسہ ایک بڑی عمارت میں قائم ہے، عمارت تین منزلہ ہے، پنج وقتہ نماز نیز جمعہ وعیدین کی نماز بھی ہوتی ہے، یہ ایک بڑا کمرہ ہے اس میں منبر بھی ہے، گویا مسجد ہی ہے، اس کمرہ کے مقابل ایک اور کمرہ ہے، ان دونوں کمروں کے درمیان ایک صف سے زیادہ کی جگہ راستہ کے لئے ہے، جس میں آمدورفت رہتی ہے، عیدین کے موقعہ پر جب نمازی زیادہ ہوتے ہیں، تو مقابل والے کمرہ میں بھی لوگ نماز پڑھ لیتے ہیں، اورلوگ نماز کی حالت میں بھی اس درمیان والے راستہ میں آتے رہتے ہیں، تو ایسی صورت میں مقابل والے کمرہ میں نماز پڑھنا درست ہے؟ جواب سے نوازیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسی حالت میں یہ درمیانی راستہ اقتداء اورصحتِ نماز سے مانع نہیں، پس اس دوسرے کمرہ میں جولوگ شریکِ نماز ہونگے ان کی بھی نماز درست ہوجائے گی، ''**ویمنع من الاقتداء طریق تجری فیه عجلة التنویر، قوله اوطریق ای نافذابو السعود عن شیخه قلت ویفهم ذٰلک من التعبیر عنه فی عدة کتب بالطریق العام وفی التاتارخانیه الطریق فی مسجد الرباط والحان[1] لایمنع لانه لیس بطریق[2] عام** اھ ردالمحتار، ج ۱/ص ۳۹۳/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۶/۹۱ھ

(گذشتہ کابقیہ) إذا کان طریقا یمر فیه العامة یکون عظیما یمنع الاقتداء به وإن کان طریقا لایمر فیه العامة و انما یمر فیه الواحد والاثنان لایمنع الاقتداء، تاتارخانیه کراچی ص ۶۱۳/ج ۱، کتاب الصلاة، مایمنع صحة الاقتداء ومالایمنع، حلبی کبیر ص ۵۶۴، فصل فی الامامة، طبع لاهور. (اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اونچائی پر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنا

سوال: ایک ہاتھ کی اونچائی پر نماز ادا کی جارہی ہوتو سامنے سے گذرنے میں کوئی مضائقہ تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس طرح بھی نمازی کے سامنے سے گذرنا مکروہ ہے[١]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

نمازی کے سامنے سے گذرنا

سوال: نمازی کے سامنے سے کتنا قریب ہوتب نہیں گذر سکتے ہیں، آیا نمازی کے منتہائے نظر سے نہیں گذر سکتے ہیں، یا جہاں پہ نمازی نماز پڑھ رہا ہے، وہاں سے عام آدمی کی نظر کی جہاں انتہاء ہے وہاں تک نہیں گذر سکتے یا اس میں کچھ گز وغیرہ کا حساب ہے؟

(گذشتہ کا حاشیہ) [١] الشامی نعمانیه ج ١/ص ٣٩٣ باب الامامة، مطلب الکافی للحاکم جمع کلام محمد فی کتبه الخ، الشامی کراچی ج ١/ص ٥٨٥، تاتارخانیه کراچی ج ١/ص ٦١٣ کتاب الصلٰوة مایمنع صحة الاقتداء ومالا یمنع حلبی کبیر ص ٥٢٤، فصل فی الامامة.

[٢] الشامی نعمانیه، ج ١/ص ٣٩٣/ مطلب الکافی للحاکم جمع کلام محمد فی کتبه الخ الشامی کراچی، ج ١/ص ٥٨٥/.

(صفحہ ہذا) [١] ولو کان یصلی فی الدکان فان کانت اعضاء المار تحاذی اعضاء المصلی یکره (الهندیه، ج ١/ص ١٠٤/ الباب السابع فیمایفسد الصلٰوة ومایکره فیها، مطبوعه مصر، البحرالرائق، ج٢/ص ١٠/ مطبوعه پاکستان، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، شامی کراچی ج ١/ص ٦٣٤/ باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها)

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد صغیر میں نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے سامنے سے بالکل نہ گذرے خواہ کتنا ہی فاصلہ ہو اگر مسجد کبیر میں یا میدان میں ہے تو سجدہ گاہ پر نظر رکھتے ہوئے جتنی دور کا آدمی کو نظر آتا ہو، اتنی دور سے نہ گزرے جس کی مقدار تین صف کے قریب ہے، یعنی چار پانچ گز اگر کہیں گزرگاہ پر مثلاً اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ہے تو سجدہ کی حد میں کو نہ گزرے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

جسکے پیچھے کوئی نماز شروع کردے اس کا اپنی جگہ سے ہٹنا

سوال: اگر کوئی شخص عین کسی کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے، تو اگلا شخص وہاں سے ہٹ سکتا ہے یا نہیں، یہ بھی مرور میں شامل ہوگا یا نہیں، حوالہ بھی دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کے پیچھے کسی نے آکر اپنی نماز شروع کردی وہ اگر اپنی ضرورت کے لئے وہاں سے ہٹ جائے تو یہ فعل ممنوع نہیں، امداد الفتاویٰ میں موجود ہے[۲] اور حضرت عائشہؓ کی روایت

---

[۱] ومرور مارفی الصحراء اوفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الاصح اومروره بين يديه فی بيت ومسجد صغير وان اثم المارالخ ،الدرالمختار علی الشامی زکریا، ج۲/ص ۳۹۸/ کتاب الصلوٰة ،باب مايفسد الصلوٰة. مجمع الانهر ج ۱/ص۱۸۳ / باب مايفسد الصلوٰة الخ دار الکتب العلميه بيروت، البحرالرائق ج۲/ص۱۵ / باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها، مطبوعه الماجديه کوئٹه.

[۲] امدادالفتاویٰ ،ج ۱/ص ۲۹۷/)مسائل منثوره متعلقه بکتاب الصلوٰة .

سے استشہاد ہے کہ میرے پیچھے حضور ﷺ نماز اداء فرماتے اور میں کھسک جایا کرتی تھی، یہ روایت صحاح کی ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] عن عائشةؓ ذكر عندها مايقطع الصلوٰة الكلب والحمار والمرأة فقالت شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰه لَقَدْ رَائَيْتُ النَّبِىَ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلّم وَاِنِّى عَلٰى السَّرِيْرِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتبدُوْلِىْ الْحَاجَةُ فَاُكْرِهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِى النَّبِىُّ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلّم فَانْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ (بخارى ،ج ١ /ص ٧٣/) باب من لايقطع الصلوٰة شئى.

ترجمہ: . عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ان چیزوں کا ذکر ہوا کہ جو نماز کو قطع کر دیتی ہے، مثلاً کتے گدھے اور عورت کا، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے ہم عورتوں کو کتوں اور گدھوں کے مشابہ قرار دیا خدا کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس حال میں چارپائی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے درمیان چت لیٹی رہتی تھی، اسکے بعد مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تھی، تو میں اس بات کو ناپسند کرتی کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز کی حالت میں بیٹھوں اور حضور کو تکلیف دوں اس لئے میں آہستہ سے کھسک جایا کرتی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل پنجم :

قاری کی لغزش کے مسائل

لایوقنون کی جگہ لایؤمنون پڑھ دیا

سوال: اپنے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے سورہ الطّور شریف کے دوسرے رکوع میں بل لایوقنون کے بجائے بل لایؤمنون پڑھ لے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔ فقط

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بھول کر اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد نہ ہوگی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲؍محرم ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۳؍محرم ۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳؍محرم ۵۹ھ

---

[1] ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأها مکان کلمة یقرب معنا ها وهی فی القران لاتفسد صلاته (الهندیة ص ۸۰ ج ۱) الباب الرابع فی صفة الصلوة، الفصل الخامس فی زلةالقاری طبع کوئٹه، الدر مع الشامی کراچی ص ۶۳۳ ج ۱ باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها مسائل زلة القاری، مطلب إذا قرأ تعالیٰ جدک بدون الف لا تفسد، حلبی کبیر ص ۴۸۸ فصل فی زلة القاری، طبع لاهور.

کافرون کی جگہ ظالمون پڑھ دیا

سوال: اگر کوئی شخص نماز میں انہ لایفلح الکافرون کے بجائے انہ لایفلح الظالمون پڑھ دے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

قصداً ایسا پڑھنا جائز نہیں اور سہواً اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ولم یجدوا کی جگہ ولایجدوا پڑھنا

سوال: اگر امام صاحب نے قراءت پڑھی ایک بڑی آیت کی مقدار یا اس سے زائد یعنی واجب قراءت کی مقدار یا زائد صحیح پڑھ گیا تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟ جیسے ولم یجدوا کی بجائے ولایجدوا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر اتنا ہی تغیر ہوا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأها مکان کلمة یقرب معنا ها وهی فی القران لاتفسد صلاته (الهندیة ص ٨٠ ج ١ الباب الرابع فی صفة الصلاة الفصل الخامس فی زلة القاری طبع کوئٹه، حلبی کبیری ص ٤٨٨، مطبوعه لاهور فصل فی زلة القاری، الدر مع الشامی کراچی ص ٦٣٣ ج ١ باب ما یفسد الصلاة الخ مطلب إذا قرأ تعالی جدک بدون الف لا تفسد.

[2] ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأها مکان کلمة یقرب معنا ها وهی فی القران لاتفسد صلاته (الهندیة ص ٨٠ ج ١) الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری، طبع کوئٹه، حلبی کبیری ص ٤٨٨، مطبوعه لاهور فصل فی زلة القاری، الدر مع الشامی کراچی ص ٦٣٣ ج ١ باب ما یفسد الصلاة الخ مطلب إذا قرأ تعالی جدک بدون الف لا تفسد.

الحمد کی جگہ الھمد پڑھنا

سوال: اگر امام الحمد کے بجائے الھمد پڑھے اسی طرح دوسرے الفاظ میں بھی غلطی کرے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص الحمد پڑھنے پر قادر نہیں بلکہ اس کی جگہ الھمد پڑھتا ہے یعنی حاء کی جگہ ہاء پڑھتا ہے نماز اس کی بھی صحیح ہوجائے گی، کذا فی الکبیری[1]

مگر ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے جبکہ صحیح پڑھنے والا امامت کے لائق دوسرا آدمی موجود ہو[2]۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فی احسن تقویم کو ما احسن تقویم پڑھنا!

سوال: اگر نماز میں قراءت کرتے ہوئے لَقَدْ خَلَقْنَا الانسَانَ کے بجائے لَقَدْ خلَقْنا الانسَانُ پیش کے ساتھ پڑھدے اور فی احسن تقویم کے بجائے ما احسن تقویم پڑھدے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

---

[1] لوقرأ فی الصلوٰۃ الحمد للّٰہ بالھاء مکان الحاء والحال انہ لایقدر علی غیرہ تجوز صلاتہ ولاتفسد: کبیری ص ۴۵۲ ایضا ص ۴۸۱ فصل فی بیان احکام زلۃ القاری، طبع لاھور، تاتارخانیۃ کراچی ص ۴۶۶ ج ۱ کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی فی فرائض الصلاۃ، نوع آخر فی زلۃ القاری، الفصل الاول فی ذکر حرف مکان حرف.

[2] ولاتصح صلاتہ اذا امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ: الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۵۸۲ ج ۱ باب الامامۃ مطلب فی الالثغ. شامی زکریا ص ۳۲۸ ج ۲، ھندیہ کوئٹہ ص ۸۶ ج ۱ الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الثالث، حلبی کبیر ص ۴۸۲ فصل فی بیان احکام زلۃ القاری طبع لاھور.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ہاں اس طرح بھی معنیٰ نہیں بگڑیں گے بلکہ صحیح بن جائیں گے نماز درست ہوجائے گی [۱] مگر قصداً ایسا نہ کرے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

للیسریٰ کی جگہ لِلعُسریٰ پڑھ دیا

سوال: سائل نے بھول کر واللیل اذا یغشیٰ میں فسنُیسرہ للیسریٰ کے بجائے للعُسریٰ پڑھا تو کیا حکم ہے؟ پھر یاد آنے کی صورت میں دوسری سورت پڑھ لی تو نماز ہوگئی یا نہیں

الجواب: حامداً ومصلیاً!

معنٰی بگڑ گئے نماز فاسد ہوگئی [۲] دوسری سورۃ پڑھنے سے بھی نماز صحیح نہیں ہوئی [۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] ان ذکر حرفاً مکان حرف ولم یغیر المعنی بأن قرأ ان المسلمون ان الظالمون وماشبه ذلک لم تفسد صلاته. عالمگیری ص ۷۹ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری. طبع کوئٹه، الدر مع الشامی کراچی ص ۶۳۱ تا ۶۳۴ ج ۱ باب ما یفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القاری، تاتارخانیه کراچی ص ۴۷۹ ج ۱ کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی فرائض الصلاة، نوع آخر فی زلة القاری، الفصل الثانی ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ایضا ص ۴۹۳ ج ۱ الفصل العاشر فی اللحن فی الاعراب.

[۲] تفسد صلاته بالخطأ فیه وکذا ان لم یکن فی القراٰن وتغیر المعنی (الحلبی کبیری ص ۴۹۲ (تنبیه) فصل فی احکام زلة القاری مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. فسنیسره للیسری قرأ للعسری تفسد صلاته التاتارخانیه ص ۴۷۴ ج ۱ کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی فرائض الصلاة، نوع آخر فی زلة القاری. الفصل الاول فی ذکر حرف مکان حرف مطبوعه پاکستان، هندیه کوئٹه ص ۸۰ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری.

[۳] وإن لحن القاری واصلح بعده، إذا غیر المعنی الفساد مقرر اشتمل علی اربع مسائل من زلة القاری : ألاولی اذا لحن المصلّی فی قراء ته لحنا یغیر المعنی کفتح لام الضالین لا تجوز صلاته وإن اعادها بعد ذلک علی الصواب الخ، شرح منظومة ابن وهبان ص ۴۵ ج ۱ فصل من کتاب الصلوة، رقم الشعر ۵۲، طبع الوقف المدنی الخیری دیوبند.

لِرَبِّہٖ کی جگہ لِلْاِنْسَانِ پڑھ دیا

سوال: امام نے وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا کے بجائے وَکَان الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ کَفُوْراً پڑھا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نماز فاسد نہیں ہوگی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

عَمَلَ عَامِلٍ کے بجائے عَمَلَ عَمَلٍ پڑھ دیا

سوال: اگر امام نے فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنّی لاَاُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْکُمْ کے بجائے عَمَلَ عَمَلٍ مِنْکُمْ پڑھا تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

فاسد نہیں ہوگی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] الأول ذكر كلمة مكان كلمة...... والاصل أنه إذا تقارب الكلمتان معنى ومثله فى القرآن لا تفسد اتفاقا (إلى قوله) وإن لم تتقاربا والمبدلة فى القرآن تفسد على قياس قولهما ولا تفسد على قياس قول إبى يوسف (حلبى كبير ص٤٨٨ فصل فى بيان احكام زلة القارى، طبع لاهور، شامى كراچى ص ٦٣١ ج ١ باب ما يفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القارى.

[2] ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل ان كانت الكلمة التى قرأها مكان كلمة يقرب معنا ها وهى فى القران لا تفسد صلاته (الهندية ص٨٠ ج ١) الباب الرابع فى صفة الصلاة، الفصل الخامس فى زلة القارى طبع كوئٹه، حلبى كبير ص٤٨٨ فضل فى بيان احكام زلة القارى، طبع لاهور، الدر مع الرد كراچى ص٦٣٣ ج ١ باب ما يفسد الصلاة، مطلب إذا قرأ تعالى جدك بدون الف لا تفسد.

دال کا ضاد میں ادغام کر کے پڑھنا

سوال: ایک شخص فرض نماز میں وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ پر وقف کر کے ابتداء مابعد کے لفظ فَقَدْ ضلّ سے کرتا ہے فقد کی دال کو ضاد میں ادغام بھی کرتا ہے ایسا کرنے سے نماز میں نقص آتا ہے یا نہیں اور امام جزریؒ یہ فرماتے ہیں وغیرها ثم قبيح وله زيادة والسلام

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس سے نماز میں کوئی فساد نہیں آتا نہ اس وقف سے نہ اس ادغام سے[1] البتہ اختیاراً ایسی جگہ وقف نہ کرنا چاہئے۔ جزری کا مطلب بھی یہی ہے[2]۔　　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۷/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۷/رجب ۵۶ھ

آیاتٍ کے بجائے آیاتی پڑھ دیا

سوال: پارہ ۲۴/رکوع میں يتلون عليكم ايٰت ربكم میں اگر ایاتی پڑھا جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

---

[1] قال فی البزازية الا بتداء ان كان لا يغيره المعنى تغيرا فاحشا لايفسد نحو الوقف على الشرط قبل الجزاء والا بتداء بالجزاء (الشامی نعمانیه ص۴۲۵ ج ۱ شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، زلة القارى، إن أتىٰ بالادغام فى موضع لم يدغمه احد إلا أن المعنى لا يتغير به ويفهم ما يفهم مع الاظهار نحو أن يقرأ قل سيروا بادغام اللام فى السين لا تفسد صلاته، هنديه كوئٹه ص ۸۱ ج ۱ الباب الرابع فى صفة الصلوة، الفصل الخامس فى زلة القارى، حلبى كبير ص ۴۸۰ فصل فى بيان زلة القارى، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[2] وغير ما تم قبيح وله، يوقف مضطر او يبدا قبله أى الوقف على غير التام قبيح وحكمه أن لا يجوز الوقف عليه إلا عند الحاجة للقباحة اما الحاجة فهى الاضطرار (المقدمة الجزرية محشى ص ۳۱ طبع مكتبه نعمانيه ديو بند.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

ایات ربکم کی جگہ اگر ایاتی پڑھا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی[1]۔ لیکن آیت کو صحیح پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جَزَاءً وِّفَاقاً کی جگہ جَزَاءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَاءً پڑھ دیا

سوال: فجر کی نماز میں امام نے سورۂ نبا پڑھی۔ اِلَّا حَمِیماً وَغَسَّاقاً کے بعد بجائے جَزَاءً وِّفَاقاً کے جَزَاءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَاءً حِسابًاالخ. پڑھا۔ ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ یہاں دونوں قسم کی رائے ہوگئی، بعض نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ معنیٰ خراب ہوگئے۔ بعض نے کہا کہ معنیٰ خراب نہیں ہوئے بلکہ مضمون بدل گیا۔

الجواب: حامداًو مصلیاً!

صورت مذکورہ میں اگر وغسّاقًا پر آیت کردی تھی تو نماز فاسد نہیں ہوئی[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٨/٧/ ٨٨ھ

---

[1] زيادة حرف. ان زاد حرفاً فان كان لايغير المعنى لاتفسد صلاته عند عامه المشائخ الخ (الهندية كوئٹه ص ٧٩ ج ١ الباب الرابع فى صفة الصلاة، الفصل الخامس فى زلة القارى، شامى كراچى ص ٦٣١ ج ١ باب ما يفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القارى، حلبى كبير ص ٤٨٤ فصل فى بيان احكام زلة القارى، طبع لاهور.

[2] ولو قرأ ان الذين آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ووقف وقرأ بعد الوقف التام اولئك اصحاب الجحيم الٰى قوله وما اشبه ذلك مما فيه تغيير حكم الله على احد الفريقين بضده لا تفسد لصيرورة الكلام الثانى مبتدأ به غير متصل بالاول فلم يتعين الحكم بالضد ولو لم يقف ووصل قال عامة المشائخ تفسد صلوته الخ حلبى كبيرى ص ٤٨٧ بى بيان زلة القارى مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، هنديه كوئٹه ص ٨٠ ج ١ الباب الرابع فى صفة الصلاة، الفصل الخامس فى زلة القارى، ومنها ذكر آية مكان آية.

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ کی جگہ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ پڑھنا

سوال: فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں امام نے سورۂ الغاشیہ پڑھی۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ کے بجائے سہواً وُجُوْهٌ يَّومئِذٍ نَاعِمَةٌ پڑھا اور چھ آیات درمیان کی چھوٹ گئیں اور سورۃ ختم کی، سجدۂ سہو بھی نہ کیا۔ آیا یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

سورہ الغاشیہ میں وجوہ یومئذ خاشعۃ کے بعد چند آیات سہواً چھوٹ گئیں اور وجوہ یومئذ ناعمۃ پڑھا گیا تو سجدۂ سہو لازم نہیں نماز درست ہوگئی۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ میں صرف جَآءَ اَجلهُمْ یا وَكان سَعْيُكم میں صرف سَعْيُكُمْ پڑھنا

سوال: جو امام نماز میں کوئی حرف بھول کر چھوڑ دے جیسا اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ میں جَآءَ اَجلهُمْ یا وَكان سَعْيُكم مَشكوراً میں وَكان چھوڑ کر صرف سَعْيكم پڑھ جائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوئی[2]۔ اور ہر صورت کا حکم یکساں نہیں جیسی صورت

---

[1] وان ترک کلمة من آية فان لم تغير المعنى لا تفسد (الشامی نعمانیه ص ۴۲۵ ج ۱ شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة الخ مطلب مسائل زلة القاری) حلبی کبیر ص ۴۷۶ فصل فی بیان احکام زلة القاری طبع لاهور.

[2] وان ترک کلمة من آية فان لم تغير المعنى مثل وجزاء سيئة سيئة مثلها بترک سيئة الثانية لاتفسد (الشامی نعمانیه ص ۴۲۵ ج ۱) شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما يفسد الصلاة مطلب مسائل زلة القاری، هندیه کوئٹه ص ۷۹ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری.

ہوگی ویسا ہی حکم ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۳/۵/ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۱۴/ ۶۰ھ

قَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ کی جگہ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّيْنِ پڑھنا

سوال: سورۂ ممتحنہ پارہ ۲۸/ رکوع ۲/ آیت ۳/ یعنی انـمـا ینها کم اللّٰه عن الذین قاتلو کم فی الدین کی جگہ لم یقاتلو کم فی الدین. ولم یخرجو کم تاهم الظالمون. پڑھا گیا، نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو اس تلاوت کوایک ماہ گذر گیا ہے، کوئی مقتدی پردیسی ہو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

معنٰی بگڑنے سے نماز فاسد ہوگئی[1]۔ دن تاریخ یاد نہ ہو تو نیت اس طرح کی جائے کہ جس دن سورۂ ممتحنہ کی فلاں آیت غلط پڑھنے سے فلاں نماز خراب ہوئی تھی اس کا اعادہ کرتا ہوں[2]۔ جہاں تک مقتدیوں کو اطلاع کرنا اپنے قابو میں ہو اطلاع کردی جائے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/ ۹۲ھ

---

[1] وان تـغيـر المعنىٰ بان قرأ ان الابرار لفى جحيم وان الفجارلفى نعيم (الى قوله) تفسد صلوته خانيه ص۱۵۳ ج۱ فـصـل فـى قـراءة الـقـراٰن خـطـا والاحـكـام المتعلقه بالقرآن طبع كوئٹه، هنديه كوئٹه ص۸۱ ج۱ الباب الرابع فى صفة الصلاة، الفصل الخامس فى زلة القارى.

[2] وفـى الـصـلاة أن يعين الصلاة ويمها بأن يعين ظهر يوم كذا ولو نوى أول ظهر عليه أو آخره جاز وهـذا مـخلص من لم يعرف الاوقات التى أو اشتبهت عليه أو اراد التسهيل على نفسه (شامى كراچى ص۴۳۷ ج۶ مسـائـل شتـى، اشبـاه والـنظائر ص۱۲۹ الفن الاول، القاعدة الثانية الامور بمقاصدها، الثالث فى تعيين المنوى وعدمه، مكتبه فقيه الامت ديوبند.

[3] وإذا ظهـر حـدث امـامه بطلت فيلزم اعادتها كما يلزم الامام اخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جـنـب أو فـاقـد شـرطـا او ركـن بـال القدر الممكن بلسانه أو بكتاب أو رسول على الأصح (الدر مع الشـامـى كـراچـى ص۵۹۱، ۵۹۲ ج۱ بـاب الامـامـة، مـطـلـب المواضع التى تفسد صلاة المام دون المؤتم، بحر كوئٹه ص۳۶۶ ج۱ باب الامامة، قبيل باب الحدث فى الصلاة.

تکبیرات انتقالیہ وتشہد میں زبر، زیر کی غلطی

سوال: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی عزیز الرحمٰن صاحب میں ہے کہ زیر کی جگہ زبر یا برعکس پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ ایسی غلطی سے صرف قراءت میں نماز فاسد ہوگی؟ ایک امام مقررہ سمع اللّٰہ لمن حمدہ میں ع کو زیر کے ساتھ پڑھنے کے عادی ہیں اس سے نماز تو فاسد نہ ہوگی؟ اگر ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کے بعد ایسی غلطی ہوجائے کہ زیر کی جگہ زبر پڑھا جائے یا کوئی اور ایسی غلطی ہوجائے جس سے معنٰی بگڑ جائیں تو کیا نماز فاسد ہوجائے گی؟

(الف) سورۂ ملک میں بمصابیح کی ح کو زیر کے ساتھ اور سورۂ بروج میں اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ میں رَبَک کو اگر کوئی زبر کے ساتھ پڑھ جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

(ب) اگر قرأت میں کوئی سہواً زبر کی جگہ زیر یا برعکس پڑھ جائے اور فوراً درست کرلے خواہ لقمہ پانے پر، تو کیا تب بھی نماز فاسد ہوگی؟

(ج) وتر پڑھ کر معلوم ہوا کہ عشاء کی فرض نماز فاسد ہوگئی تو اب صرف عشاء دہرائیں یا وتر سنن بھی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مدار معنٰی بگڑنے پر ہے۔ بعض جگہ زیر زبر کی غلطی سے معنٰی بگڑ جاتے ہیں۔ تشہد اور تکبیر انتقال میں زیر زبر میں غلطی ہوجائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ قراءت میں تین آیات سے پہلے غلطی ہو یا بعد میں سب کا حکم ایک ہے۔

(الف) اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی[1]۔

---

[1] إذا لحن في الاعراب لحنا لا يغير المعنى لا تفسد صلاته بالاجماع وإن غير المعنى تغيرا فاحشا بان قرأ وعصى اادم ربه بنصب الميم ورفع الرب وما اشبه ذالک مما لو تعمد به يكفر إذا قرأ خطا فسدت صلاته (هنديه كوئٹه ص ۸۱ ج ۱ الباب الرابع فى صفة الصلاة، (بقیہ آئندہ)

(ب) قرأت کی غلطی سے اگر معنیٰ بگڑ گیا تو نماز فاسد ہوگئی، تو پھر لقمہ یا بغیر لقمہ کے درست کر لینے سے صحیح نہ ہوگی[1]۔

(ج) فرض عشاء اور سنت دہرالے وتر نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

درمیان آیت سے ایک کلمہ کا چھوٹنا

سوال: سورۂ حشر کا آخری رکوع لایستوی سے شروع کیا اور وھو العزیز الحکیم تک پڑھا لیکن لفظ متصدعاً بھول گئے بعد ختم نماز ایک مولوی صاحب نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھائی جائے امام صاحب نے کہا کہ نماز ہوگئی اس لئے کہ چھوٹی یا بڑی تین آیت کے مطابق پڑھ چکا ہوں لیکن چند لوگوں نے نہیں مانا امام صاحب کا انکار اور چند لوگوں کا بزور جماعت دوبارہ پڑھوانا درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بلاشبہ نماز درست ہوگئی[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/ ۸۹ھ

(گذشتہ کا بقیہ) الفصل الخامس فی زلة القاری، خانیه علی الهندیه کوئٹه ص ۱۳۹ ج ۱ فصل فی قراء ة القرآن خطأ وفی الاحکام المتعلقة بالقراء ة.

(صفحہ ہٰذا) [1] سئلت عمن لحن فی الصلاة لحناً یغیر المعنی ثم اعادها لحن فیه صحیحاً هل تفسد صلاته فالجواب ان صلاته تفسد بذالک وان اعاد الخ الفتاویٰ الکاملیة فی الحوادث الطرابلسیة ص ۱۳، شرح منظومة ابن وهبان ص ۴۵ ج ۱ فصل من کتاب الصلاة، رقم الشعر ۵۲ طبع الوقف المدنی دیوبند.

[2] لو صلی العشاء بلا وضوء والوتر والسنة به یعید العشاء والسنة لا الوتر (شامی زکریا ص ۵۲۶ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادة، مسئلہ: اگر عشاء بفراموشی بے وضو خواند ست و وتر با وضو خواند، ہمراہ عشاء سنت باز خواند و اعادۂ وتر نہ کند مالابدمنہ ص ۴۴ مطبوعہ ہمہ رنگ دیوبند۔

[3] ولو زاد کلمة أو نقص کلمة أو نقص حرفاً لم تفسد مالم یتغیر المعنی الا مایشق تمییزه (درمختار علی الشامی ص ۶۳۲ ج ۱ مطلب مسائل زلة القاری مطبوعه کراچی)، حلبی کبیر ص ۴۹۲ فصل فی بیان احکام زلة القاری، طبع لاهور.

زیر کی جگہ زبر یا برعکس پڑھنا

سوال: زیر کی جگہ زبر یا برعکس پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے گی بموجب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۹ ج ۴۔ کیا اعادہ کرتے وقت نیا آدمی جماعت میں شریک نہیں ہوسکتا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

معنٰی بگڑیں گے تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں[۱] اور جب تک معنٰی بگڑنے کی تحقیق نہ ہوجائے اعادہ واجب نہیں ایسی صورت میں اعادہ والی نماز میں نئے آدمی کو شرکت کرنی درست نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اُدْخِلُوا کی جگہ اَدْخَلُوا اور ذال کی جگہ ظاء پڑھ دیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز میں امام نے سورۂ نوح آیت مِمَّا خطیئٰتهم اغر قوافاُدْخِلُوا نارًا کی جگہ فَاَدْخَلُوْا پڑھا چونکہ معنی بدل گئے اس لئے عرض ہے کہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۲) صبح کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ قیامۃ (پارہ تبارک الذی) ورکعت ثانی میں سورۂ بقر (پارہ تلک الرسل) رکوع آخر لِلّٰہِ مَافِی السمٰوٰتِ الخ. پڑھا۔ چونکہ ترتیب بدل گئی اس لئے نماز ہوگئی یا نہیں؟

---

[۱] إذا لحن فی الاعراب لحنا لا یغیر المعنی لا تفسد صلاته بالاجماع وإن غیر المعنی تغیرا فاحشا بان قرأ وعصٰی آدم ربه بنصب المیم ورفع الرب وما اشبه ذالک مما لو تعمد به یکفر إذا قرأ خطا فسدت صلاته (هنیده کوئٹه ص ۱۸۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة الفصل الخامس فی زلة القاری، تاتارخانیة کراچی ص ۳۹۴ ج ۱ نوع آخر فی زلة القاری، الفصل العاشر فی اللحن فی الاعراب، خانیة ص ۱۳۹ ج ۱ فصل فی قراءة القرآن خطاء وفی الاحکام المتعلقة بالقراءة، طبع کوئٹه.

(۳) نماز کی نیت باندھنے میں پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا بدعت بتلاتے ہیں کیا یہ صحیح ہے بسم اللہ نہ پڑھنی چاہئے؟

(۴) نماز میں سورۂ کہف پارہ۱۶/آ یت قل ھل انبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضل سعیھم الخ. اللظین یعنی بجائے (ذ) کے (ظ) پڑھی گئی، نماز میں تو کوئی شک نہیں یا لوٹائی جائے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز ہوگئی معنی ایسے نہیں بدلے کہ جس سے نماز فاسد ہو جائے[۱]۔

(۲) نماز ہوگئی لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ و یقرأ منکوساً[۲] درمختار ھذا اذا کان قصداً و اماسھواً فلا[۳] کبیری ص۴۶۲۔

(۳) نیت باندھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ثابت نہیں۔

(۴) یہ لفظ مہمل ہوگیا نماز لوٹائی جاوے[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۸/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/شعبان ۵۷ھ

---

[۱] وکذلک الاعراب ولو قرأ النصب مکان الرفع والرفع مکان النصب الیٰ قولہ لا تفسد الخ عالمگیری ص۸۲ ج۱ مطبوعہ کوئٹہ. الفصل الخامس فی زلۃ القاری، تاتارخانیۃ کراچی ص۴۹۳ ج۱ نوع آخر فی زلۃ القاری، الفصل العاشر فی اللّحن فی الاعراب، خانیۃ ص۱۳۹ ج۱ فصل فی قراءۃ القرآن القرآن وفی الاحکام المتعلقۃ بالقراءۃ، طبع کوئٹہ.

[۲] شامی کراچی ص۵۴۶ (مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایۃ) الدرالمختار مع الشامی نعمانیہ ص۳۶۷ ج۱.

[۳] حلبی کبیری ص۴۹۴ تتمات فیما یکرہ من القرآن فی الصلاۃ الخ سھیل اکیڈمی لاھور.

[۴] اما اذا قرأ مکان الذال المعجمۃ ظاء معجمۃ فتفسد صلاتہ وعلیہ اکثر الائمۃ وکذلک غظب بالظاء لیس لہ معنی وکذلک الظعف بالظاء لیس لہ معنی حلبی کبیری ص۴۷۷ ج۱ ملخصا مطبوعہ لاھور، شامی کراچی ص۶۳۱ ج۱ باب ما یفسد الصلاۃ ع مطلب مسائل زلۃ القاری.

پیش کی جگہ زبر یا 'ہ' کی 'ح' یا برعکس پڑھنا

سوال: (۱) اگر امام نے قراءت میں تحضون پیش کے بجائے زیر پڑھ دیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

ایضاً

سوال: (۲) مثلاً جیسے انفسکم کے س پر پیش کے بجائے زبر پڑھا جائے تو اس حالت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

ایضاً

سوال: (۳) اگر نماز میں لفظ صحیح پڑھا مگر ادا زبان سے چھوٹی ہ کے بجائے بڑی ح کی آواز معلوم ہوئی، یا بڑی ح کے بجائے چھوٹی ہ کی آواز معلوم ہوئی تو اس حالت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

ایضاً

سوال: (۴) اگر کچھ آیت پر سانس ٹوٹ جائے تو اس کی طرف لوٹ کر نہیں پڑھا تو اس حالت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

ایضاً

سوال: (۵) التحیات کے بعد سلام پھیر دیا گیا یا درود بھی پڑھ لیا مگر دُعا نہیں پڑھی اور سلام پھیر دیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) ہوگئی اس سے معنیٰ نہیں بگڑے[۱]۔

[۱] والحاصل أنه تقدم أن مذهب المتاخرين عدم الافساد بالخطاء فى الاعراب وهو اوسع ومذهب المتقدمين انه إن كان فاحشا مما اعتقاده كفر يفسد وهو الاحوط (حلبى كبير ص ۴۸۴ (بقیہ آئندہ)

(٢) اگر معنیٰ نہ بگڑیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی[١]۔
(٣) اس کا جواب بھی (٢) کی طرح ہے[٢]۔
(٤) ہوگئی[٣] (٥) ہوگئی[٤]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٧/٦/ ٩٢ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ١٨/٦/ ٩٢ھ

نماز میں امام نے واللّٰہ خیر الرازقین کی جگہ خیر الظّالمین پڑھ دیا

سوال: نماز عشاء کی قراءت میں امام نے واللّٰہ خیر الرازقین کی جگہ واللہ خیر الظالمین

(**گذشتہ کا بقیہ**) فصل فی بیان احکام زلة القاری، طبع لاهور، هندیه کوئٹه ص ۸۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری.

(**صفحہ ہٰذا**) [١] حوالۂ بالا۔

[٢] وإن بدل القاری فی الصلاة حرفا مکان حرف الاصل فیه انه إن کان بینهما قرب المخرج کالقاف مکان الکاف أو کانا من مخرج واحد لا تفسد صلاته (حلبی کبیر ص۴۷۷ فصل فی بیان احکام زلة القاری، طبع لاهور. هندیه کوئٹه ص ۷۹ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری، الدر مع الشامی کراچی ص۶۳۳ ج ۱ باب ما یفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القاری.

[٣] اما الوقف فی غیر موضعه والابتداء من غیر موضعه فلا یوجب فساد الصلاة أیضا لعموم البلوی بانقطاع النفس أو النسیان وعدم معرفة المعنی الخ (حلبی کبیر ص ۴۸۰ فصل فی بیان احکام زلة القاری طبع لاهور، هندیه کوئٹه ص ۸۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری، محیط برهانی ص۴۷ ج۲ کتاب الصلاة الفصل الثانی فی الفرائض، نوع آخر فی زلة القاری، الفصل الثامن فی الوقف والوصل والابتداء، طبع مجلس علمی ڈابھیل گجرات.

[٤] وسننها ترک السنة لا یوجب فسادا ولا سهوا (إلی قوله) والصلاة علی النبیؐ والدعاء (الدر مع الشامی کراچی ص۴۷۳ تا۴۷۷ باب صفة الصلاة، مطلب فی قولهم الاساءة دون الکراهة، طحطاوی علی المراقی ص۲۰۷ فصل فی بیان سننها طبع مصر، هندیه کوئٹه ص ۷۲ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الثالث فی سنن الصلاة.

پڑھا میں نے کہا کفریہ معنی ہوگئے نماز دہرائی جائے ممبران میں ایک صاحب بغیر ڈاڑھی والے نے کہا کہ نماز ہوگئی ان صاحب کا یہ فعل کیسا ہے؟ نیز امامت کے لئے انھوں نے کہنے سننے سے کچھ ڈاڑھی رکھ لی ہے کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے اور نماز عشاء جو دہرائی نہیں گئی اس کا کیا حکم ہے؟ میں نے اپنی نماز دہرائی تھی۔

الجواب: حامداًو مصلیاً!

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھ دینے سے اگر معنی بگڑ جائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے فتاویٰ عالمگیری[۱] قاضی خان[۲] طحطاوی[۳] شامی[۴] البحرالرائق۔سب میں اس کی تصریح موجود ہے۔خداوند تعالیٰ کو ظالم یاخیر **الظالمین** کہنا اور اعتقاد کرنا بالکل اسلامی عقائد کے خلاف ہے غلطی سے اس طرح پڑھ دینے کی وجہ سے کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا۔مگر نماز کا اعادہ ضروری ہوگا آپ نے نماز کا اعادہ کرلیا اچھا کیا دوسرے نمازیوں کو تحقیق ہوجائے کہ نماز نہیں ہوئی تھی اس نماز کا اعادہ کرلیں اس کے بعد جو نماز پڑھی گئیں اس کا اعادہ لازم نہیں۔

ڈاڑھی کی مقدار ایک قبضہ (ایک مٹھی) قرار دی گئی ہے ایک قبضہ تک پہونچنے سے پہلے کٹانا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں۔درمختار[۵] فتح القدیر[۶] وغیرہ میں ایسے شخص کے لئے بہت سخت الفاظ

---

۱ وان کان فی القرآن ولکن لاتتقاربان فی المعنی نحو ان قرء وعداً علینا ان کنا غافلین مکان فاعلین ونحو مما لو اعتقده یکفر تفسد عند عامة مشایخنا (عالمگیری ص ۸۰ ج ۱) الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری طبع کوئٹه.

۲ (فتاوی قاضی خاں ص ۱۴۹ ج ۱) فصل فی قراءة القرآن خطاء طبع کوئٹه.

۳ (طحطاوی ص ۲۷۶) زلة القاری فصل فیمایفسد الصلوة تکمیل فیما یفسد الصلوة مطبوعه مصر.

۴ (شامی نعمانیه ص ۴۲۶ ج ۱) مطلب مسائل زلة القاری باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها.

۵ واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم (الدرالمختار علی رد المحتار کراچی ص ۴۱۸ ج ۲) مطلب فی الاخذ من اللحیة کتاب الصوم.

۶ (فتح القدیر ص ۳۴۸ ج ۲) کتاب الصوم مطبوعه دار الفکر.

لکھے ہیں ڈاڑھی ایک مشت شرعی حکم تصور کرتے ہوئے رکھنا موجب اجر وثواب ہے اور اس لئے رکھنا کہ امامت کا سرٹیفکٹ مل جائے اور مصلیٰ پر آنے سے کوئی نہیں روکے گا یہ تو گویا مصلیٰ کی فیس ہے اللہ پاک قلوب اور نیات کو دیکھتے ہیں نیت کے صحیح کر لینے کا وقت ہر وقت ہے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۹/۵/۱۴۰۰ھ

"لَایَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَاباً" کے بجائے "لَایَمْلِکُوْنَ مِنْهُ اِلَّا خِطَاباً" پڑھ دیا

سوال: اگر کوئی شخص نماز میں "لَایَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَاباً" کے بجائے "لَایَمْلِکُوْنَ مِنْهُ اِلَّا خِطَاباً" پڑھ جائے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس صورت میں معنی میں تغیر فاحش ہو گیا جو کہ مقصود قرآن کریم کے خلاف ہے لہذا نماز فاسد ہو گئی۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] إن الله لا ينظر إلى صوركم واموالك ولكن ينظر إلى قلوبكم واعمالكم (مشكوة شريف ص ۴۵۴ باب الرياء والسمعة، طبع ياسر نديم ديوبند، مسلم شريف ص ۹۹ ج۸ كتاب البر و الصلة، باب تحريم ظلم المسلم وخذله الخ رقم الحديث ۳۴ دار الكتب العلمية بيروت.

[2] اعلم ان الكلمة الزائد ة اما ان تكون فى القران او لاوعلى كل اما ان تغير اولا فان غيرت افسدت مطلقاً (الشامى نعمانيه ص۴۲۵ ج ۱) شامى كراچى ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما يفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القارى هنديه كوئٹه ص ۸۰ ج ۱ الباب الرابع فى صفة الصلاة، الفصل الخامس فى زلة القارى، حلبى كبير ص ۴۹۲ فصل فى بيان احكام زلة القارى، طبع لاهور.

وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ میں لام تاکید کے بجائے لائے نفی اور مالُہ کو مالَہ پڑھ دیا

سوال: زید نے عشاء کی نماز کے اندر تین دن میں تین غلطیاں کیں (۱) پارۂ دوم رکوع ۳ر میں آیت ولنبلونکم بشیٔ من الخوف الخ. میں لام تاکید کی جگہ لائے نفی پڑھ دیا جس کی وجہ سے معنٰی بالکل الٹ گئے سورۂ تبت یدا میں مااغنی عنه ماله بضم اللام کے بجائے بفتح اللام پڑھ دیا۔ پارہ ۲۷ر سورۂ رحمٰن میں خلق الانسان من صلصال الخ. کے بعد آیت رب المشرقین ورب المغربین کو پڑھنا چاہئے تھا لیکن ثانی آیت چھوڑ کر آگے والی آیت یخرج منهما اللؤلؤ پڑھ دیا۔ اس کے بعد رب المشرقین کو پڑھا ہے ان تینوں صورتوں میں کون سی حالتوں میں نماز ہوئی اور کونسی صورت میں فاسد ہوئی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

بعض علاقوں میں لوگ فتحہ کو کچھ کھینچ کر ہی پڑھتے ہیں۔ یہ غلطی ان سے غیر شعوری طور پر ہو ہی جاتی ہے جس کی وجہ سے سننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ لام تاکید کی جگہ لائے نفی پڑھا گیا ہے۔ غلبۂ جہل کی وجہ سے متأخرین ایسی صورت میں نماز کے فساد کا حکم نہیں لگاتے[1]۔

سورۂ تبت میں جو حرکت لام کی غلطی ہوئی اس سے معنی فاسد نہیں ہوئے[2] سورۂ رحمٰن میں جو

---

[1] وفی الظهیریة : والمتاخرون من أصحابنا یقولون الخطأ فی الاعراب لاتفسد صلاته وعلیه الفتویٰ (تاتارخانیه ص ۴۹۵ ج ۱ الفصل العاشر فی اللحن فی الاعراب فصل فی القراءة شامی کراچی ۶۳۱ ج ۱ باب ما یفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القاری هندیه کوئٹه ص ۸۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری.

[2] والحاصل أن مذهب المتاخرین عدم الافساد بالخطاء فی الاعراب وهو اوسع ومذهب المتقدمین أنه إن کان فاحشاً مما اعتقاده کفر یفسد وهو الاحوط (حلبی کبیر ص ۴۸۴ فصل فی بیان احکام زلة القاری طبع لاهور، شامی کراچی ص ۶۳۱ باب ما یفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القاری، هندیه کوئٹه ص ۸۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة الفصل الخامس فی زلة القاری.

آیت کی تقدیم وتاخیر ہوئی اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوئی[۱]۔ تاہم امام صاحب کو پوری احتیاط سے نماز پڑھانے کی ضرورت ہے۔ چند سورتیں خوب صحیح یاد کرلیں، ان کو ہی پڑھا کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۱/ ۹۵ھ

ایک اعرابی غلطی سے نماز کا حکم

سوال: امام صاحب نے نمازِ جمعہ میں سورہ دہر پڑھی۔ اس میں ''مــــذکـــو راً'' کی جگہ ''مـذکور'' اور ''کـفوراً'' کی جگہ ''کـفور'' پڑھا۔ یعنی راء کو ساکن کر کے پڑھا۔ ایک مقتدی نے لقمہ بھی دیا۔ لیکن امام صاحب نے لقمہ نہیں لیا۔ اب عرض ہے کہ نماز درست ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس اعرابی غلطی سے معنٰی نہیں بگڑے اس لئے نماز فاسد نہیں ہوئی[۲] لقمہ دینے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ جس نے لقمہ دیا اسکی نماز بھی فاسد نہیں ہوئی۔ والبسط فی الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح[۳] ص۱۸۶۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۸۵ھ

۱؎ والثانی ان یقدم جملة علی جملة و یفهم بالتقدیم مایفهم بالتأخیر نحو ان یقرأ ''یوم تسود وجوه وتبیض وجوه الخ. لاتفسد صلاته (تاتارخانیہ ص۴۸۸ ج۱ الفصل الثانی فی الفرائض، نوع آخر فی زلة القاری، الفصل السابع فی الخطأ فی التقدیم والتاخیر، محیط برهانی ص۷۳ ج۲ کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی الفرائض، نوع آخر فی زلة القاری، الفصل السابع فی الخطاء فی التقدیم والتاخیر، طبع مجلس علمی ڈابھیل گجرات، شامی کراچی ص ۶۳۱ ج ۱، باب ما یفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القاری.

۲؎ الاولی الخطاء فی الاعراب ویدخل فیه تخفیف المشدد وعکسه وقصر الممدود وعکسه وفک المدغم وعکسه فان لم یتغیر به المعنی لا تفسد به صلاته بالاجماع (الطحطاوی علی المراقی الفلاح ص۲۷۶ مصری باب مایفسد الصلوٰة، شامی کراچی ص۶۳۱ ج۱ باب ما یفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القاری، هندیه کوئٹه ص۸۱ ج۱ الباب الرابع فی صفة الصلاة، الفصل الخامس فی زلة القاری. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

خطاء فاحش سے فساد نماز

سوال: حافظ اگر غلط پڑھ کر نماز ختم کردے اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر ایسی غلطی کی جس سے معنٰی میں تغیر فاحش ہوگیا اور کسی قاعدہ عربیہ سے معنی کی تصحیح نہیں ہوسکتی تو نماز فاسد ہوگئی اعادہ لازم ہے وان غیر المعنٰی تغیراً فاحشاً بان قرأو عصیٰ اٰدم ربہ فغوی بنصب میم اٰدم ورفع باء ربہ الیٰ ان قال وماشبہ ذٰلک لوتعمد بہ یکفر اذا قرأ خطأ فسدت صلوتہ الخ. قاضی خان[1] ص۱۶۸ ج۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن صحیح: عبداللطیف ۱۷ محرم الحرام ۵۱ھ

نماز میں معروف کو مجہول پڑھنا

سوال: اگر کسی نے نماز کے اندر بجائے معروف کے مجہول پڑھا دیا یعنی سورۂ والعٰدیٰت کے

(گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) [3] ویفسدھا فتحہ أی المصلی علی غیر امامہ وفتحہ علی امامہ جائز (مراقی) ویکرہ للمقتدی أن یعجل بالفتح لان الامام ربما یتذکر فیکون التلقین من غیر حاجۃ ویکرہ للامام أن یلجئہم إلیہ بان یقف ساکتا بعد الحصر أو یکرر الایۃ بل ینتقل غلی آیۃ أخریٰ أو یرکع إن قرأ القدر المستحب وقیل قدر الفرض والاوھو الظاھر طحطاوی علی المراقی ص ۱۷۲ باب ما یفسد الصلاۃ، طبع مصر، الدر مع الشامی کراچی ص۶۲۲ ج ۱ باب ما یفسد الصلاۃ، مطلب المواضع التی لا یجب فیھا رد السلام.

(صفحہ ہٰذا) [1] قاضی خان علی ھامش الھندیۃ کوئٹہ، ص ۱۳۹ ج ۱ فصل فی قراءۃ القرآن خطأ وفی الاحکام المتعلقۃبالقراءۃ، عالمگیری کوئٹہ ص ۸۱ ج ۱ الفصل الخامس فی زلۃ القاری ومنھا اللحن فی الإعراب، طحطاوی علی المراقی ص۲۷۷، تکمیل زلۃ القاری، قبیل فصل فیما لا یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصری، در مختار مع الشامی کراچی ص ۶۳۰ ج ۱ قبیل مطلب مسائل زلۃ القاری باب ما یفسد الصلوۃ.

اندر اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَافِی الْقُبُوْرِ وَحُصِّلَ مَافِی الصُّدُوْرِ اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر آیت مذکورہ کے اندر جو لفظ یَعْلَمُ معروف کیساتھ ہے اسکو یُعْلَمُ مجہول کے ساتھ پڑھا دیا۔ آیا اسکی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس صورت مذکورہ میں نماز درست ہوگئی لیکن ہر معروف کو مجہول پڑھنے کا یہ حکم نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ۔ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٩/٣/ ٥٦ھ

صحیح: عبد الطیف الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

قراءت میں صیغہ واحد مؤنّث کی جگہ صیغہ واحد متکلم کا پڑھنا

سوال: امام نے فجر میں یوم نقول لجھنم ھل امتلأت کی جگہ ھَلْ امتلأتُ پڑھ دیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

قرأت نماز میں اگر کوئی لفظ غلط زبان سے نکل گیا تو نماز کو فساد سے بچانے کے لئے فقہاء دور دراز کی تاویل سے بھی کام لے کر جوازِ نماز کا حکم فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ زلۃ القاری کے مسائل عالمگیری، بزازیہ، خانیہ، کبیری وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ صورتِ مسئولہ میں خطاب

---

[1] اذا لحن فی الاعراب لحناً اما ان لایغیر المعنیٰ لاتفسد الصلوٰۃ بالاجماع واما ان تغیر المعنیٰ تفسد صلاتہ تاتارخانیہ (ص٤٩٣ ج١ و ٤٩٤ الفصل العاشر فی اللحن فی الاعراب فصل فی القراءۃ)، فتاویٰ عالمگیری ص ٨١ ج١ الفصل الخامس فی زلۃ القاری، ومنھا اللحن فی الاعراب مطبوعہ کوئٹہ، طحطاوی ص٢٦٧ زلۃ القاری قبیل فصل فیما لایفسد الصلاۃ، مطبوعہ مصری.

جہنم کو ہے اور صیغہ واحد مؤنث کا ہے۔ پڑھنے میں غلطی یہ ہوئی کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہو گیا۔ اگر امام ابو یوسفؒ کے اصول کہ (خطاءِ اعراب مفسدِ صلوٰۃ نہیں) سے صرفِ نظر بھی کر لیا جائے تب بھی ایک تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ جہنم مظہر غضب ہے۔ جتنا غضب الٰہی شدید ہوتا ہے اسی قدر جہنم پر اثر ہوتا ہے۔ ھل امتلاتُ کا مطلب یہ ہوگا کہ ھل امتلاتُ غضباً. یعنی کیا میرا غضب شدید ہو گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں تجھ کو بھر جانا چاہئے، تو کیا تو بھر گئی۔ یہ مطلب مقصدِ قرآن کے خلاف نہیں۔ اس لئے فسادِ نماز کا حکم نہیں دیا جائے مگر قصداً اس طرح پڑھنے کی ہر گز اجازت نہیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ٧/١/ ٨٨ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دار العلوم دیو بند

اُولٰئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ کی جگہ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ الخ پڑھنا

سوال: امر ذیل دریافت طلب ہے کہ ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے اور اول رکعت میں سورۂ البینہ کے پہلے حصہ کو اولٰئک هم شر البریہ تک صحیح پڑھتا ہے اور دوسری رکعت میں باقی حصہ سورۂ مذکورہ کا سمجھ کر اس طرح پڑھ جاتا ہے ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحت لهم جنّٰت تجری من تحتها الانهار خلدین فها ابدا رضی الله عنهم ورضوا عنه ذٰلک لمن خشی ربه اور باقی نماز حسب ضرورت پوری کر کے سلام پھیر لیتا ہے اور کسی نمازی نے کوئی اعتراض بھی نہیں کیا اور خود پڑھانے والا بھی شک ہی میں ہے کہ اگر یہ غلطی اس طرح ہوتی تو اعتراض ضرور ہوتا ایسی حالت میں نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں اگر نہیں تو کیا چارۂ کار ہے؟

---

[1] اما الخطاء فی الاعراب اذا لم یغیر المعنیٰ لاتفسد الصلوٰة عند الکل ......لان الخطأ فی الاعراب مما لایمکن الاحتراز عنه فیعذر (خانیه ص ١٣٩ ج ١ فصل فی قراء ة القراٰن خطاء وفی الاحکام المتعلقة بالقراء ة)، عالمگیری ص ٨١ ج ١ الفصل الخامس فی زلة القاری ومنها اللحن الخ مطبوعه کوئٹه، حلبی کبیری ص ٤٧٦ فصل فی بیان احکام زلة القاری مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، بزازیه علی الهندیه ص ٤٥ ج ٤ کتاب الصلوة الثانی عشر فی زلة القاری.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس طرح پڑھنے سے معنیٰ نہیں بگڑے لہٰذا نماز خراب نہیں ہوئی بلکہ صحیح ہوگئی[۱] ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھنا افضل ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

غیر المغضوب علیھم میں تغیر کرنا

سوال: سورۂ فاتحہ میں اگر غیر المغضوب کے بجائے امام غلطی سے ضیر المغضوب پڑھ جائے بجائے (غ) کے (ض) پڑھے اور یہ امام صاحب عادی ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں غ کو ض پڑھتے ہیں تو کیا نماز ہوتی ہے یا کہ نہیں دوسری جگہوں میں غ کو غ ہی پڑھتے ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

قصداً ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے اس سے نماز فاسد ہوجائیگی[۳] لیکن امید ہے کہ سننے والے اس کو ض سمجھتے ہونگے وہ تو اس کو غ ہی پڑھتے ہوں گے ورنہ قرآن پاک میں غ موجود ہوتے ہوئے اس کو قصداً ض پڑھنے کی جرأت کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۳/ ۸۷ھ

---

[۱] لم تفسد مالم يتغير المعنى (درمختار نعمانيه ص۴۲۵ ج۱ شامی کراچی ص۶۳۳ ج۱ باب زلة القارى، طحطاوى ص۲۶۷ زلة القارى قبيل فصل فيما لايفسد الصلاة، مطبوعه مصرى، عالمگيرى ص۸۰ ج۱ الباب الرابع فى صفة الصلاة الفصل الخامس فى زلة القارى مطبوعه كوئٹه.

[۲] (قوله سورة) اشار الى ان الافضل قراءة سورة واحده الخ (درمختار زكريا ص۱۹۴ ج۲ باب صفة الصلاة. مطلب قراءة البسلمة بين الفاتحة والسورة) تاتارخانية ص۴۵۱ ج۱ كتاب الصلوة، نوع آخر الأفضل أن يقرأ فى كل ركعة الخ مطبوعه كراچى.

[۳] ان ذكر حرفا مكان حرف الى قوله. وان غير المعنى فان أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة تفسد صلاته عند الكل: (عالمگيرى ص۷۹ ج۱ الفصل الخامس فى زلة القارى)، حلبى كبيرى ص۴۷۶ فصل فى بيان زلة القارى، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، طحطاوى ص۲۷۶ زلة القارى قبيل فصل فيما لا يفسد الصلوة مطبوعه مصرى.

جو امام مستقیم کی جگہ مستخیم پڑھے اس کی امامت؟

سوال: ایک امام صاحب مستقیم کی جگہ مستخیم پڑھتے ہیں تو نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) وہ کہتے ہیں کہ ق اور خ میں کوئی فرق نہیں۔

(۳) اور بچوں کو بھی مستخیم ہی پڑھاتے ہیں تو ان کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

امام کا مستقیم کی جگہ قصداً مستخیم پڑھنا غلط اور ناجائز ہے[1]۔

(۲) ق اور خ دو جداگانہ حروف ہیں دونوں کا مخرج الگ الگ ہے صفات میں بھی نمایاں فرق ہے مثلاً ق میں مجہورہ ہے اور خ میں مہموسہ ہے ق میں قلقلہ ہے خ میں نہیں ق میں شدیدہ ہے۔ خ میں رخوہ ہے۔

(۳) یہ ان کو غلط پڑھاتے ہیں جو شخص ق کو صحیح ادا کرنے پر قدرت رکھتے ہوئے بالقصد اس کو خ پڑھتا ہے اس کو امام نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۹/۱۱/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دار العلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۸۸ھ

غلط پڑھنے کے بعد اس کا اعادہ

سوال: اگر امام پہلی رکعت میں کسی آیت کی تلاوت اس طرح کرے کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن دوسری رکعت میں اس کی تصحیح کرے تو ایسی صورت میں نماز فاسد رہے گی یا اس

[1] ان ذکر حرفا مکان حرف الی قوله وان غیر المعنی فان أمکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد صلاته عند الکل (عالمگیری ص ۷۹ ج ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری) المحیط البرهانی ص ٦۲ ج ۲ نوع آخر فی زلة القاری، الفصل الاول فی ذکر حرف مکان حرف الخ مطبوعه ڈابهیل، نور الایضاح ص ۱۰۴ باب زلة القاری مطبوعه امدادیه دیوبند.

کا فساد جاتا رہے گا اور نماز درست ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

فاسد ہی رہے گی۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

غلط پڑھ کر دوبارہ صحیح پڑھ دینا

سوال: امام نے جمعہ کی فرض نماز میں قراءۃ میں۔ اِنَّ الابرار لفی نعیم کی جگہ ان الابرار لفی جحیم پڑھا۔ مگر پھر دوبارہ لوٹا کر صحیح پڑھ لیا تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں اور اعادہ کی ضرورت تو نہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

وان تغیر المعنٰی بان قرأ ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم او قرأ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئک ھم شر البریّة او قرأ وجوہ یومئذ علیھا غبرۃ اولٰئک ھم المؤمنون حقا تفسد صلوٰتہ لانہ اخبر بخلاف ما اخبر اللّٰہ تعالیٰ بہ وقال بعضھم لاتفسد صلوٰتہ لعموم البلوی والاول اصح اھ فتاویٰ قاضی خان[۲] ص۱۵۳ ج۱

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اصح قول کی بناء پر ایسی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جب فاسد ہوگئی تو دوبارہ لوٹا کر صحیح پڑھنے سے درست نہ ہوگی۔ لہٰذا اس نماز کا اعادہ کرنا چاہئے اور چوں

---

[۱] وإن لَحَنَ القاری واصلح بعدَہٗ. إذا غیر المعنٰی الفساد مقرَّرٌ، إذا لحن المصلی فی قراءته لحناً یغیر المعنی کفتح لام الضالین لا تجوز صلاته، وإن أعادھا بعد ذلک علی الصواب، شرح ابن وھبان ص۴۵ ج۱ فصل من کتاب الصلوۃ، مطبوعه الوقف المدنی دیوبند، الفتاوی الکاملیة فی الحوادث الطرابلسیة ص۱۳.

[۲] خانیه علی ھامش الھندیة ص۱۵۳ ج۱ فصل فی قراءۃ القرآن خطأً وفی الاحکام المتعلقة بالقراءۃ مصری، عالمگیری ص۸۰ ج۱ الفصل الخامس زلة القاری مطبوعه کوئٹه.

کہ یہ نماز جمعہ کی ہے اس لئے بجائے جمعہ کے اس روز کی ظہر کی نماز قضاء پڑھی جائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲۹/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ یکم ربیع الاول ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف یکم ربیع الاول ۵۹ھ

للیسریٰ کی جگہ للعسریٰ پڑھنے کے بعد صحیح پڑھنا

سوال: اگر امام نماز فرض میں غلط آیت پڑھ دے پھر صحیح کر کے لوٹالے تو کیا نماز درست ہوجائے گی؟ مثلاً پہلے وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْریٰ غلطی سے پڑھ دیا پھر لوٹا کر فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْریٰ پڑھ دیا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس لوٹانے سے یہ نماز درست نہ ہوگی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قراءت میں غلطی کے بعد اس کو صحیح پڑھنے سے نماز کا حکم

سوال: نماز میں کس طرح کی غلطی سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اگر معنٰی بدل گئے پھر صحیح

---

[1] وكذا اهل مصر فاتتهم الجمعة فانهم يصلون الظهر بغير اذان ولا اقامة ولا جماعة (درمختار نعمانيه ص ۵۴۹ ج ۱) باب الجمعة. مطلب فى شرط وجوب الجمعة، خانيه على الهندية ص۱۷۷ ج ۱ باب صلاة الجمعة، مطبوعه كوئٹه. المحيط البرهانى ص۴۷۳ ج۲ الفصل الخامس والعشرون صلاة الجمعة نوع آخر فى الرجل يصلى الظهر الخ مطبوعه ڈابهيل.

[2] إذا لحن المصلى فى قراء ته لحناً يغير المعنىٰ كفتح لام الضالين لا تجوز صلاته، وإن أعادها بعد ذلک على الصواب، شرح منظومه ابن وهبان ص۴۵ ج ۱ فصل من كتاب الصلاة، الاولٰى اللحن الذى يغير المعنٰى يفسد الصلاة، مطبوعه الوقف المدنى الخيرى ديوبند، الفتاوى الكاملية فى الحوادث الطرابلسية ص۱۳.

کر کے اعادہ کرلیا تو اس طرح سے نماز صحیح ہوگئی۔ کبھی وسط جملہ میں سانس ٹوٹ جاتا ہے اس سے کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اور تشہد وغیرہ اور قراءت میں کچھ فرق ہے یا ایک حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جو غلطی منافی صلوٰۃ ہے اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اگر معنیٰ بگڑنے سے نماز فاسد ہوگئی تھی تو اس لفظ کا صحیح طور پر اعادہ کرنے سے نماز صحیح نہیں ہوئی بلکہ نماز کا اعادہ ضروری ہوگا[1]۔ البتہ عالمگیری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز صحیح ہوجائے گی[2]۔ ہمارے[3] اکابر اس کو نفل وتر وا تیح وغیرہ پر حمل کرتے ہیں۔ وسطِ کلمہ پر سانس توڑنے سے خواہ تشہد وغیرہ میں معنی صحیح رہیں یا بگڑیں سب کا ایک حکم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

فرض نماز میں اگر غلطی فاحش کی تو اصلاح سے بھی نماز نہ ہوگی

سوال: ایک امام صاحب نے فجر کی نماز میں درمیانِ قراءت پارہ ۲۴/ او تقول حین تری العذاب لو ان لی کرۃ فاکون من المحسنین. اس آیت میں فاکون من الخاسرین پڑھا۔ اور پھر خود ہی فاکون مِنَ المحسنین. پڑھ لیا۔ اسی رکعت میں آگے چل کر بل اللّٰہ فاعبدو کن من الشاکرین اس آیت میں و کن من الخاسرین پڑھ دیا۔ مقتدی نے لقمہ دیا اور اس کو امام نے

[1] (سئلت) عمن لحن فی الصلاۃ لحناً یغیر المعنی ثم اعادھا لحن فیہ صحیحاً ھل تفسد صلاتہ (فالجواب) ان صلاتہ تفسد بذٰلک و ان اعاد و قد اشار الی ذلک صاحب الوھبانیۃ و ان لحن القاری و اصلح بعدہ اذا غیر المعنی الفساد مقرر قال شارحھا الشرنبلالی صورتھا المصلی اذا لحن فی قراء تہ لحنا یغیر المعنی کفتح لام الضالین لاتجوز صلاتہ و ان اعادھا بعد ذلک علی الصواب ا ھ (الفتاویٰ الکاملیۃ فی الحوادث الطرابلسیۃ ص ۱۳) شرح منظومہ ابن وھبان ص ۴۵ ج ۱ فصل من کتاب الصلاۃ، الاولی اللحن الذی یغیر المعنی یفسد الصلاۃ، مطبوعہ الوقف المدنی الخیری دیوبند.

[2] ذکر فی الفوائد لو قرأ فی الصلاۃ بخطأ فاحش ثم، رجع وقرأ صحیحاً قال عندی صلاتہ جائزۃ (الھندیۃ ص ۸۲ ج ۱) الفصل الخامس فی زلۃ القاری مطبوعہ مصر

وکن من الشاکرین پڑھ کر اصلاح کرلی۔ آیا ان اغلاط کی تصحیح کرنے پر نماز ہوگئی یا نہیں؟ نماز کے اندر غلطی فاحش سے مراد کونسی غلطی ہے جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگر قراءۃ کے اندر غلطی فاحش ہوگئی۔ خواہ اس کی اصلاح بھی کرلی گئی ہو از خود یا بتلانے سے تو نماز فاسد ہوگئی اور حضرت مولانا تھانویؒ کا حوالہ دیتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تراویح کے اندر اگر قراءۃ میں غلطی فاحش ہوگئی تو تصحیح ہوجانے پر گنجائش ہے۔ لیکن فرض نماز میں اگر اصلاح بھی کرلی ہو تو گنجائش نہیں اور درمختار کی اس عبارت کا حوالہ دیتے ہیں۔ کما لو بدل کلمة بکلمة وغیره المعنی الیٰ آخره. درمختار ص٣٣٢ ج ا براہِ کرم اس عبارت کا مطالعہ فرما کر مدلل بحوالہ کتاب جواب ارسال فرماویں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

غلطی فاحش وہ ہے جس سے معنیٰ بگڑ جائیں مقصودِ قرآن کے خلاف ہوجائیں جیسا کہ صورتِ مسئولہ میں ہے، ایسی غلطی سے فرض نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اصلاح کرلینے پر بھی درست نہیں ہوگی۔ کذا فی منظومة ابن وهبان وان لحن القاری واصلح بعده اذا غیر المعنی الفساد مقرر[1]. ایسی نماز کو دوبارہ پڑھا جائے۔ تراویح میں ختم قرآن کریم مقصود ہوتا ہے اس میں ایسی غلطی کا ہوجانا نادر نہیں۔ اسلئے وہاں توسع ہے۔ یہی محمل ہے فتاویٰ درمختار کی عبارت کا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١١/٥/ ٩١ھ

غلطی فاحش سے مراد؟

سوال: امام نے سورہ انفطار پڑھی الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیْ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ کے بعد کَلاَّ بَلاَّ. پھر معاً امام کو احساس ہوا اور بغیر اس لفظ کی تصحیح کے بقدر تین سکنڈ

[1] الفتاویٰ الکاملیة فی الحوادث الطرابلسیة ص ١٣ شرح منظومه ابن وهبان ص ٤٥ ج ١ فصل من کتاب الصلاة، الاولی اللحن الذی یغیر المعنی یفسد الصلاة، مطبوعه الوقف المدنی الخیری دیوبند.

کے بعد بل تکذبون بالدین پڑھ کر رکوع کردیا۔اب سوال یہ ہے کہ یہ آیت تلاوت میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو نماز ہوئی یا نہیں؟ مع حوالہ جواب سے مستفیض فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

فِیۡ اَیِّ صُوۡرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ کَلَّا بَلۡ پڑھ کر یعنی غلطی سے لفظ بَلاَّ زائد پڑھ کر غلطی کا احساس ہوا اور بغیر اس لفظ کی تصحیح کئے تقریباً تین سکنڈ کے بعد بل تکذبون بالدین پڑھ کر نماز پوری کردی، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ فساد کا مدار معنیٰ بگڑنے پر ہے۔ یہاں یہ بات نہیں ہوئی لفظ بَلاَّ لفظ کَلاَّ کی تاکید بن جائے گا اور معنیٰ درست ہوجائیں گے[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۴/ ۹۱ھ

اگر امام کی غلطی پر دو گواہ ہوں

سوال: ایک روز نماز فجر میں متشابہ لگا۔ایک جگہ اَھَانَنِ ہے اور دوسری جگہ اَکۡرَمَنِ ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے ٹھیک پڑھا۔مگر ہمارے دو مقتدی رمضانی اور حافظ عبدالحمید صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں جگہ ''اھانن'' پڑھا ہے۔تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر امام کو پختہ یقین نہیں بلکہ شک ہے اور دو معتبر مقتدی کہتے ہیں کہ غلط پڑھا ہے، تو ان دونوں کا قول معتبر مانتے ہوئے نماز کو لوٹانا چاہئے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/ ۸۹ھ

---

[1] ولو زاد كلمة او نقص كلمة أو نقص حرفاً او قدمه أو بدله بآخر ......لم تفسد ما لم يتغير المعنى الخ شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ مطلب مسائل زلة القاری، نور الایضاح ص۱۰۵ باب زلة القاری، مطبوعه امدادیه دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۸۰ ج ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری.

[2] ......ولو اخبره عدل بعد السلام انه نقض ركعة وعندالمصلی انه اتم لا يلتفت الى اخباره وإن اخبره عدلان لایعتبر شكه وعليه الاخذ بقولهما. (طحطاوی علی المراقی ص ۲۸۷ مصری فصل فی الشک فی الصلاة والطهارة) المحيط البرهانی ص ۳۴۳ ج ۲ الفصل الثامن عشر الشک فی مقدار ما صلی، (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

ضاد کا مخرج

سوال: نماز میں لفظ ض کو کس طرح ادا کیا جائے۔ بعض لوگ اس کے اصل مخرج سے واقف نہ ہوتے ہوئے کبھی ظ پڑھ دیتے ہیں کبھی ز کبھی ذ، کبھی د، اصل مخرج اس لفظ کا کیا ہے۔ نماز اس طرح پڑھنے سے ادا ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ض مستقلاً حرف ہے اس کا مخرج حافۂ لسان اوراضراس علیا ہے[1] اس کی صفات مستقل ہیں۔ مجہورہ مستطیلہ رخوہ اس کو ادا کرنا تمام حروف سے زیادہ مشکل ہے[2] اس کے لئے بڑی مشق کی ضرورت ہے۔ کوشش یہ کی جائے کہ اپنے اصل مخرج سے اپنی پوری صفات کے ساتھ ادا ہو اور ممیّز ہو جائے قصداً اس کو دال یا زا یا ظ نہ پڑھے۔ کوشش کے باوجود جس طرح بھی ادا ہوگا نماز درست ہو جائے گی۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) مسائل الإختلاف الواقع بين الإمام والقوم، مطبوعه ڈابھیل، عالمگیری ص ٩٣ ج ١ الباب الخامس، ومما يتصل بذلک مسائل الاختلاف بين الامام والمأموم الخ مطبوعه كوئٹه.

[1] فمن حافة اللسان من اقصاها الٰی ما يلی الاضراس. الضاد– المحيط البرهانی ص ٥٩ ج ٢ الفصل الثانی فی الفرائض الخ نوع آخر فی زلة القاری مطبوعه ڈابھیل. الفوائد التجويدية فی شرح المقدمة الجزرية ص ٢٣ مطبوعه المدنية المنورة.

[2] تخرج الضاد من المخرج الرابع من مخارج اللسان وهو حرف مجهور رخو مستعمل مطبق مصمت مستطيل قوی، وقد اتفقت كلمة العلماء فيما رأيت علی أنه أعسر الحروف علی اللسان وليس فيها ما يصعب عليه مثله، الفوائد التجويدية ص ٩٦ فصل فی ذكر الحروف الهجائية بالتفصيل الخ مطبوعه المدينة المنورة، فوائد مكية ص ١٠ چوتھی فصل حرف کی صفات لازمہ کے بیان میں مطبوعہ دیوبند۔

[3] اذا ذكر حرفاً مكان حرف ان امكن الفصل بينهما بلامشقة تفسد والا يمكن الا بمشقة كالطاء مع الضاء الخ. (الشامی نعمانيه ملخصاً ٤٢٥ ج ١) شامی كراچی ص ٦٣١ ج ١ زلة القاری ولو قرأ الظالين بالظاء مكان الضاد او بالذال لاتفسد صلاته ولو قرأ الدالين تفسد الخ (التاتارخانيه ص ٤٦٥ ج ١) حلبی كبيری ص ٤٩٢ باب زلة القاری، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. المحيط البرهانی ص ٦١ ج ٢ الفصل الثانی فی فرائض الصلاة الخ نوع آخر فی زلة القاری مطبوعه ڈابھیل.

ضاد کو ذال وغیرہ پڑھنے کا حکم

سوال: اگر کوئی امام ضاد کی ادائیگی مخرج سے نہ کرسکے تو وہ کس کے مشابہ اس کو ادا کرے آیا ذاؔل کے یا داؔل کے یا ظاؔ کے ہرایک کے جواز وعدم جواز کی دلیل کہ اگر ذاؔل کے ساتھ مثلاً ناجائز ہے تو کیوں۔ اور دوسرے کے ساتھ کیوں جائز ہے اور نماز کن کن صورتوں میں فاسد ہوگی اور کن کن میں نہیں فاسد ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

''ضــــاد'' مستقل حرف ہے اس کو کسی دوسرے حرف کے مشابہ قصداً نہیں پڑھنا چاہئے ''ظ'' کے ساتھ صفات میں زیادہ اشتراک ہے نماز کی صحت وفساد معنی کی صحت وفساد اور قدرت ادا پر موقوف ہے[١]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ضؔ کو بلفظ د پڑھنا

سوال: نماز میں وَلَا الضآلِّین کو بلفظ دال پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص ضؔ کو صحیح ادا کرنے پر قادر ہوکر اس جگہ دؔ پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی[٢]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[١] ولو قرأ الظالين بالظاء مكان الضاد او بالذال لاتفسد صلاته ولوقرأ الدالين تفسد الخ. (التاتارخانيه ص ٤٦٥ ج ١ الفصل الاول فى ذكر حرف مكان حرف فصل فى القراءة) كبيرى ص ٤٩٢ ج ١ لاهور (تنبيه) فصل فى بيان احكام زلة القارى. الشامی نعمانیہ ملاحظہ ہو ص ٤٢٥ ج ١، شامى كراچى ص ٦٣٢ ج ١ زلة القارى.

[٢] اذا ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى ان امكن الفصل بينهما بلامشقة تفسد والا يمكن الا بمشقة لا تفسد الخ. (الشامى نعمانيه ص ٤٢٥ ج ١ شامى كراچى ص ٦٣٣ ج ١ زلة القارى (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

سورہ جمعہ میں ایک غلطی پڑھی گئی

سوال: امام صاحب نے درحالت صلوٰۃ سورہ جمعہ کا آخری رکوع تلاوت فرمایا۔ واذا رأوُ تجارۃً اَوْ لَهْوَنِ انْفَضُّوا کے بجائے انفض کہہ پائے تھے کہ سانس بھرآئی اور انفضوا کو پورا نہ کرسکے پھر جب قراءت شروع کیا تو بجائے انفضوا کے فضوا پڑھا۔ کیا ایسی صورت میں نماز درست ہوگئی۔ اگر نہیں تو ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟ ایسے ہی التکاثر پورا نہیں کیا بلکہ الھکم التکاثر کہہ کر سانس توڑی یا نہیں توڑی۔ مگر کچھ اس طرح الگ الگ پڑھا جس سے دھوکہ ہونے لگا، تو اس طرح نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس طرح نہیں پڑھنا چاہئے تاہم نماز ہوگئی اعادہ واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سورہ لہب میں مَالُهٗ کی جگہ مَالَهٗ پڑھا

سوال: ایک شخص نے مغرب کی نماز میں سورہ لہب پڑھا اور مَالُهٗ کی جگہ سہواً مَالَهٗ پڑھ دیا تو کیا نماز ہوجائے گی یا نماز کا لوٹانا ضروری ہے؟

(*صفحہ گذشتہ کا حاشیہ*) ولو قرأ الظالين بالظاء مكان الضاد او بالذال لاتفسد صلاته ولو قرأ الدالين تفسد الخ. (التاتارخانيه ص٤٦٥ ج١ الفصل الاول فى ذكر حرف مكان حرف، مطبوعه پاكستان قاضيخان على الهندية كوئٹه ص١٤٣ ج١ فى قراءة القرآن خطأً الخ. المحيط البرهانى ص ٦١-٦٣ ج٢ الفصل الثانى فى فرائض الوضوء الخ نوع آخر فى زلة القارى. الفصل الاول فى ذكر حرف مكان حرف الخ مطبوعه ڈابهيل.

[1] اذا وقف فى غير موضع الوقف أو ابتدأ من غير موضع الابتداء فانه علىٰ وجهين الاول أن لا يتغير به المعنى تغير فاحشا لكن الوقف والابتدا قبيح الىٰ قوله لا تفسد صلاته اجماعاً الخ المحيط البرهانى ص٧٤ ج٢ الفصل الثانى فى الفرائض. نوع آخر فى زلة القارى الفصل الثامن فى الوقف الخ مطبوعه ڈابهيل، عالمگيرى كوئٹه ص ٨١ ج١ الفصل الخامس فى زلة القارى، خانية ص١٥٤ ج١ فصل فى قراءة القرآن خطأ الخ مطبوعه كوئٹه، تاتارخانية ص ٤٨٩ ج١ الفصل الثامن فى الوقف والوصل والابتداء، مطبوعه كراچى.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اس غلطی کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ معنیٰ نہیں بگڑے۔ صحیح پڑھنے کا خیال رکھا جائے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/ ۹۲ھ

بھول سے آیات چھوٹ جائیں تو نماز کا حکم

سوال: ایک شخص نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت ملاتا ہے اور ایک آیت پڑھنے کے بعد بھول جاتا ہے پھر تین چار آیتیں چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے اس طرح شروع اخیر میں تین یا تین سے زائد آیتیں پڑھیں درمیان میں تین آیتیں بھول گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اگر آیت پر سانس ختم کر کے دوسرے سانس میں تین چار آیت کے بعد پڑھتا ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] إذا لحن في الإعراب لحنا فهو على وجهين إما أنه لا يغير المعنى إلى قوله لا تفسد الصلاة بالاجماع وأما إن غير المعنىٰ الى قوله ففي هذا الوجه اختلف المشائخ الخ محيط برهانى ص ۷۶ ج ۲ الفصل الثانى فى الفرائض، الفصل العاشر فى اللحن والاعراب، مطبوعه ڈابھيل. (الهندية ص ۸۲ ج ۱ مطبوعه بلوچستان. الفصل الخامس فى زلة القارى، الباب الرابع فى صفة الصلوٰة، حلبى كبيرى ص ۴۷۶ مطبوعه لاهور، فصل فى بيان احكام زلةالقارى، فتاوى قاضيخان على الهندية ص ۱۳۹ ج ۱ فصل فى قراء ة القرآن خطأ الخ مطبوعه كوئٹه.

[2] وكذا الكلام فى الخطاء بذكر كلمة مكان كلمة او آية مكان آية الا انه اذا وقف وقفاً تاما وكان الآية او الكلمة فى القرآن لاتفسد ولو كان مما يكفر معتقده على تقدير الوصل لزوال ذلك المعنى بالفصل، حلبى كبير ص ۴۹۳ (تنبيه) فصل فى بيان احكام زلة القارى، عالمگيرى ص ۸۰ ج ۱ الفصل الخامس فى زلة القارى منها ذكر أية مكان أية مطبوعه كوئٹه، المحيط البرهانى ص ۷۰ ج ۲ الفصل الثانى فى الفرائض الخ الفصل الرابع فى ذكر آية مكان آية، مطبوعه ڈابھيل.

دو آیتیں درمیان سے چھوٹ گئیں

سوال: قال لا تختصموا کے بجائے وما انا بظلام للعبید پڑھتا ہے۔ اس کے بارے میں مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر غلطی سے دو آیتیں چھوٹ گئیں تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دو آیتوں کا چھوٹ جانا

سوال: نماز میں سورہ عَمَّ یتساءَ لُون میں حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا جَزَاءً وِّفَاقًا اِنَّهُمْ كَانُوْا لَایَرْجُوْنَ حِسَاباً کے بعد کی آیتوں کو چھوڑ کر فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَاباً پڑھ دیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ان دونوں غلطیوں سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۶/ ۸۹ھ

---

[1] ولو ذكر آية مكان آية إن وقف وقفاً تاماً ثم ابتدأ باية أخرى أو ببعض آية لا تفسد كما لو قرأ (والعصر إن الانسان) ثم قال (إن الأبرار لفى نعيم)، عالمگيرى ص ۸۰ ج ۱ الفصل الخامس فى زلة القارى ومنها ذكر آية مكان آية، مطبوعه كوئٹه، حلبى كبيرى ص ۴۹۳ مطبوعه لاهور، المحيط البرهانى ص ۷۰ ج ۲ مطبوعه ڈابهيل.

[2] ولو ذكر آية مكان آية إن وقف وقفاً تاماً ثم ابتدأ بآية أخرى أو ببعض آية لا تفسد، عالمگيرى ص ۸۰ ج ۱ الفصل الخامس فى زلة القارى مطبوعه كوئٹه، تاتارخانية ص ۴۸۴ ج ۱ الفصل الرابع فى ذكر آية مكان آية مطبوعه كراچى. المحيط البرهانى ص ۷۰ ج ۱ الفصل الرابع الخ طبع ڈابهيل.

ایک آیت کے چھوٹ جانے سے نماز کا حکم

سوال: ایک امام نے جمعہ کی فرض نماز میں ''عم یتساء لون'' کے رکوع سے یعنی ''ان للمتقین مفازا'' سے قرأت شروع کی اور سورت ختم کر کے رکعت پوری کی مگر سہواً درمیان قراءت ''لایملکون منه'' چھوٹ گیا ایسی صورت میں کوئی خرابی پیدا ہوئی کہ نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس ''لایَمۡلِکُوۡنَ مِنۡهُ'' کے چھوٹ جانے سے معنی ایسے نہیں بگڑے کہ نماز فاسد ہو جائے بلکہ تاویل ممکن ہے جو کہ نماز کو فساد سے بچانے کے لئے کافی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز میں ایک آیت کا چھوٹنا

سوال: فجر میں امام صاحب نے سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ والفجر شروع کی تو پڑھتے پڑھتے ایک آیت واللیل اِذا یسر چھوڑ دی اور آگے پھر سورہ شریف پڑھ لی اس طرح اب نماز سے فارغ ہونے کے بعد کچھ آدمیوں نے جو مقتدی شامل تھے مشکوک حالت میں انفرادی طور پر دوبارہ الگ الگ نماز پڑھی دوسری دفعہ پھر ایسی ہی غلطی ہوئی، والشمس پڑھی لیکن حسب سابق پڑھتے پڑھتے وَالاَرض وما طحٰها چھوڑ دی اور باقی سورہ مکمل کر کے نماز پڑھی اس طرح سہواً یا بوجہ یاد نہ ہونے کے قصداً نماز پڑھانے سے ادا ہو جاتی ہے اور اعراب کی غلطیوں تک کی پرواہ نہیں کرتے جب کہ وہ معنی نہیں جانتے یہ دور افتادہ علاقہ ہے کوئی دینی ادارہ یا مفتی کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ سے رجوع کیا جاتا ہے۔

---

[1] وان کان الحذف لایغیر المعنی لاتفسد صلاته (عالمگیری ص۷۹ ج۱) الفصل الخامس فی زلة القاری تاتارخانية ص۴۸۶ ج۱ کتاب الصلوة الفرائض، الفصل الخامس فی حذف حرف عن کلمة. مطبوعه کراچی.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

ان دونوں جگہ بھول کرامام نے جوآیتیں چھوڑ دی ہیں اس کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی[١]۔ اگر کوئی صحیح العقیدہ مسائل سے واقف امام مل جائے تو وہ بڑی نعمت ہے لیکن جب سارا علاقہ یہی دورافتادہ ہے اور کوئی بھی معنی معانی کا سمجھنے والا نہ ہوتو ان میں سے جو بہتر حالت میں ہو اسی کو امام بنالیا جائے[٢] ایسی حالت میں امام کو چاہئے کہ چند سورتیں صحیح اور پختہ یاد کرے اوران کو ہی نماز میں پڑھا کرے تاکہ غلطی نہ ہو معنٰی بگڑنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس لئے جب تک غلطی کا علم نہ ہوتو کیا حکم لگایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

آیت کا کچھ حصہ حذف کردینے سے نماز کا حکم

سوال: امام صاحب نے سورۂ بینہ میں اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا لصَّالحات کے بعد لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی شروع کردیا اوراسی پر نماز ختم کردی۔ نماز لوٹائی نہیں گئی کیا نماز ہوگئی؟ امام صاحب کا خیال ہے کہ نماز صحیح ہوگئی۔

الجواب: حامداًو مصلیاً!

امام صاحب کا خیال درست ہے، نماز صحیح ہوگئی، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ وان لم یکن (الحذف) علیٰ وجہ الایجاز والترخیم فان کان لایغیر المعنی لایفسد صلوته

---

[١] ولو زاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفا الى قوله لم تفسد ما لم يتغير المعنى الدر المختار على الشامی كراچی ص ٦٣٢ ج ١ مطبوعه زكريا ص ٣٩٥ ج ٢ باب ما يفسد الصلاة، فی زلة القاری عالمگيری ص ٨٠ ج ١ الفصل الخامس فی زلة القاری مطبوعه كوئٹه، تاتارخانية ص ٤٨٤ ج ١ الفصل الرابع مطبوعه كراچی، المحيط البرهانی ص ٧٠ ج ٢ الفصل الرابع فی ذكر آية مكان آية مطبوعه ڈابھیل.

[٢] والاحق بالامامة الأعلم باحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. الدر المختار على الشامی زكريا ص ٢٩٤ شامی كراچی ص ٥٥٧ ج ١ باب الامامة.

[٣] الهنديه ص ٧٩ ج ١ مطبوعه بلوچستان، الفصل الخامس فی زلة القاری. (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

(عالمگیری[۳] ص ۱۴ ج ۱. مطبوعه کانپور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/ ۸۸ھ

سورہ اذا زلزلت میں عکس کر کے پڑھ دیا

سوال: سورہ اذا زلزت میں فمن یعمل مثقال زرۃ خیراً یرہٗ کی جگہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرّاً یرہٗ یا اس کے عکس اگر پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سورہ الطارق کے کچھ اجزا چھوٹ جانے سے نماز کا حکم

سوال: ایک شخص نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اس میں انھوں نے سورہ والطارق پڑھی اس کے اندر دو جگہ پر کچھ بھول گیا۔ پہلی جگہ مما خلق میں عما خلق پڑھا اور سانس کو برابر جاری رکھا اور خلق کو چھوڑ کر من ماءٍ دافق الیٰ والسماء ذات الرجع صحیح پڑھتا چلا گیا۔ پھر انه لقول فصل

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) الباب الرابع فی صفة الصلوٰة، التاتارخانیه ص ۴۸۶ ج ۱ الفصل الخامس فی حذف حرف عن کلمة. مطبوعه ادارة القران والعلوم الاسلامیة کراچی.

[۱] ولو زاد کلمة او نقص کلمة اونقص حرفا او قدمه او بدله باخر الی قوله. لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۴۲۴ ج ۱ شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما یفسد الصلوة مطلب فی مسائل زلة القاری. أحدها أن یقدم جملة علی جملة ویفهم بالتقدیم ما یفهم بالتأخیر نحو أن یقرأ یوم تسود وجوه وتبیض وجوه الی قوله ونحو ذلک لا تفسد صلاته، المحیط البرهانی ص ۴۳ ج ۲ الفصل السابع فی الخطأ فی التقدیم والتأخیر، مطبوعه ڈابھیل، تاتاخانیة ص ۴۸۸ ج ۱ الفصل السابع فی الخطا فی التقدیم والتأخیر مطبوعه کراچی، عالمگیری ص ۸۰ الفصل الخامس فی زلة القاری مطبوعه کوئٹہ.

پڑھتا چلا گیا اور درمیان میں وماھو بالھزل چھوڑ دیا یعنی انہ لقول فصل پر بغیر وقف تام کئے ہوئے انھم یکیدون پڑھا تو کیا ایسی صورت میں نماز دوبارہ ادا کرنا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس صورت میں نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں[١]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٧/١٢/ ٨٦ھ

اَلْحَمْدُوْ لِلّٰہ پڑھنا

سوال: امام نے سورہ فاتحہ میں الحمدُ کے بجائے الحمدُوْ لِلّٰہ پڑھا۔ معنی میں کوئی تبدیلی ہوئی یا نہیں ہوئی؟ نماز میں کوئی فساد لازم آیا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

الحمد کی دال کا پیش کچھ بڑھا دیا یا دال کے بعد فوراً للّٰہ پڑھا تو بھی نماز درست ہوگئی اس سے بھی سجدۂ سہو لازم نہیں[٢]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٩/٥/ ٩٢ھ

سورہ فاتحہ کے بعض الفاظ کو غلط ادا کرنا

سوال: ایک امام رب العالمین کی جگہ راب العالمین، یوم الدین کی جگہ یاوم الدین،

---

[١] لوذکر آیة مکان آیة ان وقف وقفا تاما لاتفسد صلاته (الھندیة ص ٨٠ ج ١ مطبوعه بلوچستان) الفصل الخامس فی زلة القاری، التاتارخانیه ص ٤٨٤ ج ١ الفصل الرابع فی زکر آیة مکان آیة (پاکستان)، المحیط البرھانی ص ٧٠ ج ٢ الفصل الرابع فی ذکر آیة مکان آیة مطبوعه ڈابھیل حلبی کبیری ص ٤٩٣. تنبیه فصل فی بیان احکام زلة القاری مطبوعه لاھور.

[٢] اذا الحن فی الاعراب وھوعلی وجھین اماان لایغیر المعنی الی قوله لو قرأالحمد لله. برفع اللام الاول لاتفسد صلاته (تاتارخانیہ ص ٤٩٣ تا ٤٩٤ ج ١ الفصل العاشر فی اللحن فی الاعراب فصل فی القراءة) خانیة علی الھندیه کوئٹه ص ١٣٩ ج ١ فصل فی قرأة القرآن الخ، المحیط البرھانی ص ٧٦ ج ٢ الفصل الثانی فی الفرائض الفصل العاشر فی اللحن والاعراب مطبوعه ڈابھیل.

مستقیم کی جگہ مستقَیم پڑھے تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر ان الفاظ کو اس طرح پڑھا کہ رَبّ الْعَالَمِیْنَ کی رَاء کو مفخم پڑھا جس سے سننے والے کو اس کے ساتھ الف کا شبہ ہوگیا۔ اور یَـوْمِ الـدِّیْـنِ کے واؤ کو بطریقِ لین پڑھا اور اس کے ماقبل فتحہ کو انفتاحِ فم اور انفتاحِ صوت کے ساتھ پڑھا جس سے شبہ ہوگیا کہ یاوم الدین ہوگیا اور مُسْتَقِیْمَ کے قاف کو صفتِ استعلاء کے ساتھ ادا کیا جس سے شبہ ہوا کہ مُسْتَـقَیْـم پڑھا ہے، تو نماز ادا ہوگئی اور اس کے ساتھ اقتداء بھی درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نستعین میں الف کا اضافہ

سوال: سورۂ فاتحہ میں نستعین کی جگہ "نستاعین"، سورہ والضحیٰ کی آخری آیت "واما بنعمة ربک فحدث" پڑھنے میں "ربک" کے بعد الف کا اضافہ کر دیتے ہیں اور سورہ ماعون میں طَعَامٍ کو طُعَامٍ پڑھنے میں نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ان غلطیوں سے نماز فاسد نہیں ہوتی تاہم اصلاح انکی بھی لازم ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] قرأ مالک یوم الدین بالامالة وماشاکل ذلک لاتفسد صلاته کذا فی المحیط (الهندیة ص ۸۱ ج ۱) الفصل الخامس فی زلة القاری. الباب الرابع فی صفة الصلوٰة، المحیط البرهانی ص۸۷ ج ۲ الفصل الثانی فی الفرائض الخ نوع آخر فی زلة القاری الفصل الثانی عشر الخ مطبوعه ڈابهیل تاتارخانیة ص ۴۹۶ ج ۱ کتاب الصلوة الفرائض. الفصل الثانی عشر فی الإمالة فی غیر موضعها. مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

[2] ان زاد حرفاً فان کان لایغیر المعنی لاتفسد صلاته (الهندیه ص ۷۹ ج ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری)، حلبی کبیری ص ۴۹۲ فصل فی بیان احکام زلة القاری، مطبوعه لاهور. شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما یفسد الصلاة . مطلب فی مسائل زلة القاری.

جمع متکلم کے الف کو گرانا

سوال: اگر قاری نے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ کے بجائے اَنْزَلْنَ پڑھا یعنی جمع متکلم کو جمع مؤنث غائب سے بدل دیا تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جمع متکلم کے اس الف کو اس جگہ گرا دینا درست نہیں، پورا خیال رکھیں۔ لیکن دیگر مقامات پر اجتماع ساکنین کی صورت میں یہ الف گر جاتا ہے۔ جیسے وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْد، نَزَّلْنَا الذِّکْر اس لئے ایسی حالت میں نماز کو فاسد نہیں کہا جائے گا۔ فساد کے بچانے کے لئے اتنا بھی کافی ہے[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/ ۹۱ھ

زیر زبر پیش کی غلطیاں

سوال: یہاں جامع مسجد کے امام صاحب اکثر زبر کی جگہ پیش اور پیش کی جگہ زبر اور زبر کی جگہ زیر پڑھتے رہتے ہیں مثلاً سورۂ حشر میں لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ میں ت کے زبر کی جگہ پیش پڑھتے ہیں جیسا کہ سورۂ زلزال میں اَشْتَاتاً لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ میں اعمالھم کے اندر لام کے زبر کی جگہ پیش پڑھتے ہیں سورہ مزمل میں یوم ترجُفُ الارْضُ کے اندر جیم کے پیش کی جگہ زبر پڑھتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ جو نمازیں اس صریح غلطی کے ساتھ پڑھی گئیں ہیں ان کا کیا حکم ہوگا اگر نمازیں فاسد یا باطل ہو گئیں تو ان کو قضاء پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اگر ضروی ہے تو کس انداز سے قضاء پڑھی جائیں علاوہ ازیں چوں کہ یہ زبر زیر پیش کی غلطیاں بچپن میں پکی ہو چکی ہیں اس لئے ان کی زبان سے ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ خطبہ میں یہ غلطیاں ہوتی ہیں نیز ایسا شخص

---

[1] ولو زاد کلمة او نقص کلمة اونقص حرفا لم تفسد مالم یتغیر المعنی درمختار علی الشامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما یفسد الصلوة مطلب فی مسائل زلة القاری زلةالقاری شامی زکریا ص ۳۹۵ ج ۲، عالمگیری ص ۸۰ ج ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری مطبوعه کوئٹه، حلبی کبیری ص ۴۹۲ فصل فی زلة القاری مطبوعه لاهور.

امامت کا مستحق ہوا یا نہیں؟ براہ کرم مفصل جواب عنایت فرمادیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ان چاروں غلطیوں کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں[1] ان کی توجیہ ہوسکتی ہے نماز کو فساد سے بچانے کے لئے دور کی تاویل وتوجیہ ہی کی جاتی ہے لیکن ان غلطیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاحب ایسی ہی غلطیاں کرتے ہوں گے جن کی توجیہ نہ ہوسکے اس لئے ان کو چاہئے کہ کم ازکم دو چار سورتیں صحیح کر کے کسی واقف کو سنادیں پھر نماز میں وہی سورتیں پڑھا کریں اور خطبہ بھی بہت مختصر صحیح یاد کرلیں یا پھر جو شخص صحیح پڑھتا ہو اور اس میں دوسری صفات امامت کی موجود ہوں اس کو امام بنالیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٣/٢/ ٨٩ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

نون قطنی کے ساتھ نماز

سوال: امام صاحب نے مغرب کی نماز میں سورہ اخلاص کی پہلی آیت کو نون قطنی کے ساتھ دوسری آیت سے ملا کر پڑھا یعنی وصل کیا۔ نماز کے بعد بعض لوگوں نے آپس میں کہا کہ آج امام صاحب نے ایسا کیوں پڑھا؟ بعض لوگوں نے کہا کہ امام صاحب نے صحیح پڑھا۔ کیونکہ امام

---

[1]......وکذا لک الاعراب ولوقرأ النصب مکان الرفع والرفع مکان النصب او الخفض مکان الرفع أو النصب لاتفسد صلاته :(عالمگیری ص ٨٢ ج ١ الفصل الخامس فی زلة القاری)، خانیة علی الھندیة ص ١٣٩ ج ١ فصل فی قرأة القرآن خطأ مطبوعه کوئٹه. المحیط البرھانی ص ٧٦ ج ٢ الفصل الثانی فی الفرائض، الفصل العاشر فی اللحن والاعراب مطبوعه ڈابھیل، حلبی کبیری ص ٤٧٦ فصل فی بیان احکام زلة القاری مطبوعه لاھور.

[2]......والأحق بالامامة تقدیما الاعلم باحکام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه الفواحش الظاھرة، وحفظه قدرفرض وقیل واجب وقیل سنة:(درمختار علی ہامش الشامی ص ٥٥٧ ج ١، باب الامامة) مطبوعه کراچی، طحطاوی مع المراقی ص ٢٤٢ بیان من الأحق بالامامة مطبوعه مصری، النھر الفائق ص ٢٣٩ ج ١ باب الامامة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

صاحب قاری اور مولوی ہیں۔غرض نائب متولی کے پاس یہ بات پہونچی نائب متولی صاحب نے امام صاحب کو اپنے گھر بلا کر کہا کہ آپ اس طرح قرآن شریف کیوں پڑھتے ہیں جو مقتدی کی سمجھ میں نہیں آتا اور گڑبڑ ہوتی ہے امام صاحب نے کہا کہ سورۂ اخلاص کی پہلی آیت کو دوسری آیت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، کیوں کہ یہ قاعدہ کے مطابق ہے۔ پھر بعض لوگوں نے متولی صاحب سے کہا کہ آپ اس کا فتویٰ منگائیے۔ متولی صاحب نے کہا کہ فتویٰ کی کوئی ضرورت نہیں اور امام صاحب سے کہا کہ آپ اس طرح قرآن شریف پڑھیں جس طرح لکھا ہے اور جس طرح لوگ سمجھ سکیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

امام صاحب نے یہ قواعدِ تجوید کے موافق پڑھا ہے کتب تجوید میں یہ مسئلہ صراحۃً موجود ہے۔[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ترتیب میں غلطی

سوال: امام صاحب نے **والضُحیٰ والليل اذا سجیٰ** پڑھا اور پھر اس سے جو پہلی سورت ہے اس کی ایک آیت چھوڑی اور قرأت یہاں سے شروع کی **والنهار اذا تجلّٰی وما خلق الخ**. یعنی یہی سورت آخر تک پڑھی۔اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو ہوگا یا نماز لوٹانی پڑیگی یا بغیر کچھ کئے ہی نماز ہوجائے گی؟

[۱]......أو بوصل حرف بكلمة نحوا يا كنعبد (الى قوله) قال فى البزازية: الصحيح انه لايفسد،شامی كراچی ص ۶۳۲ ج ۱ زلة القاری شامی زكرياص ۳۹۵ ج ۲، نون قطنی کا قاعدہ یہ ہے کہ جب پہلے کلمہ کے آخیر مین حرف منون ہو اور دوسرے کلمہ کے اوّل میں آجائے ہمزۂ وصلی اور اس کے بعد آجائے حرف ساکن یا حرف مشدد تو وہاں پر نون قطنی کا قاعدہ ہوگا یعنی حرف منون کی ایک حرکت کو باقی رکھ کر دوسری حرکت نون کو کسرہ دے کر دوسرے کلمہ سے ملا کر پڑھیں گے جیسے كِرَمَادٍ اِشْتَدَّتْ کو كِرَمَادِنِ اشْتَدَّت، مختصر تجوید القرآن ص ۴۷ نون قطنی کا بیان طبع طیب بکڈپو دیوبند، فوائد مکیہ ص ۲۱ تیسرا باب طبع دیوبند۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوئی۔ سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوا۔ اعادہ بھی لازم نہیں۔ اس غلطی کی وجہ سے معنیٰ نہیں بگڑے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بے محل وقف اور مد کرنا

سوال: ہمارے یہاں کے امام صاحب قرأت کے اندر جہاں آیت ہوتی ہے وہاں پر نہیں رکتے اور جہاں آیت نہیں ہوتی وہاں رک جاتے ہیں۔ جہاں مد یا کھڑا الف ہوتا ہے وہاں پر نہیں ٹھہرتے ہیں، جہاں نہ مد ہو نہ الف وہاں ٹھہرتے ہیں۔ الف کو نہیں کھینچتے اور جہاں الف نہیں ہوتا وہاں کھینچتے ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جہاں آیت ہو وہاں آیت کرنا اچھا ہے، جہاں آیت نہ ہو وہاں آیت نہ کرنا اچھا ہے سانس بے جگہ ٹوٹ جائے تو آیت کرسکتا ہے۔ بلاوجہ بے موقع آیت نہ کی جائے مد کی جگہ مد پڑھیں جہاں مد نہ ہو وہاں مد نہ کیا جائے۔ معنیٰ بگڑ جانے کا اندیشہ ہے[2] ایسے ہی جہاں الف نہ ہو وہاں کھینچ

[1] وان لم يكن على وجه الايجاز والترخيم فان كان لايغير المعنى لاتفسد صلاته (الہندیہ ص۷۹ ج۱ مطبوعہ بلوچستان الفصل الخامس فی زلة القاری) التاتارخانیہ ص۴۸۶ ج۱ الفصل الخامس فی حذف حرف عن كلمة، المحيط البرهانی ص۷۳ ج۲ الفصل السابع فی الخطأ فی التقديم والتأخير، مطبوعه ڈابهيل.

[2] ترك المد والتشديد فی موضعهما والاتيان بهما فی غير موضعهما إن كان لا يغير المعنىٰ ولا يقبح الكلام لايوجب فساد الصلاة وإن كان يغير المعنى ويقبح الكلام اختلف المشائخ قال بعضهم لا تفسد صلاته قال عامتهم تفسد صلاته وفی النصاب وعليه الفتوى، تاتارخانية ص۴۹۲ ج۱ الفصل التاسع فی ترك المد والتشديد الخ مطبوعه كراچی، المحيط البرهانی ص۷۵ ج۲ الفصل التاسع فی ترك المد والتشديد الخ مطبوعه ڈابهيل. عالمگيری ص۸۱ ج۱ الفصل الخامس فی زلة القاری ومنها ترك التشديد والمد الخ مطبوعه كوئٹہ.

کر الف بنانے اور جہاں الف ہو وہاں الف نہ پڑھنے سے بھی معنیٰ بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ امام صاحب کو بہت احتیاط لازم ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۷/ ۹۴ھ

بغیر مد کے نماز ہو جاتی ہے

سوال: تجوید کے لحاظ سے انا اعطینا کے اندر کھینچنا لازم آتا ہے یا نہیں اگر کوئی شخص نماز میں بغیر کھینچے پڑھ دے تو نماز ہوگی کہ نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوگی مگر صحیح پڑھنے کی کوشش لازم ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] قال فی البزازیة: الابتداء ان کان لایغیر المعنی تغییرا فاحشا لایفسد نحو الوقف علی الشرط قبل الجزاء والابتداء بالجزاء (شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما یفسد الصلاة مطلب فی مسائل زلة القاری شامی زکریا ص ۳۹۵ ج ۲، إذا وقف فی غیر موضع الوقف، أو ابتدأ من غیر موضع الابتداء فانه علی وجهین الأول أن لا یتغیر به المعنی تغیرا فاحشا لکن الوقف والابتداء قبیح، نحو أن وقف علی اسم "إنَّ" قبل ذکر الخبر، ثم ابتدأ بالخبر فقال إن الذین آمنوا وعملوا الصالحات إلی قوله لا تفسد صلاته اجماعاً، الوجه الثانی أن یتغیر به المعنیٰ تغیراً فاحشاً بأن قرأ شهد الله أنه لا إله ووقف ثم قال إلا هو إلی قوله وفی هذا الوجه لا تفسد الصلاة عند علمائنا رحمهم الله تعالیٰ وعند بعض العلماء تفسد صلاته والفتوی علی عدم الفساد علی کل حال الخ، المحیط البرهانی ص ۷۴ ج ۲ الفصل الثامنی فی الوقف والوصل والابتداء مطبوعه ڈابھیل، التاتارخانیة ص ۴۸۹ ج ۱ الفصل الثامن فی الوقف والوصل والابتداء مطبوعه کراچی.

[2] وعامة المشایخ علی ان ترک التشدید والمد کالخطاء فی الاعراب لایفسد فی قول المتأخرین وقدمناعن الفتح انه الاصح: شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ باب ما یفسد الصلوة مطلب فی مسائل زلة القاری شامی زکریاص ۳۹۵ ج ۲ وأما ترک المد إن کان لا یغیر بأن قرأ "أولئک" بلا مدّ وإنا أعطیناک بدون المد لا تفسد، عالمکیری ص ۸۱ ج ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر ص ۲۸۱ ج ۱ فصل فی القراءة مطبوعه دار الفکر بیروت، تاتارخانیة ص ۴۹۲ ج ۱ الفصل التاسع فی ترک المد والتشدید الخ مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص ۷۵ ج ۲ الفصل التاسع مطبوعه ڈابھیل.

ایک ہی رکعت میں ایک ہی سورت پڑھی

سوال: مغرب کی دوسنتوں کے اندر میں نے پہلی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی اور ضم سورہ بھول کر رکوع کرلیا لیکن دوسری رکعت میں الحمدُ لِلّٰہِ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں تلاوت کی اوراس کے بعد سجدہ سہو کر کے نماز ختم کیا اب بتلائیے میری نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

نماز ہوگئی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲/۹/ ۸۹ھ

ایک حرف ''وٗ'' چھوٹ جائے نماز میں فرق نہیں آتا

سوال: یہاں پر ایک شخص کا کہنا ہے کہ للّٰہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض وان تبدوا مافی انفسکم. میں ''و'' چھوٹ گیا ہے اس کے بارے میں کیا نقص آتا ہے معلوم کریں اس بات پر حاجی عبدالرحمٰن صاحب نے بہت بڑا فتنہ کھڑا کر دیا ہے اوراس وجہ سے وہ امام کو مردود شیطان اور وہابڑہ کہتے ہیں اور نماز بھی جماعت سے نہیں پڑھتے ہیں اس کے لئے کیا حکم آتا ہے تاکہ جماعت کو بھی معلوم ہو جائے کہ صحیح کون ہے؟ وہ بدعتی ہیں حتی کہ مکہ سے اونٹ پر بیٹھ کر دونوں میاں بیوی فوٹو کھینچ کرلائے ہیں اور ثانی دعاء اور کونڈے وغیرہ پر زور دیتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

آیت وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِیْ اَنْفُسِکُمْ. کے شروع میں واؤ ہے اگر وہ نماز میں پڑھتے ہوئے بھول

---

[1] لوقرأ الفاتحة وحدها وترک السورة یجب علیه سجود السهو (عالمگیری ص ۱۲۶ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو) المحیط البرهانی ص ۳۰۹ ج ۲ الفصل السابع عشر سجود السهو، نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو الخ مطبوعه ڈابهیل، تاتارخانیة ص ۷۱۶ ج ۱ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو الخ مطبوعه کراچی.

سے چھوٹ گیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی نہ سجدہ سہو واجب ہوا[۱] اس پر امام صاحب کو مردود اور شیطان وغیرہ کہنا جائز نہیں۔ سخت گناہ ہے۔[۲] جس نے ایسا کہا ہے اس کے ذمہ امام صاحب سے معافی مانگنا واجب ہے ورنہ قیامت کو مؤاخذہ ہوگا۔ بلا مجبوری محض شوقیہ فوٹو اتروانا جائز نہیں معصیت ہے[۳] کونڈے کرنا رجب کی مخصوص تاریخ میں روافض کا طریقہ ہے جو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں کرتے ہیں اور نام دیتے ہیں۔ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ کا اس رسم کو ترک کرنا ضروری ہے۔[۴] مروجہ دعائے ثانی کا التزام بھی ثابت نہیں۔[۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/ ۹۶ھ

امام سے زلۃ القاری ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے اس نماز کا اعادہ

سوال: جمعہ کی نماز میں دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَاؤُهَا. اب اس سے آگے یہ گڑ بڑ یعنی غلطی ہوتی ہے پڑھنا چاہئے فُتِحَتْ

---

[۱] ولو زاد كلمة او نقص كلمة اونقص حرفاً الىٰ قوله لم تفسد مالم يتغير المعنى الخ. الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۳۹۶ ج۲ باب مايفسد الصلوٰة الخ. عالمگیری ص ۸۰ ج ۱ الفصل الخامس فى زلة القارى مطبوعه كوئٹه، حلبى كبيرى ص ۴۹۲ فصل فى زلة القارى، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[۲] ويخاف عليه الكفر اذا شتم عالما او فقيها من غيرسبب الخ. عالمگیری ص ۲۷۰ ج ۲ (مطبوعه كوئٹه) كتاب السير الباب التاسع فى احكام المرتدين، مطلب موجبات الكفرانواع الخ. البحر الرائق ص ۱۲۳ ج۵ باب احكام المرتدين مطبوعه الماجديه كوئٹه مجمع الانهر ص ۵۰۹ ج۲ كتاب السير والجهاد ثم أنّ انواع الكفر انواع مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] عن عبد اللّٰه بن مسعود قال سمعت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقول اشدالناس عذاباً عنداللّٰه المصورون مشكاة شريف ص ۳۸۵ (مطبوعه ياسر نديم ديوبند) باب التصاوير

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے یہاں سخت سے سخت عذاب تصاویر بنانے والوں کو دیا جائے گا۔

[۴] ملاحظه المدخل ص ۲۹۱ ج ۱ المواسم التى ينسبونهاالىٰ الشرع ليست منه (مطبوعه مصر).

[۵] من احدث فى امرنا هذا ماليس منه فهورد. مشكوٰة شريف ص ۲۷ (مطبوعه ياسر نديم ديوبند) باب الاعتصام بالكتاب والسنة.

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ الایة اور پڑھ گئے جنت والی آیت یعنی آگے یہ پڑھا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِيْنَ. آگے جو آیت سورہ ختم تک باقی تھی وہ بالکل ٹھیک پڑھی جواتنی آیت ہے اگر صرف یہی آیتیں پڑھی جائیں جو غلطی کے بعد پڑھی گئیں تو نماز درست ہوجاتی دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں یعنی نماز لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس طرح پڑھنے سے معنی بگڑ گئے۔ نماز فاسد ہوگئی[۱] اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری تھا اب اس کی جگہ اپنی اپنی ظہر کی نماز پڑھ لیں[۲] جتنی قرأت پڑھی گئی ہے وہ سب فرض کے درجہ میں آگئی اس میں غلطی کرنا فرض ہی میں غلطی کرنا ہے تین آیات سے پہلے ہو یا بعد میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۱۴۰۱ھ

چند آیات موقوفہ پر وقف ووصل دونوں طرح درست ہے

سوال: سورۂ جمعہ میں وَذَرُوْا الْبَيْعَ کو ساکن پڑھنا چاہئے یا اس پر زبر پڑھنی چاہئے اسی طرح سورہ والسماء والطارق میں لقادرْ پڑھنا چاہئے یا لقادرٌ یّوم ۔ نیز والعادیات میں لکنودُ پڑھنا چاہئے یا لکنودٌوَّ ۔ وغیرہ دونوں طرح پڑھنے سے کچھ فرق تو نہیں آئے گا۔

---

[۱] اما اذا غیربان قرأ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات او لئک هم شر البریة ان الذین کفروا من اهل الکتاب الی قوله خالدین فیها اولئک هم خیر البریة تفسدعند عامة علمائنا وهو الصحیح. عالمگیری کوئٹه ص ۸۱ ج ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری. التاتارخانیة ص۴۸۵ ج ۱ الفصل الرابع فی ذکر آیة مکان آیة مطبوعه کراچی، خانیه علی الهندیة ص۱۵۳ ج ۱ فصل فی قراء ة القرآن خطأً مطبوعه کوئٹه.

[۲]...... فانهم یصلون الظهر بغیر اذان واقامة ولا جماعة وفی الشامیة یصلون (ای الظهر وحدانا الخ. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۳۳ ج۳ باب الجمعة مطلب فی شرط وجوب الجمعة ، خانیه علی الهندیة کوئٹه ص۱۷۷ ج ۱ باب صلاة الجمعة، المحیط البرهانی ص۴۷۳ ج ۲ الفصل الخامس والعشرون صلاة الجمعة نوع آخر فی الرجل یصلی الظهر الخ مطبوعه ڈابهیل.

ایضاً (۲) قرآن پاک پڑھنے میں اکثر لکھا ہوا دیکھا پارہ چھبیس۔ سورہ حجرات سے والطارق تک فجر میں اور والسماء والطارق سے سورہ زلزال تک عشاء میں پڑھنا چاہئے لیکن آج کل امام دیکھے گئے کہ پچاس فیصد سورہ بقرہ سے تیس فیصد سورہ یوسف سے اور بیس فیصد باقی قرآن سے پڑھتے ہیں۔ اب ایسا کیوں ہو رہا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

سورہ جمعہ میں آیت کرنا اور البیع یعنی عین کو ساکن پڑھنا بہتر ہے۔ سورہ والطارق میں بھی لقادر یعنی را کو ساکن کرنا بہتر ہے اسی طرح سورہ والعادیات میں لکنود کی دال کو ساکن کرنا بہتر ہے ان جگہوں میں اگر ساکن نہ کیا جائے بلکہ بغیر آیت کئے ملا کر پڑھ دیا تب بھی معنی نہیں بگڑے گا نماز درست ہے[۱]۔

(۲) سورہ حجرات سے اخیر تک کی ترتیب کی رعایت رکھنا اعلیٰ ثواب کی بات ہے جو امام اس کی رعایت رکھتا ہے وہ ثواب کا مستحق ہے جو رعایت نہیں کرتا نماز اس کی بھی فاسد نہیں[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/۱۴۰۰ھ

---

[۱] وکذا ان وصل فی غیر موضع الوصل کمالولم یقف عند قوله اصحاب النار بل وصل بقوله الذین یحملون العرش لاتفسد لکنه قبیح (عالمگیری ص ۸۱ ج ۱) الفصل الخامس فی زلة القاری، المحیط البرهانی ص ۴۷ ج ۲ الفصل الثامن فی الوقف والوصل الخ مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانیة ص ۴۸۹ ج ۱ الفصل الثامن فی الوقف والوصل والابتداء، مطبوعه کراچی.

[۲] واستحسنوا فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظهر واوساطه فی العصر والعشاء وقصاره فی المغرب وطوال المفصل من الحجرات الی البروج والاوساط من سورة البروج الی لم یکن والقصار من سورة لم یکن الی الآخر (عالمگیری ص ۷۷ ج ۱) الفصل الرابع فی القراء ة، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۱۲ کتاب الصلاة فصل فی بیان سننها، مطبوعه مصری، المحیط البرهانی ص ۹۴ ج ۲ الفصل الثانی فی الفرائض الخ نوع آخر فی معرفة طوال المفصل الخ مطبوعه ڈابھیل.

ق والقرآن المجید کا اعراب

سوال: قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد اس آیت کریمہ میں لفظ مجید کو دال کے کسرہ اور ضمہ اور سکون کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر بضم الدال پڑھا گیا تو نماز کیا مکروہ ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد میں دال پر کسرہ ہے۔ وقف کرنے کی وجہ سے دال پر سکون ہو جائے گا۔ دال پر قصداً ضمہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر ضمہ پڑھا گیا تب بھی نماز فاسد نہیں ہوگی[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مأکول، بغیر لام کے پڑھ دیا نماز ہوگئی

سوال: سورۂ الم ترکیف میں مأکول کے بجائے (مأکو) بغیر لام کے پڑھ دیا تو نماز ہوگئی یا کہ نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

سانس کم ہونے کی وجہ سے اخیر کا حرف بعض دفعہ آہستہ ادا ہوتا ہے اگر بالکل ادا نہیں ہوا تب بھی نماز کو فاسد نہیں کہا جائے گا[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] ولو قرأ النصب مكان الرفع والرفع مكان النصب اولخفض مكان الرفع او النصب لا تفسد صلاته (الهندية ص ۸۲ ج ۱ مطبوعه بلوجستان الفصل الخامس فی زلة القاری الباب الرابع فی صفة الصلوٰة، شامی کراچی ص ۶۳۱ ج ۱ باب ما يفسد الصلوة مطلب فی مسائل زلة القاری، خانیه علی الهندیه کوئٹه ص ۱۳۹ ج ۱ فصل فی قراءة القرآن خطأ الخ حلبی کبیری ص ۴۷۶ فصل فی بیان احکام زلة القاری مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، تاتارخانیة ص ۴۹۳ ج ۱ الفصل العاشر فی اللحن فی الاعراب الخ مطبوعه کراچی، بزازیه علی الهندیة ص ۴۵ ج ۵، کتاب الصلوة الثانی عشر فی زلة القاری.

[۲] ولو زاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفاً الى قوله وان لم يغير كالحذف على وجه الترخيم بشروطه الجائزة فی العربية نحو يا مال. فی يا مالک، لا يفسد اجماعاً: شامی کراچی ص ۶۳۲ ج ۱ شامی زکریا ص ۳۹۶ ج ۲ باب زلة القاری، المحیط البرهانی ص ۷۱ ج ۲ الفصل فی حذف الحرف من الکلمة، مطبوعه ڈابهیل، عالمگیری کوئٹه ص ۷۹ ج ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نہم

وتر ونوافل کا بیان

فصل اول : وتر کا بیان

تعداد رکعاتِ وتر

سوال: زید وتر کی تین رکعت کا قائل ہے اور علماء دیوبند اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر عمل تھا اور ہے۔ بکر یہ کہتا ہے کہ میں کسی کا مقلد نہیں ہوں نہ ائمہ کا اور نہ کسی کا، بلکہ حضور ﷺ کے اقوال افعال سے ثابت کرو۔ اہلِ حدیث یعنی غیر مقلد کوئی مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو علماء مقلدین سے معلوم کرتے ہیں اب وہ ان کے مقلد ہوئے یا نہیں جب کہ اور کسی سے دریافت نہیں کرتے۔ تقلید کی تعریف لغوی اور اصطلاحی بھی تحریر فرماویں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے قالت کان رسول اللہ ﷺ یوتر بثلاث لایسلم الا فی آخرھن[1] دوسری روایت ہے۔ ان النبی ﷺ کان یقرأ فی الرکعة

---

[1] مستدرک علی الصحیحین ص۴۴۷ ج۱ کتاب الوتر مطبوعہ مکة المکرمہ حدیث نمبر: ۱۱۴۰

الاولیٰ سبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانیة قل یاایها الکافرون وفی الثالث قل هو الله احد والمعوذتین[۱] اھ اس کو اصحاب سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، طحاوی[۲] نے روایت کیا ہے۔
مسئلہ تقلید پر بہت سے رسائل شائع ہوچکے ہیں۔ اس مختصر سے کاغذ میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اصل مسئلہ کا جواب ہی بہت اختصار کے ساتھ تحریر کیا جارہا ہے۔ پس اس مسئلہ کے لئے رسالہ ”**الاقتصاد فی التقلید والاجتهاد**“ وغیرہ کوئی رسالہ مطالعہ کرلیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۳/ ۶۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ ربیع ۲/ ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ ربیع ۲/ ۶۴ھ

وتر میں سورتوں کی تعیین

سوال: بعض حفاظ وتر میں ہمیشہ انا انزلناہ اور سورہ کافرون اور آخر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں حالانکہ ہمیشہ ایک سورت پڑھنے کو فقہاء نے منع کیا ہے۔ کہاں تک درست ہے

الجواب: حامداً ومصلیاً!

فقہاء نے جو منع کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کہیں یہ خیال نہ ہوجائے اس مخصوص سورت کے علاوہ دوسری سورت پڑھنے سے نماز درست نہیں ہوتی یا اس کے عمل سے دوسروں کو اس کا خیال نہ ہوجائے لیکن جن سورتوں کا کثرت سے پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے ان کو کثرت سے پڑھنا اتباع سنت کی نیت سے درست ہے بلکہ ثواب ہے البتہ کبھی کبھی مصلحت بالا کی وجہ سے

---

[۱] مستدرک علی الصحیحین ص ۴۴۸ ج ۱ کتاب الوتر، حدیث نمبر: ۱۱۴۴

[۲] سنن نسائی ص ۲۵۱ ج ۱ نوع من القراءۃ فی الوتر. مطبوعہ مجتبائی دہلی، طحاوی شریف ص ۱۷۱ ج ۱ باب الوتر مطبوعہ دارالاشاعت کلکتہ۔ سنن ابن ماجہ ص ۸۲ ابواب الوتر، باب ماجاء فیما یقرأ فی الوتر، مطبوعہ تھانوی دیوبند، جامع ترمذی ص ۱۰۶ ج ۱، باب ماجاء مایقرأ فی الوتر۔ مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند۔ ابوداؤد ص ۲۰۱ ج ۱ کتاب الصلوۃ، باب مایقرأ فی الوتر، مطبوعہ سعد دیوبند، صحیح لابن حبان ص ۷۴ ج ۲ باب الوتر، ذکر الإباحۃ للمرأ أن یضم قرأۃ المعوذتین الخ، دار الکتب العلمیۃ بیروت.

دوسری سورت بھی پڑھ لے۔

وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ و قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کا پڑھنا حضور ﷺ سے کتب احادیث[1] میں مذکور ہے مگر اس پر مداومت ثابت نہیں لہٰذا اکثر ان سورتوں کا پڑھنا بہتر ہے کذا فی الطحطاوی[2] انا انزلنا کا پڑھنا میں نے کسی روایت میں نہیں دیکھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز وتر میں کونسی سورت پڑھی جائے

سوال: ایک صحابی نماز میں اکثر سورۂ لہب پڑھا کرتے تھے، جس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کوئی دوسری سورت یاد نہیں، اور ہم نے سنا ہے کہ وتر میں سورہ لہب اور سورہ اخلاص کا پڑھنا مستحب ہے، یا مسنون؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

وتر میں پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ دوسری میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ تیسری

---

[1] عن عبدالعزیزبن جریج قال سألنا عائشة بایّ شئی کان یوتر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالت کان یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلٰی وفی الثانیة بقل یاایھا الکافرون وفی الثالثہ بقل ھواللّٰہ احد والمعوذتین رواہ الترمذی. مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۲، ابواب الوتر)

ترجمہ: حضرت عبدالعزیز بن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ سے ہم نے معلوم کیا کہ نبی اکرم ﷺ کس طریقہ پر وتر پڑھتے تو فرمایا کہ پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے، اور دوسری رکعت میں قل یاایھاالکافرون پڑھتے تھے، اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) پڑھتے تھے۔

[2] وکذا فی الشامی والسنة السور الثلاث ای الاعلی والکافرون والاخلاص لکن فی النھایة ان التعیین علی الدوام یفضی ای اعتقاد بعض الناس انه واجب وھولایجوز فلو قرأ بما ورد به الآثار احیانا بلا مواظبة یکون حسنأ بحر (الشامی نعمانیه ص۴۴۷ ج۱) مطلب فی منکر الوتر والسنن شامی طحطاوی ص۳۰۵ مصری، باب الوتر واحکامه، شامی کراچی ص۶ ج۲، مجمع الانھر ص ۱۹۲ ج۱ باب الوتر والنوافل، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر ص۴۳ ج۲ باب الوتر والنوافل مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ احد کا پڑھنا احادیث صحاح میں موجود ہے[1] سورہ لہب کا پڑھنا جن صحابیؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے ان کا نام کیا ہے؟ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۱۱/۱۳ھ

قنوت کے لئے رفع یدین کانوں تک

سوال: وتر نماز میں دعائے قنوت سے قبل ہاتھ کاندھوں تک اٹھانے چاہئے یا کانوں تک؟ کونسا طریقہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

کانوں تک[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۰/۹ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۰/۱۱ھ

وتر میں قنوت کے لئے رفع یدین

سوال: ایک شخص رمضان المبارک میں وتر کی نماز میں دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا تو وہ مسبوق رفع یدین کرے گا یا نہیں؟

---

[1] عن عبدالعزیز بن جریج قال سألنا عائشةؓ بای شئی کان یوتر رسول اللّٰه ﷺ قالت کان یقرأ فی الاولیٰ سبح اسم رب الاعلیٰ وفی الثانیة بقل یا ایها الکفرون وفی الثالثة بقل هوا اللّٰه احد والمعوذتین رواه الترمذی (مشکوٰة شریف ص ۱۱۲/باب الوتر، الفصل الثانی)

ترجمہ: عبدالعزیز بن جریج سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا نبی کریم ﷺ کن سورتوں کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے، کہا پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری میں قل یا ایها الکفرون، تیسری میں قل هو اللّٰه احد اور معوذتین پڑھتے۔اھ

[2] ویکبر قبل رکوع ثالثته رافعا یدیه الی حذاء اذنیه کتکبیر الاحرام الخ. (الشامی نعمانیہ ص۴۴۷ ج۱) شامی زکریا ص۴۴۲ ج۱(مطلب فی منکر الوتر والسنن او الاجماع باب الوتر والنوافل)، عالمگیری ص ۱۱۱ ج ۱، الباب الثامن فی صلاة الوتر، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۳۰۵ باب الوتر، مطبوعه مصری.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

امام وتر میں جب دعاء قنوت پڑھنے کیلئے رفع یدین کرے تکبیر کہے تو ہر مقتدی مسبوق وغیرہ کو بھی اسی طرح کرنا چاہئے[1] رفع یدین فرض یا واجب نہیں سنت ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

قنوت کیلئے ہاتھ اٹھانا اور وتر کے بعد سبحان الملک القدوس کہنا

سوال: وتر میں ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے؟ اور سبوح قدوس بلند آواز سے کیوں کہتے ہیں یا آہستہ کہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

وتر میں ایک واجب سے دوسرے واجب کی طرف انتقال ہے۔ اس لئے قنوت کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں[3] وتر کے بعد سبحان الملک القدوس کہنا تین دفعہ اور تیسری دفعہ آواز بلند کرنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے[4]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۳/ ذی قعدہ ۶۱ھ

---

[1] اذا فرغ من القراء ة فی الرکعة الثالثة کبر ورفع یدیه حذاء اذنیه ویقنت قبل الرکوع: عالمگیری ص ۱۱۱ ج ۱ الباب الثامن فی صلاة الوتر، زیلعی ص ۱۷۰ ج ۱ باب الوتر والنوافل، مطبوعه امدادیه ملتان، حاشیة الشلبی ص ۱۷۰ ج ۱ باب الوتر والنوافل، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] عن ابی عثمان: کان عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه یرفع ید یه فی القنوت اخرجه البخاری ایضا فی الجزاء المذکور (جزء رفع الیدین) وصححه: اعلاء السنن ص۷۰ج۶، باب وجوب القنوت فی جمیع السنة.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ قنوت میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

[3] ولا یسن رفع یدیه إلا فی سبعة مواطن کما ورد تکبیرة افتتاح وقنوت وعید وخمسة فی الحج الخ الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۱۴ ج ۲ باب صفة الصلاة مطلب فی سنن الصلاة، طحطاوی علی المراقی ص۲۰۷ فصل فی بیان سننها، مطبوعه مصر. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ترکِ قنوت پر لقمہ

سوال: عشاء میں نمازِ تراویح کے بعد وتر جماعت سے پڑھے جاتے ہیں ان میں اگر امام دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائے تو ان کو اشارہ دینا چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ اگر اشارہ نہیں دیا گیا تو ممکن ہے وہ سجدۂ سہو کرنا بھول جائے اور پھر نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ واجب ترک ہو جاتا ہے اور پھر اشارہ نہیں دیا جاتا تو بہت سے مقتدی رکوع میں نہیں جاتے ہیں اور ان کا رکوع ترک ہو جاتا ہے اور فرض ترک ہونے سے نماز نہیں ہوتی ہے۔ جواب جلد دیں

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر امام بجائے دعاءِ قنوت پڑھنے کے رکوع میں جانے کے لئے تیاری کر رہا ہو تو اس کو یاد دلایا جائے[۱] لیکن اگر امام رکوع میں پہونچ گیا ہے تو پھر قنوت کے لئے کھڑا نہ ہو۔ اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ اسی طرح نمازِ وتر صحیح ہو جائے گی[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/ ۸۵ھ

دُعاءِ قنوت

سوال: دعاءِ قنوت وتر اللھم انا نستعینکُ الخ. بسند صحیح کس کتاب میں منقول ہے۔

(گذشتہ کا بقیہ) [۲] عن عبدالرحمن بن ابزی عن ابیہ قال کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلثاً ویرفع صوتہ بالثالثة، مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۲، باب الوتر، الفصل الثانی.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے ابا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے، کہ جب حضور ﷺ سلام پھیرتے سبحان الملک القدوس تین مرتبہ کہتے اور تیسری مرتبہ آواز بلند فرماتے۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] ولو عرض للإمام شئی فسبح المأموم لابأس بہ لان القصد بہ اصلاح الصلاۃ (الھندیة ص۹۹ ج۱) (الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا)

[۲] ولو نسیہ ای القنوت ثم تذکرہ فی الرکوع لایقنت فیہ لفوات محلہ ولایعود الی القیام (درمختار علی الشامی نعمانیہ ص۴۵۰ ج۱، شامی زکریا ص۶۴۶ ج۲، مطلب الاقتداء بالشافعی، باب الوتر والنوافل)، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۱۳۲، باب الوتر، مطبوعہ مصری، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۱۱ ج ۱ الفصل الثامن فی الوتر.

حصن حصین میں نـؤمـن بـک ونتـوکـل عـلیـک ونشـکـرک منقول نہیں یہ الفاظ کس حدیث میں منقول ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

دعاء قنوت کے یہ الفاظ مشہورہ ایسے حتمی نہیں کہ ان کے ترک یا تبدل سے نماز فاسد ہوجائے۔جیسا کہ کتب فقہ زیلعی[1] شامی[2] طحطاوی[3] وغیرہ میں صراحۃً مذکور ہے دعاء اللھم انا نستعینک الخ. ابوداؤد کے حوالہ سے رسائل الارکان[4] اور فتح القدیر[5] میں منقول ہے اس میں لفظ نـؤمـن بک بھی مذکور ہے شرح سفر السعادۃ[6] اور اعلاء السنن[7] میں طبرانی۔مدونۃ، بیہقی، ابن ابی شیبہ وغیرہ سے بھی اس دعاء کو نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ میں بھی کچھ فرق ہے۔شرح حصن حصین[8] میں لکھا ہے کہ لفظ نشکرک اس دعاء میں روایۃً ثابت نہیں۔لفظ نتوکل علیک بھی کسی روایت میں نہیں ملا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ١٨/ جمادالاولیٰ ٦٩ھ

---

[1] ولیس فی القنوت دعاء موقت (زیلعی شرح کنز ص ١٧٠ ج ١) باب الوتر والنوافل، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[2] ذکر فی البحر عن الکرخی ان القنوت لیس فیہ دعاء موقت لانہ روی عن الصحابۃ ادعیۃ مختلفۃ (الشامی نعمانیہ ص ٤٤٨ ج ١) شامی کراچی ص ٦ ج ٢ باب الوتر والنوافل، مطلب قبیل الاقتداء بالشافعی.

[3] طحطاوی ص ٢٠٥ باب الوتر واحکامہ، مطبوعہ مصری.

[4] فی فتح القدیر روی ابوداؤد فی المراسیل عن خالد عن عمران قال بینما رسول اللہ ﷺ یدعو علی مصر اذجاءہٗ جبرئیل فاوحی الیہ ان اسکت فسکت فقال یامحمد ان اللہ لم یبعثک سبابا ولالعاناً انما بعثک رحمۃ لیس لک من الامر شئی ثم علمہ القنوت اللھم انا نستعینک الخ (رسائل الارکان ص ١٢٧)، مراسیل ابوداؤد ص ٨، باب ما جاء فی الدعاء، مطبوعہ سعد دیوبند.

[5] فتح القدیر ص ٤٣٠ ج ١، مطبوعہ مصر، ابواب الوتر.

[6] شرح سفر السعادۃ ص ١٤٣

[7] اعلاء السنن ص ٩٠ ج ٦ ابواب الوتر، باب اخفاء القنوت فی الوتر، مطبوعہ امدادیہ مکہ مکرمہ کنز العمال ص ١٩٨ ج ٤

[8] حصن حصین ص ٤٧

وتر کے بعد دعا

سوال: تراویح میں وتر کے بعد امام کا بلند آواز سے اجتماعی دعا کرنا سنت ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً مصلیاً!

یہاں بھی آہستہ مستحب ہے[١] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دعائے قنوت کی جگہ سورۂ اخلاص

سوال: نمازِ وتر میں جو لوگ بجائے دعائے قنوت کے سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

دعائے قنوت میں کوئی بھی دعا پڑھی جائے نماز ہوجائے گی، مشہور ومعروف دعا پر موقوف نہیں، بس دعا ہونی چاہئے[٢] سورۂ اخلاص دعا نہیں[٣] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

---

[١] لا للإمام عقب الصلاة بقراء ة آية الكرسی الی قوله والاِخفاء افضل شامی زکریا ص٦٠٧ ج٩، کتاب الحظر والاباحة. باب الاستبراء وغیرہ.

[٢] ان القنوت لیس فیه دعاء مؤقت لانه روی عن الصحابة ادعیة مختلفة لان المؤقت من الدعاء یذهب برقة القلب (شامی نعمانیه ص٤٤٨ ج١، شامی زکریا ص٤٤٢ ج٢ باب الوتر والنفل البحر الرائق ص٤٢ ج٢) باب الوتر، زیلعی شرح کنز ص١٧٠ ج١ باب الوتر والنوافل، مطبوعه امدادیه ملتان.

[٣] فقہاء نے لکھا ہے کہ جس شخص کو دعاء قنوت یاد نہ ہو تو ربنا اٰتنا فی الدنیا الیٰ آخرہ تین مرتبہ پڑھ لے یا تین مرتبہ اللهم اغفرلی یا تین مرتبہ یا ربّ پڑھے ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا الخ وقال ابو اللیث یقول اللهم اغفرلی ثلاثا وقیل یقول یا رب ثلاثاً سعایة ص١٣٩ ج٢ باب صفة الصلوة وقنوت الوتر، مطبوعه لاهور، شامی زکریا ص٤٤٣ ج٢ باب الوتر والنوافل، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قنوت وتر میں تشہد کا پڑھنا

سوال: اگر وتر میں دعائے قنوت کے بجائے سہواً تشہد پڑھی گئی، یا قرآن پاک میں سے چند آیا ت پڑھیں تو نماز وتر درست ہو جائیگی یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔ قنوت کے لئے کوئی مخصوص دعا لازم نہیں کہ اس کے ترک کرنے سے سجدۂ سہو لازم آتا یا نماز فاسد ہو جاتی۔ تشہد میں بھی ایک قسم کی دعا ہے جو کہ قنوت کے لئے کافی ہو سکتی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

عشاء کی نماز تنہا پڑھ کر وتر کو جماعت کے ساتھ پڑھنا

سوال: رمضان شریف میں زید نے عشاء کی نماز منفرد ہو کر پڑھی اور تراویح میں شریک ہو گیا تو وتر کی نماز زید جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا اس کو درست ہے ان فاتته مع الامام ترويحة او ترويحتان

(گذشتہ کا بقیہ) النهر الفائق ص ۲۹۲ ج ۱، دار الكتب العلمية بيروت۔ البتہ سعایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس کو دعاء قنوت یاد نہ ہو تو سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھ لے۔ وفي المقدمة الغزنوية ان كان لا يحسن القنوت يقرأ ثلاث مرات قل هو الله احد الخ سعايه ص ۱۳۹ ج ۲ باب صفة الصلوة وقنوت الوتر، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

(صفحہ ہذا) [1] وذكر في البحر عن الكرخي ان القنوت ليس فيه دعاء مؤقت لانه روى عن الصحابة ادعية مختلفة ولان الموقت من الدعاء يذهب برقة القلب الخ (الشامي نعمانيه ص ۴۴۸ ج ۱) شامي كراچی ص ٦ ج ۲، قبيل مطلب الاقتداء بالشافعي، باب الوتر والنوافل، البحر الرائق ص ۴۲ ج ۲ باب الوتر والنوافل مطبوعه الماجديه كوئٹه، زيلعي ص ۱۷۰ ج ۱، باب الوتر والنوافل، طبع امداديه ملتان، النهر الفائق ص ۲۹۲ ج ۱ باب الوتر والنوافل، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

او اکثر هل یقضیها قبل الوتر اویوتر ثم یقضیها ذکره فی الذخیرة فقال اختلف مشائخ زماننا قال بعضهم یوتر مع الامام ثم یقضی مافاته من التراویح وقال بعضهم یصلی التراویح المتروکة ثم یوتر (کبیری[۱] ص ۳۸۶) صلی العشاء وحده فله ان یصلی التراویح مع الامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لیس لهم ان یصلوا التراویح بجماعة واذا صلی معه شیئاً من التراویح او لم یدرک شیئاً منها او صلاها مع غیره له ان یصلی الوتر معه هو الصحیح (فتاویٰ عالمگیری[۲] ص ۱۱۷ ج ۱) فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/ ۱۱/ ۸۹ھ

جس نے فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھا کیا وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے؟

سوال: یہاں ایک مدرسہ والوں نے اپنے اشتہار میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص کو عشاء کی جماعت نہیں ملی وہ وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے۔ جب کہ ہمارے تمام اسلاف نے اجازت دی ہے۔ حضرت گنگوہیؒ وغیرہ نے صاف صاف الفاظ میں اجازت دی ہے اور اشتہار میں حوالہ شامی کا ہے۔ خصوصیت سے اس مسئلہ کو حوالہ کی بہت ضرورت ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مسجد میں عشاء کی نماز جماعت سے ہوگئی اور کوئی شخص دیر میں پہونچا اس کو چاہئے کہ فرض

---

[۱] کبیری مطبوعه مجتبائی دهلی ص ۳۸۶، مطبوعه لاهور ص ۴۰۴ فصل فی النوافل، المحیط البرهانی ص ۲۶۳ ج ۲ الفصل الثالث عشر التراویح والوتر، نوع آخر فی قضاء التراویح، مطبوعه ڈابهیل، تاتارخانیة ص ۶۶۹ ج ۱ الفصل الثالث عشر فی التراویح، نوع آخر فی قضاء التراویح، مطبوعه کراچی.

[۲] عالمگیری ص ۱۱۷ ج ۱ مصری، فصل فی التراویح. الباب التاسع فی النوافل، البحر الرائق ص ۷۰ ج ۲ باب الوتر والنوافل، قبیل باب ادراک الفریضة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، در مختار علی الشامی زکریا ص ۴۹۹ ج ۲ باب الوتر والنوافل، مبحث صلوة التراویح.

عشاء پڑھ کر تراویح میں شرکت کرے پھر وتر بھی جماعت سے پڑھے یہی صحیح ہے کذا فی شرح المنیۃ کبیریٰ[۱] ص۳۹۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

جس نے نماز عشاء جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱) اگر کسی نے فرض جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟

(۲) اور اگر فرض جماعت سے پڑھی مگر تراویح کی چند رکعت چھوٹ گئی تو وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

جب مسجد میں جماعت عشاء ختم ہو چکی اور کوئی شخص بعد میں پہونچا تو اس کو چاہئے کہ اول عشاء کے فرض ادا کرے پھر سنت پھر تراویح میں شریک ہو پھر وتر کی جماعت میں شرکت کرے اس کے بعد بقیہ تراویح پڑھے۔ **الذی یظهر ان جماعة الوتر تبع لجماعة التراویح**[۲] اھ شامی نعمانیہ ص۴۷۶ ج۱ **صلی العشاء وحده فله ان یصلی التراویح مع الامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لیس لهم ان یصلوا التراویح بجماعة واذا صلی معه شیئاً من التراویح اولم یدرک شیئاً منها او صلاها مع غیره له ان یصلی الوتر معه هو الصحیح** اھ

[۱] اذا لم یصل الفرض مع الإمام لایتبعه فی الوتر وقال ابویوسف البانی اذا صلی مع الامام شیًا من التراویح یصلی معه الوتر وکذا اذ لم یدرک شیًا منها وهو الصحیح. حلبی کبیر ص۴۱۰ مطبوعه لاهور، بحث التراویح، فروع فصل فی النوافل، البحر الرائق ص۷۰ ج۲ باب الوتر والنوافل، قبیل باب ادراک الفریضة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۲] شامی کراچی ص۴۸ ج۲، شامی زکریا ص۵۰۰ ج۲ مبحث صلوة التراویح.

عالمگیری[1] ص۱۱۷ ج۱. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رمضان کی وتر میں سورۂ قدر

سوال: ''سورۂ إنا انزلناہ'' رمضان میں وتروں میں پڑھنا سنت ہے یا نہیں، ایک صاحب کہتے ہیں کہ سنت ہے دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ میں سنت اسکو نہیں مانتا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

سورہ إنا انزلناہ کا وتر میں پڑھنا متعین طور پر احادیث سے ثابت نہیں اور سورتوں کی طرح یہ بھی ایک سورت ہے وتر میں پڑھنا بھی درست ہے[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تہجد وتر صلوٰۃ اللیل کا مصداق

سوال: تہجد اور وتر ایک نماز ہے یا الگ الگ دو نمازیں ہیں؟ احادیث مختلفہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کا اطلاق کبھی تہجد اور ہر قیام لیل پر ہوتا ہے اور دیگر بہت سی روایتیں اس پر دال ہیں کہ وتر اور تہجد میں مغائرت ہے نیز حضورؐ سے رمضان کے بعد راتوں میں تراویح اور صلوٰۃ لیل کو جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ مجموعہ الفتاویٰ وغیرہ میں مذکور ہے اب تہجد کو صلوٰۃ

---

[1] عالمگیری ص۱۱۷ ج۱ فصل فی التراویح، البحر الرائق ص۷۰ ج۲ باب الوتر والنوافل، قبیل باب ادراک الفریضۃ، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، درمختار علی الشامی زکریا ص۴۹۹ ج۲ باب الوتر والنوافل، مبحث صلوۃ التراویح.

[2] عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ أو تر بسبح اسم ربک الاعلی،وقل یاایھاالکافرون وقل ھو اللّٰہ احد فیقرأ احیاناً ھذا للتبرک واحیانا غیر ذلک للتحرز عن ھجران باقی القرآن کذا فی التھذیب(عالمگیری ص۷۸ ج۱ الفصل الرابع فی القراء ۃ، مطبوعہ کوئٹہ ، شامی کراچی ص۶ ج۲، مطلب فی منکر الوتر والسنن، طحطاوی ص۳۰۵ باب الوتر واحکامہ، مطبوعہ مصری.

لیل کہہ کر رمضان شریف میں جم غفیر کے ساتھ با جماعت ادا کرنا مکروہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

وتر اور تہجد دونوں الگ الگ دو نمازیں ہیں وتر کے لئے حدیث شریف میں مخصوص تاکید آئی ہے[1] صلوٰۃ اللیل کا اطلاق ایک معنی کے اعتبار سے ہر اس نماز پر بھی درست ہے جو رات میں پڑھی جائے مغرب کی فرض، سنت، نفل اور عشاء کی فرض، سنت، وتر، نفل، تہجد سب کو صلوٰۃ اللیل کہنا درست ہے کیا ان سب کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی اجازت ہوگی؟ یا مخصوص طور پر رمضان میں ان سب کو جماعت کے ساتھ اجازت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۱/۷/۱۴۰۰ھ

شافعیہ کا وتر الگ پڑھنا

سوال: ہمارے یہاں رمضان کی تراویح میں کچھ شافعی بھی رہتے ہیں۔ تراویح کے ختم پر شافعی لوگ الگ ہوکر اپنی وتر کی نماز الگ پڑھتے ہیں۔ یہ فعل شریعت کی رُو سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

آپ ان کو کچھ نہ کہیں وہ اپنے امام کے مذہب کے مطابق عمل کریں گے۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک وتر کی نماز صرف ایک رکعت ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۸/۸/ ۹۱ھ

---

[1] عن خارجة بن حذافة أنه قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله امدكم بصلاة هى خير لكم من حمر النعم الوتر جعله الله لكم فيما بين صلاة العشاء الىٰ ان يطلع الفجر . ترمذى شريف ص ٦٠ ج ١ ابواب الوتر، باب ماجاء فى فضل الوتر

[2] الوتر وهو ثلاث ركعات بسلام واحد (عند ابى حنيفةؒ) وعند الشافعى واحمدؒ أدناها ركعة واحدة واكثرها احدى عشر . مجمع الانهر ص ١٩٢ ج ١ باب الوتر والنوافل، مطبوعه بيروت، المحيط البرهانى ص ٢٦٥ ج ٢ الفصل الثالث عشر التراويح والوتر، جئنا إلىٰ مسائل الوتر، مطبوعه ادارة القرآن، المجلس العلمى ڈابهيل، زيلعى ص ١٧٠ ج ١ باب الوتر والنوافل، مطبوعه امداديه ملتان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : قنوت نازلہ

قنوت نازلہ کے متعلق

سوال: مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۴۱ء بروز یکشنبہ سائل کا موقع اتفاقیہ نماز فجر با جماعت پڑھنے کا بڑی جامع مسجد سہارنپور میں ہوا۔ دوسری رکعت کی قراءت کے بعد رکوع کیا گیا۔ رکوع سے کھڑے ہوکر ہاتھ چھوڑے ہوئے امام صاحب نے کچھ دعا بجہر پڑھی کچھ مقتدی بجہر اور کچھ باخفاء آمین کہتے رہے یہ فعل تخمیناً دس منٹ تک ہوا اس دعا کے ختم کرنے کے بعد نماز کے دوسجدے کرکے التحیات وغیرہ پڑھ کر نماز ختم کی کیونکہ سائل نے اپنی ساٹھ سالہ عمر میں ایسا فعل جماعت احناف نماز فرض میں اول ہی مرتبہ دیکھا چنانچہ بڑے بڑے علماء جیسے حضرت تھانویؒ کی تصنیف وتالیف کردہ کتب کا بہت مطالعہ کیا اور بڑے بڑے علماء کی صحبت میں رہا مگر اس مسئلہ کا اتفاق نہیں پڑا اس لیے سائل کو تعجب سا معلوم ہوتا ہے۔ سائل نے وہیں ایک عالم صاحب بھی موجود تھے پوچھا کہ ایسا فعل کیسا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ مصیبت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں یہ فعل کیا ہے اور سنت ہے بدعت نہیں چونکہ زبانی میں سائل کو پوری تسلی نہ ہوئی اس لیے عرض ہے کہ مسئلہ ہذا کو مشرح فرمادیا جائے۔ تاکہ عام مسلمانوں کو فائدہ پہونچے۔ کس مقام پر، کس مصیبت پر اور مصیبت امام صاحب کی ہو یا کہ جمیع مسلمین کی یہ فعل جماعت میں ہوسکتا ہے یا نہیں اور کوئی تنہا بھی کرسکتا ہے اور تاخیر وتقدیم کی حالت میں سجدۂ سہو تو نہ لازم آئے گا۔ فقط

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب کہ کفار کی طرف سے عام مسلمانوں پر کسی قسم کا ظلم وتشدد ہوتا ہو کہ مسلمان عام طور پر پریشان ہورہے ہوں اس وقت اگر کوئی امام نماز فرض فجر میں دعائے قنوت نازلہ بعد رکوع گاہے گاہے پڑھ لے تو گنجائش ہے استحباب بھی ثابت ہوتا ہے مگر یہ پڑھنا اتفاقیہ ہی ہوسکتا ہے یہ نہیں کہ اس کا معمول ہی کرلیا جاوے ایسے ہی اگر کوئی اکیلا رات میں کسی نوافل میں کبھی پڑھ لے تو اس کی بھی گنجائش ہوسکتی ہے اور مقتدی امام کے سکتات میں آمین کہتے رہیں اس پر کوئی اعتراض جائز نہ ہوگا۔ **قال ابوجعفر الطحاوی انما لایقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہٖ.** شامی[1] ص۴۵۱ ج۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

قنوت نازلہ

سوال: قنوتِ نازلہ روزانہ نمازِ فجر میں پابندی سے پڑھی جاوے جب کہ اس کا موجب علی التواتر پایا جاتا ہے۔ یعنی جنگ وقتال۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک ماہ تک پڑھ کر چھوڑ دیا تھا لہٰذا ہر ماہ کے بعد چند روز چھوڑ دیا جائے۔ کیا ہونا چاہئے علی الاتصال یا ہر ماہ کے بعد کچھ انفصال کیا جاوے؟ جواب مدلل سے مشرف فرماویں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

کوئی مستقل اور اصلی چیز نہیں بلکہ وقوعِ نازلہ اس کا سبب ہے۔ بس جب پایا جائے تو قنوت نازلہ پڑھی جائے۔ جب سبب منقطع ہوجائے تو قنوت نازلہ کی ضرورت نہیں اس کو ترک

---

[1] شامی نعمانیہ ص ۴۵۱ ج ۱ شامی زکریا ص ۴۴۹ ج ۲، مطلب فی القنوت للنازلۃ، اعلاء السنن ص ۹۵ ج ۶ تتمۃ فی بقیۃ احکام قنوت النازلۃ، طبع ادارۃ القرآن کراچی، شلبی علی الزیلعی ص ۱۷۰ ج ۱ باب والوتر والنوافل، مکتبہ امدادیہ ملتان.

کر دیا جائے[1] جو فقہاء اور محدثین اس کے جواز کے قائل ہیں انھوں نے ایک ماہ یا کچھ کم وبیش کی تحدید نہیں فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ نے صرف ایک واقعہ کے ذیل میں قنوتِ نازلہ پڑھی ہے۔ زیلعی شرح کنز ص ۱۷۱ میں لکھا ہے وروی فی الخبر انه علیه الصلوٰة والسلام قنت شهراً او اربعین یوماً[2] اھ امام طحاوی نے شرح معانی الآ ثار ص ۱۴۳ میں لکھا ہے عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ یَوْماً[3] اھ معلوم ہوا کہ تین قسم کی روایتیں ہیں۔ بیس یوم، ایک ماہ، چالیس روز اور حضور اقدس ﷺ کا قنوتِ نازلہ کو موقوف فرما دینا ایک ماہ کی تحدید کی بنا پر نہیں، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم شهراً یدعو علیٰ عصیة و ذکوان فلما ظهر علیهم ترک القنوت اھ عقود الجواهر المنیفة[4] ص ۸۸ ج الہٰذا استمرار نازلہ کی حالت میں ایک ماہ سے زائد مدت تک مسلسل پڑھتے رہنا بھی خلافِ شرع نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح : عبد اللطیف

الجواب صحیح : سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

قنوت نازلہ

سوال: عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْراً ثُمَّ تَرَکَهٗ رواه ابوداؤد

---

[1] ان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلاة الفجر انما لایقنت عندنا فی صلوٰة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلابأس به شلبی علی الزیلعی ص ۱۷۰ ج ۱ باب الوتر والنوافل، طبع امدادیه ملتان، شامی زکریا ص ۴۴۹ ج ۲ مطلب فی القنوت للنازلة، اعلاء السنن ص ۹۵ ج ۶ تتمة فی احکام قنوت النازلة، طبع ادارة القرآن کراچی.

[2] زیلعی شرح الکنز ص ۱۷۱ ج ۱ باب الوتر والنوافل، طبع امدادیه ملتان.

[3] شرح معانی الاثار ص ۱۴۳ ج ۱، باب القنوت فی صلوٰة الفجر وغیرها، دارالاشاعت اسلامیہ کلکتہ

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیس دن قنوت نازلہ پڑھی۔

[4] عقودالجواهر ص ۸۸ ج ۱ المطبع الوطنیة و ص ۸۴ ج ۱ مطبوعه مصر، بیان الخبر الدال علیٰ نسخ القنوت فی الفجر.

والنسائی ''ثم ترکہٗ'' سے مراد قنوت کا پڑھنا امت کے لئے مسنون ہے یا متروک؟ وعن ابی مالک الاشجعی قال قُلْتُ لِاَبِی یَااَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْ لِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ ھٰھُنَا بِالْکُوْفَۃِ نَحْوَمِنْ خَمْسِ سِنِیْنَ وَکَانُوْایُقْنِتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ، حدیث مذکور میں لفظ ''محدث'' سے کیا مراد ہے؟ اور حدیث کا مطلب کیا ہے؟ اگر کوئی امام مسجد نمازِ صبح کے بعد اور نماز جمعہ جو بدل نمازِ ظہر ہے کثرت جماعت اور قبولیت کی امید وخیال میں قنوت نازلہ پڑھتا ہے تو اس کا یہ عمل مستحسن اور محمود ہے یا معیوب اور متروک؟ اس امر کی تصریح فرما کر بصیرت کا موقع دیں۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

استمرار متروک ہے۔ بلیہ شدیدہ عامہ کے وقت مشروع ہے۔ اس کا محل راجح قول پر صلوٰۃ فجر ہے۔ خلفاء راشدینؓ نے اپنے اپنے دور میں وقتِ ضرورت نمازِ فجر میں پڑھی ہے۔ القنوت فی الفجر لایشرع لمطلق الحرب عندنا وانما یشرع لبلیة شدیدة تبلغ بھا القلوب الحناجر ولو لاذٰلک للزم الصحابة القائلین بالقنوت للنازلة ان یقنتوا ابداً ولا یترکوہ یوماً لعدم خلو المسلمین عن نازلة ماغالباً. لاسیمافی زمن الخلفاء الا ربعة قلت وھذا ھوالذی یحصل بہ الجمع بین الاحادیث المختلفة فی الباب وامادعویٰ نسخ القنوت فی الفجر مطلقاً فتردھا اثار الصحابة وقنوتھم بعدوفاتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم احیاناً[1]۔ یعنی اگر قنوت راساً ہی منسوخ ہوجاتی تو خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ کبھی نہ پڑھتے۔ اگر اس کا استمرار رہتا یعنی ہر لڑائی کے وقت پڑھنا مشروع رہتا تو ہمیشہ پڑھتے رہتے۔ اس لئے کہ جہاد کا سلسلہ تو مستمر رہا ہی ہے، مگر ان حضرات کا معمول یہ تھا کہ بلیہ شدیدہ عامہ کے وقت پڑھتے تھے بغیر اس کے نہیں پڑھتے تھے۔ اور یہ پڑھنا صرف فجر کی نماز میں تھا دیگر نمازوں میں نہیں تھا۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ نسخ بھی دوجہت سے ہے۔ ایک استمرار دوسرے ماعدا فجر۔ پس فجر کے علاوہ دیگر صلوٰۃ میں

[1] اعلاء السنن ص ۹۶ ج ٦ تتمة فی بقیہ احکام قنوت النازلة، طبع ادارۃ القرآن کراچی، منحة الخالق علی ھامش البحر کوئٹہ ص ۴۴ ج ۲ باب الوتر والنوافل.

قنوت نہیں، خواہ سریۃً ہو خواہ جہریۃً ہو[1] بعض کتبِ فقہ میں جہریہ میں مشروعیت درج ہے۔ اس کی توضیح علامہ شامیؒ[2] نے اس طرح کی ہے کہ یہ لفظ صلوٰۃ الفجر تھا۔ نقل میں تحریف ہو کر صلوٰۃ الجہر ہو گیا۔ لہٰذا صرف فجر میں مشروعیت ہے۔ کل صلوٰۃ جہریہ میں نہیں نہ جمعہ میں نہ کسی اور نماز میں۔ ہاں اگر وقت ضرورت خطبۂ جمعہ میں قنوت نازلہ پڑھ لی جائے تو مضائقہ نہیں، قنوت کی مفصل بحث جس میں دس جہات سے کلام کیا ہے اور احادیث مختلفہ نیز عبارات فقہیہ کو پورے حوالوں سے نقل کر کے تعارض رفع کیا ہے اور روایات پر جرحاً وتعدیلاً بحث کر کے امر راجح کو محقق کیا ہے اعلاء السننؒ[3] کی جلد سادس میں مذکور ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٨/١١/٨٨ھ

قنوت نازلہ میں ہاتھوں کے اٹھانے اور آمین پڑھنے کا حکم

سوال: قنوتِ نازلہ فجر میں امام دوسری رکعت کے قومہ میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ امام کے قنوتِ نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھانا درست ہے یا نہیں؟ کیا شوافع حضرات قنوتِ نازلہ پڑھتے وقت امام کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے ہیں؟ قنوتِ نازلہ پڑھتے وقت آمین جہر سے کہے یا آہستہ کہے؟ مقتدی زرو سے

---

[1] قال فی الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر ولاشک ان الطاعون من اشد النوازل...... قال بعد كلام فتكون شرعية اى شرعية القنوت فی النوازل مستمرة وهومحمل قنوت من قنت من الصحابة بعدوفاته عليه الصلاة والسلام وهو صريح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية الخ. (الشامی نعمانيه ص ١ ٤٥ ج ١)شامی کراچی ص ١ ١ ج٢ مطلب فی القنوت للنازلة.

[2] وقد وضّح علامة الشامی فی منحة الخالق ومقتضٰى هذا ان القنوت النازلة خاص بالفجر ويخالفه ما ذكره المؤلف معزيا الى الغاية من قوله فی صلاة الجهر ولعله محرّف عن الفجر وقد وجدته بهذا اللفظ فی حواشی ابی مسكين وكذا فی الاشباه وكذا فی شرح الشيخ اسمعيل، منحة الخالق على هامش البحر الرائق ص ٤٤ ج٢ باب الوتر والنوافل، طبع كوئٹه، اعلاء السنن ص ٩٦ ج٦ تتمة فی بقية احكام قنوت النازلة، طبع امداديه مكة المكرمة.

[3] اعلاء السنن ص ٨٢تا١٠٠ ج٦ محل قنوت النوازل يكون بعد الركوع، طبع مكتبه امداديه مكة المكرمة.

آمین کہے یا آہستہ کہے؟ مقتدی حضرات حنفی ہوں اور امام شافعی مسلک کا ہو تو حنفی حضرات قنوتِ نازلہ سننے پر آمین جہر سے کہے یا آہستہ سے؟ امام صاحب ہمارے یہاں شافعی مسلک کے ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

مصائب عامہ شدیدہ کے وقت فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد امام قنوتِ نازلہ پڑھ سکتا ہے۔ قال الحافظ ابو جعفر الطحاویؒ انما لایقنت عندنا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلابأس بہٖ فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم. (شامی[۱] ص۲۰۷ج۱) شوافع قنوتِ نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں، حنفیہ ہاتھ نہیں اٹھاتے، اگر کوئی حنفی کسی شافعی امام کی اقتدا کرے تو ہاتھ چھوڑ کر کھڑا رہے اور دعاؤں کے آخر میں آہستہ آہستہ آمین کہتا رہے۔ بل یقف ساکتاً علی الاظهر مرسلاً یدیه (الدر المختار علیٰ ھامش رد المحتار[۲] ص۲۰۷ج۱) وهل المقتدی مثله (ای مثل الامام) ام لاوهل القنوت هنا قبل الرکوع ام بعده لم اره والذی یظهر لی ان المقتدی یتابع امامه الااذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لاقبله الی ثم رأیت الشرنبلالی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعده اھ (شامی[۳] ص۲۰۷ج۱) فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الشامی نعمانیه ص ۴۵۱ ج ۱، شامی کراچی ص ۱۱ ج ۲، مطلب فی القنوت للنازلة، منحة الخالق علی هامش البحر کوئٹه ص ۴۴ ج ۲ باب الوتر والنوافل، اعلاء السنن ص ۹۵ ج ۶ تتمة فی بقیة احکام قنوت النازلة، طبع امدادیه مکة المکرمة.

[۲] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۴۴۹ ج ۱ شامی کراچی ص ۹ ج ۲، مطلب فی القنوت للنازلة، بحر کوئٹه ص ۴۵ ج ۲ باب الوتر والنوافل، اعلاء السنن ص ۱۰۰/ ۱۰۳ ج ۶ تتمة فی بقیة احکام قنوت النازلة، طبع امدادیه مکة المکرمة.

[۳] شامی نعمانیه ۴۵۱ ج ۱ شامی کراچی ص ۱۱ ج ۲ مطلب فی القنوت للنازلة، اعلاء السنن ص ۱۰۰ ج ۶ تتمة فی بقیة احکام قنوت النازلة، منحة الخالق علی هامش البحر ص ۴۴ ج ۲ باب الوتر والنوافل، طبع کوئٹه.

قنوت نازلہ میں ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟

سوال: قنوتِ نازلہ کے وقت ہاتھ باندھ لینا چاہئے یا چھوڑ دینا چاہئے؟ مسئلہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس میں دونوں قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ قیام کی طرح ہاتھ باندھ لے۔ دوسرا یہ ہے کہ قومہ کی طرح ہاتھ چھوڑے رکھے۔ لہٰذا کسی پر اعتراض نہ کیا جائے **والحاصل انہٗ یضع عندالشیخین فی القنوت سواء کان قبل الرکوع او بعدہٗ**[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۱۴۰۶ھ

قنوت نازلہ میں "دَمِّرْ دیارھم" کی جگہ دوسرا لفظ

سوال: قنوتِ نازلہ میں ایک لفظ "دمر دیارھم" ہے۔ اس کے متعلق ایک مولوی صاحب کا خیال ہے کہ جس دیار میں کفار رہتے ہیں اسی دیار میں ہم بھی مقیم ہیں، جب ان کے دیار برباد ہونگے تو ساتھ ساتھ ہم بھی برباد ہوں گے۔ فی الحال قنوتِ نازلہ گودھرا اور مرادآباد وغیرہ کے لئے پڑھا جاتا ہے اور ان شہروں میں مسلمان اور کفار مخلوط رہتے ہیں لہٰذا دیارھم کے بدلے اشرارھم پڑھنا چاہئے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اس طرح تبدیلی کرنے سے نماز میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟

---

[1] الحاصل أنه یضع عند الشیخین فی القنوت سواء کان قبل الرکوع أو بعده وعند محمد یرسل ولا یرفع یدیه فی خلال القنوت اعلاء السنن ص ۱۰۲ ج۶ تتمة فی بقیة احکام قنوت النازلة، طبع ادارة القرآن کراچی، امدادیه مکة المکرمة، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۴۴۶ ج۲ باب الوتر والنوافل.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس مقصد سے یہ تغیر مناسب ہے نماز میں خرابی نہیں آئیگی۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قنوت نازلہ اور ختم یٰسین کی حد کیا ہے؟

سوال: جب سے گودھرا میں فساد ہوا ہے آج تک قنوتِ نازلہ پڑھی جاتی ہے۔ بعد نماز عشاء یٰسین شریف کا ختم ہوتا ہے پھر دعا ہوتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ قنوت نازلہ اور ختم یٰسین شریف کی کوئی حد بھی ہے؟ کب تک پڑھی جائے؟ ختم یٰسین شریف کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

قنوت نازلہ بمنزلہ علاج کے ہے، جب تک مرض ہے علاج جاری رہتا ہے[2] اور یٰسین شریف کے فضائل احادیث میں موجود ہیں، دفع مصائب میں یہ بہت نافع اور مجرب ہے[3] اور دعاؤں کا امر قرآن کریم میں ہے[4] اس کو مخ[5] العبادہ فرمایا گیا ہے۔ البتہ اس ختم اور اجتماعی دعا کو مستقل

[1] مستفاد ذکر کلمة مكان كلمة على وجه البدل ان كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهى فى القرآن لا تفسد صلاته نحو ان قرأ مكان العليم الحكيم وان لم تكن تلك الكلمة فى القرآن لكن يقرب معناها عن ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ لا تفسد فتاوى عالمگیری کوئٹه ص ۸۰ ج ۱ الباب الرابع فى صفة الصلوة، الفصل الخامس فى زلة القارى، فتاوى التاتارخانية ص ۴۶۵ ج ۱ نوع آخر فى زلة القارى، الفصل الاول فى ذكر حرف مكان حرف، طبع ادارة القرآن کراچی، المحيط البرهانى ص ۱۶ ج ۲ نوع اخر فى زلة القارى، الفصل الاول فى ذكر حرف، طبع المجلس العلمى ڈابھیل گجرات.

[2] قال الحافظ ابو جعفر الطحاوى: انما لايقنت عند نا فى صلاة الفجر من غير بلية فان وقعت فتنة او بلية فلابأس فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم: شامى کراچی ص ۱۱ ج ۲ مطلب فى القنوت للنازلة (طحطاوى ص ۳۰۶ مصرى)، باب الوتر، زيلعى شرح كنز ص ۱۷۱ باب الوتر والنوافل، مطبوعه امداديه ملتان.

[3] عن حسان بن عطية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سورة يٰس تُدعىٰ فى التوراة المعمة تعمُّ صاحبها بخير الدنيا والاخرة وتُكابِدُ عنه بلوى الدنيا والاخرة (بقیہ اگلے صفحہ پر)

واجب یا سنت کا درجہ دینا کہ نہ شریک ہونے والے کو عاصی قرار دیا جائے درست نہیں[1]
فقط واللہ علم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ٢٧/٢/١٤٠١ھ

عام بدامنی کے موقع پر بعد نمازِ فجر آیتِ کریمہ کا ختم

سوال: جب بدامنی عام ہو جائے اور اہلِ اسلام کی جان واموال کو غیروں کی طرف سے خطرات لاحق ہو جائیں تو ایسی صورت میں اہلِ اسلام کو کیا کرنا چاہئے؟ ہمارے یہاں بعض مساجد میں یہ سلسلہ جاری ہے کہ بعد صلوٰۃ فجر لوگوں کو روک دیا جاتا ہے اور بہ ہیئت اجتماعیہ سب لوگ گٹھلیوں پر آیت کریمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظالمین پڑھ کر دعا کرتے ہیں۔ ایسے حوادث تو نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین کے عہد مبارک میں بھی پیش آئے تو کیا آپ ﷺ یا صحابہ کرامؓ سے ایسا عمل ثابت ہے؟ شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مصیبت عامہ کے وقت جب بدامنی پھیل جائے، قتل وغارت کی وجہ سے جان، مال، اولاد

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) وتدفع عنه اهاويل الدنيا والاخرة وتدعى المدافعة القاضية تدفع عن صاحبها كل سوءٍ وتقضى له كل حاجة روح المعانى ص٣١٢ج١٢ الجزء الثانى والعشرون، سورة يٰس تفسير الاية ١، طبع دار الفكر تفسير القرطبى ص٤ج٨ طبع دار الفكر.

[4] وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِى اَستجب لكم سورة غافر آيت ٦٠. ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست کو قبول کرلوں گا۔ (بیان القرآن)

[5] الدعاء مخ العبادة، ترمذى شريف ص ١٧٥ ج ٢ ابواب الدعوات، باب ماجاء فى فضل الدعاء.

(صفحہ ہٰذا) [1] ان المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها فتح البارى ص ٢٠٩ ج ٢ باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، طبع دار الفكر بيروت، مرقاة المفاتيح ص ١٤ ج ٢ باب الدعا فى التشهد، طبع بمبئى، سباحة الفكر مع مجموعة الرسائل السنة ص ٢٧ طبع لكهنؤ.

محفوظ نہ رہے تو قنوتِ نازلہ پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت ہے[۱] آیت کریمہ کا عمل بھی مفید و مجرب ہے[۲] توبہ واستغفار کی کثرت کی جائے، یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب کوئی اہم امر پیش آتا بَادَرَاِلَی الصَّلٰوۃِ.[۳] اس لئے آیتِ کریمہ کی توفیق ہوجائے تو اعتراض کی ضرورت نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نمازمغرب میں قنوت نازلہ

سوال: مشکوٰۃ شریف میں قنوت نازلہ کی ترکیب حنفی مذہب میں صرف فجر کے وقت ہے (یعنی فرض نماز کی فجر میں) ہمارے امام حنفی ہوتے ہوئے مغرب کی نماز میں فجر کی نیت سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مغرب میں زیادہ آدمی رہتے ہیں کیا اس طرح درست ہے کہ ایک امام کے پیرو دوسرے امام کی پیروی کریں (حوالہ حدیث)

(۲) کیا قنوت نازلہ حوادثات کے وقت واجب اور لازم ہے یہاں مہینوں سے پڑھی جاتی ہے اور اس وقت معاملات سرد بھی ہیں لیکن رک نہیں رہے ہیں۔یہاں کے علاوہ دیگر شہروں الٰہ آباد

---

[۱] قال الامام ابو جعفر الطحاوی رحمه اللّٰه تعالیٰ: انما لا یقنت عندنا فی الفجر من غیر بلیة، فان وقعت فتنة او بلیة فلابأس به فعله رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۲۰۶ مصری، باب الوتر واحکامه)، شامی زکریا ص۴۴۹ ج۲ باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة، حلبی کبیری ص۴۲۰ صلاة الوتر، فروع، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] عن سعدؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم دعوة ذی النون اذا دعا ربه وهو فی بطن الحوت لاإلٰه إلا أنت سبحانک اِنّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمین لم یدع بها أی بتلک الدعوة أو بهذه الکلمات رجل مسلم فی شیءٍ أی من الحاجات إلا استجاب له رواه احمد والترمذی الخ مرقاة شرح مشکوٰة ص۸۴ ج۳ کتاب الدعوات، کتاب اسماء الله تعالیٰ، قبیل الفصل الثالث، مطبوعه بمبئی مشکوة شریف ص۲۰۰ ج۱، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۳] عن حذیفة رضی الله عنه قال کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا حزبه أمر صلی رواه ابو داؤد، مشکوة شریف ص۱۱۷ ج۱ باب التطوع، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

لکھنؤ، جبل پور، سلطان پور وغیرہ میں یہ چیز نہیں نظر آتی، وہاں کے مسلمانوں کو ان حوادثات کی کوئی اہمیت نہیں (حوالہ حدیث)

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام صاحب کو اس چیز سے پرہیز کرنا چاہئے ابتلائے عام کے وقت بھی جب کہ عام مسلمان مصیبت میں گرفتار ہوں، تو قنوت نازلہ صرف نماز فجر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پڑھی جاتی ہے کسی اور نماز میں نہیں جیسا کہ اعلاء السنن[1] میں پوری تفصیل مذکور ہے۔ فقہ حنفی کی کتاب درمختار، شامی میں بھی اسی طرح ہے[2]۔

(۲) جواب نمبر ایک سے اس کا جواب ظاہر ہے اس کا پڑھنا واجب نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۲/۱۴۰۰ھ

قنوت نازلہ کے اخیر میں مقتدی نے کہا ''بے شک'' تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: نماز میں امام نے قنوت نازلہ پڑھی مقتدی ہر دعا پر آمین کہتا رہا لیکن تبــــارکـــت

---

[1] لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَانِتًا فِي الْفَجْرِ عِنْدَ النَّوَازِلِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا وَمُرَادُهٗ بِذٰلِكَ اَنَّ قُنُوْتَ النَّوَازِلِ لَمْ يُنْسَخْ بَلْ هُوَ مَشْرُوْعٌ اِذَا نَزَلَ بِالْمُسْلِمِيْنَ نَازِلَةٌ اَنْ يَّقْنُتَ الْاِمَامُ فِي الْفَجْرِ اعلاء السنن ص ۱۸ ج۶ ابواب الوتر، باب اخفاء القنوت فی الوتر، مطبع کراچی.

[2] ویؤیدہ مافی شرح المنیة حیث قال بعد کلام: فتکون شرعیته ای شرعیة القنوت فی النوازل مستمرة وهو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته علیه الصلوٰة والسلام، وهو مذهبنا وعلیه الجمهور. وقال الحافظ ابوجعفر الطحاوی، انما لایقنت عندنا فی صلاة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلابأس به الخ شامی کراچی ص ۱۱ ج۲، مطبوعه زکریا ص ۴۴۹ ج۲ مطلب فی القنوت للنازلة) حلبی کبیری ص ۴۲۰ صلاة الوتر، فروع، مطبوعه لاهور، حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص ۱۷۰ ج۱ باب الوتر والنوافل، مطبوعه امدادیه ملتان.

وتعالیت یاذی الجلال والاکرام پر مقتدی نے ''بے شک'' کہا ایسی صورت میں مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

خداوند تعالیٰ کی صفات کی تصدیق سے نماز فاسد[1] نہیں ہوتی تاہم مقتدی کو خاموش رہنا چاہئے۔ اس نماز کا اعادہ کرلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لوقرأ الامام آیة الترغیب اوالترهیب فقال المقتدی صدق الله. وبلغت رسله فقد اساء ولاتفسد صلاته (عالمگیری ص ۱۰۰ ج ۱) الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص ۳۸۱ ج ۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها، قبیل مطلب فی التشبه بأهل الکتاب، حلبی کبیری ص ۴۴۴ فصل فیما یفسد الصلوة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم : سنن مؤکدہ

سنن ہدیٰ اور سنن زوائد

سوال:- کپڑا وغیرہ یا اور چیز داہنی جانب سے شروع کرنا سنن زوائد ہیں جیسے نماز، وضو وغیرہ میں بتایا گیا ہے، یا سنت مؤکدہ یا مستحب ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ سنن زوائد ہیں جب کہ ان کا تعلق عادات، معاشرات سے ہو اور سنن ہدیٰ ہیں جب کہ ان کا تعلق عبادت سے ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

فجر کی سنتوں کا وقت اداء وقضاء

سوال:- فجر کی سنتوں کا وقت فرض کے اول ہے یا بعد سنتیں پہلے پڑھے یا نہیں؟

---

[1] السنة ما واظب النبی علیه السلام علیه مع الترک احیانا فان کانت المواظبة المذکورة علی سبیل العبادة فسنن الهدی وان کانت علی سبیل العادة فسنن الزوائد کلبس الثیاب والا کل بالیمین (شرح الوقایه، ج ۱/ص ۶۸) کتاب الطهارة، مکتبه رحیمیه دیوبند، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۵۰-۵۱ فصل فی سنن الوضوء، مطبوعه مصری قواعد الفقه ص ۳۲۸ (تحت اللفظ السنة) مطبوع اشرفی دیوبند، شامی کراچی ص ۱۰۳ ج ۱ کتاب الطهارة، مطلب فی السنة وتعریفها.

الجواب حامداً ومصلیاً!

فجر کی سنتیں فرض سے پہلے پڑھنی چاہئیں اگر وقت نہیں ملا طلوع شمس سے پہلے نہیں پڑھی جائیں گی بلکہ سورج کے بلند ہونے پر پڑھیں مگر قضا لازم نہیں بلکہ غیر مؤکدہ ہے اگر جماعت شروع ہوگئی تو جماعت کے ساتھ صف میں کھڑے ہوکر سنت فجر نہ پڑھیں بلکہ دور وضوخانہ حجرہ وغیرہ میں پڑھ لیں۔ بشرطیکہ جماعت بالکلیہ فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو بلکہ ایک رکعت یا تشہد میں شریک ہونے کی توقع ہو یہ طریقہ حنفیہ نے اس لئے اختیار کیا ہے کہ احادیث میں جماعت میں شریک ہونے کی بھی اہمیت وارد ہوئی ہے اور فجر کی سنتوں کی بھی تاکید شدید ہے اور جماعت شروع ہوجانے پر کوئی دوسری نماز پڑھنے پر نکیر بھی ہے اور نماز فجر کے بعد کسی اور نماز کی ممانعت بھی ہے اور سورج کچھ بلند ہونے پر فجر کی سنتوں کی قضاء بھی ثابت ہے اس طریق کو اختیار کرنے سے ان جملہ احادیث پر عمل ہوجاتا ہے اور کوئی حدیث ترک نہیں ہوتی حنیفہ کو اللہ پاک نے یہ خاص کمال عطا فرمایا ہے۔ **شکر اللہ سعیهم و کثر سوادهم.**

عَنْ اُبَیِّ بن کعبٍؓ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْماً الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَ شَاهِدٌ فُلاَنٌ أَ قَالُوْا لاَ قَالَ اَشَاهِدٌ فُلاَنٌ أَ قَالُوْا لاَ قَالَ اِنَّ هَاتَیْنِ الصَّلاَتَیْنِ اَثْقَلُ الصَّلٰوتِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ وَلَوْتَعْلَمُوْنَ مَافِیْهِمَا لَآتَیْتُمُوهُمَا وَلَوْحَبْواً عَلَی الرُّکَبِ وَاَنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰی مِثْلُ صَفِّ الْمَلاَئِکَةِ وَلَوْعَلِمْتُمْ مَافَضِیْلَتَهٗ لاَبْتَدَرْتُمُوْهُ وَاِنَّ صَلٰوةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتَهٗ مَعَ الرَّجُلَیْنِ أَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَاکَثُرَفَهُوَأَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ. رواه ابوداؤد والنسائی اھ مشکوٰة شریف[۱] ص ۹۶ ج ۱.

---

[۱] مشکوٰة شریف ص ۹۶، باب الجماعة فضلها، الفصل الثانی.

ترجمہ: -حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک روز صبح کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا ارشاد فرمایا۔ کیا فلاں حاضر ہے لوگوں نے کہا۔ نہیں ارشاد فرمایا: کیا فلاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، ارشاد فرمایا۔ یہ دونوں نمازیں منافقوں پر تمام نمازوں میں زیادہ بھاری ہیں اور اگر تم ان کی فضیلت جان لو تو تم ان نمازوں میں آ ؤ اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر آ ؤ اور بیشک پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اور اگر تم اس کی فضیلت جان لو تو اس کی طرف سبقت کرو اور آدمی کا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لَاتَدَعُوْهُمَا (اَیِ الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ) وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلَ اھ ابو داؤد شريف[1] ص ۱۷۹ ج ۱.

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اِذَا اُقِيْمَتُ الصَّلٰوةَ فَلَاصَلٰوةَ اِلَّاالْمَكْتُوْبَةَ. رواه مسلم اھ مشكوة شريف[2] ص ۹۶ ج ۱.

عن أبی سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لَاصَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِيْبَ الشمس متفق عليه اھ مشكوٰة[3] ص ۹۴ وقصة قضاء السنة صبيحة ليلة التعريس معروفة مشهورة فی كتب الحديث عن أبی مجلز قال دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَؓ وَابْنِ عَبَّاسٍؓ وَالْاِمَامُ يُصَلِّی فَأَمَّا ابن عمر فدخل فی الصف واَمَّا ابْنِ عَبَّاسٍ فَصَلّٰی رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامَ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ مَكَانَهُ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ[4] عن ابن عمر اَنَّهُ جَاءَ

(**گذشتہ کا بقیہ**) اور دو کے ساتھ نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے اور جتنے لوگ (نماز میں) زیادہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

(**صفحہ ہٰذا**) [1] ابو داؤد شريف ص ۱۷۹ ج ۱ باب ركعتی الفجر. مطبوعه بلال ديوبند.

ترجمہ:-حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کو (فجر سے قبل کی دو رکعت) نہ چھوڑنا اگر چہ گھوڑے تم کو روند ڈالیں۔

[2] مشكوة شريف ص ۹۶، باب الجماعة وفضلها، الفصل الاول، ياسر نديم اينڈ كمپنی ديوبند.

ترجمہ:-حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب (فرض) نماز کی اقامت ہو جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔

[3] مشكوٰة شريف ص ۹۴ باب أوقات النهی، الفصل الاول.

ترجمہ:-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا صبح کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک کوئی نماز نہیں اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں۔

[4] طحاوی شريف ص ۲۱۹، باب الرجل يدخل المسجد والامام فی صلوة الفجر، مطبوعه دارالاشاعت كلكته.

ترجمہ: حدیث حضرت ابومجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ فجر کی نماز میں مسجد میں داخل ہوا اور امام نماز پڑھا رہے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ تو صف میں داخل ہو گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو رکعت پڑھی پھر امام کے ساتھ داخل ہوئے جب امام نے سلام پھیرا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ رہے یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو گیا کھڑے ہوئے اور دو رکعت پڑھی۔

وَالْإِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلوٰةِ الصُّبْحِ فَصَلَّا هُمَا فِيْ حُجْرَةِ حَفْصَةَ ثُمَّ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ اھ طحاوی[1] شریف ص ۴۵۶.

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من لم يصل ركعتی الفجر فليصليهما بعد ما تطلع الشمس. رواه الترمذی واسناده صحيح ا ھ آثار السنن.[2] والروايات مبسوطة فی هذ الباب فی آثار السنن وشرح معانی الآثار واعلاء السنن وغيره من كتب الاحناف. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جماعت کھڑی ہونے پر فجر کی سنت کہاں پڑھے

سوال:- بوقت اقامت جماعت درصف ثانی سنت فجر خواندن مکروہ است یا نہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بلا حائل مکروہ است ثم السنة المؤكدة التی يكره خلافها فی سنة الفجر وكذا فی سائر السنن هو أن لاياتی بها مخالطاً للصف بعد شروع القيام فی الفريضة ولاخلف الصف من غير حائل وأن يأتی بها اما فی بيته وهو الافضل أو عندباب المسجد إن امكنه ذٰلک بأن كان ثمه موضع يليق للصلوٰة وإن لم يمكنه ذٰلک ففی المسجد الخارج إن كانوا يصلون فی الداخل أو فی الداخل إن كانوا فی الخارج ان كان هناک مسجد إن صيفی وشتوی وإن كان المسجد واحداً فخلف أسطوانة ونحو ذٰلک كالعمود والشجر وما أشبهما فی كونها حائلاً والاتيان

---

[1] طحاوی شریف ص ۲۲۰ ج ا، باب اداء سنة الفجر بعد إقامة الصلوة، مطبوعه دارالاشاعت كلكته.

ترجمہ :- حدیث[6] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ آئے اور امام فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے صبح کی نماز سے قبل کی دو رکعت نہیں پڑھی تھی تو انھوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دو رکعت پڑھی پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔

[2] آثار السنن ص ۳۸ ج ۲، باب كراهة قضاء ركعتی الفجر قبل طلوع الشمس، مطبوعه دارالاشاعت كلكته.

ترجمہ :- حدیث حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے فجر سے قبل کی دو رکعت نہ پڑھی ہوں وہ ان کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

بهاخلف الصف من غير حائل مكروه ومخالطاللصف كما يفعله كثير من الجهال أشد كراهة لمافيه من مخالفة الجماعة كبيرى[۱] ص ۳۷۹، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۴/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۳/ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

سنت الفجر بعد الاقامة

سوال:- فجر کی جماعت شروع ہوچکی ہے اب فجر کی سنت پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ایک صاحب کہتے ہیں ایسے وقت میں سنت پڑھنا حدیث سے ثابت نہیں حنفی لوگ جو ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ حدیث کے خلاف ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں ایک جلیل القدر صحابی کا اثر نقل کیا ہے کہ وہ ایسے وقت مسجد پہونچے کہ نماز فجر شروع ہوچکی تھی انہوں نے دروازۂ مسجد پر سنتیں پڑھیں پھر جا کر جماعت میں شریک ہوگئے[۱] جو صاحب اس کو غلط کہتے ہیں شاید ان کی نظر سے یہ چیز نہ گذری ہو۔ اس

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) ترجمۂ سوال: جماعت فجر کی اقامت کے وقت دوسری صف میں فجر کی سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں۔
ترجمۂ جواب: بلا حائل مکروہ ہے۔ فقط

[۲] كبيرى ص ۳۷۹، مطبوعه مجتبائى ودهلى ومكتبه رحيميه ديوبند، فصل فى النوافل، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور ص ۳۹۶، فصل فى النوافل فروع: لو ترك الخ، شامى زكريا ص ۵۱۱ ج۲ باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة الخ، طحطاوى على المراقى ص۲۶۷ باب إدراك الفريضة، مطبوعه مصر.

(صفحہ ہٰذا) [۱] حدثنى عبدالله بن أبى موسى عن أبيه حين دعاهم سعيد بن العاص دعا أباموسى وحذيفة وعبدالله بن مسعودؓ قبل أن يصلى الغداة ثم خرجوا من عنده وقد أقيمت الصلوة فجلس عبد الله الى أسطوانته من المسجد فصلى الركعتين ثم دخل فى الصلوة فهذا عبدالله قد فعل هذا ومعه حذيفة وأبوموسى ماينكران ذلك عليه فدل ذلك على موافقتهما إياه، عن أبى مجلز قال دخلت المسجد فى صلوة الغداة مع إبن عمرؓ وإبن عباسؓ والامام يصلى فاماإبن عمرؓ فدخل فى الصف (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ ہے جس میں حنفیہ کی تائید میں حدیث اوراس کے معارض سے پوری بحث کر کے مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

سنت فجر کو جماعت کے بعد پڑھنا

سوال:- صبح کی سنت جماعت میں شرکت کی وجہ سے جوترک ہوجائیں کسی مجبوری سے طلوعِ آفتاب سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

طلوع آفتاب سے پہلے سنت قضاپڑھنا مکروہ ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفااللہ عنہٗ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) واما إبن عباسؓ فصلى ركعتين ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد إبن عمر مكانه حتى طلعت الشمس فقام فركع ركعتين فهذا إبن عباسؓ قدصلى الركعتين فى المسجد والامام فى صلوٰة الصبح طحاوى شريف ص ٢١٩ ج ١، مطبوعه دارالاشاعت، باب اداسنة الفجر بعد الاقامة الصلوة.

ترجمہ:- عبداللہ ابن ابوموسیٰ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جس وقت ان کوسعید ابن العاص نے بلایا اور ابوموسیٰ وحذیفہ، اورعبداللہ بن مسعودؓ کو بلایا نماز فجر سے پہلے پھر وہ لوگ ان کے ساتھ نکلے اور نماز پڑھی، پھر حضرت عبداللہ مسجد کے ستون کے پاس بیٹھ گئے پھر دورکعت نماز پڑھی، اس کے بعد جماعت میں شامل ہوگئے پس یہ عبداللہ ہیں انہوں نے ایسا کیا حالانکہ ان کے ساتھ حضرت حذیفہ وابوموسیٰ تھے انہوں نے اسکے اوپر نکیر نہیں کی، پس یہ دلالت ہوئی ان دونوں حضرات کے موافق ہونے پر ان کے۔ حضرت ابومجلز نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز میں مسجد میں داخل ہوا ابن عمر اور ابن عباسؓ کے ساتھ اور امام نماز پڑھا رہے تھے، توابن عمرؓ توصف میں شامل ہوگئے اور ابن عباس نے دورکعت نماز پڑھی اور امام کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر جب امام نے سلام پھیرا، توابن عمرؓ اپنی جگہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج نکل گیا پھر دورکعت پڑھی، پس یہ ابن عباس ہیں جنھوں نے دورکعت مسجد میں پڑھیں حالانکہ امام صبح کی نماز میں مشغول تھے۔

(صفحہ ہٰذا) [1] راجع لـلتفـصيل : إعلاء السنن ص ٨٥-١٠٨ ج٧ باب جواز سنة الفجر عند شروع الإمام فى الفريضة، باب النوافل والسنن، مطبوعه إمداديه مكة المكرمة.

[2] وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعد الصبح (الشامى نعمانيه ص ٤٨٢ ج ١ شامى كراچى ص ٥٧ ج٢ مطلب هل الإسائة دون الكراهة أو أفحش، باب إدراک الفريضة، شامى زكريا ص ٥٢١ ج ٢، مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ٢٦٨ باب إدراک الفريضة، مطبوعه مصر، تبيين الحقائق ص ١٨٣ ج ١ باب إدراک الفريضة، مطبوعه إمداديه ملتان.

سنت فجر کی قضا

سوال:- کسی مقتدی کی فجر کی سنتیں باقی رہ گئیں۔ کیونکہ تکبیر اولیٰ شروع ہوگئی اور وہ سنتیں تکبیر شروع ہونے سے پہلے ادانہیں کرسکا۔ اب جماعت ختم ہونے کے بعدوہ ان سنتوں کو جماعت کے بعد ہی ادا کرسکتا ہے یا سورج نکلنے کے بعد ادا کرے؟

(۲) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلياً!

(۱) جماعت کے بعد سنت فجر کی قضا درست نہیں، سورج نکلنے کے بعد بلند ہونے پر پڑھ لے، اگرچہ سنت مؤکدہ نہ رہی تقضیٰ إذا فاتت بلافرض بعد الطلوع إلى الزوال إستحساناً لأن النبى صلى الله عليه وسلم قضاهامع الفرض بعد إرتفاع الشمس. (مجمع الأنهر[1] قال محمد أحب إلى أن أقضيها إذا فاتت وحدها بعدطلوع الشمس قبل الزوال. كبيرى[2] ص ٣٨٠.

(۲) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ عندالحنفیہ جائز نہیں، والموتم لايقرأ فان قرأ كره تحريماً بل يسمع وينصت. درمختار[3] ص ٨١. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۲/ ۸۸ھ

---

[1] مجمع الأنهر ص ٢١١ ج ١، باب إدراک الفريضة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] مطبوعه دهلى، ورحيميه ديوبند. فصل فى النوافل، مطبوعه سهيل اكيڈمى ص ٣٩٧، فروع: لو تكر الخ حاشية الشلبى على هامش الزيلعى ص ١٨٣ ج ١ باب إدراک الفريضة، مطبوعه امداديه ملتان.

[3] الدرالمختار، نعمانيه ص ٣٦٦ ج ١، الدرالمختار على الشامى، كراچى ص ٥٤٤ ج ١، شامى زكريا ص ٢٦٦ ج ٢ باب صفة الصلوة، قبيل فروع فى القراءة خارج الصلوة، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ١٦٠ باب صفة الصلاة، فصل يجهر الإمام بالقراءة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ١٣١ ج ١ باب صفة الصلوة، فصل وإذا اراد الدخول الخ، وسننها الخ، مطبوعه امداديه ملتان.

سنتیں پڑھتے ہوئے جماعت شروع ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال:- اگر کوئی شخص اگلی صف میں سنت یا نفل پڑھ رہا ہو اور فرضوں کی جماعت کھڑی ہوجاوے تو کیا سنت یا نفل پڑھنے والوں کی نماز نہ ہوگی؟ جیسا کہ مشہور ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نماز تو فاسد نہیں ہوگی، لیکن اس کو چاہئے کہ تخفیف کے ساتھ اپنی سنت ونفل پوری کر کے جماعت میں شریک ہوجاوے[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۵/ ۸۹ھ

جماعت کھڑی ہونے کے بعد فجر کی سنتیں

سوال:- فجر کی جماعت شروع ہوجانے کے بعد نماز دو رکعت سنت پڑھتے ہیں پھر جماعت میں شریک ہوتے ہیں حالانکہ جماعت شروع ہونے اور قراءت کے بعد حکم یہ ہے کہ جماعت میں شریک ہوجائے، مگر لوگ پہلے سنت پڑھنا مقدم سمجھتے ہیں جس سے ان کی تکبیر اولیٰ بھی فوت ہوجاتی ہے، لیکن اگر سنت پڑھے بغیر جماعت میں شریک ہوں تو پھر سنت کب پڑھیں جب کہ سنت کی قضا نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سلسلے میں چند احادیث پر غور کرنے کی ضرورت ہے، اول جماعت کی شرکت کے اہتمام

[1] والشارع فی نفل لایقطع مطلقاً ویتمه رکعتین وکذا سنة الظهر وسنة الجمعة إذا أقیمت أو خطب الإمام یتمها أربعاً علی القول الراجح لأنها صلاة واحدة ولیس القطع للإکمال بل للإبطال. الدر المختار علی الشامی کراچی ص۵۳ ج۲، باب إدراک الفریضة، شامی نعمانیه ص۴۷۹ ج۱، شامی زکریا ص۵۰۶ ج۲ مطلب صلاة رکعة واحدة باطلة الخ، مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص۲۶۷ باب إدراک الفریضة، مطبوعه مصر، مجمع الأنهر ص۲۱۰ ج۱ باب إدراک الفریضة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

کے متعلق، دوسرے سنت فجر کے اہتمام کے متعلق، سوم جماعت شروع ہوجانے پر کسی اور نماز میں مشغول ہونے کے متعلق، چہارم بعد نماز فجر کسی نماز کے نہ پڑھنے سے متعلق پنجم ارتفاع شمس کے بعد زوال سے پہلے پہلے قضاء سنت کے متعلق، ان احادیث کو سامنے رکھ کر حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مکان سے بغیر سنت فجر پڑھے مسجد میں ایسے وقت پہونچا کہ جماعت شروع ہوچکی تو وہ غور کرے، اگر سنتیں پڑھنے سے جماعت فوت ہوجانے کا ظن ہے تو جماعت میں شریک ہوجائے، پھر طلوع شمس سے کچھ دیر بعد سنتیں پڑھ لے اس سے قبل نہ پڑھے، اگر سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہوسکتا ہے جماعت فوت نہیں ہوگی تو مسجد کے قریب حجرہ، سہ دری وضوخانہ کوئی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھ لے[1] ایسی جگہ نہ ہو اور امام و جماعت اندرون مسجد ہوں تو یہ صحن مسجد میں کسی ایک طرف کسی ستون کی آڑ میں پڑھ لے، امام جماعت صحن میں ہوں اور اندرون مسجد کا کوئی دوسرا راستہ بھی ہو کہ مرور بین یدی المصلی لازم نہ آئے تو اندر جاکر پڑھ لے غرض صفوف سے متصل نہ پڑھے جس قدر صفوف سے متصل پڑھے گا تو اسی قدر کراہت بھی ہوگی، شرح معانی الآثار میں دونوں قسم کے آثار موجود ہیں، دو صحابی مسجد میں گئے ایک نے باب مسجد میں سنتیں پڑھی، دوسرے صحابی جماعت میں شریک ہوگئے پھر طلوع کے کچھ دیر بعد انہوں نے سنتیں پڑھیں[2] اسی طرح جملہ

---

[1] وكذا يكره تطوع عند إقامة صلاة مكتوبة اى اقامة إمام مذهبه لحديث" اذا أقيمت الصلاة فلا صلوة إلاالمكتوبة" إلاسنة فجرإن لم يخف فوت جماعتها ولوبادراك تشهد فإن خاف تركها أصلا. الدرالمختارعلى الشامى ص ٢٥٢، ٢٥٣ ج ١، كتاب الصلاة، مطلب فى تكرار الجماعة والاقتداء بالمخالف، شامى نعمانيه، مطبوعه زكرياص ٣٩، ٤٠ ج ٢ حلبى كبيرى ص ٣٩٦ فصل فى النوافل، فروع: لو ترك الخ، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، مجمع الأنهر ص ٢١١ ج ١ باب إدراك الفريضة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] عن أبى مجلز قال دخلت المسجد فى صلوة الغداة مع ابن عمر وابن عباسؓ والإمام يصلى فاما إبن عمر فدخل فى الصف واماابن عباسؓ فصلى ركعتين ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد إبن عمر مكانه حتى طلعت الشمس فقام فركع ركعتين فهذا ابن عباس قد صلى الركعتين فى المسجد والامام فى صلوة الصبح: شرح معانى الآثارص ٢١٩ ج ١، باب اداء سنة الفجر بعد اقامة الصلوة، مطبوعه دار الإشاعت كلكته. (ترجمہ اگلے صفحہ پر)

احادیث وآثار کی رعایت ہوگی کما لایخفی علیٰ من له مهارة فی الحدیث والفقه، اس مسئلہ پر مستقل رسالہ بھی شائع شدہ ہے جس میں تفصیل مذکور ہے[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جماعت فجر کے وقت سنت پڑھنا

سوال: -صبح کی سنتوں کے پڑھنے میں بہت اختلاف ہے بعض یوں کہتے ہیں

(الف) جس جگہ جماعت ہورہی ہے اس جگہ قطعاً نہ پڑھو۔ بلکہ آڑ میں جہاں امام نماز پڑھا رہا ہے تو دوسرے حلقہ میں وہ سنت پڑھے۔

(ب) بعض یوں کہتے ہیں کہ جہاں امام دکھائی نہ دیتا ہو اس جگہ سنت صبح پڑھنی چاہئیں۔

(ج) بعض یوں کہتے ہیں کہ امام کی آواز جہاں نہ آوے اس جگہ سنت صبح پڑھے۔

(د) نیز ایک مسجد کے اندر خارج مسجد جو دو تین صف ہیں اگر باہر فرش پر نماز صبح ادا کرلیں اور خارج مسجد جو کئی صفوں کے بعد مسجد کے فرش سے ہے اور خارج مسجد بھی کئی صف جگہ اس پر سنت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(ہ) دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز باہر فرش پر ہوتی ہے یا اندر ہوتی ہے؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) **ترجمہ:** -ابومجلزؒ بیان کرتے ہیں کہ میں صبح کی نماز میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباسؓ کے ساتھ شریک ہوا اور امام نماز پڑھا رہے تھے پس ابن عمرؓ تو صف میں داخل ہوگئے اور ابن عباسؓ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر امام کے ساتھ شامل ہوگئے جب امام نے سلام پھیر دیا تو ابن عمرؓ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے تا آنکہ سورج طلوع ہوگیا، پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور ابن عباسؓ نے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور امام صبح کی نماز میں تھے۔

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: إعلاء السنن ص ٨٥-١٠٨ ج٧ باب جواز سنة الفجر عند شروع الإمام فی الفريضة، مطبوعه امدادیه مکته المکرمة.

الجواب حامداًومصلیاً!

صبح کی سنتوں کیلئے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے مکان پر ہی پڑھ کر جائے اگر اس کا موقع نہیں ملا اور مسجد میں ایسے وقت پہونچا کہ جماعت شروع ہوچکی ہے اور اسکو امید ہے کہ سنتیں پڑھ کر بھی جماعت میں شریک ہوسکے گا تو مسجد سے علیحدہ وضوخانہ، سہ دری، حجرہ وغیرہ میں پڑھ لے، اندرون مسجد جماعت ہورہی ہو تو باہر صحن میں ایک طرف کو پڑھ لے، صحن میں جماعت ہورہی ہو اور اندر جانے کا دوسرا راستہ ہو کہ نمازیوں کے سامنے کو نہ گذرے تو اندر جا کر پڑھ لے، اگر ایسی جگہ نہ ہو یا اتنا وقت نہ ہو کہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہوسکے تو جماعت میں شریک ہوجائے صفوف سے متصل سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے پھر طلوع آفتاب کے کچھ بعد پڑھے یہ طریقہ غلط ہے کہ جماعت ہوتی رہی اور اسی جگہ دوسری تیسری صف میں آکر سنتیں پڑھتے رہیں[1] یہ قید نہیں کہ اتنی دور پڑھے کہ امام کی آواز سنائی نہ دے یا امام یا کوئی مقتدی نظر نہ آئے۔ دارالعلوم دیوبند میں گرمی، سردی، برسات، عموماً امام اندر ہی کھڑا ہوتا ہے الا نادراً کہ گرمی میں بجلی موجود نہ ہو یا سردی میں ظہر کے وقت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۴/ ۹۴ھ

---

[1] ثم السنة فی سنة الفجر هو أن لایأتی بها مخالطاً للصف بعد شروع القوم فی الفریضة ولا خلف الصف من غیر حائل وان یأتی بها اما فی بیته وهو الأفضل أو عندباب المسجد ان امکنه ذلک بان کان ثمه موضع یلیق للصلوٰة وإن لم یمکنه ذلک ففی المسجد الخارج إن کانوا یصلون فی الداخل او فی الداخل إن کانوا فی الخارج إن کان هناک مسجد ان صیفی وشتوی وإن کان المسجد واحداً فخلف اسطوانة ونحو ذلک کالعمود والشجرة وماشبهها فی کونها حائلاً والایتان بها خلف الصف من غیر حائل مکروه ومخالطاً للصف کما یفعله کثیر من الجهال اشد کراهة لمافیه من مخالفة الجماعة الخ. حلبی کبیر ص ۳۹۶ فصل فی النوافل. فروع لوترک، مطبوعه سیهل اکیڈمی لاهور، شامی زکریا ص ۵۱۱ ج۲ بـاب إدراک الفریضة، مطلب هل الإسـاء دون الکراهة أو أفحش، البحر الرائق ص ۷۴ ج۲ باب إدراک الفریضة، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی.

سنت فجر کا تأکد

سوال:- ایک صاحب فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز سنت نماز پڑھنے کے بغیر فرض نماز کیلئے جماعت میں شریک نہیں ہو سکتے اور نہ وہ فرض نماز جائز ہے، آیا یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

فجر کی سنت کی زیادہ تاکید آئی ہے[1] تاہم اگر کوئی ایسے وقت مسجد میں پہونچے کہ سنت پڑھنے کا وقت نہیں رہا اگر پڑھے گا تو جماعت میں شرکت نہیں کر سکے گا تو اسکو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے پھر آفتاب ذرا بلند ہو جانے پر سنت پڑھ لے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۹/۱۹/ ۸۸ھ

جمعہ کی سنت میں تھا کہ خطبہ شروع ہو گیا

سوال:- خطبہ جمعہ کے شروع ہونے سے پہلے کسی نے سنت شروع کردی تو اب وہ کیا کرے جب کہ خطبہ شروع ہو گیا۔

---

[1] عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت، لم يكن النبی صلی اللہ علیه وسلم أشد تعاهداً منه علی رکعتی الفجر، متفق علیه، مشکوة شریف ص ۱۰۴ ج ۱ باب السنن وفضائلها، الفصل الأول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] وإذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة أکمل قال محمد أحب إلی ان يقضيها إلی الزوال، کما فی الدرردر مختار مع الشامی کراچی ص ۵۶،۵۷ ج ۲، باب إدراک الفریضة، مطلب هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش، شامی، زکریا ص ۵۱۰، ۵۱۲ ج ۲، حلبی کبیری ص ۳۹۷ فصل فی النوافل، فروع لو ترک سنة الفجر الخ، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، مراقی الفلاح هامش علی الطحطاوی ص ۳۶۸ باب إدراک الفریضة، مطبوعه مصر.

الجواب حامداًومصلیاً!

سنت شروع کرنے کے بعد اگر خطبہ جمعہ شروع ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ ہلکی ہلکی رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دے، ایسے ہی نماز نہ توڑے[١]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ١٠/١/ ٨٨ھ

جمعہ کے بعد کتنی رکعت ہیں

سوال:- جمعہ کے دن بعد جمعہ ٦/ رکعت مسنون ہیں یا چار رکعت بعض محقق عالم صرف چار رکعت پڑھتے ہیں مفتی بہ قول سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

احادیث قولیہ وفعلیہ سے بکثرت جمعہ کے بعد چار رکعت کا ثبوت ہے امام اعظمؒ کا مسلک بھی یہی نقل کیا گیا ہے لیکن بعض روایات میں دو کا ذکر ہے اسلئے امام ابو یوسفؒ اور دیگر بعض اکابر دونوں روایتوں پر عمل کرنے کیلئے چھ رکعت کو فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اسی قول پر عمل کرنے میں زیادہ اجر ہے[٢]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ٢٢/٤/ ٨٦ھ

---

[١] والشارع فی نفل لایقطع مطلقاً وکذا سنة الظهر وسنة الجمعة اذا اقیمت اوخطب الامام یتمها اربعاً علی القول الراجح وفی رد المحتار یتمها اربعاً ویخفف القراء ة (درمختار مع الشامی نعمانیه ص ٤٧٩ ج ١، شامی کراچی ص ٥٣ ج ٢، باب ادراک الفریضة، قبیل مطلب فی کراهة الخروج من المسجد بعد الاذان، بحر کوئٹه ص ٧١ ج ٢ باب ادراک الفریضة ایضاً ص ١٥٥ ج ٢ باب صلاة الجمعة مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٣٦٧ باب ادراک الفریضة ایضاً ص ٤٢٤ باب الجمعة مطبوعه مصر.

[٢]...... والسنة قبل الجمعة اربع وبعدها اربع، اماالأربع بعدها فلما روی مسلم عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا صلیتم بعد الجمعة فصلوا اربعاً وعند ابی یوسف السنة بعد الجمعة ست رکعات وهو مروی عن علیؓ والافضل ان یصلی اربعاً ثم رکعتین للخروج عن الخلاف، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جمعہ کی سنتوں کے بعد فرض سے پہلے نوافل پڑھنا

سوال: ظہر یا جمعہ کی چار سنت مؤکدہ پڑھ کر فرائض سے پہلے نوافل پڑھنا مکروہ تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مناسب نہیں ہے[١]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قبل الظہر کی چار سنت میں دو پر سلام پھیرنے کا حکم

سوال:- ایک شخص نے سنت مؤکدہ ظہر کیلئے چار رکعت کی نیت باندھی کہ فرض شروع ہو گیا۔ وہ شخص دو رکعت پر سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو گیا اب اسے جماعت کے بعد باقی دو رکعت پڑھنا چاہئے یا دو رکعتیں جو پڑھی ہوئی ہیں نفل بن گئیں، دوبارہ چار رکعت پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسی حالت میں چار رکعت پڑھے۔ پہلے جو نیت باندھی تھی وہ دو رکعت پر سلام پھیرنے کی وجہ سے نفل بن گئی[٢]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) کبیری ص ٣٨٩، فصل فی النوافل طبع لاهور، بحر کوئٹه ص ٤٩ ج٢ باب الوتر والنوافل، مجمع الأنهر ص ١٩٥ ج١ باب الوتر والنوافل طبع دار الکتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [١] وسن مؤكداً اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة، الدر المختار على الشامی کراچی ص ١٢ ج٢، باب الوتر والنوافل، مجمع الأنهر ص ١٩٤ ج١ باب الوتر والنوافل طبع دار الکتب العلمية بيروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٣١٦ باب الوتر واحكامه فصل في بيان النوافل طبع مصر.

تنبیہ: سنن وفرائض سے پہلے دیگر نوافل پڑھنا بلا کراہت درست ہے البتہ فرض وسنت کے درمیان اتصال بہتر ہے۔ ولو تكلم بين السنة والفرض لا يسقطها ولكن ينقص ثوابها **(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

ظہر کی چار سنتوں کی قضا

سوال: -قبل از فرض ظہر چار رکعت سنت مؤکدہ ہے ایک شخص مقیم مسجد میں داخل ہوا اور نماز ظہر کی جماعت کھڑی ہوچکی تھی وہ شخص جماعت میں شریک ہوگیا، اب بعد فرض ادا کرنے کے وہ چار رکعت سنت مؤکدہ اس شخص کو بعد فرض پڑھنا چاہئے یا نہیں جب کہ وقت بھی باقی ہو، یا اس کے ذمہ سے ساقط ہوگئی ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

علماء احناف نے فرمایا اور ان کا فتویٰ ہیکہ وہ چار رکعت سنت مؤکدہ ضرور پڑھنا چاہئے اگر ظہر کا وقت باقی ہو اور بوجہ شامل ہوجانیکے اگر چہ ان چار رکعت سنت مؤکدہ میں تاخیر ہوگئی لیکن وہ ہرگز ساقط نہیں ہوں گی اس کا ادا کرنا لازمی ہے، چنانچہ شرح وقایہ[1] میں اسکی تفصیل موجود ہے۔ **فارجع اليه او الیٰ غيره وجدت كماقال علمائنا.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) (ولو تكلم الخ) وكذا لو فصل بقراء ة الأوراد لأن السنة الفصل بقدر "الهم انت السلام الخ" حتى لو زاد تقع سنة لا فى محلها المسنون كما مر قبيل فصل الجهر بالقرأة قوله وقيل تسقط اى فيعيدها لو قبلية الدر المختار مع الشامى زكريا ص ٤٦١ ج٢ باب الوتر والنوافل قبيل مبحث مهم فى الكلام على الضجعة.

[2] وكذا سنة الظهر و سنة الجمعة اذا اقيمت او خطب الامام يتمها اربعا على القول الراجح لانها صلاة واحدة وليس القطع للاكمال بل للابطال الخ. درمختار قال فى البحر والظاهر ماصححه المشائخ لانه لاشک ان فى ا لتسليم على الركعتين ابطال وصف السنية لا لا كمالها الخ.

(الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص ٤٧٩ ج ا مطلب صلاة ركعة واحدة باطلة لاصحيحة مكروهة باب ادراک الفريضة شامى زكريا ٥٦ تا٥٧ ج٢، بحر كوئٹه ص ٧١ ج٢ باب ادراک الفريضة، مراقى مع الطحطاوى ص٣٦٧ باب ادراک الفريضة مطبوعه مصر.

(صفحہ ہذا) [1]...... ويترک سنة الظهر فى الحالين ويتم ثم قضاها قبل شفعه اى قبل الركعتين اللتين بعدالفرض وشرح وقايه ص ١٨٠ ج ا باب ادارک الفريضة مطبوعه ياسر نديم اينڈ كمپنى ديوبند، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص٣٦٨ باب ادراک الفريضة، بحر كوئٹه ص ٧١ ج٢، باب ادراک الفريضة، حلبى كبيرى ص٣٩٨ فصل فى النوافل، طبع لاهور.

ظہر کی پہلی سنتوں کی قضاء کا وقت

سوال:- قبل ظہر کی سنت اگر چھوٹ جائے۔ بعد فرض چار سنتوں کو پڑھے یا دو سنت اور پھر چار سنت۔ ایک معتبر شخص سے سنا ہے کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ پہلے چار سنت پڑھتے تھے پھر دو سنت اور حضرت والا کے متعلق سنا ہے کہ اس کے خلاف عمل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

دونوں طرح درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ظہر کی پہلی سنتیں دو سلام سے پڑھنا

سوال:- چار رکعت سنت مؤکدہ ظہر دو دو رکعت علیحدہ خواندن جائز است یا نہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نہ والسنة قبل فرض الظهر وقبل الجمعة وبعدها اربع بتسليمة فلو صلى بتسليمتين لم يعد من السنة اھ مجمع الانهر[۲] ص۱۳۰ ج۱۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] بخلاف سنة الظهر فانه ان خاف ركعة يتركها ويقتدى ثم يأتي بها في وقته اى الظهر عند محمد وعند أبي يوسف بعده يحتمل ان يكون عن كل من الامامين روايتان. به يفتى اقول وعليه المتون لكن رجح في الفتح تقديم الركعتين قال في الامداد وفي فتاوىٰ العتابى انه المختار (شامى نعمانيه ص۴۸۳ ج۱) مطلب هل الاساءة دون الكراهة او افحش باب ادراك الفريضة شامى كراچى زكريا ص۵۱۲ تا ۵۱۳ ج۲، حلبى كبير ص۳۹۹ فصل فى النوافل، طبع لاهور.

ترجمه سوال جواب :

سوال : ظہر کی سنت موکدہ چار رکعات دو دو رکعت علیحدہ کر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : نہیں۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

نفل قبل فجر

سوال:- کیا فجر کا وقت شروع ہوجانے کے بعد فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے بھی کوئی نوافل نہیں پڑھی جاسکتیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس وقت کوئی نماز نفل نہ پڑھی جائے۔[۱] فجر کی سنتیں پڑھنا منع نہیں بلکہ انکی تاکید آئی ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن غفرلہٗ

ظہر، مغرب، عشاء کے بعد دونفلیں

سوال:- بعض لوگ دورکعت نفل بعد سنت ظہر اور دونفل بعد سنت مغرب اور دونفل بعد سنت عشا کے پڑھتے ہیں جونہیں پڑھتے ان پر اعتراض کرتے ہیں نہ پڑھنے والے کہتے ہیں کہ ان نوافل کا ثبوت حدیث وفقہ میں نہیں ہے لہٰذا انکا ثبوت مدلل تحریر فرماویں۔

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [۱] مجمع الأنهر ص ۱۹۴ ج ۱ باب الوتر والنوافل، طبع دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۱۷۲ ج ۱ باب الوتر والنوافل، طبع امداديه ملتان، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۲۱۶ فصل فى بيان النوافل.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وكذا الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره بعد طلوع فجر سوى سنته الخ (درمختار على الشامى زكريا ص: ۲/۳۷، اول كتاب الصلوة، فى بيان اوقات الصلوة)، مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۱۵۱ فصل فى اوقات المكروهة مطبوعه مصرى عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲ ج ۱ الفصل الثالث فى بيان الاوقات التى لا تجوز فيها الصلوة.

[۲] والسنن آكدها سنة الفجر اتفاقاً الخ (درمختار مع الشامى زكريا ص: ۲/۴۵۳، باب الوتر والنوفل)، مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۳۴۱ فصل فى بيان النوافل، بحر ص ۴۷ ج ۲ باب الوتر والنوافل مطبوعه الماجديه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً!

نوافل مذکورہ کا ثبوت کتب معتبرہ سے ہے فی المراقی[1] ومنها ركعتان بعد الظهر ويندب ان يضم اليهما ركعتين فتصير اربعاً قال الطحطاوی[2] وهو مخير ان شاء جعلها بسلام واحد وان شاء جعلها بسلامين اهـ بعد مغرب روایات میں دو نفلیں بھی ہیں ۴ ر بھی ٦ ر بھی حتیٰ کہ بیس بھی وارد ہیں عن ابن عباسؓ انه عليه الصلوٰة والسلام قال من صلى اربعا بعد المغرب قبل ان يكلم احد ارفعت له في عليين وكان كمن ادرك ليلة القدر في المسجد الاقصىٰ وهي خير من قيام نصف ليلة . الحديث: كبيرى ص ٣٣٤[3] وفي المبسوط وان تطوع بعدالمغرب بست ركعات فهو افضل[4] وفي الطحطاوى عن ابى هريرةؓ انه عليه والصلوٰة والسلام قال من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى الله له بيتا في الجنة.[5] درمختار میں ہے، ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشا وبعد ها بتسليمة وان شاء ركعتين وكذا بعد الظهر لحديث الترمذى من حافظ علىٰ اربع قبل الظهر واربع بعد هاحرمه الله علىٰ النار وست بعدالمغرب ليكتب من الاوابين بتسليمة اوثنتين او ثلاث والاول ادوم واشق وهل تحسب المؤكدة من المستحب ويودى الكل بتسليمة واحدة اختار الكمال نعم قال الشامى تحت قوله وان شاء ركعتين كذا عبر في منية المصلى وفي الامداد عن الاختيار يستحب ان يصلى قبل العشاء اربعاً وقيل ركعتين وبعدها اربعاً وقيل ركعتين اهـ والظاهر ان الركعتين المذكورتين غير المؤكدتين وقال تحت قوله اختار الكمال نعم ذكر الكمال في فتح القدير انه وقع اختلاف بين اهل عصره في ان الاربع المستحبة هل هى اربع مستقلة غير ركعتى الراتبة او اربع بهما وعلىٰ الثانى هل تؤدى

---

[1] مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص٣١٥ مطبوعه مصر .فصل فى بيان النوافل

[2] الطحطاوى على المراقى ص٣١٥ مطبوعه مصر

[3] كبيرى ص ٣٦٩، مطبوعه رحيميه ديوبند، فصل فى النوافل.

[4] المبسوط للسرخسى ص١٥٧ ج١ فصل فى مواقيت الصلوة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[5] مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص٣١٧، مطبوعه مصر، فصل فى بيان النوافل.

معهما بتسليمة واحدة او لا فقال جماعة لاواختار هو انه اذا صلى اربعا بتسليمة او تسليمتين وقع عن السنة والمندوب الخ.[1] ص ٤٥٣ ج ١ نعمانيه .

لہٰذا نوافل مذکورہ کا انکار ناواقفیت پر مبنی ہے البتہ نوافل ومستحبات کے ساتھ واجبات کا سا معاملہ کرنا ناجائز اور بُرا ہے اس سے اجتناب چاہئے اور ایسی حالت میں کبھی کبھی ترک بھی کردینا چاہئے[2] اور ان نوافل کے نہ پڑھنے والوں پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان کے پڑھنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ پڑھنے سے کوئی عذاب نہیں ہوتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١١/١/ ۵٣ھ

صحیح: عبداللطیف ١۵/ محرم الحرام ۵٣ھ

مسجد میں سنن ادا کرنا

سوال:- گھروں میں جو مسجد بنانے اور نماز پڑھنے کا حکم حدیث شریف میں آیا ہے، اس میں نماز اوابین وتہجد وغیرہ بھی پڑھنی چاہئے، یا پنجگانہ سنن موکدہ یا غیر موکدہ اور نفل بھی پڑھنی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اعلیٰ بات تو یہی ہے کہ سننِ موکدہ خاص کر قبلیہ بھی مکان پر پڑھیں لیکن اگر فوت ہونے کا احتمال ہو تو مسجد میں پڑھیں۔[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] الشامي نعمانيه ص٤٥٣ ج ١، شامي كراچی ص١٣ ج٢، باب الوتر النوافل، مطلب في السنن والنوافل.

[2] الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة الخ سعاية ص ٢٦٥ ج٢ باب صفة الصلوة قبيل فصل في القراءة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

[3] والافضل في السنن القبلية والبعدية اداها في المنزل كما كان غالب حاله صلى الله عليه وسلم (الى قوله) الا ان يخشى ان يشتغل عنها اذا رجع الى منزله (طحطاوى على المراقى ص ٢١٦ مصرى فصل في بيان النوافل باب الوتر واحكامه، الدر المختار مع الشامي زكريا ص٤٦٤ ج٢ باب الوتر والنوافل قبيل مطلب سنة الوضوء مجمع الانهر ص ٢٠٤ ج ١ باب الوتر والنوافل الفصل الاول طبع دار الكتب العلمية بيروت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چہارم : سنن غیر مؤکدہ

ظہر کی چار سنت کے بعد دو نفل پڑھنا

سوال:- بہت سے حضرات چار سنت ظہر پڑھنے کے بعد فرضوں کے قبل دو نفل پڑھتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں ایک صاحب ان نفلوں کو بدعت کہتے ہیں جواب طلب امر یہ ہے کہ اگر ان دونوں نوافل کے بارے میں حدیث صریح میں تذکرہ ہو یا کسی فقہ کی کتاب میں تصریح ہو تو عبارت مع حوالہ کتب صفحہ مطلع فرمائیں نیز یہ کہ یہ طریقہ بدعت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان سنتوں کے بعد نوافل پڑھنے کا ذکر نہیں ملا مگر نوافل کی کثرت کی ترغیب کتب حدیث وفقہ میں موجود ہے[1] اس لئے ان کو بدعت کہنا درست نہیں البتہ اصرار کرنے اور تارک پر ملامت کرنے

---

[1] عن ابی امامة مرفوعاً إن الله تعالیٰ یقول : ما یزال عبدی یتقرب إلی بالنوافل حتی احبه الخ وعن جابر بن سمرة قال کان شاب یخدم النبی صلی الله علیه وسلم ویخف فی حوائجه فقال سلنی حاجتک (إلی قوله) نعم ولکن اعنی بکثرة السجود. وعن ابی فاطمة مرفوعاً یا أبا فاطمة إن اردت أن تلقانی فاکثر السجود (انتهی) وعن ابی هریرة مرفوعا الصلوة خیر موضوع فمن استطاع أن یستکثر فلیستکثر (انتهی) (مجمع الزوائد ص ۵۱۴ تا ۱ کتاب الصلوة، باب فضل الصلوة رقم الاحادیث ص ۳۴۹۹، ۳۵۰۴، ۳۵۰۵، مطبوعه دار الفکر بیروت، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۱۴ فصل فی بیان النوافل.

کا حق نہیں اس سے کراہت پیدا ہو جائے گی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۲/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ

سوال:- عشاء سے پہلے جو چار رکعت سنت سمجھ کر لوگ پڑھتے ہیں یہ سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟ ان کا ثبوت حضور اکرم ﷺ سے ہے یا نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ ان کا ثبوت حضور اکرم ﷺ سے نہیں ہے، کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً!

صراحۃً اس کا ثبوت حدیث سے نہیں ملتا، اس کو سنتِ مؤکدہ کہنا صحیح نہیں، ایک روایت عمومی ہے کہ ہر دو اذان واقامت کے درمیان نماز ہے، اس عام روایت کے ذیل میں یہ سنتیں بھی داخل ہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱/ ۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/ ۹۳ھ

---

[1] الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، سعايه ص ۲۶۵ ج ۲ باب صفة الصلاة، مرقاة ص ۱۴ ج ۲ باب الدعاء فى التشهد، طبع بمبى.

[2] اما الاربع قبل العشاء فذكروا فى بيانه انه لم يثبت ان التطوع بها من السنن الراتبة فكان حسنا لان العشاء نظير الظهر فى انه يجوز التطوع قبلها وبعدها كذا فى البدائع ولم ينقلوا حديثا فيه بخصوصه لاستحبابه: البحر الرائق ص ۵۰ ج ۲ باب الوتر والنوافل، واما الاربع قبلها (العشاء) فلم يذكر فى خصوصها حديث لكن يستدل له بعموم مارواه الجماعة من حديث عبد الله بن مغفل أنه عليه قال بين كل اذانين صلوة بين كل اذانين صلوة ثم قال فى الثالثة لمن شاء فهذا مع عدم المانع التنفل يفيد الاستحباب (حلبى كبير ص ۳۸۵ فصل فى النوافل، طبع لاهور.

عشاء سے قبل سنت

سوال:-فرض عشاء سے قبل عام طور پر چار رکعت بہ نیت سنت لوگ پڑھتے ہیں۔سنت موکدہ تو یہ ہے نہیں آیا سنت غیر مؤکدہ ہے یا نہیں اگر نہیں تو سنت کی نیت کر کے پڑھی جاوے یا نفل کی تاکہ عوام مستفید ہوسکیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ نماز سنت غیر مؤکدہ ہے اس کو نفل بھی کہتے ہیں نیت دونوں طرح کی جاسکتی ہے [١]۔

فقط واللہ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

عشاء سے قبل اور بعد سنت!

سوال:-عشاء کی فرض سے قبل عام طور سے لوگ ۴/رکعت بہ نیت سنت ادا کرتے ہیں، کتب احادیث میں اسکا ثبوت ہے یا نہیں؟ اور حضور اکرم ﷺ سے یہ عمل ثابت ہے یا نہیں؟

کبیری ص ۴۲۷ کی عبارت سے تو اس کی سند نہیں ملتی ملاحظہ ہو وذکر في المحيط : إن تطوع قبل العصر باربع وقبل العشاء بأربع فحسن لأن النبيؐ لم يواظب عليهما اماعدم مواظبته عليه الاسلام على ماقبل العشاء فمقرر بل لم يروأنه صلاها فضلا عن المواظبة (كبيرى [٢] ص ٣٨٨) اما الأربع قبلها فلم يذكرفى خصوصها أيضاً [٣] ص۴۳۴ اوراسی پر میرا عمل ہے لہٰذا اگر اس کی کوئی اور سند ہو تو تحریر فرمائیں۔

---

[١] وكفى مطلق نية الصلاة لنفل وسنة الخ. مر في الشامي نعمانيه ص ٢٧٩ ج ١، بحث النية شامي كراچى ص ٤١٧ ج ١، باب شروط الصلاة بحث النية، باب شروط الصلاة بحث النية، مطلب في حضور القلب والخشوع بحر كوئٹه ص ٢٧٨ ج ١ باب شروط الصلوة، تبيين الحقائق ص ٩٩ ج ١ باب شروط الصلوة، طبع امداديه ملتان.

[٢] كبيرى ص ٣٧٢، باب النوافل ص ٣٨٨ فصل فى النوافل

[٣] كبيرى ص ٣٨٥، فصل فى النوافل، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

(۲) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے یا کھڑا ہوکر پڑھنا سنت ہے، مشکوٰۃ شریف کی حسب ذیل عبارت پر میرا عمل ہے، اب حضرت والا مستند حدیث تحریر فرمائیں۔

(۱) عن ابی امامة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یصلیهما بعد الوتر وهو جالس یقرأ فیهما إذا زلزلت الارض وقل یأیها الکفرون[۱]۔

(۲) عن أم سلمةؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین رواه الترمذی، وزاد ابن ماجة خفیفتین وهو جالس[۲]۔

(۳) وعن عائشه رضی الله عنها کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوتر بواحدة ثم یرکع رکعتین یقرءُ فیهما وهو جالس[۳] ص ۱۱۳

حضور والا آپس میں بہت اختلاف ہو رہا ہے، فتنہ وفساد کا خوف ہے اس لئے مذکورہ بالا سوالوں کا جواب بحوالہ کتب مستند اور ٹھوس تحریر فرمائیں تا کہ مصالحت ہوجائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) عشاء سے قبل چار رکعت کا ثبوت تلاش کے باوجود حدیث شریف میں نہیں ملا، درایۃ ہدایہ کے بعض نسخوں پر حاشیہ پر مطبوع ہے اس میں روایت موجود ہے مگر اس میں وہم ہے کہ اصلی روایت ظہر سے قبل کے متعلق ہے مگر اس میں عشاء سے قبل بھی بیان کر دیا گیا ہے یہ اضافہ **عشائهم** ہے اس وجہ سے یہ اضافہ نصب الرایہ، فتح القدیر وغیرہ میں موجود نہیں، صاحب کبیری تلمیذ ہیں صاحب فتح القدیر کے، سنن وجوامع ومعاجم میں بھی کہیں نہیں ملا اس وجہ سے عموماً (بین اذانین صلوۃ) سے استدلال کرتے ہیں[۴]۔

---

[۱]، [۲]، [۳] مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۳، باب الوتر.

[۴] وأما الأربع قبلها (أی قبل صلاة العشاء) فلم یذکر فی خصوصها حدیث لکن یستدل له بعموم ما رواه الجماعة من حدیث عبد الله بن مغفل رضی الله عنه فهذا مع عدم المانع من التنفل قبلها یفید الإستحباب لکن کونها أربعاً لتمشی علی قول أبی حنیفة رحمه الله لأنها الأفضل عنده، اعلاء السنن ص ۱۶ ج۷ باب النوافل والسنن، حدیث بین کل أذانین صلاة، مطبوعه امدادیه مکة المکرمة، کبیری ص ۳۸۵ فصل فی النوافل، مطبوعه لاهور.

(۲) عادت مبارکہ عام طور پر یہ تھی کہ شب کا ایک حصہ گذرنے کے بعد بیدار ہوکر طویل تہجد پڑھتے مثلاً سورہ بقرہ، آل عمران، سورہ نساء، سورہ مائدہ چار رکعت میں پڑھتے کبھی ان چاروں سورتوں کو ایک رکعت میں پڑھتے حتیٰ کہ پائے مبارک پر ورم آجاتا پھٹن ظاہر ہو جاتی، پھر وتر ادا فرماتے اس کے بعد دو رکعت جالساً پڑھتے کبھی یہ دو رکعت بحالت قیام شروع کی اور قدرے قراءۃ کرکے بیٹھ گئے پھر بقیہ قراءۃ طویلہ پڑھ کر کھڑے ہوکر رکوع کیا اس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل داعیہ تو کھڑے ہوکر ہی پڑھنے کا تھا لیکن تعب وضعف کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھتے تھے اس طریقے کو اختیار کرنے میں پورا اتباع ہے علاوہ ازیں صلوٰۃ قائماً کا اجر دو چند ہونا احادیث میں موجود ہے اور بعد وتر کی دو نفلوں کا استثناء نہیں ہے، نیز حضرت رسول مقبول ﷺ کیلئے بیٹھ کر ادا فرمانے میں بھی وہی اجر ہے جو کھڑے ہوکر پڑھنے میں ہے یہ خصوصیت ہے۔ عن ابن عمرو بن العاص ان النبی صلی الله علیه وسلم قال "صلوٰة الرجل قاعداً نصف الصلوٰة" فأتیته فوجدته یصلی جالساً فوضعت یدی علیٰ راسه وفی روایة فوضعت یدی علیٰ راسی فقال مالک یاعبدالله بن عمر! "وقلت حُدِثْتُ انک قلت: صلوة الرجل قاعداً علی نصف الصلوة" وأنت تصلی قاعدا قال أجل ولکنی لست کأحدکم، لما لک والنسائی ولمسلم وابی داؤد بلفظهما الخ. (عائشهؓ) سئلت کیف کان یصنع رسول الله فی الرکعتین وهو جالس قالت: کان یقرأ فیهما فاذا أرادان یرکع قام فرکع. وفی أخریٰ کان یصلی جالسا فیقرء جالسافاذا بقی نحو ثلثین او اربعین آیة قام فقرأ هن قائما ثم رکع ثم سجد ففعل فی الرکعة الثانية مثل ذالک فاذا قضیٰ صلوته فإن کنت مستیقظةً یحدث معی وإن کنت نائمة إضطجع للسنة، (جمع الفوائد[1] ص ۴۷ ج ۱)

---

[1] جمع الفوائد ص ۴۷ ج ۱ باب کیفیة الصلوة وارکانها. مکتبه رحیمیه دیوبند.

ترجمہ:- حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے اس کے بعد ایک مرتبہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا یہ دیکھ کر میں نے اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا اور ایک روایت میں ہے میں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تو حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن عمرو آپ کو کیا ہوا میں نے جواب دیا مجھ سے یہ حدیث بیان کیا گیا کہ آپؐ نے فرمایا آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے حالانکہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا جی ہاں لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بایں ہمہ اگر کوئی شخص محض اتباع کی نیت سے بیٹھ کر ہی پڑھے اور دو چند ثواب سے قطع نظر کرے تو کیا بعید ہے کہ اتباع کا ثواب بھی زیادہ ہوجائے لان ا لاعمال بالنیات[۱]۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ فقط واللہ اعلم

عشاء سے پہلے سنتوں کی تعداد رکعات

سوال:-عشاء کی نماز میں جو چار رکعت سنت پہلے پڑھی جاتی ہے وقت کم ہونے کی بناء پر چار کے بجائے صرف دو رکعت پڑھ لی جائیں، تو درست ہیں یا نہیں؟ اگر حوالہ دے دیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ یہاں پر جاہلوں کی آبادی ہے تا کہ ان کو سمجھا سکوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

عشاء سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ نہیں بلکہ یہ مستحب ہیں۔ دو پڑھ لے تو یہ بھی کافی ہے۔**یستحب ان یصلی قبل العشاء أربعاً وقیل رکعتین. درمختار**[۲] مگر چار میں زیادہ ثواب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں میں کس طرح کرتے تھے حال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے ہوں تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپ ان دونوں رکعتوں میں قرأت کیا کرتے تھے جب نبی کریم ﷺ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو کھڑے ہوجاتے اور رکوع کرتے اور دوسری روایت سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور بیٹھ کر قرأت کرتے تھے جب تیس یا چالیس آیتوں کے بعد قرأت باقی رہ جاتی تو کھڑے ہو کر قراءت کرتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں اسی طرح کرتے جب آپ اپنی نماز پوری کر لیتے پس اگر میں جاگی ہوئی ہوتی تھی تو مجھ سے بات چیت کرتے اور اگر میں سوئی ہوئی ہوتی تو حضور اکرم ﷺ لیٹ جاتے۔

(صفحہ ہذا) [۱] **بخاری شریف ص ۲ ج ۱ کتاب الإیمان، کیف کان بدء الوحی مطبوعہ رشیدیہ دھلی، مشکوٰۃ شریف ص ۱۱ ج ۱ کتاب الإیمان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.**

[۲] **ردالمحتار نعمانیہ ص ۴۵۳ ج ۱، مطلب فی السنن والنوافل. باب الوتر والنوافل کتاب الصلوٰۃ شامی زکریا ص ۴۵۲ ج ۲، کبیری ص ۳۸۵ فصل فی النوافل، مطبوعہ لاھور، النھر الفائق ص ۲۹۶ ج ۱ باب الوتر والنوافل، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.**

عشاء سے پہلے چار سنت

سوال:- رسولِ اکرم ﷺ سے ایک روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اذان واقامت کے بیچ میں نماز ہے، کہا یہ جاتا ہے کہ عشاء کی چار سنتیں فقہاء نے اس حدیث کی بناء پر داخل کی ہیں، کیا اس حدیث شریف کی بناء پر کسی سنت کا جبکہ نماز کا وقت ہو چکا ہو، اذان کے قبل پڑھنا غیر افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس صورت میں اس حدیث پر عمل نہیں ہوگا جس سے یہ سنتیں ثابت کی جاتی ہیں[1]۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

عشاء سے قبل چار رکعت

سوال:- قبل العشاء چار رکعت سنت کے بارے میں حضور والا کی رائے معلوم ہوئی حضور والا سے مراجعت کے بعد ہدایہ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت نظر آئی ارسالِ خدمت کر رہا ہوں کہ صحیح اور سقم کا حق حضور والا ہی کو حاصل ہے اگر چہ مراراً حضرت کی نظر پڑی ہوگی ۔ **سنن سعید بن منصور من حديث البراء رفعه مَنْ صَلّٰى قَبْلَ الْعِشَاءِ أَرْبَعاً كَانَ كَأَنَّمَا تَهَجَّدَ مِنْ لَيْلَةٍ وَمَنْ صَلَّاهُنَّ بَعْدَ الْعِشَاءِ كَمَنْ صَلَّاهُنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أخرجهٗ البيهقي من حديث عائشة رضى الله تعالىٰ عنها موقوفاً واخرجهٗ الدار قطني والنسائي موقوفاً علىٰ كعب. هدايه[2] ص ١٢٩ حاشية الدارية مكتبه رشيديه.**

---

[1] أما الأربع قبلها فلم يذكر في خصوصها حديث لكن يستدل له بعموم ما رواه الجماعة من حديث عبد الله بن مغفل أنه عليه السلام قال بين كل أذانين صلاة الخ ص ٣٨٥ فصل في النوافل، مطبوعه لاهور، اعلاء السنن ص ١٦ ج٧ باب النوافل والسنن حديث، "بين كل أذانين صلاة" مطبوعه امداديه مكة المكرمة، البحر الرائق ص ٥٠ ج٢ باب الوتر والنوافل، مطبوعه كراچی.

[2] الدراية في تخريج احاديث الهداية على هامش الهداية ص ١٥١ ج ١ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

حضرت والا نسائی میں روایت نظر نہیں آئی، دیگر کتابیں نصیب ہی نہیں کہ تلاش کروں۔ اب ٨/شعبان کو فرصت ہورہی ہے اسلئے گھر کا پتہ جوابی پوسٹ کارڈ پر درج ہے، امید ہے کہ بے ادبی معاف فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

عشاء سے قبل چار رکعت پڑھنے کی روایت کتب حدیث میں مجھے نہیں ملی، آپکے فرستادہ حوالہ کو میں نے تلاش کیا، متون حدیث میں کہیں نہیں پایا، فقہاء ومحدثین نے لکھا ہے۔ وأما الأربع قبل العشاء فذكروا فی بیانہ أنہ لم یثبت أن التطوع بها من السنن الراتبة فكان حسناً لان العشاء نظیر الظهر فی أنہ یجوز التطوع قبلها وبعدها كذافی البدائع ولم ینقلوا احدیثاً فیه بخصوصہ لاستحبابہ. البحر الرائق[١] ص ٥٠ ج ٢.

البتہ حاشیۃ البحر میں بحوالہ الاختیار حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے أنه علیه الصلوٰة والسلام كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعِشَاءِ أَرْبَعاً الخ ص ١٥ ٣،[٢] ایک نقل کردہ عبارت میں قبل العشاء کے بجائے قبل الظہر ہے، جیسا کہ فتح القدیر میں ہے وهو ماعزی الیٰ سعیدبن منصور من حدیث براء بن عاذبؓ قال رسول اللهﷺ من صلی قبل الظهر اربعاً كان كأنما تهجد من لیلة ومن صلا هن بعد العشاء كمن صلاهن من لیلة القدر[٣] رواه البیهقی من قوله عائشة والنسائی والدارقطنی من قوله كعب.[٤]

---

[١] البحرالرائق ص ٥٠ ج ٢ باب الوتر والنوافل، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی، حلبی کبیری ص ٣٨٥ فصل فی النوافل مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[٢] منحة الخالق علی البحر الرائق ص ٥٠ ج ٢ مطبوعه سعید کراچی، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ٣١٧ فصل فی بیان النوافل مطبوعه مصر.

[٣] **ترجمہ**:- نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے چار رکعات ظہر سے پہلے پڑھیں تو وہ ایسا ہے گویا کہ اس نے رات میں تہجد پڑھی ہو اور جس شخص نے وہ چار رکعتیں عشاء کے بعد پڑھیں وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے وہ چار رکعتیں شب قدر میں پڑھیں ہوں۔

[٤] فتح القدیر ص ٢٤٢ ج ١ باب النوافل، مطبوعه دار الفکر بیروت، نصب الرایة ص ١٣٩ ج ٢ مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، طبع ثانی.

الحاصل قبل العشاء چار سنت کا ذکر کتب حدیث میں نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۳ھ

عشاء سے پہلے چار رکعت

سوال:- ایک حدیث کی تلاش میں چند ماہ گذر گئے مگر دستیاب نہ ہوسکی۔ حدیث عشاء کی چار رکعت کے بارے میں ہے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے عشاء کی چار فرض سے پہلے چار رکعت سنت پڑھی ہے تو کتنی مرتبہ آپ نے پڑھی، نفس پڑھنے کا بھی ثبوت مل جائے گا تو زہے قسمت، وہ حدیث نقل فرما کر کرم فرمائی کریں گے۔

مولانا عبدالحنان صاحب دارالعلوم چھاپی بناس کانٹھا، گجرات

الجواب حامداً ومصلیاً!

عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا پڑھنا یا فرمانا کسی حدیث کی کتاب میں نہیں دیکھا، ہر دو اذان کے درمیان نماز کا ہونا ضرور حدیث شریف[1] میں موجود ہے، اس عموم میں نمازِ عشاء بھی داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نوافل مغرب میں اوابین کی نیت

سوال:- مغرب کے وقت سنتوں کے بعد دو رکعت نفل کی نیت اگر وقت مغرب کر کے کی جاوے تو ٹھیک ہے۔ یا اوابین کرنا چاہئے۔

---

[1] امـا الأربـع قبـل الـعشـاء فـذكـروا فى بيانه أنه لم يثبت أن التطوع بها من السنن الراتبة فكان حسناً لان العشاء نظير الظهر فى أنه يجوز التطوع قبلها وبعدها ولم ينقلوا حديثا فيه بخصوصه لاستحبابه. البحرالرائق ص ۵۰ ج ۲ بـاب الوتر والنوافل، مطبوعۂ ایچ ایم سعید پاکستان، حلبی کبیری ص ۳۸۵ فصل فی النوافل، مطبوعه لاهور، اعلاء السنن ص ۱۶ ج۷ باب النوافل والسنن، مطبوعه امدادیه امكة المكرمة.

الجواب حامداً ومصلیاً!

وقت مغرب ٹھیک ہے گو ضروری نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

عصر کے وقت سنت ونفل

سوال: -عصر کی سنتیں پڑھنے کے بعد نوافل پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ سنتیں بھی نوافل ہی ہیں کیونکہ غیر مؤکدہ ہیں جس قدر دل چاہے پڑھے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مغرب، عشاء، ظہر کے بعد کی نفلیں

سوال: -مغرب، عشاء اور ظہر کے بعد عوام ۲-۲ رکعت نماز نفل پڑھتے ہیں، کیا اسکی بھی اصل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

دو رکعت بھی ثابت ہیں چار بھی ثابت ہیں چھ بھی اور مغرب میں بیس تک بھی ثابت ہیں[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۷/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۷/ ۹۲ھ

---

[۱] وكفى مطلق نية الصلوة لنفل وسنة درمختار مع الشامي نعمانيه ص ۲۷۹ ج ۱ بحث النية شامي كراچی ص ۴۱۷ ج ۱ باب شروط الصلاة، حلبي كبيري ص ۲۴۷ كتاب الصلوة الشرط السادس النية، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور الدر المنتقىٰ ص ۱۲۸ ج ۱ باب شروط الصلوة دار الكتب العلمية بيروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اوّابین کی تعداد

سوال:- اوّابین کی چھ رکعتیں دونفل مغرب کے علاوہ ہیں یا ان سمیت؟ اگر نفل مغرب سمیت ہیں تو کیا اوّابین کی چار رکعتیں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مراقی الفلاح کی ایک روایت میں چار نفل بھی مذکور ہیں، اس لحاظ سے دونوں ملا کر چھ ہو جائیں گی، عام روایت میں چھ ہیں اور دو سنت مؤکدہ مستقل ہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۶/۷/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/ ۸۸ھ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [2] فمطلق جواز التطوع مجمع علیه فی جمیع الاوقات، حلبی کبیر ص۲۳۷ الشرط الخامس، طبع لاهور.

[1] عن علی رضی الله عنه قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی فی اثر کل صلاة مکتوبة رکعتین إلا الفجر والعصر (ابوداؤد شریف ص ۱۸۱ ج ۱ کتاب الصلوة، باب من رخص فیهما إذا کانت الشمس مرتفعة، طبع سعد بکڈپو دیوبند، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع بعدها حرم علی النار، ابوداؤد ص ۱۸۰ ج ۱ کتاب الصلوة، باب الاربع قبل الظهر وبعدها، طبع سعد بکڈپو دیوبند. ما صلی رسول الله علیه وسلم العشاء قط فدخل علی إلا صلی اربع رکعات أو ست رکعات، ابو داؤد ص۱۸۵ ج ۱ کتاب الصلوت، باب الصلوة بعد العشاء، طبع سعد بکڈپو دیوبند. قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیها ینهن بسوء عدلن له بعبادة شتی عشر سنة ع ترمذی شریف ص۹۸ ج ۱ ابواب الصلوة، باب ما جاء فی فضل التطوع ست رکعات بعد المغرب، طبع مکتبه بلال دیوبند، من صلی بعد المغرب عشرین رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة ، ترمذی شریف ص۹۸ ج ۱ ابواب الصلوة، باب ما جاء فی فضل التطوع ست رکعات بعد المغرب، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند.

(صفحہ ہٰذا) [1] وندب (ست) رکعات بعد المغرب لقوله صلی الله علیه وسلم (من صلی بعد المغرب ست رکعات کتب من الاوابین (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۱۷ مطبوعه مصر عن ابن عباس انه علیه الصلاة والسلام قال من صلی اربع رکعات بعدالمغرب قبل أن یکلم احداً رفعت له فی علیین وکان کمن ادرک لیلة القدر فی المسجد الاقصی الخ حوالۂ بالا فصل فی بیان النوافل.

سنن غیر مؤکدہ میں چار کی نیت

سوال:-سنن غیر مؤکدہ میں چار کی نیت کی اور قیام جماعت عصر کی بنا پر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو وہ چار جو اپنے ذمے واجب کر لی تھیں۔ان کا کس وقت اتمام ضروری ہے یا مسنون ہے یا دو پڑھنے سے ساقط ہو گئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

محض چار کی نیت کر کے شروع کرنے سے چار واجب نہیں ہوئیں، دو ہی واجب ہوئیں، جب دو پر سلام پھیر دیا تو واجب ادا ہو گیا اس کیلئے دو اور پڑھنا لازم نہیں[۱]۔فقط واللہ سبحانہٗ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اشراق پڑھنے سے حج وعمرہ کا ثواب کب ملتا ہے؟

سوال:-نماز اشراق کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے کم از کم کتنی دیر بعد میں شروع ہو جاتا ہے، نیز حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جو شخص نماز فجر کے بعد اسی جگہ پر بیٹھا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد اشراق پڑھے تو اس کو ایک حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے تو جو شخص نہ بیٹھے اور ٹہل کر وظیفہ پڑھتا رہے یا سیر وتفریح کو چلا جائے پھر آکر اشراق پڑھ لے تو بھی حدیث کے مطابق اسے ثواب ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بعد فجر ٹہلنے اور ذکر کرتے رہنے کے بعد اشراق پڑھنے سے بھی بہت ثواب ملتا ہے مگر

---

[۱] لو نویٰ اربعا لا یجب علیه بتحریمتها سوی الرکعتین فی المشهور عن اصحابنا وأن القیام إلی الثالثة بمنزلة تحریمة مبتدأةٍ (شامی کراچی ص ۴۵۹ ج ۱ باب صفة الصلوة، مطلب کل شفع من النفل صلاة، تبیین الحقائق ص ۱۷۳ ج ۱ باب الوتر والنوافل، طبع امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص ۵۷ ج ۱ باب الوتر والنوافل.

با جماعت نماز پڑھ کر اسی جگہ اسی ہیئت پر بیٹھ کر ذکر میں مشغول رہ کر آفتاب کچھ بلند ہوکر اشراق پڑھنے کی جوفضیلت ہے وہ اپنی قیود سے حاصل ہوگی[۱]۔ طلوع شمس سے تقریباً پندرہ منٹ گزرنے پر شعاع شمس صاف ہوجاتی ہے کہ اس پر نظر نہ ٹھہر سکے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بعد فجر اشراق تک ایک جگہ بیٹھنے کا ثواب

سوال:- صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے بہشتی زیور میں لکھا ہے اس وقت تک کہ اشراق کا وقت ہو۔ اگر خاموشی کے ساتھ اپنے گھر آئے اور تلاوت قرآن کرتا رہے نماز اشراق پڑھ کر اٹھے آیا اس کو بھی وہی ثواب ملے گا یا نہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کیلئے یہ ثواب نہیں کیونکہ بعض روایات میں اسکی تصریح ہے[۲]۔ جیسا کہ خود بہشتی زیور میں

---

[۱] وعن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی ا للّٰہ علیه وسلم من صلی الفجر فی جماعة ثم قعد یذکر اللّٰہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له کاجر حجة وعمرة (مشکوٰۃ ص ۸۹ ج ۱) باب الذکر بعد الصلوات، الفصل الثانی طبع یاسر ندیم دیوبند، ترمذی شریف ص ۱۳۰ ج ۱ ابواب السفر باب ما ذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلوۃ الصبح حتی تطلع الشمس طبع مکتبة اشرفیه دیوبند.

ترجمہ:- حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے پھر وہیں بیٹھ کر سورج نکلنے تک ذکر کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو ایک حج وعمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔

[۲] عن انس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من صلی الفجر فی جماعة ثم قعد یذکر الله حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له کاجر حجة وعمرة ترمذی شریف مع العرف الشذی، ابواب ما یتعلق بالصلاۃ باب ماذکر فیما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلوۃ الصبح حتی تطلع الشمس ص ۱۳۰ ج ۱، طبع مکتبه بلال دیوبند.

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر وہ اپنی جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا پھر اسنے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کیلئے حج وعمرہ کے مثل ثواب ہوگا۔

بھی موجود ہیکہ وہیں بیٹھے بیٹھے ذکر وغیرہ میں مشغول رہے اور اس جگہ سے اٹھ کر گھر آکر ذکر میں مشغول رہنے سے اس قدر ثواب نہیں ملتا۔ اسمیں کمی آجاتی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷؍۱۲؍۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱؍ذی الحجہ ۵۶ھ

---

[1] مکمل ومدلل بہشتی زیور ص۳۰ ج۲ مسئلہ ۱۰؍سنت اور نفل نمازوں کا بیان مطبوعہ ادارہ تھانوی دیوبند۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل پنجم : نوافل کا بیان

دن میں دو دو نفل کی نیت باندھے یا چار کی

سوال:- اگر کوئی شخص دن میں نوافل پڑھے اسکو کتنی کتنی رکعت کی نیت باندھنی چاہئے، دو دو کی یا چار چار کی اور مغرب کے وقت یا مغرب کے بعد نوافل پڑھی جائیں تو کتنی کتنی نیت باندھنی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

دن اور رات میں ہر طرح اختیار ہے کہ دو دو کی نیت باندھے یا چار چار کی امام صاحب کے نزدیک چار چار کی افضل ہے صاحبینؒ کے نزدیک دو دو کی افضل ہے۔ بعض فقہاء نے اسی کو اختیار کیا ہے دن میں چار سے زائد ایک سلام سے پڑھنا مکروہ ہے۔ رات میں آٹھ تک کی اجازت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] وتکره الزيادة على اربع فى نفل النهار وعلى ثمان ليلا بتسليمة والافضل فيهما الرباع بتسليمة وقالا فى الليل المثنى افضل وقيل به يفتىٰ، در مختار على الشامى زكريا، ص ٤٥٥ ج ٢ وكراچى ص ١٦ ج ٢ ونعمانيه ص ٤٥٤ ج ١ باب الوتر والنوافل مطلب فى لفظة ثمان، تبيين الحقائق ص ١٧٢ ج ١ باب الوتر والنوافل مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق ص ٥٣ ج ٢ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

نوافل بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا

سوال:-نماز تراویح اور نماز وتر کے بعد اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ دو رکعت نفل بلا عذر بیٹھ کر پڑھتے ہیں کیا بلا عذر بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں اور بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو نماز تراویح اور نماز وتر کے بعد نفل پڑھنے سے منع کرتے ہیں جس وجہ سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ماہ رمضان میں بعد وتر نمازیں پڑھتے ہیں اور بعض بغیر پڑھے چلے جاتے ہیں اس معاملے میں تفصیلی جواب سے سرفراز فرمائیں!

الجواب حامداً ومصلیاً!

نوافل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا درست ہے[1] لیکن کھڑے ہوکر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے[2]۔ وتر کے بعد دو نفل پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت ہے[3] جو پڑھے گا ثواب پائیگا نہیں پڑھے گا تو گناہ نہیں اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ترغیب دینا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

سوال:-نوافل بیٹھ کر پڑھنا کیسا ہے؟ اور وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھنا کیسا ہے؟ اس میں کتنا ثواب ہے؟ رکن الدین میں مستحب لکھا ہے۔یہ کتاب کیسی ہے؟

---

[1] (قولہ یجوز النفل قاعداً) مطلقاً من غیر کراھة (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۳۲۷ مصر، عالمگیری ص۱۱۴ ج۱ الباب التاسع فی النوافل، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص۴۸۳ ج۲ باب الوتر والنوافل.

[2] من صلی قائما فھو افضل ومن صلی قاعداً فله نصف اجر القائم (مراقی الفلاح ص۳۲۷ مطبوعه مصر (فصل فی صلاۃ النفل جالسا)الشامی نعمانیه ص۴۶۸ ج۱ مبحث المسائل الستة عشرية، البحر الرائق ص۶۳ ج۲ باب الوتر والنوافل مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی کراچی ص۳۶ ج۲ باب الوتر والنوافل.

[3] عن ابی امامۃان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یصلیھما بعدالوتر وھوجالس یقرا فیھما اذا زلزلت وقل یاایھا الکافرون رواہ احمد (مشکوٰۃ شریف ص۱۱۳، آخر باب الوتر، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً!

نوافل بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب نصف ملتا ہے بہ نسبت کھڑے ہوکر پڑھنے کے۔ اس قاعدہ کلیہ سے وتر کے بعد کی نفلیں مستثنیٰ نہیں حضرت نبی اکرم ﷺ کیلئے بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب میں کمی نہیں[1] رکن دین[2] میں کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو کہ فقہ حنفی اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک قابل تسلیم نہیں اس کتاب کی اصلاح بھی شائع ہوئی تھی اس کا نام ہے اصلاح رکن دین حوالہ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۱۲؍ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۱۲؍ ۸۵ھ

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں سجدہ کی کیفیت

سوال:- ایک شخص ہے جو کہ بیٹھ کر مستحب نماز ادا کرتا ہے آیا وہ سجدہ کس طرح کرے رانوں کو پیروں سے جدا کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس طرح کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی حالت میں سجدہ کرتا ہے اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں سجدہ کرے رانوں کو پنڈلیوں سے اوپر اٹھائے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۱۰؍۱۴۰۰ھ

---

[1] ای للمتنفل جالساً (نصف اجر القائم لقوله صلى الله عليه وسلم من صلى قائماً فهو افضل ومن صلى قاعداً فله نصف اجر) القائم يستثنى منه صاحب الشرع صلى الله عليه وسلم كما ورد عنه صلى الله عليه وسلم فان اجر صلاته قاعداً كأجر صلاته قائما من خصوصياته. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۲۷ مطبوعه مصر الشامی نعمانیه ص۴۶۸ ج۱ شامی کراچی ص۳۶ ج۲ باب الوتر والنوافل. مبحث المسائل الستة عشرية، البحر الرائق ص۶۳ ج۲ باب الوتر والنوافل، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] مطبوعه دهلی، مصنفه حضرت مولان رکن الدین الوریؒ. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

نفل چار کی نیت سے دو واجب ہونگی

سوال:- اگرایک شخص نے چار رکعت نفل کی نماز باندھی تو وہ دو ہی رکعت پر سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہوگیا، تو دو رکعت کی قضاً لازم ہوگی۔

الجواب حامداًومصلیاً!

چار رکعت نفل کی نیت کرنے سے چاروں لازم نہیں ہوئیں، صرف دو لازم ہوئیں لہٰذا دو پر سلام پھیرنے سے دوسری دو کی قضاء لازم نہیں بغیر لازم سمجھے اگر پڑھے گا تو اجر ملے گا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دو رکعت نفل کی قضاء چار رکعت سے یا اس کا عکس

سوال: (الف) اگرکسی شخص نے بہت رکعت نماز، دو رکعت کرکے پڑھنا شروع کیں مگر توڑ دی تو اگر ایک دفعہ چار، چار، یا آٹھ، آٹھ کی نیت سے قضاء کرلیوے تو درست ہے یا نہیں؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [3] هكذا يستفاد من الهنديه ويضع يديه فى السجود حذاء اذنيه ويوجه اصابعه نحو القبله وكذا اصابع رجليه ويعتمد على راحتيه ويبدى ضبعيه عن جنبيه ولا يفترش ذراعيه ويجافى بطنه عن فخذيه (عالمگيرى كوئٹه ص٧٥ ج١) الفصل الثالث فى سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، البحر الرائق كوئٹه ص ٣٢٠ ج ١ باب صفة الصلوة فصل واذا اراد الدخول فى الصلوة مجمع الانهر ص ١٤٦ ج ١ باب صفة الصلوة الفصل الاول طبع دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] نعم اعتبروا كون كل شفع على حدة فى حق القرأة احتياطا وكذا فى عدم لزوم الشفع الثانى قبل القيام اليه لتردده بين اللزوم وعدمه فلايلزم بالشك ولذايقطع على رأس الشفع اذا اقيمت الصلوٰة او خرج الخطيب (الشامى نعمانيه ص٤٥٥ ج١، مطلب كل شفع من النفل صلاة ليس مطرداً كبيرى ص٣٩٣، مطبوعه لاهور پاكستان شامى كراچى ص١٧ ج٢، باب الوتر والنوافل، البحر الرائق ص٥٨ ج٢ باب الوتر والنوافل، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

(ب) اسی طرح اگر چار نفل یا سنن غیر موکدہ اکھٹے پڑھے مگر بعد میں فساد ظاہر ہوا یا چار رکعت نماز کی نذر کی مگر ادا دو دو کی تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(ج) تراویح کی نیت کر کے توڑ دی یا سنن موکدہ کی نیت کر کے توڑ دی تو بعد گذرنے وقت کے قضاء لازم ہے یا نہیں؟ اور اگر وقت میں پڑھے تو نیت واجب کی کرے یا کس کی؟

(د) متصلا ظہر کے بعد دو نفلوں کی نیت کی مگر نیت کر کے توڑ دی پھر اسی وقت نفل اسی نیت سے پڑھ لئے کہ جو ظہر کے بعد کے پڑھے جاتے ہیں پڑھتا ہوں مگر واجب کی نیت نہ کی تو شروع فی النفل کی وجہ سے جو نفل لازم ہوئے تھے ادا ہوئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(الف) بہتر یہ ہے کہ دو دو کی الگ قضاء کرے چار چار کی بھی درست ہے رات میں چھ چھ، آٹھ آٹھ کی بھی درست ہے[1]

(ب) اس میں چار چار پڑھنا بہتر ہے دو دو بھی صحیح ہے[2]

(ج) سنن موکدہ کی صورت مسئولہ میں قضاء نہیں[3] تراویح کو بغیر جماعت کے قضاء پڑھے[4] وقت میں نیت اعادہ کرے بعد وقت کے نیت قضا فاسدہ کرے۔

---

[1] (قوله والاعادة فعل مثله) ای مثل الواجب ویدخل فیه النفل بعد الشروع به کما مر (الشامی نعمانیه ص ٤٨٦ ج ١ باب قضاء الفوائت مطلب فی تعریف الاعادة

وتکره الزیادة علی اربع فی نفل النهار وعلی ثمان لیلا بتسلیمة الخ (شامی کراچی ص: ١٦ /٢/، باب الوتر والنوفل) تبیین الحقائق ص ١٧٢ ج ١ باب الوتر والنوافل مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق ص ٥٣ ج ٢ مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] ایضاً ص ٤٨٦ ج ١، باب قضاء الفوائت مطلب فی تعریف الاعادة شامی کراچی ص ٦٣ ج ٢ .

[3] قوله فی وقته فلا تفضیٰ بعده لا تبعاولا مقصوداً بخلاف سنة الفجر شامی نعمانیه ص ١٨٢ ج ١، باب ادراک الفریضة مطلب هل الاساءة دون الکراهة أو افحش شامی کراچی ص ٥٨ ج ٢، لاختصاص القضاء خارج الوقت بالواجبات الاماوردبه شرع کبیری ص ٣٩٧ ج ١، مطبوعه لاهور.

[4] إذا فاتت التراویح لا تقضی بجماعة وهل تقضی بلا جماعة ؟ فقیل نعم ما لم یدخل وقت تراویح أخری، وقیل ما لم یمض رمضان وقیل لا تقضی وهو الصحیح الخ حلبی کبیری ص ٣٩٩ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(د) ادا ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۹/ ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲/۹/ ۶۴ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم

فریضۂ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنا کافی نہیں

سوال: - فریضۂ ظہر سے پہلے چار سنتیں ہیں۔ کیا دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

فریضۂ ظہر سے پہلے دو نہیں بلکہ چار سنت مؤکدہ ہیں، **لما روی عن عائشةؓ انها قالت كان النبی ﷺ يصلی قبل الظهر اربعاً وبعده ركعتين وبعد المغرب ثنتين و بعد العشاء ركعتين وقبل الفجر ركعتين. رواه مسلم وابوداؤد تبيين الحقائق**[1] **ص ۱۷۱ ج ۱.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فجر کی سنت کے بعد تحیۃ المسجد

سوال: - میرا عقیدہ ہے کہ صبح کی سفیدی ہونے کے بعد جب سے ایک روزہ دار کیلئے کھانا پینا بند ہو جاتا ہے صرف دو رکعت سنت ہی ادا کرنی ہے اس کے علاوہ کوئی نوافل اشراق تک پڑھنی

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) فصل فی النوافل، فروع نو ترک، مطبوعہ سهيل اكيڈمی لاهور، البحر الرائق ص ۶۸ ج ۲ باب الوتر والنوافل، مطبوعه كوئٹه، الدر المختار علی الشامی كراچی ص ۴۴-۴۵ ج ۲ باب الوتر والنوافل.

(صفحہ ہذا) [1] تبيين الحقائق ص ۱۷۱ ج ۱، باب الوتر والنوافل، طبع امداديه ملتان، مسلم شريف ص ۲۵۲ ج ۱، كتاب الصلوة، باب جواز النافلة قائما وقاعداً الخ طبع سعد بكڈپو ديوبند ابوداؤدشريف ص ۱۸۰ ج ۱ كتاب الصلوة، باب الاربع قبل الظهر وبعدها، سعد بكڈپو ديوبند.

جائز نہیں ہیں کیا صبح کی سنت گھر ادا کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے وقت تحیۃ المسجد دو رکعت ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

فجر کے وقت میں جب کہ سنت گھر پر ادا کر لی تو مسجد میں جا کر تحیۃ المسجد نہ پڑھیں، جو فرض پڑھیں گے اسی سے تحیۃ المسجد ادا ہو جائے گی[١]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرہٗ

رات کے اندھیرے میں نماز نفل

سوال:- کیا نفل نماز اندھیرے میں پڑھنی درست ہے مثلاً تہجد کی نماز میں مسجد میں یا گھر میں اندھیرے میں پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حدیث شریف میں موجود ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رات کو دیکھا کہ بستر خالی ہے حضور اکرم ﷺ تشریف فرما نہیں ہیں تو وہ تلاش کرتی ہوئی گئیں اندھیرے میں مسجد میں آپ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے یہ حدیث ابوداؤد شریف کتب صحاح میں مذکور ہے[٢]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[١] سن تحية المسجدبركعتين قبل الجلوس لقوله صلى الله عليه وسلم إذا دخل أحد كم المسجد فلايجلس حتى يركع ركعتين" وأداء الفرض ينوب عنها قاله الزيلعي. (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ٣٢٠، فصل فى تحية المسجدوصلاة الضحىٰ. تبيين الحقائق للزيلعي ص١٧٣ ج ١ باب الوتر والنوافل مطبوعه امداديه ملتان.

[٢] عن عائشة قالت فقدت رسول اللّٰه ﷺ ذات ليلة فلمست المسجد فاذاهوساجد وقدماه منصوبتان وهو يقول اعوذ برضاك من سخطك واعوذ بمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لااحصى ثناءً عليك انت كمااثنيت على نفسك وابوداؤد شريف ص١٢٨ ج ١) باب الدعاء فى الركوع والسجود مطبوعه مكتبه سعد ديوبند (مجمع الزوائد ص ٣١٤ ج٢) باب مايقول فى ركوعه وسجوده، مطبوعه دار الفكر بيروت. (ترجمہ اگلے صفحہ پر)

نفل بعد الوتر کا حکم

سوال:- نماز عشاء میں جو سب سے بعد کی نفل نماز ہے اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے یا بیٹھ کر؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

کھڑے ہو کر نفل پڑھنے میں جس قدر ثواب ملتا ہے بیٹھ کر پڑھنے میں اس سے نصف ملتا ہے حضور اقدس ﷺ نے یہ قانون امت کیلئے بیان فرمایا ہے، نوافل مسئولہ کو اس سے مستثنیٰ نہیں فرمایا، لہٰذا ان میں بھی یہی قانون رہے گا۔[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

وتر کے بعد زائد نفلیں پڑھنا

سوال:- چندروز ہوئے ایک مولوی صاحب نے مسئلہ بیان فرمایا، کہ بعد نماز وتر سوائے

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت رسول مقبول ﷺ کو گم پایا میں نے مسجد میں ہاتھ سے تلاش کیا تو آنحضرت ﷺ کو سجدہ میں پایا کہ دونوں قدم مبارک (بحالت سجدہ) کھڑے ہوئے ہیں اور آپ یہ دعا پڑھ رہے ہیں، اے اللہ میں تیری رضامندی کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ چاہتا ہوں اور میں خود تجھ سے تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور میں آپ کی تعریف کا شمار نہیں کرسکتا آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔

۲ ؎ (قوله اجر غير النبي صلى الله عليه وسلم)اما النبي ﷺ فمن خصائصه ان نافلته قاعداً مع القدرة على القيام كنافلته قائماً ففي صحيح مسلم عن عبدالله بن عمر وقلت حدثت يارسول الله ﷺ انك قلت صلاة الرجل قاعداً على نصف الصلاة وانت تصلي قاعداً قال اجل ولكني لست كاحدمنكم الخ (شامي زكريا ص۴۸۴ ج۲، الشامي نعمانيه ص۴۶۸، ج ۱، محبث المسائل الستة عشرية، باب الوتر والنوافل، البحر الرائق ص۶۳ ج۲ مطبوعه الماجديه كوئٹه، مراقي الفلاح مع الطحطاوي ص۳۲۷ فصل في صلاة النفل جالساً وفي الصلاة على الدابة الخ مطبوعه مصري، حاشية الشلبي على الزيلعي ص۱۷۵ ج ۱ مطبوعه امداديه ملتان.

دو رکعت نفل کے دیگر کوئی نوافل نہیں، اسلئے جسکو جس قدر نفل نماز پڑھنا ہو قبل نماز وتر پڑھے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

وتر کے بعد دو سے زائد نفل پڑھنا جائز ہے، جن مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے ان سے دلیل پوچھی جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۷ ؍ ج ۲ ؍ ۵۲ ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۰ ؍ ج ۲ ؍ ۵۲ ھ،

صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہٗ

وتر کے بعد کی نفلیں بیٹھ کر پڑھنا

سوال:- بعد وتر نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے اور اولیٰ کیا ہے۔ بلا عذر نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے میں رکوع کس طرح کرنا چاہئے آیا سر اور سرین کو برابر کرنا ضروری ہے یا نہیں جیسا کہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں ضروری اور لازم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جائز دونوں طرح ہے کھڑے ہو کر بھی بیٹھ کر بھی لیکن کھڑے ہو کر پڑھنے سے پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے اس کا نصف ثواب ملتا ہے لہٰذا کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، **ویتنفل قاعداً مع القدرة علیٰ القیام ابتداءً و بناء اما الابتداء فلقوله علیه السلام من**

---

[1] فی حدیث ابی هریرة إذا صلیت العشاء صلیت بعدها خمس رکعات ثم أنام فإن قمت من اللیل صلیت مثنٰی مثنٰی فان أصبحت اصبحت علٰی وتر، قال محمدؒ وبقول أبی هریرة نأخذ لا نریٰ ان یشفع الی الوتر بعد الفراغ من صلوة الوتر ولکنه یصلی بعد وتره ما احب الخ مؤطا امام محمد ص۱۴۷-۱۴۸ باب الوتر مطبوعه اشرفی دیوبند.

صلی قائماً فهو افضل ومن صلی قاعداً فله نصف اجر القائم والمراد به النفل فی غیر حالة العذر اھ زیلعی۔[1]

اور وتر کے بعد کی نفلیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرح ثابت ہیں قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَؓ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ فَإِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. مسلم شریف[2]۔

اس پر امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں الصواب ان هاتين الركعتين فعلهما رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الوتر جالسا لبيان جواز الصلوٰة بعد الوتر وبيان جواز النفل جالسا ولم يواظب علىٰ ذٰلک بل فعله مرة او مرتين او مرات قليلة اھ[3]

اگر ہمیشہ بیٹھ کر ہی پڑھنا ثابت ہوتا تب بھی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کامل ثواب تھا اوروں کیلئے کامل ثواب نہیں بلکہ نصف ثواب ہوگا، ثم هو صلى الله عليه وسلم مخصوص من ذلک لما فى حديث مسلم عن ابن عمرؓ حدثت انه صلى الله عليه وسلم قال صلوٰة الرجل قاعداً نصف صلوٰة القائم فاتيته فوجدته يصلى جالسا قال حدثت يارسول الله انک قلت صلوٰة

---

[1] تبیین الحقائق للزیلعی شرح الکنز ص۱۷۵ تا ۱۷۶، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ امدادیہ پاکستان، البحر الرائق ص۶۲ ج۲ باب الوتر والنوافل مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۲۷ فصل فی صلاۃ النفل جالساً، مطبوعہ مصری.

[2] مسلم شریف ص۲۵۴ ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: - حضرت ابوسلمہؓ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں معلوم کیا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات پڑھتے تھے اس طریقہ پر کہ پہلے آٹھ رکعات پڑھتے، پھر وتر پڑھتے تھے، پھر دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے تھے اس میں جب آپ رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو کر رکوع فرماتے، پھر آپؐ دو رکعات فجر کی نماز اور تکبیر کے درمیان ادا فرماتے۔

[3] نوویؒ علی مسلم شریف ص۲۵۴ ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الرجل قاعداً علیٰ النصف من صلوٰۃ القائم وانت تصلی قاعداً قال اجل ولکن لست کاحدکم اھ شلبی[۱] ص ۱۷۵ ج ۱

سر کو گھٹنوں کے برابر کرنا بہتر اور افضل ہے لازم نہیں، سر اور کمر کو جھکانے سے بھی رکوع ادا ہوجاتا ہے، لو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبتیه فیحصل الرکوع قلت ولعله محمول علیٰ تمام الرکوع والافقدعلمت حصوله باصل طأ طأة الرأس ای مع انحناء الظهر شامی ۱/۴۶۵[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۱۲/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۲/ ذی الحجہ ۵۵ھ

وتر کے بعد کی نفل کھڑے ہوکر افضل ہیں یا بیٹھ کر

سوال:- وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا موجب زیادہ اجر ہے یا کھڑے ہوکر، چونکہ اس مسئلہ میں صرف عوام ہی مختلف نہیں بلکہ اہل علم کا بھی اختلاف پایا جاتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس حکم کو مدلل اور بحوالہ کتب احادیث شریفہ یا فتاویٰ سے وضاحت فرمائیں اور اگر خیر القرون وائمہ مجتہدین سے کسی کا قول وعمل بھی ثابت ہو تو تحریر فرما کر مشکور فرمایا جائے موجب اجر عظیم ہوگا؟

---

[۱] حاشية تبين الحقائق شرح الكنز الدقائق ص ۱۷۵ ج ۱، باب الوتر والنوافل، مطبوعه امداديه پاكستان، البحر الرائق ص ۶۳ ج ۲ باب الوتر والنوافل مطبوعه الماجديه كوئٹه، طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۳۲۷ فصل فی صلاة النفل جالساً مطبوعه مصری.

[۲] شامی زکریا ص ۱۳۸ والشامی نعمانیه ص ۳۰۰ ج ۱ باب صفة الصلوٰة، بحث الركوع والسجود، طحطاوی علی المراقی ص ۱۸۵ باب شروط الصلوة، مطبوعه مصری، سعاية ص ۱۱۳ ج ۲ باب صفة الصلوة، الركوع مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

الجواب وبیدہ ازمۃ الحق والصواب حامداً ومصلیاً!

عن ابن عمرؓ حدثت انه صلی اللّٰه علیه وسلم قال صلوٰة الرجل قاعداً نصف صلوٰة القائم فاتیته، فوجدته یصلی جالساً قال حدثت یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انک قلت صلوٰة الرجل قاعداً علی النصف من صلوٰة القائم وانت تصلی قاعداً قال اجل ولکنی لست کاحدمنکم اھ فتح القدیر[1] ص ۳۲۹ ج ۱ انه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصلی بعد الوتر قاعداً الیٰ قوله ولکن له ای للمتنفل جالساً نصف اجر القائم اھ مراقی الفلاح[2] یستثنیٰ منه صاحب الشرع صلی اللّٰه علیه وسلم کما ورد عنه ﷺ فان اجر صلوٰته قاعداً کاجر صلوٰته قائما فهو من خصوصیاته اھ طحطاوی[3] عن عائشة رضی اللّٰه عنها ان رسول

---

[1] (فتح القدیر ص ۴۶۰ ج ۱ فصل فی القراءۃ مطبوعه دارالفکر)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی گئی کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا اجر کھڑے ہوکر پڑھنے والے کے اجر کا آدھا ہے میں۔ حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھ سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا اجر کھڑے ہوکر پڑھنے والے کے اجر کا آدھا ہے اور آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ ہاں، لیکن میں تم جیسا نہیں ہوں۔

[2] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۲۷ مطبوعه مصر فصل فی صلوٰة النفل جالساً. باب الوتر واحکامه.

ترجمہ:- حضرت نبی اکرم ﷺ وتر کے بعد بیٹھ کر کر نماز پڑھتے تھے۔ الیٰ قولہ لیکن بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کے لئے کھڑے ہوکر پڑھنے والے کے اجر کا آدھا ہے۔

[3] طحطاوی علی المراقی ص ۳۲۷، مطبوعه مصر، فصل فی صلوٰة النفل جالساً. باب الوتر واحکامه. اس سے صاحب شرع ﷺ مستثنیٰ ہیں جیسا کہ وارد ہوا ہے پس بیشک آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہوکر پڑھنے کے برابر ہی ملتا تھا اور یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نو رکعات وتر پڑھتے تھے پھر جب ضعف ہوگیا سات رکعات پڑھتے تھے اور وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اس میں قرآن پاک پڑھتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے کھڑے ہوکر رکوع فرماتے پھر سجدہ فرماتے یہ کلام اگر دو رکعتوں سے متعلق ہے پس جب دو رکعتوں میں لمبی لمبی سورتیں قراءت فرماتے تو بیٹھ کر قراءت فرماتے پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے کھڑے ہوتے اور کھڑے ہوکر رکوع اور سجدہ فرماتے۔ اور جب چھوٹی سورتیں پڑھتے تو بیٹھ کر پڑھتے اور بیٹھ کر ہی رکوع اور سجدہ فرماتے اھ۔ ابوداؤد نے کہا (جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے) ہمارے اصحاب وتر کے بعد کی دو رکعتوں کے قائل نہیں (بذل المجہود)

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتر بتسع رکعات ثم لماضعف اوتر بسبع رکعات ورکع رکعتین وھو جالس بعد الوتر یقرأ فیھما القراٰن فاذا ارادان یرکع قام فرکع ثم سجد ھذا الکلام ان تعلق بالرکعتین فاذا کان یقرأ فی الرکعتین سورا طوالا یقرأ قاعداً ثم اذا اراد ان یرکع یقوم فیرکع ویسجد وھو قائم واما اذا قرأ فیھما السور القصار یقرأ وھو قاعد ویرکع ویسجد وھو قاعد اھ قال ابوداؤد کما (فی بعض النسخ) اصحابنا لایرون الرکعتین بعدالوترا ھ بذل المجھود[1] ص۲۹۴و۲۹۵ جلد۲.

ھذا الحدیث اخذ بظاھرہ الاوزاعی واحمد فیما حکاہ القاضی عنھما فاباحا رکعتین بعد الوتر جالساً وقال احمد لا افعلہ ولا امنع من فعلہ قال وانکرہ مالک قلت الصواب ان ھاتین الرکعتین فعلھما صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد الوتر جالساً لبیان جواز الصلوٰۃ بعد الوتر وبیان جواز النفل جالساً ولم یواظب علیٰ ذلک بل فعلہ مرۃ او مرتین او مرات قلیلۃ اھ نووی شرح مسلم[2] ص۲۵۴، ج۱، والصواب ان یقال ان ھاتین الرکعتین تجری مجری السنۃ وتکمیل الوترفان الوتر عبادۃ مستقلۃ ولاسیما ان قیل بوجوبہ فتجری الرکعتان بعدہ مجری سنۃ المغرب من المغرب فانھا وتر النھار والرکعتان بعدھا تکمیل لھافکذالک الرکعتان بعد وتر اللیل اھ زادالمعاد[3] واکثر الصحابۃ ومن بعدھم من اھل العلم علی ترکھما اھ

---

[1] بذل المجھود ص۲۰۱تا۲۱۱، ج۷، مطبوعہ مصر. ابواب التطوع، تحقیق نفیس فیما وقع فی نسخ ابی داؤد من الغلط.

[2] نوی شرح مسلم ص۲۵۴ ج۱ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ. باب صلوٰۃ اللیل وعددرکعات النبی الخ.

امام اوزاعی اورامام احمد نے اس حدیث کے ظاہر کواختیار فرمایا جیسا کہ قاضی نے ان سے نقل کیا ہے کہ دونوں نے وتر کے بعد بیٹھ کر دورکعت کاانکار فرمایا ہےاورامام احمد نے کہانہ میں پڑھتاہوں نہ پڑھنے والوں کوروکتاہوں۔

امام مالکؒ نے اسکاانکارکیا ہے میں کہتا ہوں صحیح یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے وتر کے بعدان دورکعتوں کوبیٹھ کر پڑھا ہے وتر کے بعد نماز پڑھنے کے جواز کو بیان فرمانے کے لئے اورنفل نماز کے بیٹھ کرجائز ہونے کو بیان فرمانے کیلئے، اوراس پرمواظبت نہیں فرمائی ہے بلکہ ایک یادویاچندمرتبہ کیا ہے۔

[3] زاد المعاد ص۸۷ج۱ مطبوعہ دارالفکر.

ترجمہ:-اورصحیح یہ ہے کہ کہاجائے کہ ایک یادونوں رکعتیں سنت کے قائم مقام اوروتر کی تکمیل کے لئے ہیں اس لئے کہ وتر عبادت مستقلہ ہے بالخصوص جب کہ اس کوواجب کہاجائے تواس کے بعدکی دورکعتیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

والمحققون من اکابرنا علی ان اتیانھما قیاماً افضل ا ھ اعلاء السنن[1] ص ٨٢، ج ٦،

عبارت منقولہ میں نوافل بعد الوتر کے متعلق تمام اختلافی پہلو اور دلائل آ گئے حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے بیٹھ کر انکو پڑھنا مستحب فرمایا ہے کذا فی مالا بدمنہ[2] حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ کی رائے بھی یہی ہے کذا فی فیض الباری[3] حضرت مولانا رشید احمد صاحب[4] گنگوہیؒ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، [5]حضرت مولانا محمد اسحاق صاحبؒ دہلوی کی تحقیق یہ ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھنا موجب زیادہ اجر ہے دونوں طرف علماء و محققین ہیں ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہؒ امام ابویوسفؒ امام محمدؒ سے کوئی تصریح منقول نہیں دیکھی اس اختلاف کے رفع کرنے کی سعی بے سود ہے، یہ کچھ اہم اختلاف نہیں، ضوابط کلیہ من الاحادیث کے مطابق قول ثانی ہے یعنی کھڑے ہوکر پڑھنا موجب زیادہ اجر ہے اور نفس اتباع فعل رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر پڑھنے میں ہے گو اسمیں بھی دو قسم کی روایتیں ہیں اکثر صحابہ و من بعدھم من اھل العلم کا مسلک اعلاء السنن کی عبارت میں منقول ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٣/١٠/٦٧ھ

الجواب صحیح : سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٦/ ذیقعدہ ٦٧ھ

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) مغرب کے بعد کی سنت کے قائم مقام ہوں گی اس لئے کہ وہ دن کی وتر ہیں اور اس کے بعد کی دو رکعتیں اس کی تکمیل کے لئے ہیں اسی طرح وتر لیل کے بعد کی دو رکعتیں۔

(صفحہ ہٰذا) [1] اعلاء السنن ص ١٠٩، ج٦، مطبوعہ پاکستان، حکم الرکعتین بعد الوتر، فصل فی قنوت الوتر.

ترجمہ : اکثر صحابہ اور ان کے بعد والے اہل علم ان کے ترک کے قائل ہیں اھ اور ہمارے اکابر محققین اس کے قائل ہیں کہ ان کا کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے۔

[2] بعد وتر دو رکعت نشستہ خواندن مستحب است (مالابدمنہ ص٥٧، فصل در نوافل)

[3] بقی ان الجلوس فیھما اتفاقی اوقصدی فاختار النووی رحمہ اللہ تعالیٰ الاول وعندی المختار ھو الثانی لانھما لم تثبتا عنہ قائما قط فحمل فعلہ فی جمیع عمرہ علی الاتفاق ممایصادم البداھۃ وإذن وھو قصدی (فیض الباری ص ٤٢٦، ج٢، کتاب التہجد باب المداومۃ علی رکعتی الفجر، مطبوعہ دیوبند).

[4] ملاحظہ ہو تالیفات رشیدیہ ص ٣٠٦، سنتوں اور نفلوں کا بیان، مطبوعہ لاہور.

[5] ملاحظہ ہو امداد الفتاوی ص ٤٦١ ج ١، باب النوافل، مطبوعہ زکریا دیوبند.

شب برأت کی بعض نمازیں

سوال:-بعض کتابوں میں لکھا ہے، کہ شب برأت میں عبادت کی نیت سے غسل کرے دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور مغرب کے وقت ہی سے عبادت میں مشغول ہوجائے تا کہ نامۂ اعمال کی ابتداء اچھے کاموں سے ہو بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

غسل تحیۃ الوضوتو اچھی چیز ہے تمام شب شام ہی سے عبادت میں مشغول رہنا بھی خوش قسمتی ہے، مگر اس کا اہتمام والتزام ثابت نہیں[1] ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی سورۂ اخلاص تین بار پڑھنا ثابت نہیں۔ غیر ثابت چیز کی پابندی کرنا اور اس کو لازم سمجھ لینا دین میں مداخلت ہے اس کی اجازت نہیں۔ ہر چیز کو اس کی اصل پر رکھنا چاہئے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١/٨/ ٩١ھ

شب براءت میں اجتماعی عبادات

سوال:-شب براءت وشب معراج کی راتوں کو مسجد کے قریبی مدرسہ میں نماز کے وقتوں

---

[1] ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلۃ من ھذہ اللیالی فی المساجد قال فی الحاوی القدسی ولایصلی تطوع بجماعۃ غیر التراویح وماروی من الصلوات فی الاوقات الشریفۃ کلیلۃ القدر ولیلۃ النصف من شعبان ولیلتیی العیدوعرفۃ والجمعۃ وغیرھا تصلی فرادی الخ البحرالرائق کوئٹہ ص ٥٢ ج ٢ باب الوتر والنوافل مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ٣٢٦ فصل فی تحیۃ المسجد وصلاۃ الضحی واحیاء اللیالی الخ.

[2] فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروھا (سباحۃ الفکر ص ٢٧ مع مجموعۃ الرسائل الست، مطبوعہ لکھنؤ) فتح الباری ص ٢٠٩ ج ٢ کتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال، طبع دار الفکر بیروت، مرقاۃ ص ١٤ ج ٢ باب الدعاء فی التشھد، طبع بمبئی.

کے بعد ساری رات تلاوت قرآن لاؤڈ اسپیکر پر کرنا جس کی آواز ساری بستی میں پہنچتی ہے ازروئے شریعت جائز ہے اور اگر جائز ہے تو اس کی فضیلت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

خلاف قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ یا تابعین کے کسی کا قول معتبر نہیں اور نہ شریعت مطہرہ میں حجت بن سکتا ہے اور اگر موافق ہے تو اس وقت قرآن وحدیث کی تائید اور دلیل بن جاویں گے۔

تلاوت کلام پاک خالص باری تعالیٰ کی عبادت ہے لہٰذا اس میں ریا اور سمعہ سے بچنا ضروری ہے نیز قرآن جہراً پڑھنے میں کسی کی نماز وغیرہ میں خلل نہ آوے اس کا خیال رکھنا بھی نہایت اہم ہے اگرچہ قرآن شریف کا زور سے پڑھنا افضل ہے لیکن بلند آواز سے پڑھنے میں ریا کا یا سمعہ کا خوف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے یا وظیفہ پڑھنے والے کو تکلیف ہو تو آہستہ پڑھنا چاہئے۔

شب قدر اور پندرہویں شعبان کو قرآن مکبر الصوت میں پڑھنے سے بہت سے اس شب میں نفل پڑھنے والے درود شریف پڑھنے والے یا وظائف پڑھنے والے ہوتے ہیں نیز شب کو سب لوگ بیدار نہیں رہتے اور نہ پوری شب بیدار رہنا ضروری ہے۔ لہٰذا ان کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے اور ان کی نیند میں خلل پیدا ہونے کا قاری القرآن سبب بنتا ہے اور گنہگار ہوتا ہے نیز بلند آواز سے پڑھنے پر سننا ضروری ہوجاتا ہے اور سماع سے اعراض والا گنہگار ہوجاتا ہے جس کا سبب قاری القرآن بنتا ہے لہٰذا ان امور الصدر کے پیش نظر مکبر الصوت پر قرآن پڑھ کر دور تک آواز پہنچانا درست نہیں ہے نیز شب قدر اور شب براءت جیسی راتوں میں اجتماعاً قرآن خوانی کو فقہاء اہلسنت والجماعت نے مکروہ لکھا ہے لہٰذا تنہا پڑھنا افضل ہے اور زیادہ ثواب کا باعث ہے پس اجتماعاً شب بیداری نہیں کرنا چاہئے۔

لایقراء جهراً عندالمشتغلین بالاعمال. الافضل فی قرأة القرآن خارج الصّلوٰة. الجهر عالمگیری[1] ص۳۱۶ ج۵ ولو کان القاری واحداً فی المکتب یجب علی المارین

---

[1] عالمگیری ص۳۱۶ ج۵ (الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراءة القرأن والذکر والدعاء طبع کوئٹہ)

الاستماع. صبی یقرأ القرآن فی البیت واهله مشغولون بالعمل یعذرون فی ترک الاستماع. عالمگیری[١] ص ٣١٧ ج ٥ وعلیٰ هذا لو قرأ علی السطح والناس ینام یأثم (قاری) ای لانه یکون سببا لاعراضهم عن استماعه او لانه یوذیهم بایقاظهم ونقل الحموی عن استاذه قاضی القضاة یحیی الشهیر عن قاضی زاده ان له رسالة حقق فیها ان سماع القرأن فرض عین شامی شرح[٢] درمختار ص ٥٧٠ ج ١ ویکره الاجتماع علیٰ احیاء لیلة من هذهٖ اللیالی المتقدم ذکرها فی المساجد وغیرها لانه لم یفعل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ولاالصحابة فانکره اکثر العلماء من اهل الحجاز (مراقی[٣] الفلاح شرح نورالایضاح. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٧/١١/م ٨٥ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

مخصوص طرز پر آٹھ رکعت

سوال:- آٹھ رکعت نفل ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک بار اور سورۂ اخلاص ٢٥/ بار پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں ممکن ہے کہ اسلاف میں سے کسی نے ایسا کیا ہو[٤]

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[١] عالمگیری ص ٣١٧ ج ٥ کتاب الکراهیة الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقرأة القران طبع کوئٹه.

[٢] شامی زکریا ص ٢٦٨ ج ٢ باب صفة الصلاة مطلب فروع فی القرأة خارج الصلاة.

[٣] مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص ٦٤ فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحیٰ واحیاء اللیالی، مطبوعه مصر، بحر کوئٹه ص ٥٢ ج ٢ باب الوتر والنوافل.

[٤] ومنها تخصیص سورة الاخلاص والقدر ولم یرد به الشرع، حلبی کبیر ص ٤٣٣ تتمات من النوافل طبع لاهور.

مخصوص طرز پر چار رکعت

سوال: چار رکعت نفل ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کا بھی یہی حال ہے۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شب عیدین میں نفل

سوال:- عیدین کی شب نفلیں پڑھنا کیسا ہے عیدین کی شب میں حضور ﷺ وصحابہؓ سے نفل وتہجد پڑھنا ثابت ہے۔ یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مراقی الفلاح میں لکھا ہیکہ عیدین کی شب تمام رات عبادت کرنا اور نفلیں پڑھنا مستحب ہے۔[۲] نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہمیشہ تہجد پابندی سے ادا فرماتے تھے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ صرف ایک شب ایسی گذری ہے جس میں آپ نے تہجد ادا نہیں فرمائی اور نہ دن میں اسکی قضا کی، جبکہ آپ مزدلفہ میں تھے۔[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۲/ ۶۱ھ

وارد حال مدرسہ انوریہ شاہی مسجد لدھیانہ، پنجاب۔

---

[۱] ومنها تخصيص سورة الاخلاص والقدر ولم يرد به الشرع، حلبی کبیر ص۴۳۳ تتمات من النوافل طبع سہیل اکیڈمی لاہور.

[۲] وندب (احياء ليلتى العيدين) الفطر والاضحىٰ لحديث (من احيا ليلة العيد احيا الله قلبه يوم تموت القلوب) مراقی الفلاح ۳۲۵ مطبوعه مصر فصل فی تحية المسجد وصلاة الضحى واحياء الليالى باب الوتر واحكامه، بحر کوئٹھ ص ۵۲ ج۲ باب الوتر والنوافل، الدر مع الشامی کراچی ص۲۵ ج۲ باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوة الليل. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ششم : تہجد کی نماز

سب سے افضل نماز

سوال: -وہ نماز کونسی ہے جو سب سے افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نوافل میں تہجد افضل ہے۔[١] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تہجد کی نماز باجماعت

سوال: -تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا کیسا ہے؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [١] ثم دفع حتی اتی المزدلفة فصلی بها المغرب والعشاء باذان واقامتین ولم یسبح بینهما ثم طلع الفجر فصلی الفجر حین تبین له الصبح اقول انما لم یتهجد رسول صلی اللّٰه علیه وسلم فی لیلة مزدلفة لانه کان لایفعل من الاشیاء المستحبة فی المجامع لئلایتخذها الناس سنة (حجة اللّٰه البالغه ص ٥٩ ج٢ من ابواب الحج قصة حجة الوداع مطبوعه المصریه السنیة.

(صفحہ ہذا) [١] عن ابی هریرة قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول. افضل صلاة بعد المفروضة صلاة اللیل: مسنداحمد ص ٥٣٥ ج٢ مکتبه دارالفکر بیروت. مشکوة المصابیح ص ١١٠ ج١ باب التحریض علی قیام اللیل الفصل الثالث طبع یاسرندیم دیوبند شامی زکریا ص ٤٦٧ ج٢ باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاة اللیل طحطاوی مع المراقی ص ٣٢٢ فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحی واحیاء اللیالی وغیر مطبوعه مصر. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بھی علیٰ سبیل التداعی مکروہ ہے[۱]۔ کما مر فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن غفرلہٗ

باجماعت نمازِ تہجد

سوال: - تہجد کی نفلوں میں ایک حافظ صاحب قرآن شریف بلند آواز سے پڑھتے ہیں ایک مقتدی ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم کو بھی اٹھا دیا کرو تو ہم بھی شریک ہوجائیں گے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

تین مقتدیوں تک تو اجازت ہے اگر اس سے زائد ہوں تو مکروہ ہے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تہجد کی جماعت

سوال: - ہمارے علاقہ کی بعض مساجد میں تہجد کی جماعت ہوتی ہے اور اس میں بھی ایک قرآن مجید ہوتا ہے۔ تو تہجد کی نماز باجماعت پڑھنا ہے یا نہیں؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) ترجمہ: - حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] والجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة......ان هذافیما کان علی سبیل التداعی (مراقی الفلاح مصری مع الطحطاوی ص۳۱۳ مطبوعه مصر. باب الوتر واحکامه. الشامی نعمانیه ص۴۷۶ ج۱، البحرالرائق کوئٹه ص۵۲ ج۲، شامی کراچی ص۴۹ ج۲، باب صلاة التراویح.

[۲] والجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة......ان هذا فیما کان علی سبیل التداعی اما لو اقتدیٰ واحد بواحد أو اثنان بواحد لایکره واذا اقتدیٰ ثلاثة بواحد اختلف فیه وان اقتدیٰ اربعة بواحد کره (مراقی الفلاح ص۳۱۳ مصر الشامی نعمانیه ص۴۷۶ ج۱ شامی کراچی ص۴۹ ج۲، باب صلوٰةالتراویح، تاتارخانیة ص۶۷۰ ج۱ التراویح نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه کراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً!

بعض اکابر تہجد میں بھی بغیر اذان واقامت قرآن پاک سناتے اور سنتے رہے ہیں، مگر اس پر اہتمام نہیں چاہئے، تہجد تنہا تنہا ہی افضل ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۹/ ۸۹ھ

تہجد کی جماعت اور تداعی کا مطلب

سوال:- اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد کی نماز میں پورا قرآن شریف ترتیب سے پڑھے تو تہجد کی نماز باجماعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا جواب لکھا تھا کہ تہجد کی نماز رمضان میں باجماعت پڑھی جاسکتی ہے لیکن تداعی نہیں ہونا چاہئے۔

(۱) تداعی کا مطلب واضح طور پر بیان فرمائیں۔

(۲) اگر نماز میں اس کی جگہ تہجد کی نماز باجماعت ہورہی ہو اور اس میں قرآن شریف ترتیب سے پڑھا جارہا ہو جماعت میں دس یا پندرہ یا اس سے زیادہ آدمی روزانہ بغیر کسی دعوت واعلان کے شریک جماعت ہوجاتے ہیں تو کیسا ہے؟

(۳) جب تہجد کی نماز میں قرآن شریف ختم ہو تو اس ختم شریف میں کچھ علماء کرام کو دعا کرانے کیلئے بلایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کا اعلان کیا جاسکتا ہے یا نہیں کہ آج قرآن شریف ختم ہے سب لوگ دعا میں شریک ہوجائیں، اس طرح اعلان کرنا ختم کے روز کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) ایک امام ہو اس کے پیچھے ایک یا دو مقتدی ہوں تو بلا تکلف درست ہے۔ تین مقتدی

---

[۱] الجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکرورهة (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۱۳، مطبوعه مصر، باب الوتر واحکامه) تاتارخانية ص۶۷ ج۱ التراویح نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه کراچی البحر الرائق ص۳۴۵ باب الإمامة الماجدیه کوئٹه، حلبی ص۴۰۸ فصل فی النوافل، التراویح مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

ہوں تب بھی گنجائش ہے۔اس سے زیادہ مقتدی ہوں تو یہی تداعی ہے[١]۔

(٢) بلادعوت واعلان کے بھی، یہ صورت تداعی کی ہے[٢]۔

(٣) یہ بلانا اور اعلان کرنا بھی ثابت نہیں اس سے پرہیز کیا جائے۔　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

شب برأت میں تہجد کی نماز باجماعت

سوال:- شب برأت میں تہجد کی نماز باجماعت اعلان کرکے پڑھی جاسکتی ہے اس مقصد سے کہ جو بے نمازی ہیں کم ازکم اس بابرکت رات میں شریک ہوکر ثواب کے مستحق ہوجائیں اگر تہجد کی جماعت کی جائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

ایسا کرنا مکروہ وممنوع ہے[٣]، بے نمازیوں کو تبلیغ وتاکید کی جائے کہ وہ نماز کی پابندی کریں، ترکِ فرض کو برداشت کیا جائے اور مکروہ کے ارتکاب کی دعوت دی جائے نہ دانشمندی کی بات ہے

---

[١] اما لو اقتدیٰ واحد بواحد او اثنان بواحد لایکرہ واذا اقتدی ثلاثة بواحد اختلف فیه وان اقتدی اربعة بواحد کرہ اتفاقاً مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصر ص٣١٣، باب الوتر واحکامه، حلبی کبیری ص٤٠٨ فصل فی النوافل نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه لاهور، تاتارخانیة ص٦٧٠ التراویح، نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه کراچی.

[٢] علی سبیل التداعی ای طریق یدعو الناس للاجتماع علیهم　طحطاوی علی المراقی ص٣١٣ مصری علیٰ سبیل التداعی هو أن یدعو بعضهم بعضاً کما فی المغرب وفسره فی الوافی بالکثرة وهو لازم معناه الخ شامی زکریا ص٥٠٠ ج٢ باب الوتر والنوافل مطلب فی کراهة الإقتداء فی النفل علی سبیل التداعی.

[٣] ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروه علی ما تقدم ما عدا التراویح وصلوٰة الکسوف والاستسقاء فعلم ان کُلاً من صلوة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب وصلوة البراء ة لیلة النصف من شعبان وصلوة القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروه حلبی کبیری ص٤٣٢، تتمات من النوافل قبیل فصل فیما یفسد الصلاة مطبوعه لاهور، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نہ شرع کی طرف سے اجازت ہے، اس رات میں عبادت کیلئے جمع ہونا بھی منع ہے۔ کذا فی المراقی الفلاح[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۹۱ھ

بعد عشاء دو رکعت بہ نیت تہجد

سوال:- اگر عشاء کے وقت وتر کے بعد دو رکعت نفل کی نیت وقت عشا کر کے کی جائے تو ٹھیک ہے یا بجائے اس کے تہجد کہنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

وقت عشاء ٹھیک ہے گو ضروری نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بعد وتر دو نفل بہ نیت تہجد

سوال:- کوئی شخص تہجد آخر شب میں پڑھنے کا عادی ہے لیکن عشاء کے وقت وتر کے بعد دو رکعت نفل بھی وہ تہجد کی نیت سے پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

تہجد اصالۃً وہ ہیکہ سو کر اٹھ کر نصف شب گذرنے کے بعد پڑھے[۳]۔ وتر کے بعد دو نفل ہیں

(گذشتہ کا بقیہ) الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۰۱ ج۲ باب الوتر والنوافل قبیل باب ادراک الفریضة. البحر الرائق ص۵۳ ج۲، باب الوتر والنوافل. مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(صفحہ ہذا) [۱] ویکره الاجتماع علی احیاء لیلة من هذه اللیالی المتقدم ذکرها (لیلة النصف من شعبان وغیرها) مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۲۶ فصل فی احیاء اللیالی، مطبوعه مصر.

[۲] (قوله وکفی الخ) ای بأن یقصد الصلاة بلاقید نفل او سنة او عدد (قوله لنفل) هذابالاتفاق (الشامی نعمانیه ص ۲۷۹ ج ۱ بحث النیةباب شروط الصلاة شامی کراچی ص۴۱۷ ج ۱) حلبی کبیری ص۲۴۷-۲۴۸ کتاب الصلوة الشرط السادس النية، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، الدر المنتقیٰ ص۱۲۸ ج ۱ باب شروط الصلوة، دار الکتب العلمية بيروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تہجد نہیں مگر ان دو نفلوں میں تہجد کی نیت کرنے سے بھی نماز خراب نہ ہوگی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قضاء تہجد

سوال:- عشاء کے وقت دو رکعت نفل بجائے تہجد پڑھی اور صبح تہجد کی قضاء بھی پڑھ لی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ دو تو تہجد نہیں جو شخص تہجد نہیں پڑھ سکا وہ زوال سے پہلے بارہ رکعت پڑھ لے انشاء اللہ تہجد کا ثواب پالے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قضا تہجد اور نفل نماز میں جہر

سوال:- اگر تہجد فوت ہوجائے اور دن میں اس کے بجائے کچھ نفلیں پڑھ لے تو آیا

(گذشتہ کابقیہ) [3] وان صلاها بعد مااستيقظ من نومه سميت تهجداً فيض البارى ص٤٠٧ ج٢، وقت نماز تہجد نصف آخر شب تا طلوع صبح صادق است کما قال علیہ السلام افضل الصلوة بعد المفروضة صلوة فى جوف الليل رواه احمد كذا فى المشكوٰة الى قوله ومراد از جوف الليل نصف شب اخيرست وكذا فسره المحدثون (مجموعه فتاویٰ سعديه ص ٧٢) شامى كراچى ص٢٤ باب ج٢ باب الوتر والنوافل مطلب فى صلاة الليل.

(صفحہ ہذا) [1] كفى مطلق نية الصلاة أى بان يقصد الصلاة بلا قيد نفل أو عدد (شامى نعمانيه ص ٢٧٩ ج ١، بحث النية باب شروط الصلاة) شامى كراچى ص٤١٧ ج ١.

[2] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نام عن حزبه او عن شى منه فقرأه مابين صلوة الفجر وصلوة الظهر كتب له كانما قرأه من الليل ابوداؤد شريف ص١٨٦ ج ١، كتاب الصلاة باب من نام عن حزبه مسلم شريف ص ٢٥٦ ج ١ باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم الخ مطبوعه سعد ديوبند.

ترجمہ:- حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے حزب یا اور کسی چیز سے (پڑھے بغیر) سوجائے پھر اس کو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لے ایسا ہے جیسا کہ رات ہی میں پڑھا ہو۔

جماعت بھی نفلوں کیلئے کرسکتا ہے یا نہیں اور جہراً بھی پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

زوال سے پہلے بارہ نفلیں پڑھ لے انشاء اللہ تہجد کی مکافات ہوجائے گی[1]، مثل فرض کے جماعت درست نہیں[2]، دن میں نفلیں جہر سے پڑھنا مکروہ ہے۔ کذا فی الکبیری[3] ۵۷۴۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ جامع العلوم کانپور

تہجد کی رکعات

سوال: -رکعاتِ تہجد کی مختلف روایتیں ہیں، صحیح روایت سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

عامۃً حضرت نبی اکرم ﷺ کی عادتِ مبارکہ آٹھ رکعت تہجد پڑھنے کی تھی مگر یہ تحدید فرض نماز کی طرح نہیں کہ کمی بیشی جائز نہ ہو[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۵ھ

---

[1] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نام عن حزبه او عن شئ منه فقرأه ما بين صلوة الفجر وصلوة الظهر كتب له كانما قرأ ه من الليل، ابو داؤد شريف ص ۱۸۶ ج ۱ كتاب الصلوة باب من نام عن حزبه، مسلم شريف باب صلوة الليل وعدد ركعات النبيؐ الخ مطبوعه سعد ديوبند.

[2] والجماعة فى النفل فى غير التراويح مكروهة (مراقى الفلاح ص ۳۱۳، مطبوعه مصر، باب الوتر واحكامه، الشامى نعمانيه ص ۴۷۶ ج ۱، صلاة التراويح) تاتارخانية ص ۶۷۰ ج ۱ التراويح نوع آخر فى المتفرقات مطبوعه كراچى، بحر ص ۷۰ ج ۲ باب الوتر والنوافل، قبيل باب ادراک الفريضة، مطبوعه ايچ ايم سعيد كراچى.

[3] ويكره له الجهر فى نوافل النهار (كبيرى ص ۵۷۴ مطبوعه مجتبائى) فصل فى مسائل شتى.

[4] واقل ماينبغى ان يتنفل بالليل ثمان ركعات كذا فى الجوهرة (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تہجد اشراق اوابین کی رکعت

سوال:- (۱) حدیث پاک میں اشراق کی دو رکعت پر حج وعمرہ جیسا ثواب اور تمام اعضاء کی طرف سے دو رکعت پر صدقہ ہو جاتا ہے اور دو رکعت کے پڑھنے پر دن بھر کی ضرورتوں کی کفالت، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا ان تمام فضائل کو حاصل کرنے کے لئے الگ الگ دو رکعت پڑھنی پڑے گی یا صرف دو رکعت کافی ہیں۔

(۲) چاشت کی کتنی رکعتیں پڑھنی چاہئیں زیادہ سے زیادہ کتنی اور کم سے کم کتنی نیز تہجد کی کتنی رکعت ہیں تحریر فرماویں۔

(۳) اوابین کی چار رکعت ہیں یا اس سے زیادہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) اگر اشراق میں نیت کرلیں تو یہی دو رکعت ان سب مقاصد کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہوں گی۔ لکل امرإ مانوی۔[۱]

(۲) چاشت کی چار یا آٹھ رکعات ہیں[۲]، تہجد میں کثرت سے آٹھ کا ذکر ہے کم زیادہ میں بھی مضائقہ نہیں ہے۔[۳]

(گذشتہ کا بقیہ) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۲۲ (فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحیٰ واحیاء اللیالی) عالمگیری ص۱۱۲ ج۱ الباب التاسع فی النوافل، مطبوعه کوئٹه. شامی زکریا ص۴۶۸ ج۲ باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوة اللیل.

(صفحہ ہذا) [۱] بخاری شریف ص۲/۱، (باب کیف کان بدؤ الوحی الیٰ رسول الله ﷺ، مطبوعه مکتبه اشرفیه دیوبند)

[۲] (قوله وندب اربع الخ) الی قوله فالافضل عنده صلاتها ثمانی رکعات واماعلی قول من یقول اکثرها اثنتاعشرة رکعة لجواز العمل الضعیف، شامی کراچی ص۲۲ ج۲ مطلب سنة الضحیٰ مطبوعه ایچ ایم سعید، مراقی مع الطحطاوی مصری ۳۲۱ فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحیٰ، بحر کوئٹه ص۵۱ ج۲ باب الوتر والنوافل.

[۳] ومنتهی تهجدهٗ علیه السلام ثمان رکعات واقله رکعتان کذا فی فتح القدیر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) مغرب کے بعد ۶ رنوافل ہیں ۲ ربھی وارد ہیں، ترمذی شریف میں روایت موجود ہے[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰ /۶/ ۸۵ھ

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) ناقلاً عن المبسوط فتاویٰ عالمگیری ص ۱۱۲ ج ۱ (الباب التاسع فی النوافل) مطبوعه المصر، طحطاوی مع المراقی ۳۲۲ فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحی طبع مصر.

(صفحہ ہٰذا) ۱ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ لَمْ یَتَکَلَّمَ فِیْمَا بَیْنَهُنَّ بِسوءٍ عدلن له بعبادة ثنتی عشرة سنة، ترمذی شریف ص۹۸ ج ۱ (باب ماجاء فی فضل التطوع ست رکعات بعدالمغرب) مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند.

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص معرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اور اس دوران کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے تو یہ چھ رکعت بارہ سال عبادت کے برابر درجہ رکھتی ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری ص ۱۱۲ ج۲ (الباب التاسع فی النوافل) مطبوعه بلوچستان. عن ابن عمرؓ قال صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم رکعتین بعدالمغرب فی بیته ترمذی شریف ص۹۸ ج ۱ (باب ماجاء ان یصلیهما فی البیت) مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل هفتم : نفل نماز کی جماعت

نفل کی جماعت

سوال:- رمضان المبارک میں بعدالتراویح صلوٰۃ نافلہ مع الجماعۃ پڑھنا درست ہے یانہیں ہمارے محلّہ کی مسجد میں بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس جماعت کے قیام سے باہم اختلافات بھی ہوگیا ہے مگر جہلاء اپنی ضد پر اڑے ہیں اور ہر شب میں ادا کرتے ہیں آپ دلائل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ جماعت علیٰ سبیل التداعی والاصرار ہے جوکہ مکروہ ہے، **والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوابالتاكيد الوجوب الافى جمعة وعيد فشرط وفى التراويح سنة كفاية وفى وتر رمضان مستحبة علىٰ قول وفى وترغيره وتطوع علىٰ سبيل التداعى مكروهة** اھ درمختار[1] **قوله على سبيل التداعى راجع اليهما والتداعى ان يجتمع اربعة فاكثر علىٰ امام ودون ذلک لايکره اذا صلوافى ناحية من المسجد كذا فى القهستانى ونقله فى البحر عن الصدر الشهيد وظاهراطلاقه الكراهة انهاالتحريمية** اھ طحطاوی[2] ص ۲۴۰ وفی

---

[1] درمختار مع الشامی نعمانیہ ص ۳۷۱ ج ۱، مطبوعہ زکریا، ص ۲۸۷-۲۸۸ ج ۲، مطلب فی شروط الامامة الكبرى، باب الإمامة.

[2] طحطاوی على الدرالمختار ص ۳۷۵ ج ۱، باب الامامة، البحر الرائق ص ۳۴۵ ج ۱ (بقیہ آئندہ پر)

الاشباه من البزازية يكره الاقتداء فی صلوٰة الرغائب وبراءة وقدراھ درمختارقوله وبراءة هی ليلة النصف من شعبان اھ طحطاوی[1] ص ٢٩٧. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نفل نماز باجماعت قضائے عمری کیلئے

سوال:- (١) کیا قضائے عمری اس خیال سے پڑھنا کہ تمام سال کی نمازیں جوفوت شدہ ہیں اسکے پڑھنے سے معاف ہوجاتی ہیں قضائے عمری اس صورت سے پڑھی جاتی ہے، دورکعت نمازنفل باجماعت، یہ نماز شریعت اسلامی میں ثابت ہے یانہیں فقہ کی کونسی کتاب میں لکھی ہوئی ہے اورحدیث کی کسی کتاب میں ہے یانہیں؟

(٢) دورکعت نمازنفل صبح یعنی دورکعت نمازنفل پڑھنا باجماعت اورلوگوں کواس کی ترغیب دینااوراسکا اہتمام کرنا کیسا ہےاور یہ کہنا کہ اس سے حج کا ثواب مل جاتا ہے کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

(١) یہ نماز شرعاً ثابت نہیں نوافل کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔[2] دورکعت اس طور سے پڑھ کر یہ اعتقاد کرنا کہ اس سے عمر بھر کی فوت شدہ نمازیں معاف ہوجاتی ہیں بالکل اصول شرع کے خلاف ہے جوفرض نماز فوت ہوتی ہے اسکی قضا فرض ہے جوواجب نماز فوت ہوتی ہے اسکی قضاواجب ہے جوسنت نمازفوت ہوتی ہواسکی قضابھی سنت ہے،قضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب وجميع اوقات العمر وقت للقضاء

(گذشتہ کابقیہ) باب الإمامة، مطبوعه الماجديه کوئٹہ.

(صفحہٰذا) [1] طحطاوی علی المراقی مصری، ص ٢٧٠ ج ١، باب الوتر والنوافل، بزازيه علی الهنديه ٥٤ ج ٢ الخامس عشر فی الامامة والاقتداء مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[2] الجماعة فی النفل فی غير التراويح مكروهة فيما كان علی سبيل التداعی (مراقی الفلاح ص ٣١٣، ٣١٤، باب الوتر واحكامه، مطبوعه مصر، الشامی نعمانيه ص ٤٧٦ ج ١، باب الوتر والنوافل، مطلب فی كراهة الاقتداء فی النفل علی سبيل التداعی)، البحر الرائق ص ٣٤٥ ج ١ باب الإمامة، مطبوعه الماجديه کوئٹہ.

(درمختار[1] ص٤٨٧ ج١) مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے قضائے عمری کے بطلان میں ایک مستقل رسالہ[2] تصنیف فرمایا ہے۔

(٢) یہ لغو اور باطل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

حضرت مدنیؒ کا نوافل جماعت سے ادا کرنا

سوال:- شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ غالباً نوافل جماعت سے پڑھتے تھے چنانچہ مکتوبات جلد سوم ص٢١٦ پر مکتوب ٨٧ر کے اخیر میں تحریر فرماتے ہیں (تراویح کے بعد) ایک بجے پھر نفلوں میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور پونے تین بجے فارغ ہوکر سحری میں مشغول ہو جاتے ہیں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ شب میں نوافل با جماعت ادا فرماتے تھے اور لوگ مرشد کے پیچھے تبرکاً وتیمناً پڑھتے تھے تو کیا حصول یمن وبرکت کے لیے ایسا کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مجھے اس کی اصل حقیقت معلوم نہیں لیکن حضرت مدنیؒ کی نظر حدیث وفقہ پر پوری تھی اور وہ حتی الوسع سنت پر عمل فرماتے تھے ممکن ہے کہ وہ تنہا نوافل کی نیت کر کے قراءت بالجہر کرتے ہوں یا دو تین کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہوں جس کی فقہاء کے کلام میں اجازت بھی ہے اس صورت میں تداعی نہیں اور یہ صورت مکروہ بھی نہیں، **لو لم ینو الامامة لا کراهة علیٰ الامام فلیحفظ** اھ درمختار **لان الکراهة انما تتحقق فیه بنیته اما اذا نویٰ النفل منفرداً فاقتدیٰ به فلا تلزمه الکراهة بفعل غیره** اھ طحطاوی[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص٤٨٨ ج١، شامی کراچی ص٧٦ ج٢، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادة، البحر الرائق ص٨٠ ج٢ باب قضاء الفوائت مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] ردع الإخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان، مجموعه رسائل لکهنوی ص٣٤٩ ج٢ مطبوعه کراچی. (بقیہ آئندہ)

نوافل میں ختم قرآن باجماعت

سوال:- چند اشخاص کی خواہش تھی کہ نماز نفل میں ایک قرآن شریف ختم کیا جاوے حافظ نے بعد نماز مغرب وعشاء دو چار رکعت میں تھوڑا تھوڑا پڑھ کر قرآن شریف ختم کیا اس دوران میں ایک شخص نے ٹوکا کہ اس طرح درست نہیں۔ نفل نماز باجماعت درست نہیں۔ اس حالت میں فعل مذکور حافظ کا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً ومسلماً!

اگر امام کے علاوہ چار شخص یا زیادہ مقتدی تھے تو یہ فعل مکروہ ہے۔ اگر امام کے علاوہ صرف دو تین آدمی مقتدی تھے تو مکروہ نہیں، فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح[1] قال شمس الائمة الحلوانی ان اقتدیٰ به ثلاثة لایکون تداعیاً فلایکره اتفاقا وان اقتدیٰ به اربعة فالاصح الکراهة اھـ. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/ ج ۲/ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہٗ ۲۰/ ج ۲/ ۵۲ھ صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہٗ

نوافل میں تداعی

سوال:- اگر نفلوں کی جماعت میں شروع میں تین آدمی اور ایک امام ہو اور پھر زیادہ آدمی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [3] طحطاوی علی الدرالختار ص ۲۷۰ ج ۱، هکذا فی الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۴۹ ج ۲، باب صلاة التراویح، البحر الرائق ص ۳۴۵ ج ۱ باب الإمامة مطبوعه کوئٹه، طحطاوی ص ۳۱۳ باب الوتر واحکامه مطبوعه مصری، تاتارخانیة ص ۶۷۰ ج ۱ باب التراویح نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه کراچی.

(صفحہ ہٰذا) [1] طحطاوی علی المراقی ص ۲۳۲، مطبوعه مصر، باب الامامة، تاتاخانیة ص ۶۷۰ ج ۱ باب التراویح نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه کراچی، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۹ ج ۲ باب صلاة التراویح.

آ کر شریک ہوجائیں تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

تین آدمی مقتدی ہوں۔ایک امام ہوتو نفلوں کی جماعت درست ہے جولوگ بعد میں آ کر شریک ہوئے وہ مکروہ کے مرتکب ہوئے۔ان اقتدیٰ بہ ثلاثة لایکون تداعیاً فلایکره اتفاقاً وان اقتدیٰ به اربعة فالاصح الکراهة. (طحطاوی[1] ص۲۶۶) لواقتدیٰ به واحد أواثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوابه قال الرحمتی ینبغی ان تکون الکراهة علیٰ المتاخرین.[2] شامی ص:۶۴۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جماعت نفل علی السبیل التداعی

سوال:-(۱) ہمارے یہاں قصبہ اورنگ آباد میں رمضان کے مبارک مہینہ میں تہجد کی نماز، درود کے ساتھ باجماعت ادا کی جاتی ہےجسمیں تین آدمیوں سے زیادہ کافی آدمی ہوتے ہیں،

(۲) رمضان کے مبارک مہینہ کی طاق راتوں میں تراویح ختم ہونے کے بعد نفل نماز باجماعت ادا کیجاتی ہے اور تین آدمیوں سے بہت زیادہ آدمی ہوتے ہیں تہجد کی نماز کا بھی ان طاق راتوں میں اعلان کیا جاتا ہے جسکی وجہ سے جماعت میں بہت زیادہ لوگ ہوجاتے ہیں۔

(۳) آج اس مسئلہ کو جو کہ بہشتی گوہر میں دیکھا گیا ہے تو احکام جماعت میں لکھا ہے کہ ۲/۳ آدمی مل کر نفل جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور دوام نہ کریں۔اگر دوام کریں تو مکروہ ہے۔

(۴) کیا رمضان کے مبارک مہینہ میں ۳/ سے زیادہ آدمیوں کو نفل نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے؟

---

[1] طحطاوی علی المراقی ص ۲۳۲ مطبوعه مصر باب الامامة، تاتارخانیة ص ۶۷۰ باب التراویح نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه کراچی، البحر الرائق ص ۳۴۵ باب الإمامة مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] الشامی نعمانیه ص ۴۷۶ ج ۱ شامی کراچی ص ۴۹ ج ۲ باب صلاة التراویح

(۵) دوام کے کیا معنیٰ ہیں؟ تشریح کیساتھ سمجھائیں تا کہ دوام کے معنی معلوم ہو جائیں،

(۶) قصبہ اورنگ آباد کے ایک امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں نوافل کا درجہ فرض جیسا ہو جاتا ہے، اسلئے کافی آدمی مل کر تہجد کی جماعت ونفل کی جماعت کر سکتے ہیں۔

(۷) ان تمام مسئلوں کو اطمینان بخش امام اعظمؒ کے مسلک کے مطابق حل کر دیجئے تا کہ عوام کو تفصیلی معلومات ہو جائے اور فتویٰ پر عمل کیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلياً!

(۱) ایسا کرنا مکروہ ہے۔[۱] (۲) یہ بھی مکروہ ہے۔[۲] (۳) کتب فقہ درمختار وغیرہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔[۳] (۴) مکروہ ہے۔[۴] (۵) دوام کے معنیٰ ہمیشہ کے ہیں یعنی اتفاقیہ ایک دو دفعہ نہیں بلکہ ہمیشہ کیا جائے خواہ ایک ماہ تک ہمیشہ ہو۔

(۶) وہ کس دلیل کی بناء پر ایسا کہتے ہیں؟ کیا فقہ کی کسی کتاب میں ایسا لکھا ہے؟ کیا بعد مغرب وبعد عشاء کی سنت بھی جماعت سے پڑھیں گے؟

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ والجماعة فى النفل فى غير التراويح مكروهة فالاحتياط تركها فى الوتر خارج رمضان وعن شمس الائمة ان هذا فيما كان على سبيل التداعى امالو اقتدىٰ واحد بواحد أواثنان بواحدٍ لايكره وان اقتدىٰ ثلاثة بواحد اختلف فيه وان اقتدىٰ أربعة بواحد كره اتفاقاًاھ كذا فى مراقى الفلاح على الطحطاوى[۵] ص۲۳۲، فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] والجماعة فى النفل فى غير التراويح مكروهة طحطاوى علىٰ (مراقى الفلاح ص۳۱۳ ج۱، مطبوعه مصر، باب الوتر واحكامه)

[۲] كراهة الجماعة فى النفل ......اذا كان على سبيل التداعى اى طريق يدعو الناس للاجتماع عليهم (طحطاوى على المراقى الفلاح ص۳۱۳، مطبوعه مصر)

[۳] اما لو اقتدى واحد بواحد او اثنان بواحد لايكره الخ. (مراقى الفلاح ص۳۱۳، باب الوتر واحكامه، مطبوعه مصرى، الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص ۳۷۱ ج ۱، باب الامامة) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نوافل کی جماعت رمضان میں

سوال:- تہجد کی جماعت رمضان میں کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ جب کہ شامی جلد ۱ مصری ص ۵۲۷ کے اندر بعض عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ مکروہ و بدعت ہے اور بعض عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ صرف رمضان المبارک کی اجازت ہے، مثلاً **فی البدائع من قولہٖ ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة الافی قیام رمضان.** اور تہجد بھی نوافل میں شمار ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ کی نفل میں شریک رہے ہیں، یعنی کان پکڑ کر داہنی طرف لانے والی روایات، تو ان سب عبارتوں سے اور بزرگانِ دین کے بعض افعال سے اجازت سمجھ میں آتی ہے۔ اگر جماعت کرے تو اس اقدام کو روکا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اوابین کی جماعت رمضان میں کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اگر تنہا بآوازِ بلند پڑھے اور لوگ شریک ہو گئے، پھر دو رکعت کے بعد کسی حافظ کو بڑھا دیا جائے کہ زیادہ قرآن پڑھا جائے تو کوئی مضائقہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حنفیہ کا مذہب مختار یہ ہے کہ نوافل کی جماعت علیٰ سبیل التداعی مکروہ ہے رمضان ہو یا غیر رمضان، حکم عام ہے۔ ایک دو مقتدی ہوں تو تداعی نہیں تین میں اختلاف ہے چار ہوں تو تداعی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک ہی مقتدی تھے۔ بدائع کی جو عبارت شامی سے آپ نے نقل کی ہے۔ اس کے بعد علامہ شامیؒ نے لکھا ہے، **نعم ان کان مع المواظبة کان بدعة فیکره**[۱] اھ نیز نوافل اور وتر دونوں کو بجماعت ادا کرنے کا مسئلہ ایک ہی ساتھ بیان کیا ہے،

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [۴] قد مرَّ. [۵] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۱۳ مطبوعه مصر، باب الوتر واحکامه، البحر الرائق ص ۳۴۵ ج ۱ باب الإمامة مطبوعه الماجدیه کوئٹه، تاتارخانیة ص ۶۷۰ ج ۱ التراویح نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه کراچی.

(صفحہ ہٰذا) [۱] اما اقتدأ واحد بواحد او اثنین بواحد فلایکره وثلاثة بواحد فیه خلاف (الشامی نعمانیه ص ۴۷۶ ج ۱، باب صلوٰة التراویح، مطلب فی کراهة الاقتداء فی النفل) طحطاوی ۳۱۳، مطبوعه مصر.

ای یکرہ ذٰلک علیٰ سبیل التداعی بان یقتدیٰ اربعة بواحدٍ اھ درمختار . اما اقتدأ واحد بواحد او اثنین بواحد فلایکرہ وثلاثة بواحدٍ فیه خلاف (بحر[1]) بعض اکابر اپنی تحقیق کی بناپر رمضان المبارک میں تراویح کے علاوہ نوافل میں بھی تمام رات قرآن کریم پڑھتے اورسناتے تھے۔ مگر یہ اصل مذہب امام ابوحنیفہؒ کا نہیں ہے ان کے تبحر وتدین کی وجہ سے ان پر اعتراض نہیں کیا جاتا ہے اور نہ ان کے اتباع میں اصل مذہب سے عدول کیا جاتا ہے۔

(٢) اس کا جواب بھی (١) سے واضح ہے یعنی علیٰ سبیل التداعی نہیں چاہئے یہ مکروہ ہے۔ تداعی کی تفصیل بھی آ گئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الشامی نعمانیه ص ٤٧٦ ج ١ ، شامی کراچی ص ٤٩ ج ٢ ، باب صلوٰة التراویح ، البحر الرائق ص ٣٤٥ ج ١ باب الإمامة مطبوعه کوئٹه ، حلبی کبیری ص ٤٠٨ فصل فی النوافل ، التراویح ، مطبوعه لاهور.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل ہشتم :

صلوۃ التسبیح وصلوۃ الرغائب واستخارہ

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

سوال:- صلوٰۃ التسبیح میں ہر رکعت میں قرأت سے فراغت پر تیسرا کلمہ پندرہ مرتبہ اور دوسری جگہ پر دس دس مرتبہ پڑھا جاتا ہے اور اس کے علاوہ دوسری صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اگر پہلی رکعت میں ۲۵ رمرتبہ پڑھ لیا جائے تو پھر سجدۂ ثانیہ کے بعد تاخیر القیام کی ضرورت نہیں، ایک بات تو یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ ۲۵ رمرتبہ کس طریقہ سے پڑھی جائے قرأت سے فراغت پر یا ثناء کے بعد؟ اس کی صورت بیان فرمادی جاوے، دوسری بات یہ ہے کہ ۲۵ رمرتبہ پڑھنا ہر رکعت میں ہوگا یا صرف پہلی رکعت میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ثناء کے بعد ۱۵ ردفعہ پھر قرأت کے بعد رکوع سے پہلے ۱۰ ردفعہ، ۲۵ عدد ہوگیا پھر دوسری تیسری چوتھی رکعت میں قرأت الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ قرأت سورت کے بعد ۱۰ ارمرتبہ یہ طریقہ

بھی ثابت ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

سوال:-صلوۃ التسبیح کا مفصل طریقہ کیا ہے تسبیحات کے اعداد اور مکمل طریقہ اور تسبیحات کس کس مقام پر کتنی کتنی پڑھنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

چار رکعت کی نیت باندھ کر اول **سبحانک اللّٰھم** پڑھے پھر پندرہ دفعہ (**سبحان الله والحمد الله ولا اله الا الله والله اکبر**) پھر الحمد اور سورۃ پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح پھر رکوع میں **سبحان ربی العظیم** پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح پھر قومہ میں **سمع الله لمن حمده** کہہ کر **ربنا لک الحمد** کہکر دس مرتبہ تسبیح پھر سجدہ میں **سبحان ربی الاعلیٰ** کہہ کر دس مرتبہ تسبیح پھر جلسہ میں دس مرتبہ تسبیح پھر سجدہ ثانیہ میں دس مرتبہ تسبیح یہ ایک رکعت میں پچھتر دفعہ تسبیح ہوگئی پھر دوسری رکعت میں **الحمد** سے پہلے پندرہ دفعہ اور اسی ترتیب کے ساتھ چاروں رکعات پڑھی جائیں[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فبعدالثناء خمسة عشرثم بعد القراة وفی رکوعه والرفع منه وکل من السجدتین وفی الجلسة بینهما عشراً بعد تسبیح الرکوع والسجود الخ. (الشامی نعمانیه ص ۴۶۱ ج ۱، شامی کراچی ص ۲۷ ج ۲، باب صلاة التسبیح،مطلب فی صلاة التسبیح کبیری ص ۴۳۱ فصل فی تتماة من النوافل، مطبوعه لاهور الهندیه ص ۱۱۲ ج ۱ مطبوعه کوئٹه.

[2] ابو وهب قال سألت عبد الله بن المبارک عن الصلوٰة التی یسج فیها قال یکبر ثم یقول سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اله غیرک (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صلوٰۃ التسبیح جماعت کے ساتھ

سوال:- (۱)صلوٰۃ التسبیح جماعت کیساتھ پڑھنا درست ہے یانہیں؟ جب کہ پڑھانے والے کا مقصد صرف مقتدیوں کا اصرار بغرض تعلیم وترکیب ہو؟

(۲)اگرشقِ ثانی مراد ہے تو امام اور مقتدیوں میں کس حد تک گناہ کے مرتکب ہیں؟

(۳)امام اور مقتدی کی صلوٰۃ التسبیح ہوگئی یانہیں؟ جب کہ درمختار کی عبارت السنۃ نافلۃ موجود ہے۔اگرشقِ اولیٰ مراد ہوتو ثواب میں کچھ کمی ہوجائے گی یا ثواب برابر ملے گا؟

(۴)نماز تسبیح جماعت کیساتھ پڑھنے والوں کو بدعتی کہنا کیسا ہے؟ جبکہ وہ موحد ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱)صلوٰۃ التسبیح جماعت کے ساتھ منقول ومشروع نہیں[1]۔

(۲) التزام کے ساتھ ہوتو مکروہ ہے[2]۔

(گذشتہ کابقیہ) ثم یقول خمس عشر مرۃ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، ثم یتعوذ ویقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم وفاتحۃ اللکتاب وسورۃ ثم یقول عشرمرات سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الا اللہ واللہ اکبرثم یرکع فیقولھا عشرا ثم یرفع راسہ فیقولھا عشرا ثم یسجد فیقولھا عشراً ثم یرفع رأسہ ویقولھا عشراً ثم یسجد الثانیۃ فیقولھا عشراً یصلی اربع رکعات علی ھذا فذلک خمس وسبعون تسبیحۃ فی کل رکعۃ یبدأ فی کل رکعۃ بخمس عشرۃ تسبیحۃ ثم یقرأ ثم یسبح عشراً.ترمذی شریف ص ۱۰۹ ج ۱ باب ماجاء فی صلوٰۃ التسبیح، شامی کراچی ص۲۷ ج۲ باب صلاۃ التسبیح، کبیری ص ۴۳۱، فصل فی تتماۃٍ من النوافل، مطبوعہ لاھور.

(صفحہ ہٰذا) [1] صلوٰۃ التسبیح نفل ہے اور نفل کی جماعت مکروہ ہے۔والجماعۃ فی النفل فی غیر التراویح مکروھۃ (طحطاوی علی المراقی ص۳۱۳، مطبوعہ مصر، باب الوتر واحکامہ) البحر الرائق ص۳۴۵ ج ۱ باب الإمامۃ مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، شامی نعمانیہ ص۴۷۶ ج ۱ باب الوتر والنوافل مطلب فی کراھۃ الاقتداء فی النفل الخ.

[2] الاصرار علی المندوب یبلغہ الی حدالکراھۃ، سعایہ ص ۲۶۵ ج ۲، باب صفۃ الصلوٰۃ. مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، سباحۃ الفکر ص ۴۷ مطبوعہ احمدی لکھنؤ.

(٣) کراہت کے ساتھ ہوگی۔

(٤) اگر وہ اس کی جماعت کو ثواب سمجھ کر کریں تو یہ بدعت بھی ہے اور مکروہ بھی ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

صلوٰۃ التسبیح میں عورتوں کی جماعت

سوال:- ہمارے گاؤں میں عورتیں صلوٰۃ التسبیح کی جماعت کرتی ہیں اور جماعت کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ان کا امام پیڑھا بچھا کر پیچھے بیٹھ جاتا ہے اور اگر بچہ روتا ہے تو اس کو چپکا کر دیا جاتا ہے اور کتا ہوتا ہے تو اس کو بھی دفع کر دیا جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

عورتوں کی جماعت فرض نماز میں مکروہ ہے[2] اور صلوٰۃ التسبیح تو نفل ہے اسکی جماعت مردوں کیلئے بھی مکروہ ہے[3] عورتوں کیلئے اس کی کراہت میں زیادہ شدت ہوگی، اگر وہی نماز پڑھاتی ہے جو پیڑھا بچھا کے پیچھے بیٹھتی اور کتے وغیرہ کو دفع کرتی ہے تو بالکل نماز نہیں ہوتی اور یہ حقیقۃً نماز ہی

---

[1] من قال انه بدعة اراد به ان ایقاعه علی وجه مخصوص والتزام ملتزم لم یعهد فی الشرع (سباحة الفکر ص٧٦)

[2] ویکره تحریماً جماعة النساء ولو فی التراویح افاد ان الکراهة فی کل ماتشرع فیه جماعة الرجال فرضا اونفلاً (درمختار مع الشامی نعمانیه ص ٣٨٠ ج ١) شامیکراچی ص ٥٦٥ ج ١، باب الامامة.تاتارخانیة ص٢٠٨ واما بیان من یصلح اماما لغیره الخ مطبوعه کراچی، مجمع الانهر ص ١٦٤ ج ١ فصل فی الجماعة سکب الانهر ص ١٦٤ ج ١ فصل فی الجماعة، دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] والجماعة فی النفل فی غیرالتراویح مکروهة. (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ٣١٣، مطبوعه مصر، باب الوتر واحکامه) تاتارخانیة ص ٢٧٠ ج ١ التراویح، نوع آخر فی المتفرقات، مطبوعه کراچی، شامی کراچی ص ٤٩ ج ٢ باب صلاة التراویح.

نہیں بلکہ جہالت کی پوٹ ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/ ۸۵ھ

صلوٰۃ الرغائب

سوال:- صوبہ گجرات کے بعض اضلاع میں مسلمانان کرام شب برأت میں خصوصاً بعد عشاء دو رکعت نماز نفل جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور یہ عمل بالالتزام ہر سال ان کی جانب سے انجام پذیر ہوتا ہے کیا ایسی نماز نفل کی جماعت کا ثبوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس جماعت کا کوئی ثبوت نہیں نہ حدیث میں نہ فقہ حنفی میں بلکہ حنفیہ کی معتبر کتب میں اس کو مکروہ لکھا ہے ومن المندوبات احیاء لیلة العیدین والنصف من شعبان والعشر الاخیر من رمضان والاول من ذی الحجة ویکون بکل عبادة تعم اللیل او اکثرہ اھ درمختار[۲] ویکرہ الاجتماع علیٰ احیاء لیلة من هٰذہٖ اللیالی فی المساجد قال فی الحاوی القدسی ولایصلی تطوع بجماعة وماروی من الصلوٰت فی الاوقات الشریفة تصلی فرادیٰ ومن هٰهنا یعلم کراهیة الاجتماع علیٰ صلوٰة الرغائب التی تفعل فی رجب اول لیلة جمعة منه وانها بدعة ومایحتاله اهل الروم من نذرها لتخرج عن النفل والکراهة فباطل اھ بحر[۳] عن المحلی طحطاوی[۴] ص ۲۸۸. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

۱ وإنما ارشد الی التوسط لأنه اقل کراهة من التقدم لکن لا بد أن یتقدم عقبها عن عقب من خلفها لیصح الإقتداء حتی لو تأخر لم یصح الخ مجمع الانهر ص ۱۶۴ ج ۱ فصل فی الجماعة دار الکتب العلمیة بیروت.

۲ الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص ۴۵۹ تا ۴۶۰ ج ۱ مطلب فی صلاة اللیل باب الوتر والنوافل شامی کراچی ص ۲۵ ج ۲ (حاشیہ ۳ و ۴ اگلے صفحہ پر)

صلوٰۃ الحاجت وغیرہ بعد مغرب

سوال:- کیا صلوٰۃ حاجت، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء بھی بعد المغرب بلا کراہت جائز ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بلاکراہت اجازت ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/ ۸۹ھ

صلوٰۃ الحاجت میں استغفار

سوال:- کیا صلوٰۃ حاجت میں بھی نوافل کی طرح حاجت کے ساتھ استغفار وغیرہ کی نیت جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جائز ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/ ۸۹ھ

(**صفحہ گذشتہ کا حاشیہ**) [۳] بحر کوئٹہ ص ۵۲ ج ۲ باب الوتر والنوافل

[۴] طحطاوی علی المراقی ص ۳۲۶، فصل فی تحیۃ المسجد وصلوۃ الضحی واحیاء اللیالی، مطبوعہ مصر حلبی کبیر ص ۴۳۲ تتمات من النوافل، طبع لاہور.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] ثلاث ساعات لاتجوز فیھا المکتوبۃ ولاصلاۃ الجنازہ ولاسجدۃ التلاوۃ اذا اطلعت الشمس حتی ترتفع وعند الانتصاف الی ان تزول وعند احمرارھا الیٰ ان تغیب الخ. عالمگیری کوئٹہ ص ۵۲ ج ۱ الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لاتجوز فیھا المکتوبۃ، وتکرہ فیھا البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۴۹ ج ۱ کتاب الصلوۃ، مجمع الانہر ص ۱۰۰ ج ۱ کتاب الصلوۃ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت.

[۲] **تنبیہ:-** صلوٰۃ حاجت چونکہ اپنی ضرورت اور حاجت کو حاصل کرنے کیلئے مشروع کی گئی ہے اور انسان کو اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے سے بڑھ کر کیا حاجت ہوسکتی ہے لہٰذا اس میں استغفار کرنا جائز ہے۔ ثم لیقل لاالہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین اسئلت موجبات رحمتک (بقیہ آئندہ)

مسائل کیلئے استخارہ

سوال:- کسی بدعتی سے کہا جائے کہ میلاد کرنا بدعت ہے، تمہارا جی چاہے نماز استخارہ پڑھ لو جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مسائل کے جائز وناجائز ہونے کا دارومدار دلائل شرعیہ پر ہے، استخارہ پر نہیں، استخارہ ایسی چیز دیکھنے کیلئے نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

امام کے مصلیٰ پر کسی کا نماز پڑھنا

سوال:- کبھی جب کوئی دوسرا شخص امامت کرتا ہے فرض پڑھ کر مصلیٰ چھوڑ دیتا ہے، تو امام کے مصلیٰ پر سنت وغیرہ پڑھنے میں کیسا ہے؟

(گذشتہ کا بقیہ) وعزائم مغفرتک والغنیمة من کل بر والسلامة من کل اثم لاتدع لی ذنباً الاغفرته ولاهما الافرجته الخ. (حلبی کبیر ص ۴۳۲، تتمات من النوافل) طبع لاهور، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۲۴ فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحی واحیاء اللیالی وغیرها طبع مصر الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۴۷۲ ج ۲ باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاة الحاجة.

(صفحہ ہٰذا) [1] اعلم ان محل ندب الاستخارة انما هو فی الامور التی لا یدری العبد وجه الصواب فیها اما ما هو معروف خیره او شره کالعبادات وصنائع المعروف والمعاصی والمنکرات فلا حاجة الی الاستخارة فیها، طحطاوی مع المراقی ص ۳۲۳ فصل تحیة المسجد وصلاة الضحیٰ واحیاء اللیالی وغیرها، مطبوعه مصر، معارف السنن شرح سنن الترمذی ص ۲۷۸ ج ۵ باب ما جاء فی صلاة الاستخارة مطبوعه مکتبۂ اشرفیه دیوبند، عمدة القاری شرح صحیح البخاری ص ۲۲۴ ج ۴ الجزء السابع باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی مطبوعه دار الفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً!

جماعت کے بعد جب امام نے مصلیٰ چھوڑ دیا اور کوئی دوسرا شخص وہاں سنت پڑھنا چاہے تو اجازت ہے، اگر امام کو ناگوار گذرے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۲] کما یستفاد من هٰذه العبارة: ولا یقعد فی بیته علی تکرمته کسجادته او سریره الا باذنه، مرقاة شرح مشکوة ص ۹۰ ج۲ باب الامامة، الفصل الاول، مطبوعه معارف السنن ص ۳۲۹ ج۲ باب الاحق بالامامة، مطبوعه المکتبة النوریة دیوبند، شرح الطیبی ص ۵۸ ج۳ باب المامة، مطبوعه زکریا دیوبند.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دہم

تراویح کا بیان

فصل اول : تراویح کی نماز

تراویح کی بنیاد کس نے ڈالی؟

سوال:- تراویح کی بنیاد کس نے ڈالی؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تراویح پڑھی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیاد ڈالی ہے، اور پڑھی ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

[1] عن زيد بن ثابتؓ ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم اتخذ حجرة فی المسجد من حصير فصلی فيها ليالی حتی اجتمع عليه ناس ثم فقدوا صوته ليلة وظنوا انه قدنام فجعل بعضهم يتنحنح ليخرج اليهم قال مازال بكم الذی رأيت من صنيعكم حتی خشيت ان يكتب عليكم ولو كتب عليكم ماقمتم به. مشكوٰة شريف ص ۱۱۴ / باب قيام شهر رمضان الفصل الاول مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ:- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بوریا کا ایک حجرہ بنایا کئی راتوں تک اس میں نماز پڑھی یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہوگئے، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

سوال:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعت تراویح پڑھی ہے، بیس رکعت تراویح پڑھنے کی صحیح حدیث تحریر کریں۔

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح پڑھی ہے؟ میں یہ نہیں معلوم کر رہا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کتنی رکعت تراویح پڑھی گئی بلکہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے کتنی رکعت تراویح پڑھی ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتنی رکعت پڑھنے کا حکم دیا، حدیث صحیح تحریر کریں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم ﷺ سے بھی بیس رکعت تراویح کا ثبوت ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے: **احادیث العشرين ركعة. روى ابن ابی شيبة فی مصنفه والطبرانی فی معجمه وعنه البيهقی من حديث ابراهيم بن عثمان ابی شيبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله عليه وسلم كان يصلی فی رمضان عشرين ركعة سوی الوتر، انتهى.** (نصب[۱] الراية ص ۱۵۳/ ج ۲/)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تراویح کی بیس رکعت پڑھی جاتی تھی، چنانچہ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: **كَانَ النَاس يقومون فی زمن عمر بن الخطاب**

(گذشتہ کا بقیہ) پھر ایک رات انہوں نے آپ کی آواز کم پائی، انہوں نے خیال کیا کہ آپ سو گئے ہیں، پھر ان مین سے بعض کھنکارنے لگے تا کہ آپ ان کی طرف نکلیں آپ نے فرمایا میں نے وہ چیز جو تمہارے ساتھ رہی ہے دیکھی ہے، یہاں تک کہ میں ڈرا کہ تم پر فرض نہ کر دی جائے، اور اگر تم پر فرض ہو جاتی تو تم اسکو پڑھ نہ سکتے۔ وقال اهل السنة والجماعة انهاسنة رسول الله صلی الله عليه وسلم فعلهاثلاث ليال الخ تاتارخانيه ص ۶۵۳/ ج ۱/ الفصل الثالث عشرفی التراويح، مطبوعه كراچی.

(صفحہ ہٰذا) [۱] نصب الراية ص ۱۵۳/ ج ۲/ فصل فی قيام شهر رمضان مطبوعه المجلس العلمی گجرات.

رضی اللّٰہ عنہ رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ (ص ۴۰/ ج ۲/)[1] اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہی تھا، چنانچہ مؤطا امام مالک ہی میں ہے: عن عبد الرحمن بن عبد القاری انہ قال خرجتُ مع عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل ویصلی بصلوٰتہ الرھط. فقال عمر رضی اللّٰہ عنہ واللّٰہ انی لأ رانی لو جمعت ھؤلاء علٰی قارئ واحد لکان امثل فجمعھم علٰی ابی بن کعبؓ (مؤطا[2] امام مالک ص ۴۰/)

ان عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ جمع الناس فی رمضان علٰی ابی بن کعبؓ وعلٰی تمیم الدَّاریؓ الخ (عمدۃ القاری[3] ص ۳۵۵/ ج ۵/) رہا خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت پڑھنے کا ثبوت تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے، جنکے متعلق قرآن میں آتا ہے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ[4] الخ.

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۵/۸/۸۸ھ

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

سوال: - کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت تمیم دارمیؓ کو رمضان شریف میں تراویح آٹھ رکعت بھی پڑھنے کا حکم دیا تھا، یا صرف دو رکعت ہی پڑھنے کا؟

---

[1] مؤطا امام مالک ص ۴۰/ ما جاء فی قیام رمضان. مطبوعہ اشرفی دیوبند

[2] مؤطا امام مالک ص ۴۰/ ما جاء فی قیام رمضان مطبوعہ اشرفی دیوبند

[3] عمدۃ القاری ص ۱۲۷/۶/ الجزء الحادی عشر کتاب التراویح باب فضل من قام رمضان. مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[4] سورہ بقرہ آیت نمبر ۴۴/.

ترجمہ: - کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو اور اپنی خبر نہیں لیتے۔ (از بیان القرآن)

الجواب حامداًومصلیاً

وللجمهور مارواه البيهقي باسناد صحيح عن السائب بن يزيد قال كانوايقومون على عهد عمرؓ عشرين ركعة وعلى عهد عثمانؓ وعليؓ مثله[۱] وفى الموطاء عن يزيد ابن رومان قال كان الناس فى عهد عمرؓ يقومون فى رمضان بثلث وعشرين ركعة[۲] وفى المغنى عن عليؓ انه امررجلاً ان يصلى بهم فى رمضان بعشرين ركعة قال وهذا كالاجماع[۳] قال البيهقى والثلث فى حديث ابن رومان صلى الوتر، كبيرى[۴] ص ۳۸۸/ ان روایات سے بیس رکعات ثابت ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا بیس رکعات تراویح حدیث مرفوع سے ثابت ہے؟

سوال:- بیس رکعات تراویح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً ثابت ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

کیا کسی صحیح حدیث میں تراویح کا لفظ آیا ہے نیز مرفوع حدیث کی تعریف کیا ہے جو بات لکھیں سرورِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمان سے لکھیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند // // //

---

[۱] سنن كبيرى للبيهقى ج۴/ص۴۹۶/باب ما روى فى عدد ركعات القيام فى شهر رمضان، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] مؤطاامام مالك ص۴۰/ماجاء فى قيام رمضان ،طبع زكريا ديوبند.

[۳] المغنى لابن قدامه ج ۱/ص۴۵۶/حكم صلاة التراويح وعددها رقم الفصل ص۱۰۹۵/طبع دار الفكر بيروت.

[۴] حلبى كبير، ص۴۰۶/فصل فى النوافل تراويح ،طبع سهيل اكيڈمى لاهور۔

دو دو رکعت تراویح پڑھنا سنت ہے

سوال:- جہاں تراویح الم ترکیف سے پڑھی جاتی ہوں، وہاں لوگ چار چار رکعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دو دو رکعت پڑھنا سنت ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

آٹھ رکعات تراویح پڑھنا

سوال:- بہت سے حنفی المذہب لوگوں نے اہل حدیث کا اتنا اثر قبول کیا کہ آٹھ رکعتیں تراویح کی پڑھنے لگے، اگر یہ احتمال ہو کہ منع کرنے کی صورت میں وہ آٹھ رکعتیں بھی چھوڑ دیں گے تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حنفیہ کے نزدیک بیس رکعت سنت ہیں،[۲] آٹھ پڑھنے سے یہ سنت ادا نہیں ہوگی، جن

---

[۳] وهی عشرون رکعة بعشر تسلیمات) کما هو المتوارث یسلم علی رأس کل رکعتین فاذا وصلها وجلس علی کل شفع فالاصح انه ان تعمد ذلک کره وصحت مقابله ما فی منیة المصلیٰ، من عدم الکراهه لانه اکمل لزیادة المشقة ورد بأن الکمال لا یحصل بمجرد المشقة مالم یکن فیه اتباع السنة. (طحطاوی مع المراقی ص ۲۲۵/) مطبوعه دمشق مطبوعه مصر ص ۳۳۶، فصل فی صلاة التراویح، المحیط البرهانی ص ۲۵۰/ج ۲/الفصل الثالث عشر، فی التراویح والوتر، النوع الاول فی بیان صفتها الخ مطبوعه ڈابھیل، عالمگیری ص۱۱۵/ج۱/الباب التاسع فی النوافل فصل فی التراویح مطبوعه کوئٹه.

[۲] وهی عشرون رکعة هو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقاً وغرباً الخ. تنویر الابصار مع الشامی نعمانیه ص ۴۷۴/ ج ۱/ شامی زکریا ص ۴۹۵/ ج ۲/ مبحث صلاة التراویح، (بقیہ آئندہ)

لوگوں کی طبیعت میں ضد ہوان کو کچھ نہ کہا جائے، دعاءِ خیر کی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہر ترویحہ ایک نماز ہے، یا مجموعۂ تراویح ایک نماز ہے

سوال:- بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے، اسلئے تراویح میں بھی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگ سکتے ہیں اوراسی طرح وتر کے بعد بھی اجتماعی دعا ہوسکتی ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

ہر نماز کے بعد دعا مانگنا درست ہے، مجموعہ تراویح بمنزلہ ایک نماز کے ہے، اسلئے اس کے ختم پر دعاء مانگتے ہیں، ہر چار رکعت پر بھی اختیار ہے کہ ذکر، دعاء، درود، تلاوت جو چاہیں کریں[1] اجتماعی دعا کا اہتمام ثابت نہیں، اس سے احتیاط کریں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جس کو قرآن یاد نہ ہو اس کی تراویح میں امامت

سوال:- ایک حافظ صاحب گاؤں میں قرآن شریف سنارہے تھے ایک رکعت میں کم از

(گذشتہ کابقیہ) المحیط البرهانی ص ۲۴۹/ ج ۲/الفصل الثالث عشرفی التراویح والوتر،النوع الاول فی بیان صفتها الخ ،مطبوعه ڈابهیل ،تاتارخانیه ص ۶۵۴/ج ۱/الفصل الثالث عشرفی التراویح ،مطبوعه کراچی،البحرالرائق ص ۶۶/ج ۲/با ب الوترو النوافل مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(صفحہ ہذا) [1] وهم مخیرون فی الجلوس بین التسبیح والقرأة والصلٰوة فرادی والسکوت مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۲۶/ دمشق مطبوعه مصر ص ۳۳۷/ فصل فی صلاة التراویح الشامی نعمانیه ص ۴۷۴/ ج ۱/ مطبوعه زکریا ص ۴۹۶/ ج ۲/ مبحث صلاة التراویح،المحیط البرهانی ص ۲۵۰/ج ۲/الفصل الثالث عشر،فی التراویح والوتر،النوع الاول الخ مطبوعه ڈابهیل.

[2] ملاحظہ ہو فتاوی رحیمیہ ص ۳۵۲/ ج ۱/۔

کم پانچ دفعہ غلطی کرتے تھے، کچھ لوگوں نے دوسرے حافظ صاحب کا تعین کردیا آیا ان کا یہ فعل صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کو قرآن یاد نہیں ہے اس کو تراویح کے لئے امام نہ بنایا جاوے جس کو یاد ہے اس کو امام بنایا جاوے اتفاقاً کہیں غلطی ہوجائے تو مضائقہ نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تراویح میں نابالغ کی امامت

سوال:-ایک لڑکا حافظ قرآن ہے، اس کی عمر اس سال شعبان المعظم ختم ہونے پر چودہ سال نو ماہ ہوگی، بظاہر کوئی علامت بلوغ کی نہیں پائی جاتی تو وہ اس سال رمضان میں تراویح سنا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اسکو رمضان المبارک آنے سے پہلے احتلام شروع ہوجائے تو اس کو امام بنا کر تراویح اس کے پیچھے پڑھنا درست ہوگا ورنہ نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۴/۸۹ھ

---

[1] ولکن یقدموا، الدرستخوان الخ کبیری ص:۴۰۷، باب التراویح مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، تاتارخانیہ ص ۶۶۰/ج ۱/الفصل الثالث عشر التراویح مطبوعہ کراچی، عالمگیری ص ۱۱۶/ج ۱/ الباب التاسع فی النوافل الخ، فصل فی التراویح، مطبوعہ کوئٹہ.

[2] ولا یصح اقتداء الرجل بامرأۃ وصبی مطلقاً ولوفی جنازۃ ونفل علی الاصح. (درمختار نعمانیہ ص ۳۸۸/ ج ۱/ مطبوعہ زکریا ص ۳۲۱/ ج ۱/ باب الامامۃ، مطلب الواجب کفایۃ ھل یسقط بفعل الصبی وحدہ) المحیط البرھانی ص ۱۷۹/ج ۲/الفصل السادس، احکام الامامۃ والاقتداء، مطبوعہ ڈابھیل، تاتارخانیہ ص ۶۶۸/ج ۱/التراویح، نوع آخر فی امامۃ الصبی فی التراویح، مطبوعہ کراچی.

نابالغ کی امامت تراویح میں

سوال:- زید کےلڑکے کی عمر۱۳؍سال ہے حافظ قرآن ہے تراویح میں قرآن پاک سنانا چاہتا ہے نہ سنانے کی حالت میں قرآن پاک بھول جانے کا اندیشہ ہے، اسکی امامت فرض و تراویح میں درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ لڑکا بالغ ہے تب تو اس کے پیچھے فرض اور تراویح سب نمازیں صحیح ہیں، اگر وہ نابالغ ہے، تو اس کے پیچھے نہ فرض نماز صحیح ہے، نہ تراویح، فرض اور تراویح سب کی امامت کیلئے مفتی بہ قول پر بلوغ شرط ہے اور اس بارہ میں خود لڑکے کا قول معتبر ہوگا، قرآن شریف بھول جانے کے خوف سے نابالغ کا تراویح پڑھانا درست نہیں، البتہ اگر اس کے سب مقتدی بھی نابالغ ہوں تو امامت درست ہوگی: **ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازة ونفل علی الاصح درمختار قال الشامی[1](ج ١ / ص ٦٠٤ /) والمختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها (کذا فی الهندیة[2] ج ١ / ص ٨٤ /) وفیه امامة الصبی المراهق لصبیان مثله یجوز کذا فی الخلاصة[3] وادنی المدة فی حقه اثنا عشرة سنة وفی حقها تسع سنین یعنی لوادعیا البلوغ فی هٰذة المدة تقبل**

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ٣٢٣، ٣٢٢، ج: ٢، مطبوعه نعمانیه ص ٣٨٨/ ج ١/ مطلب الواجب کفایة هل یسقط بفعل الصبی وحده. باب الامامة، المحیط البرهانی ص ١٧٩/ ج ٢/ الفصل السادس احکام الامامة والاقتداء ، مطبوعه ڈابھیل تاتارخانیه ص ٦٦٨/ ج ١/ التراویح نوع آخر امامة الصبی الخ مطبوعه کراچی.

[2] عالمگیری کوئٹه ص ٨٥/ ج ١/ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره.

[3] عالمگیری ص ٨٥/ ج ١/ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره مطبوعه کوئٹه، شامی کراچی ص ٥٧٧/ ج ١/ باب الامامة قبیل مطلب الواجب کفایة هل یسقط بفعل الصبی وحده، البحر الرائق ص ٣٥٩/ ج ١/ باب الامامة ، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

منهما (بحر[1] ص ۸۵/ ج۸/) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور یکم شعبان ۵۳ھ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ ۲/شعبان ۵۲ھ

تراویح میں نابالغ کی امامت

سوال:- دس بارہ سال کا لڑکا حافظ قرآن ہوجائے، نابالغ ہے تو کیا وہ ماہ رمضان شریف میں تراویح دیگر لوگوں کو سنا سکتا ہے، مقتدیوں کی تراویح ختم ہوجائے گی۔

مولوی غلام احمد صاحب شیخ الجامعہ مدرسہ جامع عالیہ بھاولپور کا فتویٰ موجود ہے کہ نابالغ حافظ تراویح میں قرآن شریف سنا سکتا ہے اور تراویح ہوجاتی ہے کیا مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اگر مختلف فیہ ہے تو فتویٰ کس پر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فتاویٰ قاضی خاں فی امامۃ الصبیان فی التراویح میں ہے: **اختلفوا فيه قال مشائخ العراق وبعض مشائخ بلخ لا يجوز وقال بعضهم يجوز وعن نصير بن يحيىٰ انه سئل عنها قال تجوز اذا كان ابن عشر سنين وقال شمس الائمة السرخسى الصحيح انه لا يجوز لانه غير مخاطب وصلاته ليست بصلوة على الحقيقة فلا تجوز امامته كامامة المجنون ان ام الصبيان يجوز لان صلٰوة الامام مثل صلٰوة المقتدى الخ**

(ص ۲۴۳/ ج ۱/)[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] البحرالرائق کوئٹه ۸۵ / ج۸/ قبيل كتاب الماذون، شامی کراچی ص ۱۵۳ / ج۶ / كتاب الحجر، فصل فی بلوغ الغلام بالاحتلام الخ.

[2] خانية على هامش الهندية ص ۲۴۳ / ج ۱/ باب التراويح فصل فی امامة الصبيان فی التراويح. مطبوعه کوئٹه، تاتارخانيه ص ۶۶۸ / ج ۱ /التراويح نوع آخر فی امامة الصبی الخ مطبوعه کراچی، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۳۲۲ / ج ۲ /مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبی وحدهٗ باب الامامة.

اس امام کے پیچھے تراویح جو بیٹھ کر پڑھائے

سوال :- ایک حافظ صاحب بہ سبب کمزوری کے کھڑے ہو کر نماز تراویح میں قرآن شریف نہیں سنا سکتے ہیں اور ان کا دل چاہتا ہے کہ قرآن شریف سناؤں اور اکثر نمازی بھی ان کے پیچھے قرآن شریف سننا چاہتے ہیں ایسی حالت میں یہ صاحب بیٹھ کر تراویح یا فرض نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں، جب کہ پیچھے مقتدی کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ امام صاحب کھڑے ہوکر پڑھانے پر قادر نہیں ہیں تو ان کو بیٹھ کر بھی نماز پڑھانا شرعاً درست ہے، اور ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ اگر ان سے بہتر امامت کے لائق یا کم از کم ان کے ہم رتبہ کوئی دوسرا شخص موجود ہو جو کہ نماز کھڑا ہو کر پڑھا دیا کرے اور فرض وہ پڑھادے اور تراویح یہ حافظ جی پڑھا دیا کریں: وصح اقتداء متوضی بمتیمم، وغاسل بماسح وقائم بقاعد اھـ (تنویر ص ۶۱۰/ ج ۱)[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا صحیح: عبد اللطیف یکم رجب ۶۰ھ

امام تراویح میں سنائے اور سامع نہ ہو اور مقتدی سمجھے کہ امام نے غلط پڑھا تو کیا حکم ہے؟

سوال :- نماز تراویح اگر ایک ہی حافظ پڑھائے اور سامع کوئی نہ ہو اور حافظ کوئی

---

[1] تنویر الابصار علی هامش رد المحتار نعمانیه ص ۳۹۶/ ج ۱/ مطبوعه زکریا ص ۳۳۶/ ج ۲/ باب الامامة، قبیل مطلب فی رفع المبلغ صوته الخ،البحر الرائق ص ۳۶۴/ ج ۱/باب الامامة ،مطبوعه الماجدیه کوئٹه،المحیط البرهانی ص ۱۸۱/ ج ۲/الفصل السادس احکام الامامة والاقتداء،مطبوعه ڈابھیل.

غلطی کر جائے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

(١) ایسی صورت میں قرآن شریف تراویح میں سنے یا الم ترکیف سے؟

(٢) اگر مقتدیوں کو شبہ ہو جائے تو ایسی حالت میں مقتدی کیا کرے؟

(٣) اگر قرآن شریف کی وجہ سے مقتدی تراویح کم پڑھتے ہوں تو کیا مقتدیوں کا لحاظ کرتے ہوئے الم ترکیف سے پڑھے؟

(٤) اگر حافظ کو اطمینان ہو اور مقتدیوں کو نہ ہو تو ایسی صورت میں کیا کرے؟

(۵) بعض مقتدیوں کا خیال ہے کہ اگر حافظ صاحب کو یوں اطمینان ہوتا تو قرآن شریف کو بار بار کھولنے کا کیا مطلب ہے؟ اگر کوئی آیت چھوٹ جائے یا تغیر وتبدل پیدا ہو کہ جس کا علم نہ حافظ صاحب کو ہے، نہ مقتدیوں کو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(١) اگر پختہ حافظ ہو کہ اسکو خوب یاد ہو، بغیر تراویح بھی پڑھنے اور سنانے کی وجہ سے بار بار تجربہ ہو چکا ہے تو اس کیلئے مضائقہ نہیں[١] بلا وجہ غلطی کا اس پر وہم نہ کیا جائے[٢] اگر حافظ ایسا نہ ہو تو اس کے پیچھے کوئی حافظ رہنا چاہئے تا کہ بھول پر بتا سکے اور غلط نہ پڑھنے دے ورنہ الم ترکیف سے پڑھ لی جائے[٣]۔

---

[١] کذا فی فتاویٰ دارالعلوم ص ٢٥٤/ ج ٤/ تا ٢٥٥ /ج ٤/، لاینبغی للقوم ان یقدموا فی التراویح الخوشخوان ولکن یقدموا الدرستخوان (حلبی کبیر ص ٤٠٧/فصل فی النوافل ، تراویح طبع لاهور، خانیه علی الهندیه ص ٢٣٨/ج ١/کتاب الصوم، فصل فی مقدار القراءة فی التراویح.

[٢] والحالة الثانية ان يقع فی النفس شئ من غير دلالة فلا يكون ذلک اولی من ضده فهذا هو الشک فلا يجوز الحكم به. (الی قوله) واكثر العلماء علی ان الظن القبيح ممن ظاهره الخير لا يجوز الخ . (احکام القرآن للتهانوی ص ٢٨٢/ ج ٤/ تحت قوله تعالیٰ ان بعض الظن اثم، سورۂ حجرات ،مطبوعه کراچی)

[٣] کیونکہ غلط پڑھنے کی صورت میں غلطی کا وبال مستقل ہوگا: لان اللحن حرام بلا خلاف. (الهنديه ص ١٧/٣١/ ج ٥/ كتاب الكراهية، الباب الرابع) نیز اگر کچھ حصہ چھوٹ گیا تو ختم قرآن کے ثواب سے بھی محرومی کا باعث ہے، لہٰذا (اس سے بچنے کے لئے) الم ترکیف سے پڑھنا ہی مناسب ہوگا، اور خطا فاحش فساد صلوٰۃ کو بھی مستلزم ہے۔

(۲) پختہ حافظ کے پیچھے تراویح پڑھ کر ختم قرآن کی فضیلت حاصل کرے، جو کچا حافظ ہو اور اٹکتا ہو غلط پڑھتا ہو اور کوئی بتانے والا نہ ہو تو اس کو امام نہ بنایا جائے، اگر الــم تــر کیف سے پڑھائے تو اسکے پیچھے پڑھ لے ورنہ کسی دوسری جگہ پڑھے تا کہ غلطی سے حفاظت رہے، اگر چہ ختم کی فضیلت حاصل نہ ہو سکے[1] مقتدی کو جو شبہ ہوا امام سے دریافت کرے اور بلا تحقیق عین نماز میں نہ کچھ بتائے نہ کچھ پوچھے بلکہ سلام کے بعد شبہ دور کرے۔

(۳) اگر مقتدی پورا قرآن نہ سنیں بلکہ اسکی وجہ سے جماعت میں آنا بھی بند کر دیں تو پھر مجبوراً ختم نہ کیا جائے، بلکہ اتنا پڑھا وے کہ مقتدی سن لیں اور مسجد کو نہ چھوڑیں لیکن ایسی حالت میں سنت ختم سے سب محروم رہیں گے، لہٰذا ہمت کر کے ختم کا اہتمام کیا جائے[2]

(۴) امام نے تو پڑھا یاد کیا سنایا اس کو تو اس لئے اطمینان ہے، مقتدی کو اطمینان کیوں نہیں؟ اگر مقتدی کے نزدیک امام غلط پڑھتا ہے، اور صحیح کرنے کی کوئی صورت نہیں تو وہ ایسے امام کے پیچھے نہ پڑھے[3]

---

[1] اذا كان امامه لحانا لاباس بان يترک مسجده ويطوف. الهندية كوئٹه ص١١٦/ ج ١/ الباب التاسع فى النوافل ،فصل فى التراويح،خانيه على الهنديه كوئٹه ص ٢٣٩/ ج ١/ باب التراويح فصل فى مقدار القراءة فى التراويح ،حلبى كبير ص٤٠٨/فصل فى النوافل ،تراويح طبع سهيل اكيڈمى لاهور، ودرأ المفاسد اولى من جلب المصالح فاذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة الخ. (الاشباه والنظائر ص١٤٧/) القاعدة الخامسة، مطبوعه دار العلوم ديوبند.

[2] والختم مرة سنة ولا يترک الختم لكسل القوم لكن فى الاختيار الافضل فى زماننا قدر مالا يثقل عليهم واقره المصنف الخ. الدر المختارعلى هامش رد المحتار زكريا ص٤٩٧/ ج٢/ مبحث صلاة التراويح،بحر كوئٹه ص٦٨/ج٢/باب الوتروالنوافل مراقى مع الطحطاوى مصرى ص٣٣٧/فصل فى صلاة التراويح.

[3] ينبغى ان يستدل لهذه المسئلة بما ذكروا فى الاقتدأ بالمخالف مانصه وان الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز مالم يعلم منه مايفسد الصلاة على اعتقاد المقتدى الخ. وذكر ايضاً هذا بناء على ان العبرة لرأى اقتدى وهو الاصح الخ (الشامى نعمانيه ص ٣٧٨/ ج ١/) باب الامامة. مطلب فى الاقتداء بشافعي.

(۵) اتفاقاً اگر ایسا ہو جائے کہ امام کو متشابہ لگ گیا پھر اس نے قرآن شریف کھول کر دیکھ لیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تمام قرآن ہی غلط پڑھتا ہے، جس سے معنی بگڑ جاتے ہیں اور نماز فاسد ہو جاتی ہے، تاہم اگر واقعہ ایسا ہی ہو تو ایسے شخص کو ایسی حالت میں امام نہ بنایا جائے، اگر دوسرا کوئی شخص امامت کا اہل نہ ہو تو امام کو چاہئے کہ دن میں خوب یاد کرے کسی کو سنایا کرے ورنہ **الم ترکیف** سے یا جہاں سے پختہ ہو وہاں سے ہی تراویح میں پڑھ دیا کرے غلط سلط پڑھ کر نماز خراب نہ کرے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۸۷ھ

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعت یا دو امام کا مل کر تراویح پڑھانا

سوال:- ایک متوسط جامع مسجد میں دو حصے ہیں اوپر نیچے، تو رمضان المبارک میں اوپر نیچے دونوں جگہ تراویح ہو سکتی ہے، یعنی ہر حصہ کے علیحدہ امام ہیں، دونوں ایک ہی مکتبہ فکر کے ہیں، تو ایسی صورت میں کیا اجازت ہے، جب کہ نیچے بہت جگہ ہے اور دونوں حافظوں کا کوئی سامع نہیں ہے، تو یہ صورت مناسب ہے کہ ایک حافظ پڑھے اور دوسرا سنے یا یہ صورت بہتر ہے کہ اوپر نیچے تراویح علیحدہ علیحدہ ہو جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تراویح دو جگہ بھی ہو سکتی ہے، بشرطیکہ آوازوں میں ٹکراؤ نہ ہو، مگر اچھا یہی ہے کہ امام کے پیچھے سب تراویح پڑھیں، اور دوسرے حافظ سامع کی حیثیت سے پیچھے رہیں تا کہ اگر لقمہ دینے کی ضرورت پیش آئے تو آسانی رہے، پھر چاہیں ایسا کریں کہ ایک شب ایک امام

صاحب تراویح پڑھائیں ،اوردوسری شب دوسرے امام صاحب تراویح پڑھائیں، یا ۸؍رکعت ایک امام صاحب پڑھائیں اور بارہ رکعت دوسرے امام صاحب پڑھائیں، تاکہ دونوں کو سنانے کا موقع مل جائے ،اور جماعت بھی ایک ہی رہے،حرم شریف میں ایسا ہی کرتے ہیں، کہ دونوں امام پڑھاتے ہیں،'' **وفی الخلاصه اذا صلی التراویح الواحد اما مان کل امام رکعتین اختلف المشائخ والصحیح انه لایستحب لکن کل ترویحة یؤدیهاامام واحد**[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسائل تراویح

مسئلہ (۱) کل تراویح حنفیہ کے نزدیک بیس رکعت ہیں[2] اوران کو جماعت سے پڑھنا سنت ہے، اگر تمام اہل محلّہ تراویح چھوڑ دیں تو سب ترک سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔ (کبیری[3] ص ۳۸۴؍)

مسئلہ (۲) اکثر اہل محلّہ نے تو تراویح جماعت سے پڑھی مگر اتفاقاً ایک دو شخص نے

---

[1] خلاصة الفتاویٰ ج ۱ ؍ص ۶۴؍کتاب الصلاة ،الفصل الثالث فی التراویح ،طبع امجداکیڈمی لاهور،هندیه کوئٹه، ج ۱ ؍ص ۱۱۶ ؍الباب التاسع فی النوافل ،فصل فی التراویح ،تاتارخانیه کراچی ج ۱ ؍ص ۶۵۵ ؍الفصل الثالث عشرفی التراویح.

[2] التراویح عندناعشرون رکعة بعشرتسلیمات وهومذهب الجمهور،حلبی کبیرص ۴۰۶؍التراویح ،مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۳۳۶؍فصل فی صلاة التراویح ،تنویر الابصارمع الشامی زکریاص ۴۹۵ ج ۲ ؍مبحث صلاة التراویح.

[3] ان الجماعة فیها سنة علی سبیل الکفایة حتی لو ترک اهل محلة کلهم الجماعةو صلوا فی بیوتهم فقد ترکوا السنة وقد اساؤا فی ذلک. (کبیری ص ۴۰۳؍)مطبوعه سهیل اکیڈمی، لاهور باب التراویح،عالمگیری کوئٹه ص ۱۱۶ ؍ج ۱ ؍فصل فی التراویح ،مجمع الانهرص ۲۰۳ ؍ج ۱ ؍باب الوتروالنوافل ،فصل اول،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

جماعت سے نہیں پڑھی، بلکہ اپنے مکان میں تنہا پڑھی تب بھی سنت ادا ہوگئی۔ (کبیری ص ۳۸۴)[1]

مسئلہ (۳) گھر پر تراویح کی جماعت کرنے سے بھی فضیلت حاصل ہو جائے گی لیکن مسجد میں پڑھنے کا جوستائیس درجہ ثواب ہے وہ نہیں ملے گا۔ (کبیری ص ۳۸۴)[2]

مسئلہ (۴) تراویح کی جماعت عشاء کی جماعت کے تابع ہے، (لہٰذا عشاء کی جماعت سے پہلے جائز نہیں) اور جس مسجد میں عشاء کی جماعت نہیں ہوئی، وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔ (کبیری ص ۳۹۱)[3]

مسئلہ (۵) ایک شخص تراویح پڑھ چکا امام بن کر یا مقتدی ہو کر اب اسی شب میں اسکو امام بن کر تراویح پڑھنا درست نہیں، البتہ دوسری مسجد میں اگر تراویح کی جماعت ہو رہی ہو تو وہاں (بہ نیت نفل) شریک ہونا بلا کراہت جائز ہے۔ (کبیری ص ۳۸۹)[4]

---

[1] وان اقيمت التراويح فی المسجد بالجماعة وتخلف عنها رجل من افراد الناس وصلی فی بيته فقد ترک الفضيلة لا السنة الخ (کبيری ص ۴۰۲) باب التراويح. مطبوعه لاهور،عالمگيری کوئٹه ص ۱۱۶/ج ۱/فصل فی التراويح ،البحر الرائق کوئٹه ص ۶۸/ج ۲/باب التراويح والنوافل.

[2] وان صلی احد فی بيته بالجماعة حصل لهم ثوابها وادرکوا فضلها ولکن لم ينالوا فضل الجماعة اللتی تکون فی المسجد لزيادة فضيلة المسجد وتکثير جماعته ، کبيری ص ۴۰۲/ باب التراويح ، مطبوعه سهيل اکيڈمی لاهور،مجمع الانهر ص ۲۰۳/ج ۱/باب الوتر والنوافل ، فصل اول مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت،عالمگيری کوئٹه ص ۱۱۶/ج ۱/فصل فی التراويح.

[3] وفی القنية لو ترکوا الجماعة فی الفرض ليس لهم ان يصلوا التراويح جماعة لانها تبع للجماعة. (کبيری ص ۴۰۳) مطبوعه سهيل اکيڈمی لاهور. مطبوعه رحيميه ديوبند، ص ۳۹۱/ باب التراويح،مجمع الانهر ص ۲۰۴/ج ۱/باب الوتروالنوافل ،فصل اول،مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت،البحر الرائق کوئٹه ص ۷۰/ج ۲/قبيل باب ادارک الفضيلة.

[4] ولو ام رجل فی التراويح ثم اقتدی باخر فی تراويح تلک الليلة ايضا لا يکره له ذلک ولو ام فی التراويح مرتين فی مسجد واحد کره،وان فی مسجدين اختلف فيه حکی عن ابی بکر الإسکاف انه لا يجوز الخ (کبيری ص ۴۰۸/ مطبوعه لاهور باب التراويح)عالمگيری کوئٹه ص ۱۱۶/ج ۱/فصل فی التراويح،طحطاوی علی المراقی مصری ص ۳۳۵/فصل فی التراويح ،المحيط البرهانی ص ۲۵۱،۲۵۲/ج ۲/نوع آخر فی ان الجماعةهل هی سنة التراويح ،مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

مسئلہ (٦) ایک امام کے پیچھے فرض اور دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔ (کبیری[1])

مسئلہ (٧) کسی مسجد میں ایک مرتبہ تراویح کی جماعت ہو چکی تو دوسری مرتبہ اسی شب میں وہاں تراویح کی جماعت جائز نہیں، لیکن تنہا تنہا پڑھنا درست ہے۔ (بحر[2])

مسئلہ (٨) نابالغ کو تراویح کیلئے امام بنانا درست نہیں۔ (کبیری[3]) البتہ اگر وہ نابالغوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔ (خانیہ[4])

مسئلہ (٩) اگر اپنی مسجد کا امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہو تو دوسری مسجد میں تراویح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری[5])

---

[1] لو صلى العشاء وحده فله ان يصلى التراويح مع الامام وهو الصحيح كبيرى ص ٤١٠/ باب التراويح مطبوعه لاهور، واذاجازت التراويح باما مين على هذا الوجه جاز ان يصلى الفريضة احدهما ويصلى التراويح الآخر وقد كان عمر رضى الله عنه يؤمهم فى الفريضة والوتر وكان ابىّ يؤمهم فى التراويح هنديه كوئٹه ص ١١٦/ ج ١/ فصل فى التراويح،تاتارخانيه كراچى ص ٦٥٥ ج ١/الفصل الثالث عشرفى التراويح،قاضى خان على الهندية كوئٹه ص ٢٣٣/ج ١/باب التراويح.

[2] ولو صلوا التراويح ثم اراد وان يصلوا ثانيا يصلون فرادى البحر الرائق ص ٦٨/ ج ٢/ آخر باب الوتر والنوافل، مطبوعه كوئٹه،عالمگيرى كوئٹه ص ١١٦/ج ١/فصل فى التراويح ،تاتار خانيه كراچى ص ٦٥٧/ج ١/نوع آخرفى ان الجماعة هل هى سنة التراويح.

[3] ذكر فى بعض الفتاوىٰ لا يجوز ان يوم البالغين فى التراويح ايضاً وهو المختار الخ (كبيرى ص ٤٠٩/) باب التراويح، مطبوعه لاهور،تاتارخانيه كراچى ص ٦٦٨/ج ١/نوع آخر فى امامة الصبى فى التراويح عالمگيرى كوئٹه ص ٨٥/ج ١/الفصل الثالث فى بيان من يصلح امامالغيره.

[4] وان امّ الصبيان يجوز لان صلاة الامام مثل صلٰوة المقتدى. (خانيه على هامش الهنديه ص ٢٤٣/) فصل فى امامة الصبيان فى التراويح مطبوعه كوئٹه،تاتارخانيه كراچى ص ٦٦٨/ ج ١/ نوع آخرفى امامة الصبى فى التراويح المحيط البرهانى ص ٢٦٣/ج ٢/نوع آخرفى امامة الصبى فى التراويح،مطبوعه المجلس العلمى ڈابھيل.

[5] قال الامام اذا كان امامه لحانا لاباس بان يترك مسجده ويطوف الخ. (الهنديه، ص ١١٦ ج ١/) فصل فى التراويح، مطبوعه كوئٹه،تاتارخانيه كراچى ص ٦٦٠/ج ١/نوع آخربيان القراءة فى التراويح ،خانيه على الهندية كوئٹه ص ٢٣٩/ج ١/فصل فى مقدارالقراءة فى التراويح.

مسئلہ(۱۰) اجرت مقرر کر کے امام کو تراویح کے لئے بلانا مکروہ ہے۔(عالمگیری[1])

مسئلہ(۱۱) ہر ترویحہ پر یعنی چار رکعت پڑھ کر اتنی ہی دیر یعنی چار رکعت کے موافق جلسۂ استراحت مستحب ہے، (اسی طرح پانچویں ترویحہ کے بعد وتر سے پہلے بھی جلسہ مستحب ہے، لیکن اگر مقتدیوں پر اس سے گرانی ہو تو نہ بیٹھے) (عالمگیری[2]) اور اتنی دیر تک اختیار ہے کہ تسبیح، قرآن شریف، نفلیں جو دل چاہے پڑھتا رہے، اہل مکہ کا معمول طواف کرنے اور دو رکعت نفل پڑھنے کا ہے، اور اہل مدینہ کا معمول چار رکعت پڑھنے کا۔(کبیری[3]) اور یہ دعا بھی منقول ہے۔

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لایموت سبوح قدوس رب الملائکة والروح لاالٰہ الا اللّٰہ، نستغفر اللّٰہ نسألک الجنة ونعوذبک من النار. (شامی[4])

---

[1] ویکره للرجال ان یستأجروا رجلا یؤمهم فی بیتهم الخ. (الهندیه ص ۱۱۶/ ج ۱/ فصل فی التراویح، مطبوعه کوئٹه، خانیه علی الهندیة کوئٹه ص ۲۳۳/ ج ۱/باب التراویح، تاتارخانیه کراچی ص ۶۵۶/ ج ۱/نوع آخر فی ان الجماعة هل هی سنة التراویح.

[2] ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحة وکذا بین الخامسة والوتر کذا فی الکافی وهکذا فی الهدایة ولو علم ان الجلوس بین الخامسة والوتر یثقل علی القوم لا یجلس هکذا فی السراجیة. (الهندیة ص ۱۱۵/ج ۱/ فصل فی التراویح، الدرالمختارعلی الشامی زکریا ص ۴۹۶/ ج ۲/مبحث صلاة التراویح، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۳۷/فصل فی صلاة التراویح، مطبوعه مصر.

[3] وهو مخیر فیه ان شاء جلس ساکتا وان شاء هلل اوسبح اوقرأ اوصلی نافلة منفردا وهذا الانتظار مستحب لعادة اهل الحرمین فان عادة اهل مکة ان یطوف بعد کل اربع اسبوعاً و یصلوا رکعتی الطواف وعادة اهل المدینة ان یصلوا اربع کعات الخ . (کبیری ص ۴۰۴/ باب التراویح، مطبوعه لاهور) عالمگیری کوئٹه ص ۱۱۵/ ج ۱/فصل فی التراویح، تبیین الحقائق ص ۱۸۰/ ج ۱/قبیل باب ادراک الفضیلة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[4] شامی زکریا ص ۴۹۷/ ج ۲/ مبحث صلاة التراویح.

مسئلہ (۱۲) دس رکعت پر جلسۂ استراحت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (کبیری[1])

مسئلہ (۱۳) ہر شفعہ کے بعد دو رکعت علیحدہ علیحدہ پڑھنا بدعت ہے۔ (کبیری[2])

مسئلہ (۱۴) دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور چار میں بھی کوئی مضائقہ نہیں آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے پڑھنا مکروہ نہیں، (مگر ہر ترویحہ پر جلسہ استراحت کی فضلیت حاصل نہ ہوگی) البتہ اس سے زائد خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے۔ (کبیری[3])

مسئلہ (۱۵) اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ تراویح کی جماعت شروع ہوگئی تھی، تو اس کو چاہئے کہ پہلے فرض اور سنتیں پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو اور چھوٹی ہوئی تراویح دو ترویحوں کے درمیان جلسہ کے وقت پوری کر لے، اگر موقعہ نہ ملے تو وتروں کے بعد پڑھے اور وتروں یا تراویح کی جماعت چھوڑ کر تنہا نہ پڑھے۔ (کبیری[4])

---

[1] وان استراح علی خمس تسلیمات ای عقیب عشرہ رکعات قال بعضهم لاباس به ای لا یکره وقال اکثر المشائخ لا یستحب ذلک لمخالفة عمل اهل الحرمین وقوله لایستحب کناية عن الكراهة التنزيهية الخ (کبیری ص ۴۰۴/ مطبوعه لاهور باب التراويح) شامی زکریا ص ۴۹۷/ ج ۲/ مبحث صلاة التراويح، البحر الرائق کوئٹه ص ۶۹/ ج ۲/ باب الوتر والنوافل.

[2] ومن المكروه مايفعله بعض الجهال من صلوٰة ركعتين منفرداً بعد كل ركعتين لانها بدعة مع مخالفة الامام. (کبیری ص ۴۰۴/) باب التراويح، مطبوعه لاهور، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۳۳۷/ فصل فی صلاة التراويح، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۹۷/ ج ۲/ مبحث صلاة التراويح.

[3] وعند البيض يجوز الكل عن تسليمة واحدة وفی ظاهر الرواية عنه يجوز عن اربع تسليمات بناء علی ان الزيادة علی الثمان بتسليمة واحدة يكره، کبیری ص ۴۰۵/ باب الراويح. مطبوعه لاهور، المحيط البرهانی ص ۲۵۷/ ج ۲/ نوع آخر فيمااذاصلی الامام ترويحة واحدة الخ مطبوعه المجلس ڈابهيل تاتار خانيه كراچی ص ۶۶۳/ ج ۱/ نوع آخر فيما اذا صلی الامام ترويحة الخ.

[4] فاتته ترويحة او ترويحتان وقام الامام الی الوتر ذكر فی واقعات الناطفی عن ابی عبد اللّٰه الزعفرانی انه يوتر مع الامام ثم يقضی مافاته الی قوله حتی لو دخل بعد ماصلی الامام الفرض وشرع فی التراويح فانه يصلی الفرض اولاوحده ثم يتابعه فی التراويح حلبی كبيری ص ۴۱۰/ باب التراويح، مطبوعه لاهور، عالمگیری کوئٹه ص ۱۱۷/ ج ۱/ فصل فی التراويح، البحر الرائق کوئٹه ص ۶۷/ ج ۲/ باب الوتر والنوافل تاتارخانيه كراچی ص ۶۶۹/ ج ۱/ نوع آخر فی المتفرقات.

مسئلہ(۱۶) اگر بعد میں معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے عشاء کے فرض صحیح نہیں ہوئے مثلاً امام نے بغیر وضو پڑھائے یا کوئی رکن چھوڑ دیا تو فرضوں کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے، اگر چہ یہاں وہ وجہ موجود نہ ہو۔ (کبیری[1])

مسئلہ(۱۷) قیام لیل رمضان یا تراویح یا سنت وقت یا صلوٰۃ امام کی نیت کرنے سے تراویح ادا ہوجائیں گی۔ (خانیہ[2])

مسئلہ(۱۸) مطلقاً نماز یا نوافل کی نیت پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے۔ (خانیہ[3])

مسئلہ(۱۹) اگر کسی نے عشاء کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں اور امام تراویح کے پیچھے سنت عشاء کی نیت کر کے اقتداء کیا تو یہ جائز ہے۔ (خانیہ[4])

---

[1] ولو صلى العشاء بامام اى مع امام وصلى التراويح بامام آخر ثم علم ان الامام الاول كان قد صلى العشاء على غير وضوء اوعلم فسادها بوجه من الوجوه فانه يعيد العشاء ولفسادها يعيد التراويح تبعالها، كبيرى ص ۴۰۳/ باب التراويح، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور،تاتارخانيه كراچى ص۶۵۷/نوع آخرفى بيان وقت التراويح ،المحيط البرهانى ص ۲۵۲/ ج۲/نوع آخرفى بيان وقت التراويح ،مطبوعه المجلس العلمى ڈابيهل.

[2] ان نوى التراويح او سنة اولوقت او قيام الليل فى رمضان جاز خانية على الهندية ص۲۳۶/ ج ۱/ باب التراويح فصل فى نية التراويح مطبوعه كوئٹه،المحيط البرهانى ص ۲۵۲/ج۲/نوع آخرفى نية التراويح ،مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل ،تاتارخانيه كراچى ص۶۵۷/ج ۱/نوع آخرفى نية التراويح.

[3] وان نوى الصلوٰة اوصلاة التطلوع اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يجوز وقال بعضهم لايجوز وهو الصحيح فيجب مراعاة الصفة للخروج عن العهدة وذالک بان ينوى السنة الخ، خانيه على هامش الهندية ص ۲۳۶/ ج ۱/ فصل فى نية التراويح،المحيط البرهانى ص۲۵۲/ج۲/نوع آخرفى نية التراويح،مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل،تاتارخانيه كراچى ص۶۵۸/ج ۱/نوع آخرفى نية التراويح، حلبى كبيرص۴۰۳/باب التراويح،مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[4] ولو اقتدى بامام فى التراويح و المقتدى نوى سنة العشاء بان لم يكن صلى السنة بعدا لعشاء حتى قام الامام الى التراويح جاز خانية على الهندية ص۲۳۷/ ج ۱/ فصل فى نيه التراويح،تاتار خانيه كراچى ص۶۶۸/ج ۱/قبيل نوع آخرفى امامة الصبى،المحيط البرهانى ص ۲۶۲/ج۲/ قبيل نوع آخرفى امامة الصبى،مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل.

مسئلہ(۲۰) اگر امام دوسرا یا تیسرا شفعہ پڑھ رہا ہے، اور کسی مقتدی نے اس کے پیچھے پہلے شفعہ کی نیت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (خانیہ[۱])

مسئلہ(۲۱) اگر تراویح کسی وجہ سے فوت ہوجائیں تو ان کی قضاء نہیں نہ جماعت کے ساتھ نہ بغیر جماعت کے اگر کسی نے قضاء کی تو تراویح نہ ہوں گی بلکہ نفلیں ہوں گی۔ (بحر[۲])

مسئلہ(۲۲) اگر یاد آیا کہ گذشتہ شب کوئی شفعہ تراویح کا فوت ہوگیا، یا فاسد ہوگیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ تراویح کی نیت سے قضاء کرنا مکروہ ہے۔ (خانیہ[۳])

مسئلہ(۲۳) اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا بلکہ چار پڑھ کر قعدہ کیا تو یہ اخیر کی دو رکعت شمار ہوں گی۔ (کبیری[۴])

مسئلہ(۲۴) اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا ایک شفعہ مثلاً رہ گیا تو اس کو بھی جماعت

---

۱ ولو اقتدى بامام يصلى التسليمة الثانيه او العاشرة والمقتدى نوى التسليمة الاولى او الخامسة جاز خانية على الهندية ص ۲۳۷/ ج ۱/ فصل فى نية التراويح، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۱۷/ ج ۱/ فصل فى التراويح، المحيط البرهانى ص ۲۶۲/ ج ۲/ قبيل نوع آخر فى امامة الصبى، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل.

۲ واذا افاتت التراويح لا تقضى بجماعة والا صح انها لا تقضىٰ اصلا فان قضاها وحده كان نفلا مستحبا لا تراويح (البحر كوئٹه ص ۶۸/ ج ۲/) آخرا باب الوتر والنوافل، المحيط البرهانى ص ۲۶۳/ ج ۲/ نوع آخر فى قضاء التراويح، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل، تاتار خانيه كراچى ص ۶۶۹/ ج ۱/ نوع آخر فى قضاء التراويح.

۳ وان تذكر فى الليل انه فسد عليهم شفع من الليلة الماضية فاراد القضاء بنية التراويح يكره خانية على الهندية ص ۲۳۶/ ج ۱/ فصل فى وقت التراويح، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۱۶/ ج ۱/ فصل فى التراويح، تاتارخانيه كراچى ص ۶۶۹/ ج ۱/ نوع آخر فى قضاء التراويح.

۴ وان صلى اربع ركعات بتسليمة واحدة والحال انه لم يقعد على ركعتين منها قدر التشهد تجزى عن تسليمة واحدة اى عن ركعتين الخ كبيرى ص ۴۰۸/ باب التراويح، مطبوعه لاهور، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۱۸/ ج ۱/ فصل فى التراويح، قاضى خان على الهندية كوئٹه ص ۲۳۹، ۲۴۰/ ج ۱/ باب التراويح، فصل فى السهو.

کے ساتھ پڑھنا چاہئے[۱]

مسئلہ (۲۵) اگر بعد میں یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پڑھی گئی اور شفعہ پورا نہیں ہوا اور کل تراویح انیس ہوتی ہیں، تو دو رکعت اور پڑھ لی جائے۔ یعنی صرف شفعہ فاسدہ کا اعادہ ہوگا اور اس کے بعد کی تمام تراویح کا اعادہ نہ ہوگا۔ (کبیری[۲])

مسئلہ (۲۶) جب شفعۂ فاسدہ کا اعادہ کیا جائے تو اس میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا اس کا بھی اعادہ کرنا چاہئے تا کہ تمام قرآن شریف صحیح نماز میں ختم ہو۔ (خانیہ[۳])

مسئلہ (۲۷) ایک شخص تراویح سمجھ کر نماز میں شریک ہوا پھر معلوم ہوا کہ امام وتر پڑھا رہا ہے، تو اس کو چاہئے کہ امام کے سلام کے بعد چوتھی رکعت بھی اپنی رکعت میں ملالے، لیکن اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا اور چوتھی رکعت نہیں ملائی تب بھی اس کے ذمہ اس کی قضاء نہیں[۴]

---

[۱] ولو تذكروا تسليمة كانوا قد سهوا عنها فتذكروها بعد صلوا صلاة الوتر اختلف المشائخ قال الصدر الشهيد يجوز ان يقال تصلى تلك التسليمة بجماعة والاظهر قول الصدر الخ حلبی کبیر ص ۴۰۹/باب التراويح ،مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور،عالمگیری كوئٹه ص۱۱۷/ ج ۱/ فصل في التراويح ،البحر الرائق كوئٹه ص۶۸/ ج ۲/ باب الوتر والنوافل.

[۲] ولو سلم الامام على رأس ركعة ساهيا في الشفع الاول من التراويح ثم صلى مابقى منها على وجهها قيل ان يعيد ذالک الشفع قال مشائخ بخارى يقضى الشفع الاول لاغير الخ حلبی کبیر ص ۴۰۹/ باب التراويح ،مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور،تاتارخانيه كراچی ص ۶۶۲/ ج ۱/ نوع آخر فيما اذا صلى ترويحة واحدة.

[۳] واذا فسد الشفع من التراويح وقد قرأ فيه هل يعتد بما قرأ قال بعضهم لا يعتد ليحصل الختم في الصلوت الجائزة (خانيه على الهندية ص ۲۳۸/ ج ۱/) فصل في مقدار القرءة في التراويح، عالمگیری كوئٹه ص ۱۱۸/ ج ۱/ فصل في التراويح،تاتارخانيه كراچی ص ۶۶۰/ ج ۱/ نوع آخر بيان القراءة في التراويح.

[۴] اقتدى به على ظن انه في التراويح فاذا هو في وتر يتمه معه ويضم اليها رابعة ولو افسدها لاشئ عليه الخ كبيری ص ۴۱۰/ اول باب الوتر مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

مسئلہ (۲۸) اگر تمام نمازیوں اور امام کو شک ہوا کہ ۱۸/تراویح ہوئی ہیں یا بیس پوری ہوگئیں تو دو رکعت بلا جماعت اور پڑھ لی جائیں۔ (کبیری[1])

مسئلہ (۲۹) اگر تمام مقتدیوں کو تو شک ہوا لیکن امام کو شک نہیں ہوا بلکہ کسی ایک بات کا یقین ہے تو وہ اپنے یقین پر عمل کرے اور مقتدیوں کے قول کی طرف کوئی توجہ نہ کرے۔ (کبیری[2])

مسئلہ (۳۰) اگر بعض کہتے ہیں کہ بیس پوری ہوگئیں، اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ اٹھارہ ہوئی ہیں تو جس طرف امام کا رجحان ہو اس پر عمل کرے۔ (کبیری[3])

مسئلہ (۳۱) اگر اٹھارہ پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس پوری ہوگئی اور وتروں کی نیت باندھ لی مگر دو رکعت پڑھ کر یاد آیا کہ ایک شفعہ تراویح کا باقی رہ گیا ہے جب ہی دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ شفعۂ تراویح کا شمار نہ ہوگا۔ (خانیہ[4])

---

[1] واذا شكوا اى الامام والقوم فى انهم هل صلوا تسع تسليمات ثمانى عشر ركعة او عشر تسليمات ففيه اختلاف بين المشائخ والصحيح انهم يصلون بتسليمة فرادى. كبيرى ص۴۰۵/ باب التراويح، مطبوعه لاهور، خانيه على الهندية كوئٹه ص ۲۳۹/ج ۱/فصل فى الشک فى التراويح، المحيط البرهانى ص ۲۶۱/ج۲/نوع آخرفى الشک فى التراويح، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھيل.

[2] وكذا اذا كان الامام وحده فى طرف وهو متيقن عمل بما عنده ولا يلتفت الى قول الجماعة. كبيرى ص ۴۰۶/ باب التراويح مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، عالمگيرى كوئٹه ص۱۱۷/ ج ۱/فصل فى التراويح، خانيه على الهنديه كوئٹه ص ۲۳۹/ج ۱/فصل فى الشک فى التراويح.

[3] فان اختلفوا وكان الامام مع بعضهم رجح اذا ادعى كل فريق اليقين كبيرى ص۴۰۵/ باب التراويح مطبوعه لاهور.

[4] امام شرع فى الوتر على ظن انه اتم التراويح فلما صلى ركعتين تذكر انه ترک تسليمة واحدة فسلم على رأس ركعتين لم يجز ذالک عن التراويح لانه ماصلى بنية التراويح، خانيه على الهندية كوئٹه ص۲۴۳/ ج ۱/قبيل فى امامة الصبيان فى التراويح، المحيط البرهانى ص۲۶۴/ ج۲/الفصل الثالث عشرفى التراويح والوتر، نوع آخرفى المتفرقات، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھيل، تاتارخانيه كراچى ص ۶۶۹/ ج ۱/نوع آخر فى متفرقات التراويح.

مسئلہ(۳۲) اگر کسی کی صبح کی نماز قضاء ہوگئی تھی، اس کی نیت سے تراویح پڑھی تو یہ تراویح ادا نہ ہوں گی۔(خانیہ[1])

مسئلہ(۳۳) اگر تین رکعت پر سلام پھیر دیا تو دو رکعت پر اگر بیٹھ چکا تھا تب تو ایک شفعہ صحیح ہوگا، اور چونکہ دوسرا شفعہ شروع کر چکا تھا، اس لئے اس کی قضاء ہوگی[2]

مسئلہ(۳۴) اگر دو رکعت پر نہیں بیٹھا تو پہلا شفعہ بھی صحیح نہیں ہوا، لہٰذا اس کی قضاء ضروری ہے۔(خانیہ[3])

مسئلہ(۳۵) بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے تراویح ادا ہو جائے گی مگر ثواب نصف ملے گا۔ (عالمگیری[4])

---

[1] ولو صلى التراويح بنية الفوائت من صلاة الفجر لم تكن محسوبة عن التراويح (الخانية على الهندية ص۲۳۷/ ج ۱/) فصل فی نية التراويح ،تاتارخانيه كراچی ص۶۵۸/ج ۱/نوع آخر فی نية التراويح،المحيط البرهانی ص۶۵۳/ج۲/نوع آخرفی نية التراويح،مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[2] وان صلى ثلاث ركعات بتسليمة واحدة فهو على وجهين اما ان قعد فی الثانية اولم يقعد فان قعد جاز عن تسليمة واحدة ويجب عليه قضاء ركعتين الخ خانية على الهندية ص ۲۴۰/ باب التراويح ،فصل فی السهو ،تاتارخانيه كراچی ص۶۶۴/ج ۱/ نوع آخرفيمااذا صلى ترويحة واحدة، المحيط البرهانی ص۶۵۸/ج۲/نوع آخرفيمااذا صلى ترويحة واحدة،مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[3] وان لم يقعد فی الثانية ساهيا اوعامداً لاشک ان فی القياس وقول محمد وزفر رحمهما الله تعالٰی واحدی الروايتين عن ابی حنيفة رحمه الله تعالٰی تفسد صلاته ويلزمه قضاء ركعتين الخ خانية على الهندية ص ۲۴۱/ ج ۱/ باب التراويح ،فصل فی السهو، مطبوعه كوئٹه،المحيط البرهانی ص۶۵۸/ج۲/نوع آخرفيمااذاصلى ترويحةالخ مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، تاتارخانية كراچی ص۶۶۴/ج ۱/نوع آخرفيمااذاصلى ترويحة.

[4] اتفقوا على ان اداء التراويح قاعداً لا يستحب بغير عذر واختلفوا فی الجواز قال بعضهم يجوزهو الصحيح الا ان ثوابه يكون على النصف من صلاة القائم، عالمگيری كوئٹه ص۱۱۸/ ج ۱/ فصل فی التراويح،قاضيخان على الهندية كوئٹه ص۲۴۳/ج ۱/فصل فی اداء التراويح قاعداً،تاتارخانيه كراچی ص ۶۶۱/ج ۱/نوع آخرفی القوم يصلون التراويح قعوداً.

مسئلہ(٣٦) اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھائے تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہوکر پڑھنا مستحب ہے۔(خانیہ[١])

مسئلہ(٣٧) امام جب تشہد کیلئے بیٹھا تو ایک مقتدی سو گیا امام نے سلام پھیر کر دوسرا شفعہ پڑھا اور جب تشہد کیلئے بیٹھا تب یہ سونے والا جاگا پس اگر اس کو معلوم ہے کہ یہ دوسرا شفعہ ہے، تو سلام پھیر کے دوسرے میں شریک ہوجائے، اور امام کے سلام کے بعد کھڑا ہوکر مسبوق کی طرح دو رکعت پڑھے پھر امام کے ساتھ تیسرے شفعہ میں شریک ہو۔(عالمگیری[٢])

مسئلہ(٣٨) جماعت ہورہی ہے اور ایک شخص بیٹھا رہتا ہے، جب امام رکوع میں جاتا ہے، تو فوراً یہ بھی نیت باندھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہوجاتا ہے، یہ فعل مکروہ ہے اور تشبہ بالمنافقین ہے۔(کبیری[٣])

مسئلہ(٣٩) جس شخص پر نیند کا غلبہ ہو اس کو چاہئے کہ کچھ دیر سو رہے اس کے بعد تراویح پڑھے۔(شامی[٤])

---

[١] قال القاضی الامام ابوعلی النسفی رحمه اللّٰه تعالیٰ الحاصل ان الامام اذا کان قاعداً یستحب القیام للقوم الخ خانیة علی الهندیة ص ٢٤٤/ ج ١/ فصل فی اداء التراویح قاعداً،تاتارخانیه کراچی ص ٦٦٢/ج ١/نوع آخرفی القوم یصلون التراویح قعوداً،المحیط البرهانی ص٢٥٥/ج ٢/نوع آخر فی القوم یصلون التراویح قعوداً،مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

[٢] رجل شرع فی صلاة التراویح مع الامام فلما قعدا الامام نام هو وسلم الامام فاتی بالشفع الاخر وقعد للتشهد فانتبه الرجل ان علم ذلک یسلم ویدخل مع الامام ویوافقه فی التشهد فاذا سلم الامام یقوم ویاتی بالرکعتین سریعا ویسلم ویدخل مع الامام فی الشفع الثالث. عالمگیری کوئٹه ١١٩/ ج ١/ فصل فی التراویح.

[٣] ویکره للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم لان فیه اظهار التکاسل والتشبه بالمنافقین کبیری ص ٤١٠/ باب التراویح، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ٢٤٤/ج ١/ فصل فی اداء التراویح قاعداً ،تاتارخانیه کراچی ص ٦٦٩/ج ١/ نوع آخرفی متفرقات التراویح.

[٤] وکذا اذا غلبه النوم یکره له ان یصلی بل ینصرف حتی یستیقظ، شامی کراچی ص٤٨/ ج ٢/ مبحث صلاة التراویح،خانیه علی الهندیة کوئٹه ص ٢٤٤/ج ١/ فصل فی اداء التراویح قاعداً،عالمگیری کوئٹه ١١٩/ج ١/فصل فی صلاة التراویح.

مسئلہ(۴۰) تراویح کوشمار کرتے رہنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ اکتا جانے کی علامت ہے۔ (خانیہ[1])

مسئلہ(۴۱) مستحب یہ ہے کہ شب کا اکثر حصہ تراویح میں خرچ کیا جائے۔ (بحر[2])

مسئلہ(۴۲) ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا (پڑھ کر یا سن کر) سنت ہے، دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے، لہٰذا ہر رکعت میں تقریباً دس آیتیں پڑھی جائیں تو ایک مرتبہ بسہولت ختم ہو جائے گا، اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہوگی۔ (خانیہ[3])

مسئلہ(۴۳) جو لوگ حافظ ہیں ان کے لئے فضیلت یہ ہے کہ مسجد سے واپس آ کر بیس رکعت اور پڑھا کریں تا کہ دو مرتبہ ختم کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ (خانیہ[4])

---

[1] ویکره عد الركعات فی التراویح لما فیه من اظهار الملالة. خانية على هامش الهندية كوئٹه: ص ٢٤٤/ ج ١/ فصل فی اداء التراویح قاعداً، تاتارخانیه کراچی ص ٦٧٠/ ج ١/نوع آخر فی متفرقات التراویح، المحیط البرهانی ص ٢٦٤/ ج ٢/نوع آخر فی متفرقات التراویح، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[2] والافضل استیعاب اکثر اللیل بالتراویح. البحر الرائق کوئٹه ص ٦٨/ ج ٢/ باب الوتر والنوافل، تاتارخانیه کراچی ص ٦٥٧/ ج ١/نوع آخر فی بیان وقت التراویح، خانیه علی الهندیة کوئٹه ص ٢٣٦/ ج ١/فصل فی وقت التراویح.

[3] والختم فی التراویح مرة واحدة سنة وقال بعضهم یقرأ فی کل رکعة عشر آیات وهو الصحیح لان فیه تخفیفاً علی الناس وبه تحصل السنة وهی الختم مرة واحدة لان عدد رکعات التراویح فی ثلاثین لیلة ستمائة وآیات القرآن سة آلاف وشئ فاذا قرأ فی کل رکعة عشر آیات یحصل الختم فی التراویح والفضیلة فی الختم مرتین الخ ، خانیة علی هامش الهندیه کوئٹه ص ٢٣٧/ج ١/ فصل فی مقدار القراءة فی التراویح، عالمگیری کوئٹه ص ١١٧/ج ١/فصل فی التراویح، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ٤٩٧/ ج ٢/مبحث صلاة التراویح.

[4] ینبغی للامام وغیره اذا صلی التراویح وعاد الی منزله وهو یقرأ القرآن ان یصلی عشرین رکعة فی کل رکعة عشر آیات احراز للفضیلة وهی الختم مرتین . خانیة علی هامش الهندیة ص ٢٣٨/ ج ١/ فصل فی مقدار القراءة فی التراویح، حلبی کبیر ص ٤٠٧/ باب التراویح، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، تاتارخانیه کراچی ص ٦٥٩/ ج ١/نوع آخر بیان القراءة فی التراویح.

مسئلہ (۴۴) ہر عشرہ میں ایک مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔ (بحر[1])

مسئلہ (۴۵) اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن شریف نہ سن سکیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت تک چھوڑ دیں تو پھر جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں اس قدر پڑھ لیا جائے، یا اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھ لیا جائے۔ (بحر[2]) لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔ (خانیہ[3])

مسئلہ (۴۶) ستائیسویں شب کو ختم کرنا مستحب ہے۔ (بحر[4])

مسئلہ (۴۷) اگر اپنی مسجد کا امام قرآن شریف ختم نہ کرے تو پھر کسی دوسرے مسجد میں

---

[1] وثلاث مرات فی کل عشر مرة افضل. البحر الرائق ص ۶۸/ ج۲/ باب الوتر والنوافل، مطبوعہ کوئٹہ، تاتارخانیہ کراچی ص۶۵۸/ج ۱/نوع آخربیان القراءة فی التراویح، المحیط البرهانی ص ۲۵۳/ ج۲/نوع آخرفی بیان القراءة فی التراویح.

[2] وذکر فی المحیط والاختیار ان الافضل ان یقرأ فیها مقدار مالا یؤدی الی تنفیر القوم فی زماننا لان تکثیر الجمع افضل من تطویل القراءة وفی المجتبی والمتأخرون کانو یفتون فی زماننا بثلاث آیات قصار او آیة طویلة حتی لا یمل القوم ولا یلزم تعطیلها وهٰذا حسن وبعضهم اختار واقراءة سورة الفیل الی آخرالقرآن وهٰذا احسن الخ البحرالرائق کوئٹہ ص ۶۸/ ج۲/ باب الوتر والنوافل، الدرالمختارمع الشامی زکریاص۴۹۷، ۴۹۸/ج۲/مبحث صلاة التراویح، تاتارخانیہ کراچی ص ۶۵۹/ج ۱/نوع آخربیان القراءة فی التراویح.

[3] ولو قرأ بعض القرآن فی سائر الصلوات بان کان القوم یملون من القرآن فی التراویح فلا بأس به لکن یکون لهم ثواب الصلاة لا ثواب الختم وقد ذکرنا ان السنة هی الختم فی التراویح، خانیة علی الهندیة کوئٹہ ص ۲۳۸/ ج ۱/ فصل فی مقدار القراءة فی التراویح، تاتارخانیہ کراچی ص ۶۵۹/ج ۱/نوع آخربیان القراءة فی التراویح، حلبی کبیر ص۴۰۷/باب التراویح، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور.

[4] ویختم فی اللیلة السابع والعشرین لکثرة الاخبار انها لیلة القدر، البحر الرائق کوئٹہ ص ۶۸/ ج۲/ باب الوتر والنوافل، تاتارخانیہ کراچی ص ۶۶۰/ج ۱/نوع آخربیان القراءة فی التراویح، المحیط البرهانی ص ۲۵۴/ ج۲/نوع آخربیان القراءة فی التراویح، مطبوعہ المجلس العلمی ڈابھیل.

جہاں پر ختم ہو تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (کبیری[١]) کیونکہ ختم کی سنت وہیں حاصل ہوگی۔

مسئلہ (٤٨) تراویح میں ایک مرتبہ کسی سورۃ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھی زور سے تمام قرآن شریف کی طرح پڑھنا چاہئے، آہستہ پڑھنے سے امام کا تو قرآن شریف پورا ہو جائے گا مگر مقتدیوں کا پورا نہ ہوگا احکام البسلمة[٢]

مسئلہ (٤٩) اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور کچھ حصہ آگے پڑھ کر یاد آیا فلاں آیت چھوٹ گئی ہے تو اسکے پڑھنے کے بعد آگے پڑھے ہوئے حصہ کا اعادہ بھی مستحب ہے۔ (عالمگیری ص ١١٨[٣])

مسئلہ (٥٠) امام نے جب سلام پھیرا تو مقتدیوں میں اختلاف ہوا کہ دو رکعت ہوئی ہیں یا تین تو جس طرف امام کا رجحان ہو اس پر عمل کرے۔ (خانیہ[٤])

---

[١] واذا كان امام مسجد حيه لايختم فله ان يترک الی غيره، كبيری ص٤٠٧/ باب التراويح مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور،عالمگيری كوئٹه ص١١٦/ج١/فصل فی التراويح،تاتارخانيه كراچی ص٦٦٠/ج١/نوع آخر بيان القراء ة فی التراويح.

[٢] لو قرأ تمام القرآن فی التراويح ولم يقرأ البسملة فی ابتداء سورة من السور سوا مافی النملة لم يخرج عن عهدة السنة ولو قرأها سراً خرج عن العهدة لكن لم يخرج المقتدون عن العهدة الخ، احكام القنطرة فی احكام البسملة ص٢٧٣/.

[٣] واذا غلط فی القراء ة فی التراويح فترک سورة او آية وقرأ ما بعدها فالمستحب له ان يقرأ المتروكة ثم المقروء ة ليكون علی الترتيب، عالمگيری كوئٹه ص١١٨/ ج١/ فصل فی التراويح،خانيه علی الهندية كوئٹه ص٢٣٨/ج١/فصل فی مقدارالقراء ة فی التراويح،تاتار خانيه كراچی ص٦٦٠/ج١/نوع آخربيان القراء ةفی التراويح.

[٤] اذا سلم الامام فی ترويحة فقال بعض القوم صلی ثلاث ركعات وقال بعضهم صلی ركعتين يأخذ الامام بما كان عنده ولا يدع علمه بقول الغير خانية علی هامش الهندية كوئٹه ص ٢٣٩/ ج١/ فصل فی الشک فی التراويح،عالمگيری كوئٹه ص١١٧/ج١/فصل فی التراويح، المحيط البرهانی ص٢٦٠/ج٢/نوع آخرفی الشک فی التراويح،مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

مسئلہ (۵۱) کسی چھوٹی سورت کا فصل کرنا دو رکعت کے درمیان فرائض میں مکروہ ہے، تراویح میں مکروہ نہیں۔ (بحر[۱])

مسئلہ (۵۲) اگر مقتدی ضعیف اور سست ہوں کہ طویل نماز کا تحمل نہ کر سکتے ہوں تو درود کے بعد دعا چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں، لیکن درود کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ (عالمگیری[۲])

مسئلہ (۵۳) کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں شریک ہوا کہ امام قراءت شروع کر چکا تھا تو اس کو سبحانک اللّٰھم نہیں پڑھنا چاہئے۔ (کبیری[۳])

مسئلہ (۵۴) اگر مسبوق نے امام کے ساتھ یا امام سے کچھ پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں اور امام کے لفظ السلام کہنے کے بعد سلام پھیرا ہے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (محیط[۴])

---

[۱] وليس فيه كراهة فى الشفع الاول من الترويحة الاخيرة بسبب الفصل بين الركعتين بسورة واحدة لانه خاص بالفرائض البحر الرائق كوئٹه، ص ۶۹/ ج۲/ باب الوتر والنوافل،شامى زكريا ص۴۹۸/ ج۲/ مبحث صلاة التراويح.

[۲] بخلاف ما بعد التشهد من الدعوات فانه يتركها اذا علم انه يثقل على القوم لكن ينبغى ان يأتى بالصلاة على النبى الصلاة والسلام. عالمگيرى كوئٹه، ص۱۱۷/ ج۱/ فصل فى التراويح، البحر الرائق كوئٹه ص ۶۹/ ج۲/ باب الوتروالنوافل،مراقى الفلاح على الطحطاوى مصرى ص۳۳۸/ فصل فى صلاة التراويح.

[۳] واذا ادرك الشارع فى الصلوة عند شروعه الامام وهو اى والحال ان الامام يجهر بالقراءة لاياتى بالثناء بل يستمع وينصت الخ كبيرى ص ۳۰۴/ باب صفة الصلاة. مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور،مجمع الانهر ص۲۵۴/ ج۱/ باب صفة الصلاة، الفصل الاول،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ۳۰۹/ ج۱/ فصل واذا ارادالدخول فى الصلاة الخ.

[۴] واذا سلم المسبوق حين سلم الامام ساهيا بنى على صلاته وعليه سجود السهو واما وجوب سجدة السهو فلأنه حين سلم الامام صارهو كالمنفرد وقد سها حين سلم فيلزمه سجدتا السهو قيل هذا اذا سلم بعد ماسلم الامام فاما اذا سلم مع الامام فلاسهو عليه لان الامام لم يخرج عن الصلوة بعد وكان كانه سها خلف الامام، المحيط البرهانى ص۳۳۵/ ج۲/ نوع آخر متفرقات سجودالسهو ،عالمگيرى كوئٹه ص ۹۱/ ج۱/ الفصل السابع فى المسبوق واللاحق، شامى كراچى ص ۸۲/ ج۲/ مطبوعه زكريا ص ۵۴۷/ ج۲/ باب سجود السهو.

مسئلہ(۵۵) مسبوق اپنی نماز تنہا پوری کرنے کیلئے نہ اُٹھے جب تک کہ امام کی نماز ختم ہونے کا یقین نہ ہو جائے ، (محیط[۱]) کیونکہ بعض دفعہ امام سجدۂ سہو کیلئے سلام پھیرتا ہے، اور مسبوق اس کو ختم کا سلام سمجھ کر اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں فوراً لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہو جانا چاہئے[۲]

مسئلہ(۵۶) اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہوا اور جب ہی امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا پس اگر سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں گیا تھا، اور رکوع میں جھکنے سے پہلے پہلے اللہ اکبر کہہ چکا تھا، اور کمر کو رکوع میں برابر کر لیا تھا، اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا ہے تب رکعت مل گئی تسبیح اگرچہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کر سکا، تو رکعت نہیں ملی، اور اگر تکبیر سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی ہے، تو یہ شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا۔ (محیط[۳])

---

[۱] وینبغی ان یصبر ای لا یقوم بعد التسلیمة او التسلیمتین بل ینظر فراغ الامام بعدھما قال الزندویستی فی النظم یمکث حتی یقوم الامام الی تطوعه اویستند الی المحراب ان کان لا تطوع بعدھا الخ الدر المختار مع الشامی زکریا ص۳۴۸/ ج۲/ مطلب فی احکام المسبوق والمدرک واللاحق، عالمگیری ص۹۱/ ج۱/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق، مطبوعه کوئٹه، المحیط البرھانی ص۱۳۶/ ج۱/ قبیل الفصل الرابع فی بیان مایکرہ للمصلی الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[۲] لو قام الی قضاء ماسبق به وعلی الامام سجد سهو فعلیه ان یعود مالم یقید الرکعة بسجدة، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۳۴۸/ ج۲/ باب الامامة، مطلب فیما لو اتی بالرکوع اوالسجود الخ، عالمگیری کوئٹه ص۹۲/ ج۱ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق، طحطاوی علی المراقی مصری ص۲۵۰/ فصل فیمایفعله المقتدی بعد فراغ امامه الخ.

[۳] قال ابوحنیفة لووقع تکبیرة الافتتاح قائما وھو مستوٍ ایضا صح الشروع وان وقع وھو منحط غیر مستوٍ لایجوز ولو رکع المسبوق وسوی ظهره فی الرکوع صار مدرکا کالرکعة قدر علی التسبیح اولم یقدر وان لم یقدر تسویة الظهر فی الرکوع حتی رفع الامام رأسه فاتته الرکعة الخ المحیط البرھانی ص۱۱۹/ ج۳/ الفصل الثالث والثلاثون فی بیان حکم المسبوق، ومن فروعات ھٰذہ المسئلة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، عالمگیری کوئٹه ص۱۲۰/ ج۱/ الباب العاشر فی ادراک الفضیلة، کبیری ص۲۸۰/ الرابع الرکوع، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاھور.

مسئلہ(٥٧) اگر کوئی شخص رکوع میں آ کر شریک ہوا مگر رکوع اس کو نہیں ملا تب بھی سجدہ میں امام کے ساتھ شریک ہونا اس پر واجب ہے۔ لیکن اگر سجدہ میں شریک نہ ہوا بلکہ سجدہ کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا تب بھی اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (بحر[1])

مسئلہ(٥٨) اگر قیام میں امام کے ساتھ شریک ہوگیا مگر رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا بلکہ سجدہ کے بعد امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا تب بھی رکعت مل گئی۔ (محیط[2])

مسئلہ(٥٩) اگر رکوع میں امام کے ساتھ آ کر شریک ہوا اور صرف ایک ہی تکبیر کہی تب بھی نماز صحیح ہوگئی، اگر چہ اس تکبیر سے رکوع کی تکبیر کی نیت کی ہو اور تکبیر تحریمہ کی نیت نہ کی ہو اس نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔ (فتح القدیر[3]) بشرطیکہ تکبیر کھڑے ہو کر کہی ہو رکوع میں نہ کہی ہو۔

مسئلہ(٦٠) آیت سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے۔ (محیط[4])

---

[1] ثم اعلم انه اذا لم يكن مدركاً للركعة فانه يجب عليه ان يتابع الامام فى السجدتين وان لم يحتسبا له الى قوله وصرح فى الذخيرة بان المتابعة فيهما واجبة ومقتضاه انه لو تركهما لا تفسد صلاته الخ البحر الرائق كوئٹه ص ٧٧/ ج٢/ باب ادراک الفريضة،الدرالمختار مع الشامى زكرياص١٥٧/قبيل قضاء الفوائت ،مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ٢٧١/ باب ادراک الفضيلة.

[2] ولو كبرقبل ركوع الامام ولم يركع معه حتى رفع الامام رأسه ثم ركع هوصارمدركاللركعة، المحيط البرهانى ص١١٩/ج٣/الفصل الثالث والثلاثون فى بيان حكم المسبوق ،ومن فروعات هٰذه المسئلة،مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل،طحطاوى على المراقى مصرى ص ٢٧٠/باب ادراک الفضيلة، عالمگيرى كوئٹه ص١٢٠ / ج١ / الباب العاشر فى ادراک الفريضة.

[3] ومدرک الامام فى الركوع لايحتاج الى تكبيرتين خلافا لبعضهم ولو نوى بتلک التكبيرة الواحدة الركوع لا الافتتاح جاز ولغت نيته. فتح القدير ص ٤٨٣/ ج١ / باب ادراک الفريضة، مطبوعه دارالفكر بيروت،مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ٢٧٠، ٢٧١/باب ادراک الفضيلة، عالمگيرى كوئٹه ١٢٠ /ج١/الباب العاشر فى ادراک الفضيلة.

[4] التالى لآية السجدة تلزمه السجدة بتلاوته اذاكان اهلاً لوجوب الصلوة عليه وكذالک الحكم فى حكم السامع من كان اهلا لوجوب الصلوة عليه تلزمه السجده بالسماع المحيط البرهانى ص٣٦٥/ ج٢/ نوع آخرفى بيان من تجب عليه السجدة ،مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل، عالمگيرى كوئٹه ص١٣٢/ ج١/ الباب الثالث عشرفى سجودالتلاوة البحر الرائق كوئٹه ص١٢٠ / ج٢/ باب سجود التلاوة.

مسئلہ(۶۱) سورۂ حج میں پہلا سجدہ واجب ہے، دوسرا نہیں۔ (محیط[۱])

مسئلہ(۶۲) اگر خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کی مگر سجدہ نہیں کیا نماز میں وہی آیت پڑھی اور سجدہ کیا تو یہ سجدہ دونوں دفعہ کی تلاوت کے لئے کافی ہے، اگر پہلے سجدہ کر لیا تھا، تو اب دوبارہ بھی سجدہ کرنا چاہئے۔ (محیط[۲])

مسئلہ(۶۳) اگر امام نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور کوئی شخص آیت سجدہ سن کر امام کے ساتھ اس سجدہ کے بعد اسی رکعت میں شریک ہو گیا تو اس کے ذمہ سے یہ سجدہ ساقط ہو گیا، اگر اس رکعت میں شریک نہیں ہوا، تو اس کو خارج صلوٰۃ علیحدہ سجدہ کرنا چاہئے۔ (محیط[۳])

مسئلہ(۶۴) آیت سجدہ کے بعد فوراً ہی سجدہ کرنا افضل ہے، لیکن اگر نماز میں آیت

---

[۱] عندنا سجدة التلاوة فى الحج واحدة وهى الاول، المحيط البرهانى ص ۳۶۰/ ج۲/ الفصل الحادى والعشرون فى سجدة التلاوة، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل، طحطاوى على المراقى مصرى ص ۲۹۲/باب سجود التلاوة الخ البحر الرائق كوئٹه ص ۱۱۹ ج۲/ باب سجود التلاوة.

[۲] وان قرأها فى غير صلاة وسجد ثم افتتح الصلاة فى مكانه فقرأها فعليه سجدة اخرى الى قوله وان لم يكن سجد اولا حتى شرع فى الصلاة فى مكانه فقرأها فسجد لهما جميعا اجزأته عنهما فى ظاهر الرواية، المحيط البرهانى ص ۳۷۲/ ج۲/ نوع آخر فى بيان، تكرار آية السجدة، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۳۵/ ج۱/ الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۲۴/ ج۲/ باب سجود التلاوة.

[۳] اذا قرأ الامام آية السجدة فسمعها رجل ليس معه فى الصلاة ثم دخل الرجل فى صلاة الامام فهٰذه المسئلة على وجهين الى قوله الوجه الثانى اذا اقتدى به بعد ما سجد فليس عليه ان يسجدها فى الصلاة كيلا يصير مخالفا للامام وليس عليه ان يسجد ها بعد الفراغ من الصلاة ايضا قالوا تاويل هذه المسئلة اذا ادرك الامام فى آخر تلك الركعة فاما اذا ادرك الامام فى الركعة الاخرى كان عليه ان يسجد ها بعد الفراغ، المحيط البرهانى ص ۳۷۵/ ج۲/ نوع آخر فى سماع المصلى آية السجدة، مطبوعه ڈابهيل، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۵۸۵/ ج۲/ باب سجود التلاوة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۲۲/ ج۲/ باب سجود التلاوة، كبيرى ص ۵۰۱/ القراءة خارج الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

سجدہ کے بعد سجدہ نہ کیا بلکہ رکوع کیا اور اس میں اس سجدہ کی نیت کر لی تب بھی سجدہ ادا ہو جائے گا، اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو اس کے بعد سجدہ نماز سے بلا نیت بھی ادا ہو جائے گا، یہ جب ہے کہ آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھا ہو اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو اب اس سجدہ کا وقت جاتا رہا نہ نماز میں ادا ہو سکتا ہے نہ خارج نماز تو بہ استغفار کرنا چاہئے۔ (محیط[1])

مسئلہ (٦٥) اگر آیت سجدہ جو کہ سورۃ کے ختم پر ہے، پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے، (اس خیال سے کہ سورۃ تو ختم ہو ہی گئی) بلکہ تین آیت کی مقدار پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے۔ (محیط[2])

---

[1] اذاقرأآية السجدة فی صلاتـه وهـی فـی آخرالسورة الاآيات بقين فان شاء ركع لها وان شاء سجد فـاعـلـم بـان هـذه الـمسـئـلة عـلـی اربعة اوجه اما ان كانت السجدة من آخر السورة وبعد ها آيتان الی آخرالسورة فـالـجـواب فيـه مـا ذكرنا انه بالخياران شاء ركع لها وان شاء سجد الی قوله ثم لاخلاف ان ركـوع الصلاة لاينوب بدون النية واما سجدة الصلاة هل تنوب بدون النية، قالوا النية فيها ليست بشرط وسـجدة الصلاة تـقـع عـن الـصلاة والتلاوة بدون النية،فلو انه فی هذه الوجوه لم يركع ولم يسجد علی الـفـورولكن قرأمابقی من السورة اوخرج الی سورة اخری وقرأ منها شيئا ان قرأ بعدها آية اوآيتين يجزئه الـركوع وسجدة الصلاة عن سجدة التلاوة اما اذا قرأ بعدها ثلاث آياًاوكانت اذا قرأثلاث آيات بعد آية السجدة فقد صارت السجدة دينا فی ذمته لفوات محل الاداء لان وقتها وقت وجوبها،المحيط البرهانی ص٣٧٦،٣٧٨/ ج٢/ نـوع آخـر فيما اذا تلاآية السجدة واراد ان يقيم الخ مطبوعه ڈابھیل، عالمگيری كـوئٹه ص١٣٣/ ج ا / الباب الثالث عشرفی سجودالتلاوة، الدرالمختار علی هامش رد المحتار زكريا ص ٨٧، ٥٨٦/ ج٢/ باب سجود التلاوة.

[2] واذا سـجـد يـعـودالـی القيام لانه يحتاج الی الركوع ،والركوع انما يكون عن القيام ويقرأ بقية آيتين ثم يركع ان شاء وان شاء ضم اليها من السورة الاخری آية اخری حتی يصير ثلاث آيات قال الحاكم الشهيد وهو احب الیّ وهٰذه القراء ة بعد السجدة بطريق الندب لابطريق الوجوب حتی انه لـولـم يـقـرأ بـعـدها شيئا اجزأه ويكره ،المحيط البرهانی ص ٣٧٦/ ج٢/نوع آخرفيما اذا تلا آية السـجدة الـخ مـطبـوعـه ڈابھيـل،تـاتـارخـانيـه كراچی ص٧٨٥/ ج ا /نوع آخر فی الركوع مقام السجدة، عالمگيری كوئٹه ص١٣٣/ ج ا / الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة.

چار رکعت تراویح بغیر قعدۂ اولیٰ کے

سوال:-(١) دو رکعت تراویح کی نیت باندھی مگر التحیات کے واسطے دو رکعت کے بعد امام نہیں بیٹھا تیسری کے بعد بیٹھنے لگا تو مقتدی نے تکبیر کہہ کر اٹھا دیا پھر چوتھی کے بعد سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو نہیں کیا، اس صورت میں یہ امور دریافت طلب ہیں۔

(١) دو رکعت کے بجائے چار پڑھی گئیں، بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ امام نے تو دو ہی پوری کیں مگر ہوگئیں چار، یہ چار ہوئیں یا دو باطل ہوگئیں، اور اگر باطل ہوگئیں تو قضا دو کی آئے گی یا چار کی۔

(٢) اس صورت مذکورہ میں سجدۂ سہو آویگا یا نہیں اگر آویگا تو اسکی وجہ بیان فرمائی جائے۔

(٣) اس صورت مذکورہ میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کو لوٹایا جائے گا، یا نہیں۔

(٤) صورت مذکورہ میں دوسرے شفعہ کی نیت نہیں کی امام نے تیسری رکعت کو پہلی سمجھا جب کہ مقتدیوں نے تکبیر کہہ کر اٹھا دیا اگر اس کو یہ معلوم ہوتا کہ میں نے چار پڑھی اور بیچ کی التحیات نہیں پڑھی تو سجدۂ سہو کرتا، کیا بلانیت نماز ہو جاتی ہے، یا بلانیت کے بنا کرنا جائز ہے، اور جائز ہے تو بناء صحیح فاسد پر لازم آوے گی یا نہیں؟

(٥) دیوبند کے اشتہار میں لکھا ہے کہ تراویح میں دو کے بعد بیٹھنا بھول گیا اور چار پڑھ کر سلام پھیرا تو ان کو دو شمار کیا جائے، اس کی کیا صورت ہے، اور صورت بالا میں اور اس میں کیا فرق ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

واراد بالعشرین ان تکون بعشر تسلیمات کما ھو المتوارث یسلم علیٰ رأس کل رکعتین فلو صلی الامام اربعاً بتسلیمة ولم یقعد فی الثانیة فاظھر الروایتین عن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ عدم الفساد ثم اختلفوا ھل تنوب عن تسلیمة او تسلیمتین قال ابو اللیث تنوب عن تسلیمتین وقال ابو جعفر وابن

الفضل تنوب عن واحدة فهو الصحيح كذا فى الظهيرية والخانية وفى المجتبىٰ وعليه الفتوىٰ ولو قعد علىٰ راس الركعتين فالصحيح انه يجوز عن تسليمتين وهو قول العامة (بحر ص ٦٧/ ج ٢)[1] (قوله ثم اختلفوا الخ) قال الرَّملى اقول علىٰ القولين يجب سجود السهو فتامل (منحة[2] الخالق)

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اظہر روایت شیخین کی یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی اور مفتی بہ قول کے مطابق یہ دو رکعتیں ہوئیں، اور شفعۂ اولیٰ فاسد ہو گیا، اس کا اعادہ لازم ہے۔

(۲) سجدۂ سہو لازم آئے گا، لمامر فى الجواب الاول.

(۳) پہلے شفعہ میں جو پڑھا گیا ہے اسکا لوٹانا مستحب ہے، کیونکہ پہلا فاسد ہوا ہے:

اذا صلى الامام اربع ركعات بتسليمة واحدة ولم يقعد فى الثانية فى القياس تفسد صلوٰته وهو قول محمَّدؒ وزفرؒ ويلزمهٗ قضاء هٰذه التسليمة وهو رواية عن ابى حنيفةؒ وفى الاستحسان وهو اظهر الروايتين عن ابى حنيفة وابى يوسفؒ لا تفسد تسليمة واذا لم تفسد اختلفوا فى قول ابى حنيفةؒ وابى يوسفؒ انها تنوب عن تسليمة او تسليمتين قال الفقيه ابوالليث تنوب عن تسليمتين لان الاربع لما جاز وجب ان ينوب عن تسليمتين كمن اوجب علىٰ نفسه ان يصلى اربع ركعات بتسليمتين فصلى اربعاً بتسليمة واحدة ذكر فى الامالى عن ابى يوسفؒ انه يجوز فكذا هٰهنا وكذا الوصلى الاربع قبل الظهر ولم يقعد على رأس الركعتين جاز استحساناً وقال الفقيه ابو جعفرؒ والشيخ الامام ابوبكر محمّد بن الفضل فى التراويح تنوب الاربع عن تسليمة واحدة وهو الصحيح لان القعدة علىٰ رأس الثانية فرض فى التطوع فاذا تركها كان ينبغى ان تفسد صلوٰته اصلاً كما هو وجه القياس وانما جاز استحساناً فاخذنا بالقياس وقلنا بفساد

[1] البحرا لرائق ص ٦٧/ ج ٢/ باب الوتر والنوافل مطبوعه كوئٹه.

[2] منحة الخالق على هامش البحر الرائق ص ٦٧/ ج ٢/ باب الوتر والنوافل مطبوعه كوئٹه.

الشفع الاول واخذنا بالاستحسان فی حق بقاء التحریمة واذا بقیت التحریمة صح شروعه فی الشفع الثانی وقد اتمها بالقعد فجاز عن تسلیمة واحدة. (فتاویٰ قاضی خان[1] ج ۱/ ص ۱۱۲/) واذا فسد الشفع من التراویح وقد قرأ فیه هل یعتد بما قراء قال بعضهم لا یعتد لیحصل الختم فی الصلوٰت الجائزة وقال بعضهم یعتد بتلک القرأة لان المقصود هو القرأة ولا فساد فی القرأة (خانیة[2] ج ۱/ ص ۱۱۲/)

(۴)عن ابی بکر الاسکاف انه سئل عن رجل قام الیٰ الثالثة فی التراویح ولم یقعد فی الثانیة قال ان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود ویقعد ویسلم ما لم یقید الثالثة بالسجدة وان لم تذکر بعد ما رکع للثالثة وسجد فان اضاف الیها رکعة اخریٰ فان هٰذه الاربع عن ترویحة واحدة یعنی عن الرکعتین.(خانیة[3] ج ۱/ ص ۱۱۳/)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تراویح میں شفعۂ ثانیہ کے لئے کھڑا ہوجانا بغیر شفعۂ اولیٰ کا قعدہ کئے اور بغیر شفعۂ ثانیہ کی نیت کئے ہوئے بھی شفعۂ ثانیہ کے شروع کے لئے صحیح ہے اگرچہ قعدہ نہ ہونے کی وجہ سے شفعہ اولیٰ فاسد ہوجائے گا، لیکن شفعۂ اولیٰ کا تحریمہ باقی رہنے کی وجہ سے شفعۂ ثانیہ کی بناء صحیح ہوگی، کما هو مصرح فی الجواب الثالث. بحر[4] ص ۵۷/ ج ۲/ میں بھی اس کی تصریح ہے۔

(۵) دیوبند کا اشتہار میرے پاس نہیں، اس لئے بغیر دیکھے اسکے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا، صورت مسئولہ کا حکم تفصیل سے لکھ دیا ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۲/ ذیقعدہ ۵۷ھ

---

[1] خانیة علی هامش الهندیة کوئٹه ص ۲۴۰، ۲۳۹/ ج ۱/ فصل فی السهو فی التراویح، باب التراویح.
[2] خانیة علی هامش الهندیة کوئٹه، ص ۲۳۸/ ج ۱/ فی مقدار القرأة فی التراویح.
[3] خانیة علی هامش الهندیة کوئٹه، ص ۲۴۰/ ج ۱/ فصل فی السهو فی التراویح.
[4] البحر الرائق کوئٹه ص ۵۹/ ج ۲/ باب الوتر والنوافل،هندیه کوئٹه ص ۱۱۸/ ج ۱/الباب التاسع فی النوافل ،فصل فی التراویح.

مقتدیوں کو آٹھ رکعت پڑھانے کے بعد امام کا اپنی تراویح پوری کرنا

سوال:- ایک امام پہلے اہلِ حدیث کو تراویح آٹھ رکعت پڑھا کر وتر پڑھا دیتا ہے اس کے بعد بارہ رکعت اپنی علیحدہ پوری کر لیتا ہے، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تراویح ان کو آٹھ رکعت پڑھ کر بقیہ بارہ رکعت خود پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۷/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند

تراویح ایک سلام سے چار رکعت

سوال:- امام نے دو رکعت کی نیت کی اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا اور مقتدیوں نے یاد دلایا لیکن امام نے کچھ نہیں سنا بلکہ قصداً پوری کر دی، اب یہ معلوم کرنا ہے کہ نماز ہوئی یا نہیں؟ جب کہ امام نے قعدۂ اخیرہ جو کہ فرض تھا اس کو ترک کر دیا، دوسری بات یہ معلوم کرنی ہے کہ ایسی صورت میں تراویح کی دو رکعت شمار ہوں گی یا چار رکعت شمار ہوں گی؟

---

[1] ووقتها بعد صلاة العشاء الى الفجرقبل الوتر وبعده فى الاصح فلو فاته بعضها وقام الامام الى الوتر،اوترمعه ثم صلى مافاته (الدرمع الرد كراچى ص ۴۴/ج ۲/باب الوتروالنوافل ، مبحث صلاة التراويح،هنديه كوئٹه ص ۱۱۷/ج ۱/الباب التاسع فى النوافل ،فصل فى التراويح،حلبى كبير ص ۴۰۴/ فصل فى النوافل،تراويح طبع لاهور.

الجواب حامداًومصلیاً

دورکعت پرقعدہ نہ کرنے سے یہ دورکعت فاسد ہوگئی مگرتحریمہ باقی ہے، اسپر دورکعت کی بناء کی یہ صحیح ہوگی، لہٰذا ان چاررکعات میں سے اخیر کی دورکعت صحیح ہوگئی۔[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۹/۸۹ھ

تراویح فرض سے پہلے

سوال:- اگرکوئی شخص عشاء کی فرض نماز نہ پڑھے اورتراویح کی جماعت ہورہی ہو تووہ شخص فرض پڑھنے سے پہلے جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

عشاء کی فرض نماز پڑھنے سے پہلے تراویح پڑھنا درست نہیں، نہ تنہا پڑھے، نہ تراویح کی جماعت میں شریک ہو۔ کذا فی الدر المختار[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] قال الفقيه ابوجعفر في التراويح تنوب عن الاربع عن تسليمة واحدة وهو الصحيح لان القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع فاذا تركها كان ينبغي ان تفسد صلاته اصلا كما هو وجه القياس وانما جاز استحسانا فاخذنا بالقياس وقلنا بفساد الشفع الاول واخذنا بالاستحسان في حق بقاء التحريمة واذا بقيت التحريمة صح شروعه في الشفع الثاني وقد اتمها بالقعدة فجاز عن تسليمة واحدة خانية على هامش الهندية ص ۲۴۰/ ج ۱/ فصل في السهو في التراويح، باب التراويح مطبوعه كوئٹه،هنديه كوئٹه ص۱۱۷/ج ۱/الباب التاسع في النوافل فصل في التراويح،محيط برهاني ص۲۵۸/ج۲/الفصل الثالث عشر التراويح والوتر نوع آخرفيما اذا صلى الامام ترويحة واحدة بتسليمة واحدة،طبع مجلس علمى گجرات.

[۲] ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة لانها تبع الخ الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۴۹۹/ ج۲/باب الوتروالنوافل، مبحث صلاة التراويح،طحطاوى على المراقى ص۳۳۸/فصل في صلاة التراويح،مطبوعه مصر،حلبى كبيرص ۴۱۰/فصل في النوافل ،تراويح،طبع سهيل اكيڈمى لاهور.

تراویح کو ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ پڑھنا

سوال: –اذاصلی رجل بالناس وهو امام الصلوة التراويح فهل يجوزلهٔ ان يصلی تلک الصلوة فی مکان اخری جماعة وهذه العادة قدتجری فی مدارس فی بلاد الشافعين؟

الجواب حامداًومصلیاً

يجوزلهٔ الاقتداء فی مسجد اخروليس لهٔ ان يوم فيهااذااصلی مرة۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فرض گھر پڑھ کر تراویح مسجد میں پڑھنا

سوال :- ایک شخص پابند صلوٰۃ وصوم محض ماہِ رمضان المبارک میں اپنے گھر پر نمازِ تراویح کے اہتمام کے ساتھ بعض مجبوریوں کے تحت نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ گھر پر ہی ادا کر لیتا ہے کیونکہ عام طور پر مسجد سے گھر واپس آنے میں تراویح ساتھ پڑھنے والے نمازی مسجد میں رہ جاتے ہیں تو ایسی صورت میں کیا ایسے شخص پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک جس میں آپ نے گھر میں نماز پڑھنے والوں کیلئے انکے گھروں میں آگ لگا دینے کو فرمایا ہے وعید عائد ہوتی ہے اور فرض عشاء گھر پر اداء کرنا کیسا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ وعید تو ایسے لوگوں کے حق میں ہے جو لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے جماعت کا

---

[1] امام يصلی التراويح فی مسجدين فی کل مسجد علی الکمال لايجوز کذا فی المحيط والمقتدی اذا صلاها فی مسجدين لابأس به هنديه کوئٹه ج ۱/ص ۱۱۶/الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراويح،حلبی کبير ص ۴۰۸/فصل فی النوافل،تراويح،طبع سهيل اکيڈمی لاهور.

اہتمام نہیں کرتے تھے، صورتِ مسئولہ میں اگر کوئی مجبوری ایسی ہے جسکی وجہ سے شریعت نے ترکِ جماعت کی اجازت دی ہے تو یہ شخص اس وعید میں داخل نہیں[۱] ہوگا، بغیر مجبوری کے جماعتِ مسجد کو ترک کردینا بڑی محرومی ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۹۴ھ

سخت گرمی کی وجہ سے خارج مسجد میں تراویح

سوال:- جس مسجد کا صحن مسجد میں داخل نہ ہو تو اگر سخت گرمی کی وجہ سے مصلی پریشان ہوتے ہوں، تو اس صورت میں صحنِ مسجد میں تراویح پڑھنے میں تو کوئی حرج نہیں، اور موجودہ صورت میں ثواب میں کسی قسم کی کمی تو نہ ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو جگہ مسجد نہیں وہاں تراویح پڑھنے سے تراویح کی فضیلت تو حاصل ہوجائیگی، لیکن سنت کفایہ مسجد میں حاصل نہ ہوگی، اور مسجد میں پڑھنے کا ستائیس درجہ ثواب ہے، وہ نہیں ملے گا۔ (کبیری ص: ۳۸۴[۳]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وفی روایة یصلون فی بیوتهم لیست بهم علة فیکون الوعید علی ترک الجماعة بغیر عذر الخ (مرقاة ص۶۷/ ج۲/ باب الجماعة، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی) حلبی کبیر ص۵۰۸/ فصل فی الامامة، مطبوعه لاهور.

[۲] ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی هذا المتخلف فی بیته لترکتم سنة نبیکم ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم الخ رواه مسلم (مشکٰوة شریف ص۹۷/) باب الجماعة، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، وان صلی احد فی بیته بالجماعة حصل لهم ثوابها وادرکوا فضلها ولکن لم ینالوا افضل الجماعة التی تکون فی المسجد، حلبی کبیر ص۴۰۲/ فصل فی النوافل، تراویح، طبع لاهور.

[۳] ان الجماعة فیها سنة علی سبیل الکفایة حتی لو ترک اهل محلة کلهم الجماعة وصلوا فی بیوتهم فقد ترکوا السنة وقد اساؤا فی ذلک وان اقیمت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

پیچھے رہ جانے والوں کا تراویح کی نماز جماعت سے ادا کرنا

سوال:- اگر تراویح کی جماعت ہوگئی اور کچھ آدمی رہ گئے تو وہ لوگ مسجد کے علاوہ دوسری جگہ جماعت سے تراویح کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں پڑھ سکتے ہیں[۱]، یہ جماعتِ ثانیہ نہیں جس کو منع کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۹۰ھ

رہی ہوئی تراویح وتر کے بعد

سوال:- جس شخص کی تراویح کی نماز دو چار رکعت رہ گئی وہ امام کے ہمراہ باجماعت وتر پڑھ لے اور اس کے بعد باقی تراویح نماز پڑھ لے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دو چار رکعت تراویح کی باقی رہ گئی اور وتر کی جماعت میں شرکت کر کے وتر کے بعد

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) التراويح في المسجد بالجماعة وتخلف عنها رجل من افراد الناس وصلى في بيته بالجماعة حصل لهم ثوابها وادركوا فضلها ولكن لم ينالوا فضل الجماعة التي تكون في المسجد لزيادة فضيلة المسجد وتكثير جماعته واظهار شعائر الاسلام،وهكذا في المكتوبات اى الفرائض لو صلى جماعة في البيت على هيئة الجماعة في المسجد نالوا فضيلة الجماعة وهي المضاعفة بسبع وعشرين درجة لكن لم ينالوا فضيلة الجماعة الكائنة في المسجد، (كبيرى ص ۴۰۲/ باب التراويح، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)البحرالرائق ص ۶۸/ج ۲/ باب الوتر والنوافل ،مطبوعه الماجديه كوئٹه،عالمگيرى كوئٹه ص ۱۱۶/ج ۱/فصل فى التراويح مطبوعه كوئٹه،شامى كراچى ص ۴۵/ج ۲/باب الوتروالنوافل،مبحث صلوة التروايح.

[۱] وان صلى احد في البيت بالجماعة لم ينالوا افضل جماعة المسجد الخ شامى زكريا ص ۴۹۵/ ج ۲/ مبحث صلاة التراويح كبيرى ص ۴۰۲/ باب التراويح مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور،البحر الرائق ص ۶۸/ج ۲/الوتروالنوافل مطبوعه الماجديه كوئٹه.

رہی ہوئی تراویح پڑھ لے تب بھی درست ہے، (کذا فی العالمگیری[1]) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۷/۹۰ھ

جس نے فرض عشاء جماعت سے نہ پڑھی تو وہ تراویح اور وتر کیسے پڑھے؟

سوال:- جو شخص عشاء کی فرض نماز نہ پڑھ سکا ہو تو کیا وہ تراویح اور وتر کی نماز جماعت سے ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ اب رمضان میں بہت سے لوگ عذر کی وجہ سے مسجد میں تاخیر سے آتے ہیں، اور فرض نماز جماعت ان کے آنے سے قبل ہو جاتی ہے، تو اب وہ فرض نماز علیحدہ سے پڑھے گا اور تراویح و وتر میں جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے گا، کسی ایک مدرسہ کا اشتہار آیا ہوا ہے، اس میں یہ درج ہے کہ جو عشاء فرض با جماعت نہ پڑھ سکتا ہو وہ وتر کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے اور حوالہ ''شامی'' کا دے رکھا ہے، عبارت یہ ہے ''**اذا لم یصل الفرض معہٗ لم یتبعہ فی الوتر**'' (شامی مصری ص۵۲۳/) یہ حوالہ اسی اشتہار میں درج ہے تو اس عبارت کا مطلب کیا ہے، معہٗ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے، اگر فرض نماز کوئی با جماعت ادا کرے وتر کو الگ پڑھا جائے اور اس کے جواز عدم جواز بحوالہ کتب مع عبارت تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام اعظمؒ کے نزدیک وتر نماز مستقل نماز ہے، اس کی جماعت عشاء کی جماعت کے

---

[1] **واذا فاتتہ ترویحۃ او ترویحتان فلوا اشتغل بھا یفوتہ الوتر بالجماعۃ یشتغل بالوتر ثم یصلی مافاتہ من التراویح (الھندیۃ ص۱۱۷/ ج۱/) فصل فی التراویح، مطبوعہ کوئٹہ، الدر المختار علی الشامی کراچی ص۴۴/ج۲/مبحث صلاۃ التراویح، المحیط البرھانی ص۲۶۳/ج۲/الفصل الثالث عشر نوع آخر فی قضاء التراویح، النھر الفائق ص۳۰۶/ج۱/باب الوتر والنوافل مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، حلبی کبیری ص۴۱۰/مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.**

تابع ہے، جو شخص جماعت فرض عشاء میں شریک نہیں ہوسکا، وہ جماعت وتر میں شریک ہوسکتا ہے، جب مسجد میں عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی گئی اور کوئی شخص متخلف رہ گیا، بعد میں آیا تو وہ تنہا فرض پڑھ کر تراویح کی جماعت میں شریک ہوجائے "ولوتركوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا لتراویح جماعة لانها تبع فمصليه وحده يصليها معه ولو لم يصليها ای التراويح بالامام او صلها مع غيره له ان يصلى الوتر معه لوتركها الكل يصلون الوتر بجماعة فليراجع "(درمختار[1]) قوله فليراجع ففيه التعليل بقولهم لانها تبع ان يصل الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه ليس بتبع للتراويح ولاللعشاء عند الامام رحمه الله ،انتهی طحطاوی[2] ص۷ ۲۹ / شامی کی رائے کے مقابلہ میں اس مسئلہ میں طحطاوی کی رائے مقدم ہے، کیونکہ قواعد امام کے موافق ہے، مجموعہ الفتاوی[3] ج۱/ص۲۰۵/ میں ہے "وفی مختصره اذالم یصل الفرض مع امام قيل لايتبعه فی التراويح ولافی الوتر وكذا اذا لم يصل مع التراويح لايتبعه الوتر والصحيح انه يجوزان يتبعه فی ذالک كله، كبيری شرح منية المصلی[4] ص ۱ ۲۹ /لودخل بعد ماصل الامام الفرض وشرع فی التراويح فانه يصل الفرض اولاوحدهٔ ثم يتابعه فی التراويح. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تراویح کے معروفات ومنکرات

سوال:-تراویح کا مسنون طریقہ لکھ دیں اور ساتھ ہی تراویح کے منکرات بھی لکھ دیں۔

---

[1] الدرمع الرد كراچی ج۲/ص۴۸/باب الوتروالنوافل،مبحث صلاة التراويح،قوله بقی الخ الذی يظهران جماعة الوتر تبع لجماعة التراويح وان كان الوتر نفسه اصلافی ذاته الخ شامی حواله بالا.

[2] طحطاوی علی الدرج ۱/ص۲۹۷/باب الوتروالنوافل ،طبع دارالمعرفة بيروت.

[3] مجموعه الفتاوی علی هامش الخلاصة ج ۱/ص۱۲۴/كتاب الصلاة،طبع لاهور.

[4] حلبی كبيری ص۴۱۰/فصل فی النوافل،تراويح،فروع طبع سهيل اكيڈمی لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً

بیس رکعات ہر دو رکعت پر سلام، ہر چار رکعت پر وقفہ، پورا قرآن پاک ختم، کسی ایک سورت کے شروع میں بسم اللہ جہراً جو چیزیں سنت کے خلاف ہوں، یا نو ایجاد ہوں وہ سب منکرات ہیں، آپکو جس چیز کے متعلق دریافت کرنا ہو کرلیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دعاء ترویحات سے متعلق اشتہار کی تحقیق

سوال:- بعض ثقہ اور مشہور اشتہاروں میں تراویح کے ترویحہ کی مسنون دعاء کے عنوان سے منتخب از احادیث صحیحہ یہ دعاء لکھی ہے: **سبحان الملک القدوس سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الّذی لاینام ولایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملٰئکۃ والروح لا الٰہ انت استغفرک واسئلک الجنۃ واعوذ بک من النار اللھم اجرنی من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر.** اور بعض اشتہاروں میں بڑی لمبی

---

[۱] وهى عشرون ركعة بعشر تسليمات يجلس بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر والختم مرة سنة ويجتنب المنكرات هذرمة القرأة الخ الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص۴۹۵، ۴۹۹/ ج۲/ مبحث صلاة التراويح، مجمع الانهر ص ۲۰۲، ۲۰۳/ج ۱/ باب الوتر والنوافل، فصل التراويح الخ، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، تبيين الحقائق مع الكنز ص۱۸۷/ج ۱/باب الوتر والنوافل، مطبوعه امداديه ملتان، لوقرأ تمام القرآن فى التراويح ولم يقرأ البسملة فى ابتداء سورة من السورسوامافى النملة لم يخرج من عهدة السنية، ولوقرأها سراً خرج من العهدة لكن لم يخرج المقتدون عن العهدة، احكام القنطرة فى احكام البسملة ص۲۷۳/مطبوعه كراچى مع مجموعه رسائل اللكنوى ص ۱۷ج ۱/ادارة القرأن، سعايه ص ۱۷۰/ج ۲/التحقيق اخفاء التسمية مطبوعه لاهور.

دعا درج ہے، خلفاء اربعہ کے نام اوران کے القاب کلمات جن سے دعا، دعانہیں رہتی لکھے ہیں ترویحہ میں بعض جگہ تو سب مل کر پڑھتے ہیں اور بعض جگہ مؤذن کے ذمہ ہے کہ وہ تنہا یا دوچار آدمیوں کوشریک کرکے بڑے زور کی آواز سے یہ لمبی دعاء پڑھے وہ عبارت یہ ہے تراویح میں پڑھنے کی تسبیحات، تراویح سے پہلے پکارکر مؤذن کے ذمہ ہے، کہ یوں پکارے الصلٰوۃ سنۃ التراویح رحمکم اللّٰہ پھرلکھاہے، کہ پہلے دوگانہ ترویحہ کے بعداس دعا کوایک بار پڑھیں: فضل من اللّٰہ ونعمۃ ومغفرۃ ورحمۃ وعافیۃ وسلامۃ لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد خواجۂ عالم صلوٰۃ کے بعد پہلی ترویحہ کے یہ تسبیح تین بار پڑھیں، کلمہ شہادت پڑھیں، دعاء مانگنے کے بعد یوں کہیں: العبد محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر خواجۂ عالم صلوٰۃ.

(۲) دوسری ترویحہ کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھیں: اللھم صل علٰی محمد وعلٰی جمیع الانبیاء والمرسلین والملٰئکۃ المقربین وعلی کل ملک برحمتک یا ارحم الراحمین دعاء مانگنے کے بعد یہ دعا ایک بار پڑھیں: خلیفۃ رسول اللّٰہ خیر البشر بعد الانبیاء بالتصدیق والتحقیق امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد ولا حول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم غرض اس طرح سب خلفاء کے نام تسبیحات کے نام سے مروج ہیں تراویح کے ختم ہونے کے بعد استغفار غیر ثابت لفظوں میں پڑھنے کو بتلایا ہے پھر خاتمہ پر ان اشتہاروں میں سب پڑھنے کے بعد مثل سابق ایک بار بتلایا یہ پڑھنے کو، اسد اللّٰہ الغالب مظھر العجائب والغرائب امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب لا الٰہ اللّٰہ اکبر وغیرہ شرعاً اس کے بارہ میں جواب مرحمت فرمائیں کہ اس کا پڑھنا کیسا ہے؟ اور کیا یہ ثابت ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ خاموش بیٹھے یا تلاوت کرے یا درود

شریف پڑھے یا تسبیح واستغفار پڑھے، مکہ مکرمہ کے حضرات کا معمول تھا کہ وہ ہر چار رکعت کے بعد ایک طواف کرتے اور دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے، مدینہ طیبہ کے حضرات ہر چار تراویح کے بعد جداگانہ چار چار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے[1] کلمات ذیل شامی میں منقول ہیں:

قال القهستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لایموت سبوح قدوس رب الملٰئکة والروح لا اله الا اللّٰه نستغفر اللّٰه نسألک الجنة ونعوذبک من النار کما فی منهج العباد ا هـ (شامی[2] ص ۴۷۴/ ج ١/)

جو طریقہ ہر تراویح کے بعد مسئولہ کلمات اور اجتماعی دعاء کا سوال میں تحریر ہے، وہ کتب شرعیہ مستندہ میں نہیں ہے، بلکہ خصوصی مقامات پر کچھ لوگوں نے غالباً روافض وغیرہ کی تردید ومخالفت کے لئے ایجاد کیا ہے اور اس کو ماثور ومنقول کی حیثیت دے دی اس کو ترک کرنے کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٠/ ٧/ ۹۴ھ

---

[1] ویجلس ندبا بین کل اربعة بقدرها وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءةٍ وسکوت وصلاة فرادیٰ،قال الشامی واهل مکة یطوفون واهل المدینة یصلون أربعاً الخ، درمختار مع الشامی کراچی ص ۴٦/ ج ٢/ مبحث صلاة التراویح، زکریا ص ۴۹٦/ ج ٢/ ثم هم مخیرون فی حالة الجلوس ان شاؤاسبحوا وان شاؤ اقعدوساکتین واهل مکة یطوفون اسبوعاً ویصلون رکعتین اوهل المدینة یصلون اربع رکعات فرادی الخ عالمگیری ص ١١۵/ ج ١/ فصل فی التراویح ،المحیط البرهانی ص ٢۵٠/ ج ٢/ الفصل الثالث عشرفی التراویح الخ النوع الاول الخ مطبوعه ڈابھیل،تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق ص ١٨٠/ ج ١/ باب الوتروالنوافل قبیل باب ادراک الفریضة مطبوعه امدادیه ملتان،حلبی کبیری ص ۴٠۴/ باب الوتراوالنوافل، التراویح،مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] شامی کراچی ص ۴٦/ ج ٢/ مبحث صلاة التراویح، شامی زکریا ص ۴۹٧/ ج ٢/.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ثانی : تراویح میں قراءت کی کیفیت

تراویح میں بسم اللہ کی حیثیت

سوال:-ختم تراویح میں سورتوں کے درمیان بسم اللہ الخ پڑھنا جہراً یا سراً اس میں اختلاف ہے، یا نہیں؟ نیز ہر سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ الخ پڑھنا ضروری ہے یا ایک سورۃ کی ابتدا میں پڑھنا کافی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم یہ ایک آیت ہے جو کہ دو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے نازل ہوئی ہے، سورہ الحمد یا کسی دوسری سورۃ کی پہلی آیت نہیں: وھی اٰیة واحدة من القراٰن انزلت للفصل بین السور ولیست من الفاتحة ولا من کُلّ سُورَةٍ (درالمختار[1]) خارجِ نماز ہر سورۃ سے پہلے اس کا پڑھنا مسنون ہے[2]، نماز میں الحمد سے پہلے پڑھنا سراً

---

[1] الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص ۱۹۳ / ج ۲ / باب صفة الصلاة، مطلب قرأة البسملة بین الفاتحة والسورة الخ، المحیط البرھانی ص ۱۱۳ / ج ۲ / الفصل الثالث فی مایفعله بعد الشروع فی الصلاة، مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانیه ص ۵۳۵ / ج ۱ / الفصل الثالث فی بیان مایفعله المصلی الخ طبع کراچی. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسنون ہے، الحمد کے بعد جو سورۃ پڑھی جائے، اس کے شروع میں پڑھنا مسنون نہیں نہ سراً نہ جہراً[۱] جب قرآن پاک تراویح میں ختم کیا جائے، تو کسی ایک سورۃ کے شروع میں اس کو جہراً پڑھنا چاہئے، اگر سراً پڑھا تو مقتدیوں کا قرآن شریف تمام نہیں ہوگا، ایک آیت کی کمی رہ جائے گی[۲]۔ اسکے احکام کی تفصیل اگر مطلوب ہوتو حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی کا رسالہ "احکام القنطرہ فی احکام البسلمۃ" مطالعہ فرمائیں اس میں جزئیات اور اختلاف مبسوط ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۸/۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۸/۸ھ

ہر سورہ پر بسم اللہ

سوال:-عبداللہ نے تراویح میں قرآن کریم اس طرح پر سنایا کہ ہر سورۃ شریف سے

(**گذشتہ کا بقیہ**) [۲] یسن لمن قرأ سورة تامة ان يتعوذ ويسمى قبلها الخ طحطاوى ص ۲۱۰/ فصل فى بيان سننها، مطبوعه مصر، شامى كراچى ص ۴۹۰/ ج ۱/ كتاب الصلوة فصل فى تاليف الصلوة الخ قبيل مطلب لفظة الفتوى اكد الخ سعاية ص ۱۶۷/ ج ۲/ باب صفة الصلوة، التعوذ، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] سمى سرا فى كل ركعة ولو جهرية لاتسن بين الفاتحة والسورة مطلقا ولو سرية (درمختار مع الشامى نعمانيه ص ۳۲۹، ج ۱/ مطبوعه زكريا ص ۱۹۲/ ج ۲/ باب صفة الصلاة. مطلب قرأة البسملة بين الفاتحة والسورة، مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۲۱۰/ كتاب الصلوة فصل فى بيان سننها، مطبوعه مصرى، تبيين ص ۱۱۲/ ج ۱/ باب صفة الصلوة مطبوعه امداديه ملتان، المحيط البرهانى ص ۱۱۴/ ج ۲/ الفصل الثالث فى مايفعله المصلى الخ مطبوعه ڈابهيل.

[۲] لو قرأ تمام القرآن فى التراويح ولم يقرأ البسملة فى ابتداء سورة من السور سواء ما فى النمله لم يخرج عن عهد السنية ولو قرأها سراً خرج عن العهدة لكن لم يخرج المقتدون عن العهدة احكام القنطرة فى احكام البسملة ص ۲۷۳/ سعاية ص ۱۷۰/ ج ۲/ باب صفة الصلوة، التحقيق اخفاء التسمية، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

پہلے بسم اللہ بالجہر پڑھی اور جب سورۃ والضحیٰ کو پہنچا تو ہر سورۃ شریف کے بعد والناس تک تکبیرات پڑھیں، دریافت کرنے پر اسنے کہا اگرچہ میں حنفی المذہب ہوں لیکن میں قراءت میں جس امام کی قراءت پڑھتا ہوں انکا پیرو ہوں، انکا طریقہ یہی ہے، جسکو ائمہ قراءت نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے، میں انکا اتباع کرتے ہوئے بسم اللہ بین السورتین اور تکبیرات در آواخر السور از والضحیٰ تا والناس پڑھیں، چونکہ مذہب کی کسی مستند کتاب میں اسکی ممانعت میری نظر سے نہیں گذری ہے، اسلئے میں اپنے طریقہ پر اچھی طرح ثابت ہوں اب دریافت طلب یہ تین امر ہیں، (١) بسم اللہ بالجہر بین السور قرآن مجید سنانے والے کو نماز میں پڑھنا چاہئے یا نہیں، (٢) تکبیرات کا پڑھنا قرآن مجید سنانے والے کو نماز میں اور پھر خاص کر نوافل میں ائمہ مذاہب کے نزدیک جائز ہے، یا نہیں، (٣) ائمہ قراءت سے معتبر کتابوں میں جو کچھ منقول ہے، اس پر عمل کرنا کیا حکم رکھتا ہے، جواب مدلل بحوالہ کتاب ہو۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص تمام کلام اللہ تراویح میں سنائے اسکو کسی ایک سورت کے شروع میں بسم اللہ شریف بالجہر پڑھنا چاہئے، ورنہ ختم قرآن شریف کی سنت ادا نہیں ہوگی اگر آہستہ پڑھیگا تو مقتدیوں کا قرآن شریف پورا نہیں ہوگا، بلکہ ایک آیت کی کمی رہ جائیگی: **لو قرأ تمام القرآن في التراويح ولم يقرأ البسملة في ابتداء سورة من السور سواء ما في النملة لم يخرج عن عهدة السنية ولو قرأها سراً خرج عن العهدة لكن لم يخرج المقتدون عن العهدة اهـ (احكام القنطرة ص ٢٧٣ ر**[1] ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ شریف کو بالجہر پڑھنا حتی کہ اگر ایک رکعت میں متعدد سورتیں بالجہر پڑھے تو انکے درمیان بالجہر پڑھنا خلاف سنت ہے، اور ایسی صورت میں آہستہ بھی نہ پڑھے البتہ اگر قراءت بالسر پڑھے تو ہر سورت کے شروع

[1] احكام القنطر في احكام البسملة ص ٢٧٣ /وسعاية ص ١٧٠ /ج ٢ /باب صفة الصلوة، التحقيق اخفاء التسمية ،مطبوعه سهيل لاهور.

میں بسم اللہ پڑھنا احسن ہے، بسم اللہ شریف حنفیہ کے نزدیک نہ سورۂ فاتحہ کا جزو ہے، نہ ہر سورۃ کا بلکہ کلام اللہ شریف کی ایک آیت ہے، جو سورتوں کے درمیان فصل کیلئے نازل ہوئی ہے:

وتسن التسمية اول كل ركعة قبل الفاتحة اهـ مراقی الفلاح وهی اٰية واحدة من القرآن انزلت للفصل بين السور وليست من الفاتحة ولا من كل سورة مختصراً (طحطاوی[1] ص ١٤١/) قال الجصاص واختلفوا فی تكرارها فی كل ركعة وعند افتتاح السورة فروىٰ ابويوسف عن ابی حنيفة انه يقرأها فی كل ركعة مرة واحدة عند ابتداء قرأة فاتحة الكتاب ولا يعيدها مع السورة عند ابی حنيفةؒ وابی يوسف وقال محمدؒ والحسنؒ ابن زياد عن ابی حنيفة اذا قرأها فی اول ركعة عند ابتداء القراء ة لم يكن عليه ان يقرأها فی تلك الصّلٰوة حتی يُسلم وان قرأها مع كل سورة فحسن وروىٰ هشام عن ابی يوسفؒ قال سألت ابا حنيفة عن قراء ة بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم قبل فاتحة الكتاب وتجديدها قبل السورة اللتی بعد فاتحة الكتاب فقال ابوحنيفةؒ يجزيه قرأتها قبل الحمد وقال ابويوسفؒ يقرأها فی كل ركعة قبل القرأة مرة واحدة ويعيدها فی الاخری ايضاًقبل فاتحة الكتاب بعدها اذا ارادان يقرأ سورة قال محمدؒ فان قرأ سورا كثيرة وكانت قراته ويخفيها قرأها عند افتتاح كل سورة وان كان يجهر بها لم يقرأها لانه فی الجهر يفصل بين السورتين بسكتة اهـ (احکام القرآن[2] ج١/ص١٣/)

(٢) عام شوافع کے نزدیک سنت ہر قراءت میں ہے بعض نے انکار بھی کیا ہے، قرائے حنابلہ کے نزدیک مستحب نہیں، سوائے ابن کثیر کے، حنفیہ اور مالکیہ کی کتب فقہ میں یہ

---

[1] مراقی مع الطحطاوی مصری ص ٢١٠/ فصل فی بيان سننها، الدرالمختار علی الشامی زكريا ص ١٩٣/ ج٢/ باب صفة الصلوة مطلب قراء ة البسملة الخ المحيط البرهانی ص ١١٣/ ج٢/ الفصل الثالث فی مايفعله المصلی بعد الشروع فی الصلوة، مطبوعہ ڈابھیل.

[2] احكام القرآن للجصاص ص ١٣/ ج ١/ فصل واما قرأتها فی الصلاة، مطبوعہ دارالكتاب العربی بيروت.

مسئلہ صراحۃً نہیں ملا: قال ابن الحجر المکی بعد الکلام علٰی الروایة فثبت بما ذکرناه عن الشافعی وبعض مشائخه وغیرهم انه سنة فی الصلٰوة و وقع لبعض الشافعیة المتاخرین الانکار علٰی من کبر فی الصلٰوة فرد ذالک علیه غیر واحد وشنعوا علیه فی هذا الانکار قال ابن الجوزیؒ ولم اری للحنفیة ولا للمالکیة نقلاً بعد التتبع واما الحنابلة ففی فروعهم لابن مفلح وهل یکبر لختمه من الضحٰی اوالم نشرح اٰخر کل سورة فیه روایتان ولم یستحبه الحنابلة القراء غیر ابن کثیر اھ فتاوی[1] حدیثیة مختصراً ص ١٥٩/ ملا علی قاریؒ نے شرح شاطبی[2] ص ٤١٦/ میں لکھا ہے: والتکبیر المذکور سنة عند الشافعی فی کل قراءة وروایة سواء کان بمکة او غیرها وعند الحنفیة فمختصة بقرأة ابن کثیر ولوکانت القراءة بغیرمکة اھ ظاہر یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک نماز میں یہ تکبیر مسنون نہیں اسلئے مسنونات نماز یا تراویح میں اس کو تحریر نہیں کیا نیز اس میں جزء قرآن ہونے کا شبہ ہوتا ہے، اس لئے بھی نماز میں اس سے احتراز مناسب ہے، علامہ[3] سیوطیؒ نے اتقان میں مانعین کی طرف سے اس کو نقل کیا ہے۔

(٣) ائمہ قراءت سے جو قواعد فن تجوید کی معتبر کتابوں میں منقول ہے، وہ معتبر و معمول بہا ہیں، اگر نماز میں کوئی مسئلہ قراءت فقہ سے مقابل ہوگا تو اس صورت میں فقہ کی معتبر کتابوں پر عمل کیا جائے گا، جیسا کہ بسم اللہ بین السور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الفتاوی الحدیثیة ص ٢٢٥/ باب الاحکام المتعلقة بالقرآن، مطلب التکبیر من الضحی الی سورة الناس الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت.

[2] شرح شاطبی ص ٤١٦/ باب التکبیر، تحت اذا کبر وافی آخر الناس اردفوا مع الحمد حتی المفلحون توسلاً، مطبوعه مجتبائی دهلی.

[3] ومن لا یکبر من القراء حجتهم ان فی ذلک ذریعة الی الزیادةفی القرآن بان یداوم علیه فیتوهم انه منه (الاتقان فی علوم القرآن ص ٣١٢/ ج ١/) مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، ص ١١١/ قبیل الفصل الرابع فی الاقتباس وماجری مجراه الخ.

تکرار فاتحہ، و ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ

سوال:-بعض حافظوں کی یہ عادت ہے کہ آخری تراویح کی رکعت اخریٰ میں فاتحہ کے بعد سورۂ ناس پڑھ کر الحمد للہ اور سورۂ بقرہ کے کسی قدر ایک رکعت پڑھتے ہیں اب تکرار فاتحہ کی وجہ سے کیا کچھ خرابی نہیں ہے۔

دیگر اینکہ اگر ایک ہی رکعت میں کوئی شخص کئی سورۃ پڑھے تو ہر ایک سورۃ کے اول میں بسم اللہ پڑھنی چاہیئے یا نہیں، پڑھیں تو کس طرح؟

الجواب حامداًومصلیاً

(١) اس میں کوئی خرابی نہیں، تکرار فاتحہ اگر متوالیاً ہو تو اس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے، اگر سورت کا فصل درمیان میں آجائے، تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا: ولو کررها (الفاتحة) فی الاولیین یجب علیه سجود السهو لانه اخر واجباً وهو السورة بخلاف مالو اعادها بعد السورة او کررها فی الاخریین اهـ (زیلعی[1] ص ١٩٣ / ج ١ /) تاہم اسکو معمول نہیں بنانا چاہیئے۔

(٢) اس میں چند اقوال ہیں پڑھنا بہتر ہے کذا فی ردالمحتار[2] سمی سرا فی کل رکعة ولو جهرية لاتسن بين الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرّية ولا تكره اتفاقاً قوله ولوجهرية رد علٰى ما فی المنية من ان الامام لا يأتی بها اذا جهر بل اذا خافت فانه غلط فاحش بحرو اوله فی شرحها بانه لايأتی بها جهرا قوله لا تسن مقتضیٰ كلام المتن ان يقال لا

---

[1] تبیین الحقائق للزیلعی شرح کنز الدقائق ص١٩٣ / ج ١ / باب سجود السهو، مطبوعه امدادیه ملتان، فتح القدیر ص ٥٠٣ / ج ١ / باب سجود السهو، مطبوعه دار الفکر بیروت، المحیط البرهانی ص ١٠٣١ / ج ٢ / باب سجود السهو نوع آخر فی بیان مایجب به سجو د السهو الخ مطبوعه ڈابھیل.

[2] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص ٣٢٨ / ج ١ / تا ص ٣٢٩ / مطبوعه زکریا ص ١٩٢ / ج ٢ / باب صفة الصلاة، مطلب قرأة البسملة الخ.

یسمی عدل عنه لابهامه الکراهة بخلاف نفی السنیة ثم ان هٰذا قولهما وصححه فی البدائع وقال محمد تسن ان خافت لا إن جهر بحر ونسب ابن الضیاء فی شرح الغزنویة الاول الٰی ابی یوسفؒ فقط فقال وهٰذا قول ابی یوسفؒ وذکرفی المصفٰی ان الفتویٰ علٰی قول ابی یوسف انه یسمی فی اول کل رکعة ویخفیها وذکر فی المحیط المختار قول محمدؒ وهو ان یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورة فی کل رکعة وفی روایة الحسن بن زیاد انه یسمی فی الرکعة الاولٰی لا غیر وانما اختیر قول ابی یوسفؒ لان لفظة الفتویٰ آکد وابلغ من لفظة المختار ولان قول ابی یوسف وسط وخیر الامور اوسطها قوله ولاتکره اتفاقاً ولهٰذا صرح فی الذخیرة والمجتبیٰ بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروء ة سراً اوجهراً کان حسناً عند ابی حنیفةؒ ورجحه المحقق بن الهمام وتلمیذه الحلبی لشبهة الاختلاف فی کونها اٰیة من کل سورة اهـ (شامی)[1]

ورویٰ هشام عن ابی یوسف قال سألت ابا حنیفةؒ عن قرأة بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم قبل فاتحة الکتاب وتجدیدها قبل الحمد وقال ابویوسف یقرأها فی کل رکعة قبل القرأة مرة واحدة ویعیدها فی الاخریٰ ایضا قبل فاتحة الکتاب وبعدها اذا اراد ان یقرأ سورة قال محمد فان قرأ سورة کثیرة وکانت قرأته یخفیها قرأها عند افتتاح کل سورة وان کان یجهر بها لم یقرأها لانه فی الجهر یفصل بین السورتین بسکتة اهـ (احکام القرآن)[2] فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللّٰہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/ذیقعدہ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۱۹۲ / ج۲ / مطبوعه نعمانیه ص۳۲۸ / ج۱ / باب صفة الصلوة، مطلب قرأة البسملة الخ،مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۲۱۰ / کتاب الصلوة فصل فی بیان سننهامطبوعه مصری،حلبی کبیری ص۴۶۰ / کتاب الصلوة فصل فی سجودالسهو، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] احکام القرآن للجصاص ص۱۳/ج۱، فصل واما قرأتها فی الصلاة،مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

تراویح میں قراءت کی مقدار

سوال:- کتنی مقدار چھوٹنے سے نماز ہوجاتی ہے،اس کی تلافی کی کیا صورت ہوگی،اوراگر دوسرے روز پتہ چلے کہ کل دورکعت تراویح فاسد ہوگئی تھی،تو اس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قراءت واجبہ سورۂ فاتحہ کے بعد مقدار تین قصیرہ ہے،یا ایک آیت طویلہ ہے،اس سے کم قراءت سے واجب ادانہ ہوگا[1] اوراگر درمیان سے کچھ قراءت چھوٹ جائے اوراس سے معنی نہ بگڑیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی[2] اگر یاد آئے کہ گزشتہ کل دورکعت تراویح فاسد ہوگئی تھی،تو تنہا تنہا دورکعت پڑھے،جماعت سے نہیں[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الاول وجوب قراءة الفاتحة والثانی ضم سورة قصیرة اوثلاث آیات قصار، مراقی مع الطحطاوی مصری ،ص ۲۰۰/فصل فی بیان واجب الصلاة ،عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۷۱/الباب الرابع فی صفة الصلاة ،الفصل الثانی واجبات الصلاة،بحر کوئٹه ج ۱/ص ۲۹۵،۲۹۶/باب صفة الصلاة.

[2] واما اذا لم یکن علی وجه الایجاز والترخیم فان کان لایغیر المعنی لاتفسد صلاته تاتارخانیه کراچی ج ۱/ص ۴۸۶/نوع آخر فی زلة القاری ، الفصل الخامس فی حذف حرف عن کلمة،محیط برهانی ج ۲/ص ۷۲/الفصل الثانی فی الفرائض ،نوع آخر فی زلة القاری ،الفصل الخامس فی حذف حرف من الکلمة ،طبع مجلس علمی گجرات،حلبی کبیری ص ۴۸۴/فصل فی بیان احکام زلة القاری ،طبع سهیل اکیڈمی لاهور.

[3] ولاتقضی اذا فاتت اصلافان قضاها ای منفرداکانت نفلامستحبا، الدرمع الرد کراچی ج ۲/ص ۴۵/باب الوتروالنوافل، مبحث صلاة التراویح،تاتارخانیه کراچی ج ۱/ص ۶۶۹/الفصل الثالث عشرفی التراویح،نوع آخرفی قضاء التراویح.

قل هو الله احد تین مرتبہ پڑھنا

سوال:- بعض عالم کہتے ہیں کہ: "قل هو الله احد" تین مرتبہ پڑھنا تراویح کے سلسلہ میں مستحب ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ بہتر نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض فقہاء نے تین مرتبہ پڑھنے کو مستحب لکھا ہے[1] لہٰذا اگر کبھی کبھی ایسا کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں، مگر التزام نہیں کرنا چاہئے، اور جہاں التزام ہو وہاں توڑنا چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۴/۱۰/۶۷ھ

الم تر کیف سے پڑھنا کب اور کیوں ایجاد ہوا

سوال:- بعض مولوی تیسرے طریقہ سے پڑھتے ہیں، کہ ہر رکعت میں دو دو سورت ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں سورہ ناس تک جاتے ہیں تاکہ دوبارہ سورۂ ناس سے نہ پڑھے، اول رکعت میں الم تر کیف و لایلاف اسی طرح تیسری رکعت میں ارأیت الذی و انا اعطینا اور چوتھی میں بھی یہی سورتیں یعنی ارأیت الَّذِی اور انا اعطینا اس طرح ہر رکعت میں دو دو سورتیں سورہ ناس تک پڑھتے ہیں الم تر کیف کا طریقہ کب اور کس طرح اور کس نے ایجاد کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے الم تر کیف سے تراویح پڑھنا کس طرح ثابت ہے، اور تین طریقوں میں سے کونسا افضل ہے، اور کس طریقہ کو ترک کرنا چاہئے؟

---

[1] وقراءة قل هو الله احد ثلث مرات عند ختم القرآن لم يستحسنها بعض المشائخ وقال الفقيه ابو الليث هذا شئ استحسنه اهل القرآن وائمة الامصار فلا باس به الا ان يكون الختم فى المكتوبة فلا يزيد على مرة (كبيرى ص ۴۹۶/ مطبوعه لاهور پاكستان) القراءة خارج الصلاة.

الجواب حامداًومصلیاً

اس طرح بھی درست ہے، صحابہ کے زمانہ میں تو الم تر کیف سے پڑھنے کا رواج نہ تھا، متأخرین جب دیکھا کہ پورا قرآن ختم کرنے کی صورت میں نمازی سستی کرتے ہیں مسجد میں نہیں آتے مساجد ویران وغیر آباد ہوجاتی ہیں تب ان صورتوں کو اختیار کیا[1] شاید آپ نے شفعہ کی جگہ رکعت لکھ دیا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الم تر کیف سے تراویح کا طریقہ

سوال:- تراویح میں بجائے الم تر کیف الآیۃ تا والناس پڑھنے کے ایک رکعت میں الم تر کیف سے والناس تک بالترتیب پڑھنا اور ہر دو رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھنا کیسا ہے؟ مدلل مع حوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

درست ہے: وفی التنجس واختار بعضهم سُورة الاخلاص فی كل ركعة وبعضهم سورة الفيل ای البدائة منها ثُمَّ يعيدها الاّ انهم يبدؤن بقراء ة سورة التكاثر فی الاولٰی وَالاخلاص فی الثانية هٰكذا الٰی ان تكون قراءتهم فی التاسعة عشر بسورة تبت وفی العشرين بالاخلاص قلت لكن الاحوط قراءة النصر وتبّت فی الشفع الاوّل من الترويحة الاخيرة والمعوذتين فی الشفع الثانی منها

---

[1] وبعضهم اختاروا قرأة سورة الفيل الى اٰخر القرآن وهذا احسن لانه لايشتبه عليه عدد الركعات ولايشتغل قلبه بحفظها فيتفرغ للتدبر والتفكر (البحر الرائق ص٦٨/ ج٢/) باب الوتر والنوافل. مطبوعه كوئٹه، شامی زکریا ص٤٩٨/ ج٢/ باب الوتر والنوافل ،مبحث التراويح، تاتارخانيه ص٦٦٠/ ج١/ كتاب الصلوة، التراويح نوع آخربيان القراء ة فی التراويح، مطبوعه كراچی.

اھ شامی مختصر ج ۱/ص ۴۹۶[1]

احوط یہ ہے کہ ترویحہ واحدہ کے ہر دوشفعہ کی قراءت بالترتیب ہو، پورا قرآن کریم تراویح میں ختم کرنا مسنون ہے،[2] اگر مقتدی اس کے سننے کے لئے آمادہ نہ ہوں اور مسجد ویران ہونے کا اندیشہ ہوتب دوسری صورتیں اختیار کی جائیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۹/۱۰/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف

تراویح الم ترکیف سے

سوال:- صلوٰۃ تراویح میں کلام مجید کی آخری دس سورتیں ختم حکمی قرار دی جاسکتی ہیں، یا نہیں اور اس ختم حکمی کی اصل بھی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تراویح پڑھنا مستقل سنت ہے، اور اس میں کم از کم ایک مرتبہ پورا قرآن شریف پڑھنا مستقل سنت ہے: التراویح سنة موکدة للرجال والنساء (خانیہ[3] ج ۱/ ص ۲۶۹/)

---

[1] الشامی نعمانیه ص ۴۷۵/ ج ۱/ مطبوعه زکریا ص ۴۹۸/ ج ۲/ مبحث صلاة التراویح، البحر الرائق ص ۶۹/ ج ۲/ باب الوتر والنوافل، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] والختم مرة سنة ولا یترک الختم لکسل القوم الخ، الدر المختار علی ردالمتحار زکریا ص ۴۹۷/ ج ۲/ مبحث صلاة التراویح، البحر الرائق ص ۶۸/ ج ۲/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۳۵/ فصل فی صلاة التراویح، مطبوعه مصری.

[3] خانیة علی هامش الهندیة ص ۲۳۲/ ج ۱/ باب التراویح، مطبوعه کوئٹه، المحیط البرهانی ص ۲۴۹/ ج ۲/ الفصل الثالث عشر فی التراویح والوتر، النوع الاول فی بیان صفتها الخ، مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانیه ص ۶۵۳/ ج ۱/ الفصل الثالث عشر فی التراویح، مطبوعه کراچی.

والختم مرة سنة مرتين فضيلة وثلاثا افضل ولا يترك الختم لكسل القوم قال الشامی[۱] ص ۴۷۴/ ج ۱/ تحت قول الدر والختم مرة سنة ای قراءة الختم فی صلاة التراويح سنة وصححه فی الخانية وغيرها وعزاه فی الهداية الیٰ اكثر المشائخ وفی الكافی الیٰ الجمهور وفی البرهان وهو المروی عن ابی حنيفةؒ والمنقول فی الاٰثار اهـ.
مگر جہاں کے نمازی اس قدر ضعیف ہوں اور کم ہمت ہوں کہ پورا قرآن شریف سننے کیلئے تیار نہ ہوں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت تک چھوڑ دیں، تو وہاں بہتر یہ ہے کہ جس قدر بسہولت سن سکتے ہوں، اس قدر پڑھا جائے: واما فی زماننا فالافضل ان يقرأ الامام علیٰ حسب حال القوم من الرغبة والكسل فيقرأ قدر مالا يوجب تنفير القوم عن الجماعة لان تكثير الجماعة افضل من تطويل القراءة (بدائع[۲] ص ۲۸۹/ ج ۱/) لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کا ثواب حاصل نہ ہوگا: ولو قرأ بعض القرآن فی سائر الصلوٰة بان كان القوم يملون من القراءة فی التراويح فلا بأس به لكن يكون لهم ثواب الصلوٰة لا ثواب الختم وقد ذكرنا ان السنة هی الختم فی التراويح: (فتاویٰ قاضی[۳] خاں ج ۱/ ص ۲۷۷/ اسکاہلی اور سستی کی وجہ سے بعض فقہاء نے اخیر کی دس سورتیں تجویز کر دیں، تاکہ شمار میں بھی کوئی اشتباہ نہ ہو اور یاد کرنے میں بھی کوئی دقت نہ ہو اور تدبر و تفکر سے نماز بھی

---

۱ الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۹۷/ ج۲/ مطبوعه نعمانيه ص ۴۷۴/ ج ۱/ مبحث صلاة التراويح، تاتارخانيه ص ۶۵۹/ ج ۱/التراويح نوع آخربيان القراءة فی التراويح، مطبوعه كراچی، عالمگيری ص ۱۱۶/ ج ۱/فصل فی التراويح، مطبوعه كوئٹه.

۲ بدائع الصنائع كراچی ص ۲۸۹/ ج ۱/ فصل فی سنن التراويح، البحرالرائق ص ۶۸/ ج ۲/ باب الوتروالنوافل، مطبوعه الماجديه كوئٹه، شامی كراچی ص۴۷/ ج ۲/باب الوتروالنوافل مبحث صلاة التراويح.

۳ قاضی خاں علی هامش الهنديه كوئٹه ص ۲۳۸/ ج ۱/ باب التراويح فصل فی مقدار القرأة فی التراويح، المحيط البرهانی ص ۲۵۳/ ج ۲/الفصل الثالث عشرالتراويح، نوع آخرفی بيان القراءة فی التراويح، مطبوعه ڈابهيل، تاتارخانيه ص ۶۵۹/ ج ۱/التراويح نوع آخربيان القراءة فی التراويح، مطبوعه كراچی.

پوری ہوجائے: وبعضهم اختار روا قراءة سورة الفيل الٰى اٰخر القراٰن وهٰذا احسن لانه لايشتبه عليه عدد الركعات ولا يشتغل قلبه بحفظها فيتفرغ للتدبر والتفكر اھ (البحر[1] ج ۲/ص ۶۸/ معلوم ہوا اخیر کی دس سورتیں پڑھنے کی وجہ سے کاہلی، کم ہمتی اور قرآن شریف کی طرف سے بے رغبتی و بے توجہی ہے اور اس سے تمام قرآن کے ختم کا ثواب نہیں ملے گا۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تراویح میں پارہ عم پڑھے یاالم تر کیف؟

سوال:-اگر کسی شخص کو صرف کلام اللہ کا تیسواں پارہ (پارۂ عم) یاد ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ تراویح میں روزانہ صرف وہی ایک پارہ جو صاحب موصوف کو یاد ہے، بحیثیت امام کے پڑھیں اور سنائیں اس طرح ہر روز ایک ہی پارہ پڑھنا بہتر ہے یا الم تر کیف سے نمازِ تراویح ادا کرلی جائے؟ مہربانی فرما کر تحریر فرمائیں چونکہ رمضان المبارک میں ایک ہفتہ بھی باقی نہیں، تو اس جگہ اور بھی مشہور مساجد ہیں جہاں ختم قرآن ہوا کرتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بہ نسبت الم تر کیف کے ہر روز تیسواں پورا پارہ پڑھنا افضل ہے، پورا قرآن شریف تراویح میں ختم کرنا مسنون ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۹/۸/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۳/رمضان ۶۲ھ

---

[1] البحر الرائق كوئٹه ص ۶۸/ ج۲/ باب الوتر والنوافل، تاتارخانيه ص ۶۶۰/ج ۱/ التراويح نوع آخربيان القراءة فى التراويح، مطبوعه كراچى، شامى زكرياص ۴۹۸/ج ۲/باب الوتر والنوافل مبحث التراويح. (نمبر۲/کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تراویح میں الم ترکیف سے پڑھنے کی ترکیب

سوال:- بعض مسجدوں میں الم ترکیف سے جو تراویح پڑھی جاتی ہے وہ الم ترکیف سے سورہ ناس تک مسلسل نہیں پڑھتے، بلکہ سورہ اخلاص تک پڑھتے ہیں اور پھر نویں رکعت میں دوبارہ الم ترکیف اور دسویں میں لإیلاف پڑھتے ہیں اور پھر گیارہویں میں اور بارہویں میں معوذتین پڑھتے ہیں، اور پھر تیرہویں رکعت سے ارأیت الذی سے پڑھتے ہیں، سورہ ناس تک مسلسل پڑھتے ہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ الم ترکیف سے سورہ ناس تک مسلسل کیوں نہیں پڑھتے جیسا کہ بحر الرائق شامی درمختار وغیرہ میں ہے الٹ پھیر کرنا بلا ترتیب کیسا ہے، اور اس سے ترتیب کو ترک کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنے میں یہ مصلحت ہے کہ ہر ترویحہ کی سورتیں ترتیب وار ہو جائیں اگر نویں دسویں میں معوذتین پڑھیں اور گیارہوں بارہویں میں الم ترکیف اور لإیلاف پڑھیں تو شفعہ اولیٰ کی سورتیں موخر ہو جائیں گی اور شفعہ ثانیہ کی مقدم، اس سے ترویحہ میں ترتیب نہ رہے گی[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ باقی حاشیہ) [2] والختم فی التراویح مرة واحدة سنة، خانية على هامش الهندية ص۲۳۷/ ج ۱/ باب التراويح فصل فى مقدار القراء ة فى التراويح، مطبوعه كوئٹه. الدر المختار على ردالمحتار زكريا ص۴۹۷/ ج۲/ مبحث صلاة التراويح، تاتارخانيه ص۶۵۳/ ج ۱/ الفصل الثالث عشر فى التروايح، مطبوعه كراچى.

---

[1] قلت لكن الاحوط قراء ة النصروتبت فى الشفع الاول من الترويحة الاخيرة والمعوذتين فى الشفع الثانى منها وبعض ائمة زماننا يقرأ بالعصروالاخلاص فى الشفع الاول من كل ترويحة وبالكوثروالاخلاص فى الشفع الثانى شامى زكرياص ۴۹۸/ ج ۲/ مبحث صلاة التراويح.

تراویح میں خلاف ترتیب قراءت

سوال:-بعد ختم قرآن حافظ مفلحون سے چند آیات دعائیہ وغیرہ پڑھتے ہیں بروئے احادیث وفقہ جائز ہے یا نہیں ودوگانہ مکمل سمجھا جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا کرنا بہتر ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی: **ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً الا اذا ختم فيقرأ من البقرة قال فى شرح المنية وفى الولو الجية من يختم القرآن فى الصلوٰة اذا فرغ من المعوذتين فى الركعة الاولىٰ يركع، ثم يقرأ فى الثانية بالفاتحة وشئ من سورة البقرة لان النبى صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل اى الخاتم المفتتح. شامى ج ۱ /ص ۵۰۷**[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

تراویح میں غلبۂ ظن سے پڑھنا

سوال:-تراویح میں جو قرآن شریف پڑھتے ہیں تو شک ہوجاتا ہے کہ یہاں واؤ ہے یا خا ہے، یا اور کسی طرح کا شک، تو حافظ نے غلبۂ ظن سے پڑھ دیا تو وہ صحیح نکلا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اسی طرح غلط پڑھا مگر معنیٰ نہیں بدلے مثلاً من قبلهم کی جگہ قبلهم پڑھ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ اور اگر یہ صورت فرائض میں پیش آجائے تو کیا حکم ہے؟

---

[۱] الشامى نعمانيه ص۳۶۷/ ج۱/ مطبوعه زكريا ص ۲۶۹/ ج۲/ باب صفة الصلاة فروع فى القرائة خارج الصلاة،حلبى كبيرص ۴۹۴/فصل فيما يكره من القرآن فى الصلوة،طبع سهيل اكيڈمى لاهور، هنديه كوئٹه ص ۷۹/ج۱/الباب الرابع فى صفة الصلوة،الفصل الرابع فى القراءة.

الجواب حامداً ومصلیاً

سب صورتوں میں نماز صحیح ہوگئی۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولوزاد كلمة اونقص حرفا لوقدمه اوبدله بآخر الى قوله لم تفسد مالم يتغير المعنى الخ. الدرالمختار على هامش ردا لمحتار زكريا ص٣٩٦/ ج٢/ مطلب مسئلة زلة القارى، حلبى كبيرى ص٤٧٧/ فصل فى زلة القارى، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، خانيه على الهنديه ص١٤١/ج١/ كتاب الصلوة فصل فى قراءة القرآن الخ مطبوعه كوئٹه.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم

تراویح میں قرآن ختم کرنا

اخیر تراویح میں سورۂ بقرہ پڑھنا

سوال:-آج کل اکثر حافظوں کا معمول ہے، کہ ختم قرآن کے بالکل آخری ترویحہ کے رکعت ثانی میں کسی قدر سورۂ بقرہ پڑھتے ہیں اور رکعت اول میں سورۂ ناس، تو کیا اس صورت میں کچھ قباحت نہیں ہے، چونکہ ترتیب کے اعتبار سے تقدیم وتاخیر ہوتی ہے، اگر خرابی نہیں تو اس کا کیا جواب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں کوئی قباحت نہیں، بلکہ ایسا کرنا بہتر ہے: **لو ختم القراٰن فی الاولیٰ یقرأ من البقرة فی الثانية لقوله صلی اللّٰه علیه وسلم خیر الناس الحال المرتحل یعنی الخاتم المفتتح اھ. (مراقی الفلاح**[1]**ص ۲۰۶/)** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۱۹۴/ مطبوعہ دمشق، مطبوعہ مصر ص ۲۸۶/ فصل فی المکروھات، الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۴۷/ ج ۱/ قبیل باب الامامة، سعایہ ص ۳۰۹/ ج ۲، فصل فی القراءة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاهور.

اخیر تراویح میں سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ پڑھنا

سوال:- حفاظ رمضان شریف میں آج کل عموماً یوں ختم قرآن کرتے ہیں کہ انیسویں رکعت میں قرآن ختم کرتے ہیں، اور بیسویں رکعت میں **الـمّ** سے **مفلحون** تک پڑھتے ہیں، شامی نے بھی اس کو بغیر کراہت جائز لکھا ہے اور مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلیؒ نے بھی اس کو مستحسن یا مستحب لکھا ہے، بہار شریعت میں مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی اسکو مستحب لکھا ہے مگر بعض صاحبان یہ کہتے ہیں کہ اگر اٹھارویں رکعت میں قرآن ختم کیا جائے اور انیسویں اور بیسویں میں **الـمّ** سے حسب منشاء پڑھ کر ختم قرآن کریں تو زیادہ بہتر ہے، تاکہ ترتیب میں بھی فرق نہ ہو اور حدیث ہے کہ ختم کے بعد پھر شروع کریں اس کے مطابق بھی ہو جائے کیونکہ شامی وغیرہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر انیسویں رکعت میں ختم کیا تو بجائے اخیر سورت کے تکرار کرنے سے **الـمّ** سے پڑھنا بہتر ہے مگر یہ معنی نہیں ہے، کہ ہمیشہ اسی طرح بالالتزام انیسویں رکعت میں ختم کر کے بیسویں میں **الـمّ** پڑھے، اب بتایئے ان دونوں طریقوں میں کون طریقہ بہتر ہے و افضل ہے، کون صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل مقصود حدیث الحال المرتحل پر عمل کرنا ہے، وہ دونوں صورتوں میں حاصل ہے لیکن انیسویں میں ختم کر کے بیسویں میں شروع کرنے سے خلاف ترتیب لازم آتا ہے، جو کہ مکروہ ہے، شامی میں اس صورت کو کراہت سے مستثنیٰ کیا ہے[1]

---

[1] ویکره الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوساً الا اذا ختم فيقرأ من البقرة درمختار قال في شرح المنية وفي الولو الجية من يختم القرآن في الصلاة اذا فرغ من المعوذتين في الركعة الاولىٰ يركع ثم يقرأ في الثانية بالفاتحة وشئ من سورة البقرة لان النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل اى الخاتم المفتتح، الشامي نعمانيه ص ٣٦٧ / ج ١ / مطبوعه زكريا ص ٢٦٩ / ج٢ / باب صفة الصلاة، فروع في القرأة خارج الصلاة، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تنبیہ:-لیکن بیسویں میں الٓمّ سے شروع کرکے مفلحون تک پڑھ کر رکھ دینا اور پھر آئندہ سال رمضان شریف کی پہلی شب کو الٓمّ سے شروع کرنا اور درمیانی گیارہ ماہ تک بند اور ملتوی رکھنا مناسب نہیں بلکہ حفاظ کو تمام سال اپنی نوافل میں یہ سلسلہ ختم جاری رکھنا چاہئے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۴/۱۰/۶۷ھ

تراویح کی بیسویں رکعت میں سورہ بقرہ کی چند آیتیں پڑھنا

سوال:-تراویح کی نماز میں ختم قرآن اس طرح کیا جاتا ہے کہ انیسویں رکعت سورۂ ناس پر ہی ختم ہو جائے، اور بیسویں رکعت میں سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھی جاتی ہے، یہ بظاہر اس حدیث کے خلاف ہے، جس میں قرآن ترتیب سے پڑھنا بیان کیا گیا، لیکن دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ قراءت ختم کرکے پھر شروع کرے، بظاہر پہلی روایت نماز کے لئے اور دوسری روایت غیر نماز کے لئے معلوم ہوتی ہے، جمع احادیث کی صورت یہی ہو سکتی ہے، کہ اٹھارویں رکعت پر ختم کر دیا جائے اور انیسویں وبیسویں رکعت میں سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھی جائے، یہ حدیث کے خلاف نہ ہوگا، کیونکہ آج کل اس طریقہ پر کسی مسجد میں عمل نہیں ہوتا، دریافت طلب یہ ہے کہ ختم قرآن کی صحیح حدیث کیا ہے؟ کیا رائج شکل صحیح ہے، یا اٹھارہ رکعات ختم کرنے کے بعد آخری دو رکعت میں سورہ بقرہ پڑھنا صحیح ہے؟

(گذشتہ کا بقیہ) مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة، حلبی کبیری ص ۴۹۴/تتمات فیما یکرہ من القرآن فی الصلوة الخ مطبوعه سهیل لاهور، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۸۶ فصل فی المکروهات، مطبوعه مصری.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ینبغی لحافظ القرآن فی کل اربعین ان یختم مرة الخ درمختار علی الشامی زکریا ص ۴۸۹/ج ۱۰/ وشامی کراچی ص ۷۵۷/ج ۶/مسائل شتیٰ، قبیل کتاب الفرائض، البحر الرائق ص ۴۸۷/ج ۸/ مسائل شتیٰ، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

جوصورت رائج ہے، وہ کتب فقہ میں موجود ہے[۱] آپ نے جوصورتیں لکھی ہیں ان میں سے یہ صورت کہ اٹھارویں میں ختم کردیا جائے اور انیسویں میں سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھی جائے یہ بھی درست ہے، اگر انیسویں ہی میں سورہ ناس کے ساتھ چند آیات سورہ بقرہ کی پڑھی جائے، تو رکعتِ واحدہ میں ترتیب کے خلاف ہوگا، جو اشکال خلافِ ترتیب کا آپ کو ہے وہ قوی تر ہوگا[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۲ھ

ختم قرآن سورۂ والناس پر ہو یا سورۂ بقرہ کی آیتوں پر

سوال:-حفاظ ختم قرآن سورہ ناس پر کرتے ہیں اور زیادہ حفاظ ھم المفلحون تک پڑھتے ہیں کونسا طریقہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں صحیح ہیں، دوسرا افضل ہے۔ (کذا فی الدرالمختار[۳] ص۵۷۰/ج۱/۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ من يختم القرآن فی الصلاة اذا فرغ من المعوذتين فی الركعة يركع ثم يقراء فی الثانية بالفاتحة وشئ من سورة البقرة لان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل يعنی الخاتم المفتتح، شامی زكريا ص ۲۶۹/ ج۲/ باب صفة الصلوة فروع فی القراء ة خارج الصلاة، مطلب الاستماع للقرأة الخ،حلبی كبيری ص ۴۹۴/تتمات فيما يكره من القرآن فی الصلوة الخ، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور،مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۸۶/فصل فی المكروهات،مطبوعه مصری.

۲ ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً الخ، الدرالمختار علی ردالحتار زكريا ص ۲۶۹/ ج۲/ فروع فی القرأة خارج الصلاة،حلبی كبيری ص ۴۹۴/تتمات فيمايكره من القرآن الخ مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور،مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۸۶/فصل فی المكروهات،مطبوعه مصری. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تراویح میں ختم قرآن کا طریقہ

سوال:-تراویح میں ختم قرآن کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اگر کوئی شخص ختم قرآن میں آخر کی دو رکعتوں میں پہلی میں الـمٓ یا آیة الکرسی یاآمن الرسول سے ختم سورہ تک پڑھ کر ایک رکعت کر کے اور دوسری میں قرآن کریم کی تمام آیتیں دعاؤں والی پڑھے جن کی وجہ سے پہلی رکعت چھوٹی اور دوسری رکعت طویل ہوجائے اور لوگ سن کر بہت زور سے رونے لگیں، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر ہر رکعت میں دس آیت پڑھے تو بہت اعتدال کے ساتھ قرآن پاک تراویح میں ختم ہوجائے، مقتدیوں میں ہمت ورغبت ہوتو دو ختم اور تین ختم کرلینا اعلیٰ وافضل ہے[۱] ختم والی شب اگر انیسویں رکعت میں والناس تک پڑھ کر بیسویں رکعت میں سورہ بقرہ کی آیات المفلحون تک

(بقیہ گذشتہ کا) [۳] قال فی شرح المنیة وفی الولو الجیة من یختم القرآن فی الصلٰوة اذا فرغ من المعوذتین فی الرکعة الاولی یرکع ثم یقراء فی الثانیة بالفاتحة وشئ من سورة البقرة قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتتح شامی نعمانیه ص۳٦۷ ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۲٦۹ / ج۲/ فروع فی القراء ة خارج الصلاة، مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة، حلبی کبیری ص۴۹۴/تتمات فیمایکره من القرآن فی الصلوة الخ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۸٦ /فصل فی المکروهات،مطبوعه مصری .

(صفحہ ہذا) [۱] والختم مره سنة ومرتین فضیلة وثلاثا افضل (در مختار) وقال الحسن عن ابی حنیفة یقرأ فی کل رکعة عشر آیات ونحوها وهو الصحیح لان السنة. الختم فیها مرة ویحصل بذلک مع التخفیف، شامی نعمانیه ص۴۷٦،۷۵/ ج ۱ / مطبوعه زکریا ص۴۹۷/ ج۲/ مبحث صلاة التراویح،البحرالرائق ص٦۸ /ج۲ /باب الوتر والنوافل،مطبوعه سعید کوئٹه،مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۳۵/فصل فی صلاة التراویح،مطبوعه مصری.

پڑھے تو یہ بھی مستحسن ہے،[۱] دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے طویل کرنا یہ مستحسن نہیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۳ھ

ختمِ قرآن کے موقعہ پر آیاتِ متفرقہ بلاترتیب پڑھنا

سوال: -ایک حافظ صاحب تراویح میں ختم قرآن پر مُفْلِحُوْن تک پڑھتے ہیں پھر اسی رکعت میں آیاتِ متفرقات (بلاترتیب) ادعیہ وغیرہ پڑھتے ہیں، اور بھی بعض حفاظ کا معمول ہے کہ ختم کلام پاک پر آخری رکعت میں مختلف آیات بلاترتیب تلاوت کرتے ہیں، اسپر بعض حضرات کو اعتراض ہے کہ طحطاوی وعالمگیری میں اس کو مکروہ لکھا ہے، بلکہ خارجِ نماز مکروہ، چہ جائیکہ داخلِ نماز اس میں بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہوگا، قاضی ابوبکر نے بھی اجماعاً ناجائز ہونا نقل کیا ہے، ان تمام روایتوں کو جو اس کے خلاف وارد ہیں مدِّنظر رکھتے ہوئے تحریر فرمائیں کہ کون سا عمل صحیح ہے؟ کیا یہ بدعاتِ حسنہ میں سے ہے بقول علامہ نووی۔

---

[۱] من يختم القرآن فى الصلاة اذا فرغ من المعوذتين فى الركعة الاولىٰ ثم يركع ثم يقرأ فى الثانية بالفاتحة وشئ من سورة البقرة لان النبى صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل اى الخاتم المفتتح .شامى زكريا ص ۲۶۹/ ج۲/ فروع فى القرأة خارج الصلاة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية،حلبى كبيرى،ص۴۹۴/تتمات فيمايكره من القرآن فى الصلوة ،مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور،مراقى مع الطحطاوى ص۲۸۶/فصل فى المكروهات مطبوعه مصرى.

[۲] فلا يستحب تطويل القرأة فى الركعة الثانية الخ عالمگيرى كوئٹه ص ۱۱۷/ج۱/ فصل فى التراويح،شامى كراچى ص۵۴۳/ج۱/فصل فى القراءة،مراقى الفلاح على الطحطاوى ص۲۸۶/فصل فى المكروهات،مطبوعه مصرى ،تاتارخانيه ص ۶۶۱/ج۱/كتاب الصلوة، التراويح نوع آخرفى بيان القراءة فى التراويح،مطبوعه كراچى.

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن پاک کو ترتیب سے ہی پڑھا جائے خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے، بعض علماء نے نوافل کو مستثنیٰ کیا ہے، حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہٗ کے متعلق بھی یہی سنا کہ وہ ختمِ قرآن پر متفرق آیات ودعا پڑھتے تھے، ان میں ترتیب کی رعایت بھی غالباً نہیں ہوتی تھی، شاید وہ اسی قول کو اختیار فرماتے ہوں گے، البتہ قرآن پاک جس رکعت میں ختم کیا جائے، اس کے بعد والی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ بقرہ کا کچھ حصہ پڑھنا خلافِ ترتیب ہونے کے باوجود مستحسن ہے۔

ویکرہ قرائة سورة فوق التی قرأها قال ابن مسعودؓ من قرأ القراٰن منکوساً فهو منکوس الٰی قوله ولو ختم القراٰن فی الاولٰی یقرأ من البقرة فی الثانیة لقوله صلی اللّٰه علیه وسلم خیر الناس الحال المرتحل یعنی الخاتم المفتتح الٰی قوله ویکره الانتقال لاٰیة من سورتها ولو فصل باٰیة وَالجمع بین سورتین بینهما سور اوسورة وفی الخلاصَة لا یکره هٰذا فی النفل اهـ (مراقی[۱] الفلاح) (قوله ویکره قراءة سورة) وکذا الاٰیة فوق الاٰیة مطلقاً سواء کان فی رکعتین اورکعة واستثنیٰ فی الاشباه النافلة فلا یکره فیها ذٰلک واقره علیه الغزی والحموی نقله عن ابی الیسر وجزم به فی البحر والدروغیرهما قال بعض الفضلاء وفیه تأمل لان النکس اذا کره خارج الصَّلٰوة لکون الترتیب من واجبات التلاوة ففی النافلة اولٰی وکون باب النفل واسعاً لا یستلزم العموم بل فی بعض الاحکام اهـ (قوله لایکره هٰذا فی النفل) نفی القراءة منکوساً وَالفصل والجمع کما هو حیث قال بعد ما ذکر المسائل الثلاث وهذا کله فی الفرائض اما فی

---

[۱] مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۸۷، ۲۸۶/ فصل فی المکروهات، الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص۵۴۷/ج ۱/مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة قبیل باب الامامة، حلبی کبیری ص ۴۹۴/تتمات فیمایکره من القرآن فی الصلوة الخ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

النوافل لایکرہ اھ (طحطاوی[۱] ص ۲۱۲) اگر وہاں کے حفاظ اور قراء نہ مانیں اور اپنی بات پر قائم رہیں تو ان سے نزاع اور جدال کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۸۷ھ

تراویح میں چھوٹا ہوا قرآن پورا کرنے کی ترکیب

سوال:- کسی شخص کی تراویح دو چار یوم چھوٹ جائے جس میں قرآن پڑھا جاتا ہو تو کس طرح ترکیب سے پڑھے کہ ترتیب قائم رہے کیونکہ جس حافظ کے پیچھے وہ پڑھ رہا ہے اس کے دوبارہ تراویح پڑھانے میں اس کا قرآن پڑھنا نفل ہوگا، اور مقتدی کا سنت اور کسی ایسے حافظ کے پیچھے پڑھے جس حافظ نے محراب میں کہیں نہیں سنایا یا سنا ہو، یا کسی حافظ کے پیچھے خواہ امام تراویح جس کے پیچھے سن رہا ہو وہ حافظ تراویح اپنے ذمہ اتنے پارے قرآن سنانے کی نذر مانے کہ مجھ کو اتنے پارے سنانا ہے نذر اپنے ذمہ کی اور بعد نذر ماننے کے اتنے پارہ سنانا اس مقتدی پر واجب ہو جائے گا، جیسا کہ فتاویٰ عبدالحئیؒ میں ہے یا اور کوئی طریقہ جس سے ترتیب سننے و پڑھنے والے کی قائم رہے تحریر کیجئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے امام سے کہے کہ وہ کسی شب سولہ تراویح پڑھائے ان میں جس قدر ہمیشہ بیس میں پڑھتا تھا اتنا پڑھے اور بقیہ چار رکعت میں کوئی اور شخص چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھا دے وہ شخص اور امام جس نے سولہ پڑھائی ہیں ان چار میں نفل کی نیت کرے پھر یہ امام چار رکعت تراویح اس شخص کو پڑھائے جس کا کچھ قرآن کریم چھوٹ گیا ہے اور ان میں وہ چھوٹا ہوا قرآن شریف پڑھ دے، اس طرح ہر روز کی تراویح میں بھی نقصان نہ ہوگا، اور قرآن کریم بھی تراویح

---

[۱] طحطاوی مع المراقی ص۲۸۷/ مطبوعہ مصری فصل فی المکروھات.

میں پورا ہوجائے گا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا
صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/ ذی قعدہ ۶۱ھ

امام کو تراویح میں لقمہ دینا

سوال:- اگر کوئی شخص ختم تراویح میں لقمہ دیوے تو دینے والے کی خرابی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کچھ بھی خرابی نہیں بشرطیکہ اپنے ہی امام کو نماز میں بوقت ضرورت لقمہ دے: **وان فتح علٰی امامه لم یکن کلاماً وینوی الفتح علٰی امامه دون القراء ة هو الصحیح لانه مرخص فیه وقرأته ممنوع عنها.** (ہدایہ[۲] ص ۱۲۱/ ج ۱/) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ ۱۷/ محرم الحرام ۵۱ھ
صحیح: عبداللطیف عفی عنہ
صحیح: عبدالرحمٰن عفی عنہ

ختم قرآن کے دن جھنڈیاں وغیرہ لگانا

سوال:- کسی مسجد میں حافظ قرآن تراویح پڑھاتا ہے اور اس مسجد میں ختم قرآن کے

---

۱ والختم مرة سنة الخ الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۴۹۷/ ج۲/ مبحث صلاة التراویح.

۲ هدایه ص۱۱۶/ ج۱/ مطبوعه مجتبائی دهلی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند ص ۱۳۶/ ج۱/ باب ما یفسد الصلاة ومایکره، شامی کراچی ص۶۲۲/ ج۱/ باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، قبیل مطلب فی التشبیه باهل الکتاب، حلبی کبیری ۴۴۰/ فصل فیما یفسد الصلاة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

دن خلاف شرع باتیں دیکھے، درمیان میں معلوم ہوجائے کہ اس مسجد میں چندہ وغیر چندہ کی رقم سے ختم قرآن کے دن کاغذ کی جھنڈیاں چراغاں کرنا اور تقسیم شیرنی کرنا باوجودیکہ حافظ قرآن نے متعدد بار اس رسم کو منع کرنے کو بھی کہا کہ بدعت ہے، مگر پھر بھی مقتدی اپنی ضد پر قائم ہیں تو ایسی مسجد میں حافظ کو ختم قرآن تک تراویح پڑھانا کیسا ہے یا برابر کی مسجد میں پڑھتا رہے، بعد منع کرنیکے اس مسجد میں تراویح پڑھانے کو ترک کردے اور بقیہ قرآن کہیں اور سنا کر ختم کردے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی حالت میں امام کسی ایسی مسجد میں پڑھے جہاں یہ خرافات نہ ہوں[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ختم کے دن پانی وغیرہ پر دم کرانا

سوال:- رمضان میں ختم قرآن کے موقع پر امام صاحب سے پانی، سونف، نمک

---

[1] راجع المدخل لابن الحاج ص ۳۰۴/ ج۲/ مطبوعه مصر. فصل فی وقود القنادیل فی لیلة الختم، قال تعالی: وقد نزل علیکم فی الکتاب أن إذا سمعتم آیات اللّٰه یکفر بها ویستهزأ بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره أنه ینبغی له أن یفعل ذلک أذا لم یکن فی تباعده وترک سماعه ترک الحق (الواجب) علیه من نحو ترک الصلاة فی الجماعة لاجل مایسمع من صوت الغناء والملاهی وترک حضور الجنازة لما معها من النوح وترک حضور الولیمة لما هناک من اللهو واللعب فأذا لم یکن هناک شیئ من ذلک (أی من ترک الحق الواجب علیه) فالتباعد عنهم أولی الخ. أحکام القرآن للتهانوی ص ۳۶۲/ ج۲/ سورة النساء آیت ۱۴۰/ مطبوعه أدارة القرآن کراچی، قال الجصاص فی هذه الآیة دلالة علی وجوب إنکار المنکر علی فاعله وان من انکاره اظهار الکراهة أذا لم یمکنه أزالته وترک مجالسة فاعله والقیام عنه حتی ینتهی ویصیر ألی حال غیرها (أیضاً) أحکام القرآن للجصاص ص ۲۸۹/ ج۲/ باب استتابة المرتد، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

سُرمہ، تیل وغیرہ پرنمازی دم کراتے ہیں، اور تبرک سمجھ کر اسکواستعمال کرتے ہیں اسوقت خاص برکت ہوتی ہے، یا ہمیشہ ختم کراکے دم کرائے اس رسم کو جاری رکھنے میں حرج ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم کی برکت ہمیشہ ہوتی ہے، رمضان شریف کی برکت رمضان کے ساتھ خاص ہے ختم کی برکت ختم کے ساتھ خاص ہے، تراویح کی برکت تراویح کے ساتھ اسلئے اس وقت دم کرانے میں مضائقہ نہیں[1] مگر اس کو رسم بنانا اور التزام کرنا نہیں چاہئے[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/۱۱/۶۱ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا
صحیح: عبداللطیف ۲۳/ ذیقعدہ ۶۱ھ

ختم قرآن میں چراغاں

سوال:- بعض لوگ ختم قرآن کے سلسلہ میں تراویح میں مثال دیتے ہیں کہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں تو جھاڑ فانوس شمع کافوری اور کثرت سے چراغاں ہوتا ہے اگر ناجائز ہے تو کیوں نہیں منع کیا جاتا ہے، حالانکہ مکہ شریفہ و مدینہ منورہ میں بڑے بڑے جید عالم

---

[1] وینبغی له أن یتجنبه فی نفسه وینهی غیره عما أحد ثه بعضهم من احضارهم الکیزان وغیرها من أو انی الماء فی المسجد حین الختم فأذا ختم القاری شربوا من ذلک الماء ویرجعون به ألی بیوتهم فیسقونه لاهلیهم ومن شاؤا علی سبیل التبرک وهذه بدعة لم تنقل عن أحد من السف الخ (المدخل ص ۳۰۴/ ج ۲/) فصل فی وقود القنادیل لیلة الختم، مطبوعه مصر.

[2] (بوقت ختم) اجوائن دم کرانے کو ظاہر یہ معلوم ہوا ہے کہ کوئی ضروری نہیں سمجھتا صرف برکت کے لئے دم کراتے ہیں، اس لئے مضائقہ نہیں البتہ اس کو بھی ضروری سمجھیں تو بدعت ہے۔ (امدادالفتاوی ص ۲۸۹/ ج ۵/ مطبوعہ زکریا دیوبند)

موجود ہیں، یہ بجلی کی روشنی مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں ختم قرآن کے دن ہوتی ہے یا ہمیشہ اور کثرت سے چراغاں ہونے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کہنا کہ منع نہیں کیا گیا غلط ہے، کتاب المدخل[1] ج۲/ ص ۳۰۲/ میں دیکھئے کس شدت سے منع کیا گیا مگر اہل ثروت وبدعت اہل علم واہل حق کی کم مانتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چراغاں اور امام صاحب کی خدمت کیلئے چندہ دینا

سوال:- رمضان میں ختم تراویح کے سلسلہ میں جو لوگ چندہ دیتے ہیں حافظ کو دینے کے لئے شیرنی وچراغاں کرنے کے لئے آیا وہ لوگ ثواب کے مستحق ہیں یا نہیں؟ یا اپنے گناہوں میں چندہ دے کر اضافہ گناہوں کا کرتے ہیں، جیسا کہ حافظ کو اجرت دینا حرام ہے، روشنی زیادہ بدعت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بدعت اور ناجائز کام کیلئے چندہ دینا ناجائز ہے: لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[2] (الآیۃ) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۳/ ذیقعدہ ۶۱ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۳/ ذیقعدہ ۶۱ھ

---

[1] وبعضهم يعلقون فيها القناديل وذلك محرم وسرف وخيلاء وأضاعة مال الخ المدخل ص ۳۰۲/ ج ۲/ فصل فی وقود القناديل ليلة الختم ، مطبوعه مصر .

[2] سورۂ مائدہ آیت ۲۔

ترجمہ:- اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ از بیان القرآن۔

ختم شریف کا چندہ

سوال:- ختم شریف کی خوشی میں اللہ نام کا پیسہ اکٹھا کر کے مٹھائی چالیس کلو بنوانا اور اس میں روشنی کرنا، سجانا، خاص کر غیر مسلم کو دعوت دینا کیا یہ سب ہمارے مذہب میں جائز ہے یا صرف مٹھائی بانٹنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ختم قرآن شریف پر مٹھائی کیلئے چندہ کرنے میں عامۃً حدود کی رعایت نہیں کی جاتی اسکو لازم سمجھا جاتا ہے، چندہ لینے میں زور ڈالا جاتا ہے، عار دلائی جاتی ہے کہ فلاں نے کم کر دیا تفاخر کیا جاتا ہے، بعض آدمی مجبوراً قرض لے کر دیتے ہیں ان خرابیوں کی وجہ سے اسکو منع کیا جاتا ہے[۱]، روشنی اور سجاوٹ اسراف تک کی جاتی ہے اسکی اجازت نہیں، ختم کو خاندانی شادی کی تقریب قرار دے کر اس میں مدعو کرنا خاص کر غیر مسلم کو ہرگز نہیں چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۹/۹۱ھ

ختم تراویح پر روشنی اور امام کو ہدیہ

سوال:- ختم تراویح میں مسجد میں روشنی، پیش امام کو جوڑا، نقد روپیہ اور حافظ تراویح

---

[۱] (فائدہ) من البدع المنكرة ما يفعل فى كثير من البلد ان من إيقاد القناديل الكثيرة السرف فى ليالى معروفة من السنة كليلة النصف من شعبان فيحصل بذلك مفاسد كثيرة منها مضاهات المجوس فى أعتناء بالنار فى الأكثار منها ومنها أضاعة المال فى غير وجهه ومنها مايترتب على ذلک من المفاسد من أجتماع الصبيان وأهل البطالة ورفع أصواتهم وأمتهانهم المساجد وأنتهاک حرمتها وحصول أوساخ فيها وغيرذلک من المفاسد التى يجب صيانة المسجد عنها. تنقيح الفتاوىٰ الحامديه ص ۳۲۶/ ج۲/ المدخل ص ۲۹۹/ ج۲/فصل فيمايفعلون بعد الختم مما لاينبغى مطبوعه مصر.

میں سنانے والے قرآن پاک کے ان کو بھی جوڑا، نقد روپیہ اور شیرینی تقسیم ہوتی ہے، لہٰذا ان تمام امور کی اجازت کا ثبوت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تراویح میں قرآن پاک ختم ہوتے وقت اکثر مساجد میں بہت سی غلط باتیں رائج ہوگئی ہیں، جنکی کوئی اصل نہیں بلکہ انکی ممانعت موجود ہے، انکو ترک کرنا لازم ہے، انمیں شرکت نہ کی جائے، مثلاً ضرورت سے زائد روشنی کرتے ہیں یہ اسراف بیجا ہے، قرآن پاک میں اسراف کی ممانعت آئی ہے[۱]، قرآن پاک سنانے والے کو جوڑا اور نقد دیا جاتا ہے، یہ بھی ناجائز ہے[۲]، جو شخص پنجگانہ کا امام ہے، اور تمام سال اس نے امامت کا فریضہ ادا کیا ہے، اگر اس موقعہ پر اس کی مزید خدمت کردی جائے، تو مضائقہ نہیں، شیرینی تقسیم کرنے کو لازم سمجھا جاتا ہے، کہ بغیر شیرینی کے ختم ہی نہیں ہوگا، یہ غلط ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں، ایسی پابندی درست نہیں، شیرینی کے لئے چندہ کیا جاتا ہے اور اکثر دباؤ ڈال کر عار دلا کر وصول کیا جاتا ہے یہ بالکل ہی ناجائز ہے، ایسے پیسہ کی شیرینی کسی کیلئے بھی روا نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

ختمِ قرآن پر مٹھائی

سوال:-عام طور سے قرآن پاک کا ختم کیا جاتا ہے، اور بعد میں شیرینی تقسیم کی جاتی

---

[۱] وَلاَ تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لاَيُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ. سوره اعراف آيت نمبر /۳۱/راجع للتفصيل،تحريج تحت عنوان "ختم قرآن ميں چراغاں"

ترجمہ: اور حد سے مت نکلو، بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکلنے والوں کو۔ (بیان القرآن)

[۲] والآخذ والمعطى اٰثمان (الشامى نعمانيه ص ۳۵/ ج۵/ مطبوعه زكريا ص ۷۷/ ج ۹/ باب الأجارة الفاسد، مطلب: تحرير مهم فى عدم جواز الأستئجار على التلاوة الخ)

[۳] لايحل مال أمرء الأ بطيب نفس منه،مشكوة شريف ص۲۵۵/ باب الغصب و العارية، الفصل الثانى مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

ہے اس میں بعض حفاظ ایسے بھی شریک ہوتے ہیں جنہیں اگر مٹھائی نہ ملے تو افسوس کرتے ہیں اور آئندہ آنے میں عذر کردیتے ہیں، اس قسم کی قرآنی کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حفاظ شیرینی کو اپنا حق الخدمت یعنی اجرت قراءت تصور کرتے ہیں، اگرچہ اسکا نام اجرت نہ رکھیں اسلئے یہ صورت ناجائز ہے[۱] اگر چندہ کرکے تقسیم کی جائے تو اسمیں عموماً رعایت حدود نہیں کی جاتی، بلکہ کہیں جبر کی صورت ہوتی ہے[۲]، کہیں ریا اور تفاخر کی، بعض دفعہ بچوں اور بڑوں کا مجمع ہوتا ہے، وہ شوروغل چھینا جھپٹی کرتے ہیں، بعض لوگ مٹھائی کے لالچ میں پیروں کی پاکی کا اہتمام کئے بغیر مسجد میں آجاتے ہیں جس سے مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا، ان صورتوں میں ناجائز ہونا شدید تر ہوجاتا ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام تراویح کی خدمت کرنا

سوال:- زید رمضان شریف میں تراویح کے اندر قرآن مجید سناتا ہے، اس میں اجرت وغیرہ کا کچھ تذکرہ نہیں کرتا ہے، بعد ختم قرآن قاری کی خاطرداری اور خوشی کے لئے

---

[۱] أن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب والآخذ والمعطى آثمان الخ الشامى نعمانيه ص: ۳۵، ج:۵، مطبوعه زكريا ص: ۷۷، ج: ۹، باب الأجارة الفاسدة مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الأستئجار على التلاوة.

[۲] لايحل مال أمرء الأبطيب نفس منه، مشكوٰة ص ۲۵۵/ باب الغصب والعارية الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم.

[۳] فيحصل بذلك مفاسد كثيرة ومنها أضاعة المال فى غير ذلك ومنها ما يترتب على ذلك من المفاسد من أجتماع الصبيان وأهل البطالة ورفع أصواتهم وأمتهانهم المساجد وأنتهاك حرمتها وغير ذلك من المفاسدة التى يجب صيانة المسجد عنها، تنقيح الفتاوىٰ ص ۳۲۶/ ج۲/ المدخل ص ۲۹۹/ ج۲/ فصل فيما يفعلونه بعد الختم ممالاينبغى، مطبوعه مصر.

سامعین نے کچھ نقد وغیرہ اپنی خوشی سے زید کو عنایت کئے اب بعض علماء نے اس کو فقہاء رحمہم اللہ کے قاعدہ "المعروف کالمشروط" کی بناء پر اجرت میں شمار کرکے ناجائز قرار دیئے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں، اور اگر صحیح ہے تو اگر کوئی حافظ کسی مسجد میں امام ہے، صرف رمضان شریف کیلئے پانچوں وقت نماز پڑھاتے ہیں اور تراویح میں قرآن بھی سناتے ہیں، اور اس امامت پر اجرت مقرر کرتے ہیں اجرت معروف سے زائد بوجہ ختم قرآن کے دیتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ حیلہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض تراویح میں قرآن شریف سنا کر اجرت لینا ناجائز ہے، خواہ پہلے سے اجرت مقرر کی ہو یا بلا مقرر کئے ہوئے اجرت دی ہو[1]، ہاں اگر پنجگانہ نماز کی امامت کرتا ہے اور اس کیلئے اجرت مقرر ہے اور رمضان شریف میں اسمیں کچھ اضافہ کردیا جائے تو اصل اجرت امامت میں تو بفتویٰ متاخرین کوئی اشکال نہیں اور اس اضافہ میں بھی بظاہر گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیونکہ یہ اضافہ اسی شئی کے تابع ہے، جو جائز ہے، اور کلام فقہاء پر بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ ایک شئی بالاصالۃ جائز نہیں ہوتی، بالتبع جائز ہوتی ہے: **وکم من شيئ يثبت تبعا لغيره وأن كان لايثبت قصداً ألاترى أن الأضحية بالحمل لاتجوز ويجوز تبعا لامه وكذا بيع الجنين لايجوز ويجوز تبعاً لامه**[2] لیکن بالتصریح صورت مسئولہ کا حکم کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

لاؤڈ اسپیکر پر شبینہ

سوال:- ہندوستان کے بعض علاقوں میں قرآن کریم نماز نفل باجماعت ایک ہی

---

[1] كذا فى الأشباه والنظائر ص ۱۵۲ / مطبوعه دار العلوم ديوبند.

[2] ألأشباه والنظائر ص ۸۴، ۱۸۳ / ألقاعدة الرابعة التابع تابع، مطبوعه دار العلوم ديوبند.

شب میں ختم کرلیا جاتا ہے، لیکن ہمارے صوبہ کے باشعور اہلِ علم حضرات ختم قران شریف کیلئے جلسہ وعظ کی طرح مجالس قائم کرنے لگے ہیں تاکہ لوگوں میں حفظِ قرآن کا جذبہ پیدا ہو، اور حفاظ کی یادداشت بھی پختہ ہوجائے، ختم قرآن کی ان مجالس میں عوام الناس بھی مدعو ہوتے ہیں بسا اوقات لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال ہوتا ہے، اور چند حفاظ یکے بعد دیگرے کئی کئی پارے ترتیب عثمانی کے مطابق تلاوت کرکے قرآن حکیم ختم کرتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد سوالات یہ ہیں کہ

(۱) ایک ہی جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر پر پورا قرآن مجید تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تلاوتِ قرآن کی آواز جن جن لوگوں کو سنائی دے رہی ہے ان سب پر سماعِ قرآن فرض ہے، یا صرف حاضرینِ مجلس کا سننا کافی ہے۔

(۳) لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے تلاوت کی یہ آواز قضائے حاجت کرنے والوں نیز کفار کے کانوں میں پڑتی ہے، کیا اس سے قرآن مجید کی بےحرمتی نہیں ہوتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن پاک کی تلاوت اور اس کا استماع افضل القربات ہے[۱]، ملائکہ تک سننے کیلئے آتے ہیں، اللہ پاک کی بےشمار رحمتیں نازہوتی ہیں[۲]، حفظِ قرآن پاک کا جذبہ اور اس کے پختہ ہونے کا داعیہ بلاشبہ مبارک جذبہ اور مبارک داعیہ ہے، ایسی پاکیزہ مجالس کی برکت سے

---

[۱] قال علیه السلام افضل عبادة امتی تلاوة القرآن لانه أصل العلوم ورأسها وأهمها فالأشتغال به أفضل من غيره من سائر الأذكار الاماورد فيه نص خاص في وقت مخصوص - أتحاف السادة المتقين ص ۴۶۴/ ج۴/ فضيلة القرآن مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۲] عن ابی سعیدن الخدری اَنَّ اُسیدبن حضیر قال بینما هو يقرأ من الليل سورة البقرة وفرسه مربوطة عنده اذ جالت الفرس فسكت فسكنت الى قوله فانصرفت اليه ورفعت راسى الى السماء فاذا مثل الظلة فيها أمثال المصابيح فخرجت حتى لاأراها قال وتدرى ماذاک قال لا،قال تلک الملائكة دنت لصوتک الخ متفق عليه واللفظ للبخارى ،مشكوة شريف ص ۱۸۴/ج ۱/ كتاب فضائل القرآن ،الفصل الأول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

بہت سی واہیات، خرافات اور ممنوعات سے حفاظت بھی رہتی ہے[۱] اللہ تعالیٰ خود آوازِ تلاوت کی طرف اپنی اعلیٰ شان کے مناسب توجہ فرماتے ہیں[۲] اور جب سکون واطمینان سے ادائے حقوق کے ساتھ تلاوت ہو اور سامعین ادب وشوق سے حاضر ہوکر سنیں، کسی کو گرانی اور بار نہ ہو تو بظاہر ختم میں بھی مضائقہ نہیں، حدیث شریف میں تین روز سے کم میں ختم کرنے کو جو منع فرمایا گیا ہے اس کا بھی منشاء یہی ہے کہ عموماً ایسی حالت میں حقِ تلاوت ادا نہیں ہوتا ہے، بلکہ بلا غور وتدبر کے جلدی جلدی گرانی اور ناگواری کے ساتھ ختم کیا جاتا ہے[۳] عامۃً تراویح میں جن حالات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ان محاسن کے باوجود جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاءِ راشدین ودیگر صحابۂ کرام کی مجلس مبارکہ کو تتبع کرکے دیکھا جاتا ہے تو وہاں ایسی مجالس کا کہیں پتہ نہیں ملتا کہ ایک مجلس میں جمع کرکے ختم کیا گیا ہو، کسی ایک نے ختم کیا ہو یا نمبروار چند حضرات نے ایک مجلس میں ختم کیا ہو، قرآن کریم کے ساتھ ان حضرات کے شغف کا تو یہ حال تھا، کہ بعض صحابہ کرام سے وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کرنا بھی منقول ہے[۴] اور بعض اکابر سے ایک دن میں کئی کئی قرآن پاک ختم کرنا بھی منقول ہے، مگر یہ سب تنہائی میں پڑھنا منقول ہے، مجلس جمع کرکے نہیں۔

---

[۱] کمافی الوابل الغیب لأبن القیم (بحواله فضائل اعمال ج ۱ / فضائل ذکر ص ۵۰ /)

[۲] قال ﷺ للّٰه أشد أذنا ألی قاری القرآن من صاحب القینة ألی قینته الخ أتحاف السادة المتقین بشرح أحیاء علوم الدین ص ۴۶۵ / ج ۴ / فضیلة القرآن مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۳] عن عبد اللّٰه بن عمرو أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لم یفقه من قرأ القرآن فی اقل من ثلاث رواه الترمذی وابوداؤد والدارمی (مشکوٰة شریف ص ۱۹۱ / ج ۱ / الفصل الثانی) لأنه أذا ذکر لم یتمکن من التدبر له والتفکر فیه بسبب العجلة والملالة، مرقاة ص ۶۱۵ / ج ۲ / باب فضائل القرآن، باب اول، مطبوعه بمبئی.

[۴] وأما الذین ختموا القرآن فی رکعة فلا یحصون لکثرتهم فمنهم عثمان بن عفان وتمیم الداری وسعید بن جبیر رضی اللّٰه عنهم، فتاوی حدیثیه ص ۵۸ / مطلب فیمن کان یختم القرآن فی الیوم واللیلة أکثر من مرة، مطبوعه دارالفکر بیروت، أتحاف شرح أحیاء العلوم ص ۴۷۳ / ۴ / الباب الثانی فی ظاهر آداب التلاوة مطبوعه دارالفکر بیروت، مرقاة المفاتیح ص ۶۱۵ / ج ۱ / باب فضائل القرآن باب اول، الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی.

جوشوق وشغف اُن حضرات کوتھا اس کا ہزارواں حصہ بھی آج کسی کونصیب نہیں[1] اُن حضرات کے اتباع ہی میں خیر وبرکت ہے، اتباع کو چھوڑ کر اپنی طرف سے نئی صورتیں پیدا کرنے میں خیر وبرکت نہیں، بلکہ مفاسد ہیں[2] ہوسکتا ہیکہ پہلی دوسری مجلس میں کوئی مفسدہ نہ ہو، مگر جب اسکا شیوع ہوگا، تو اس میں قراء وحفاظ کا تقابل وتفاخر بھی ہوگا، سامعین ایک کو دوسرے پر دادِفضیلت دیں گے اور دوسرے کی تقبیح بھی کی جائے گی، پھر ہوسکتا ہے کہ کچھ انعام دینے کی نوبت آجائے اور حاضرین کیلئے طعام ودعوت کا بھی انتظام ہو، غرض اخلاص ورضاءِ خداوندی کا بہت کم حصہ باقی رہ جائے گا، اسکے علاوہ بھی مفاسد کثیرہ کا مظنہ ہے[3]

نیز اگر لاؤڈ اسپیکر کا انتظام غائبین کے لئے ہے تو وہ بیچارے کچھ اپنی نماز تلاوت وظیفہ میں مشغول ہوں گے، مگر اس آواز کی وجہ سے اپنی یہ چیزیں پوری نہیں کرسکیں گے، اور اُن پر یہ پابندی عائد کرنا کہ وہ اپنی سب طاعات کو چھوڑ کر اس کے سننے کی طرف متوجہ رہیں یہ بھی زیادتی ہے، کچھ لوگ سوتے ہوں گے، یا اپنے دینی کاموں میں مشغول ہوں گے، ان کو پابند کرنا بھی مشکل ہے[4] غرض ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جوسلف صالحین کے خلاف ہو امید ہے کہ جداگانہ نمبروار جواب کی ضرورت اب نہیں ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۸۹ھ

---

[1] قال النووی فی الأذکار وأکثر مابلغنا فی ذلک عن إبن الکاتب أنه کان یقرأ فی الیوم واللیلة ثمان ختمات أتحاف شرح أحیاء العلوم ص ۴۷۱/ ج۴/ الباب الثانی فی ظاهر آداب التلاوة مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] قال رسول اللّٰہ من أحدث فی أمرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه، (مشکٰوة شریف ص ۲۷/ باب الأعتصام بالکتاب والسنة الفصل الأول مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[3] والبسیط فی المدخل لأبن الحاج (ص ۳۰۱/ ج۲/)مصری، فصل فی وقود القنادیل لیلة الختم.

[4] لا یقرأ جهراً عند المشتغلین بالاعمال الخ کذا فی القنیة،عالمگیری ص ۲۱۶/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح والدعاء وقرأة القرآن، مطبوعه ماجدیه کوئٹه، حلبی کبیری ص ۴۹۷/تتمات فیما یکره القرآن فی الصلوة الخ،مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

شبینہ

سوال:- یہاں بارہ گھنٹے میں قرآن ختم کیا جاتا ہے حفاظ شرطیہ اجرت لیتے ہیں، ان کی مانگ کے مطابق دیا جائے تو وہ قرآن خوانی کریں گے ورنہ نہیں، ساری رات لاؤڈ اسپیکر میں قرآن خوانی کرتے ہیں سامعین عدد میں کم ہوتے ہیں، قرآن کی آیات مجلس کے باہر کے لوگوں کے کانوں میں ایسے وقت میں پہنچتی ہیں جب کہ لوگ طرح طرح کے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں کیا یہ حرکات قرآن کی آیت وانصتوا کے خلاف نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ اجرت لینا دینا حرام ہے[۱] اس طرح پڑھنے والے ثواب کے مستحق نہیں، بلکہ گنہگار ہیں (کذا[۲] فی ردالمختار، وشروح الہدیہ[۳]) ان حالات میں اتنا بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرنا احترام قرآن پاک کے خلاف ہے، کہ سننے والے حق سماعت ادا نہیں کرسکتے[۴]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۸۷ھ

---

[۱] فالحاصل أن ماشاع فی زماننا من قراء ة الأجزاء بالأجرة لایجوز، شامی زکریا ص۷۷/ ج۹/ مطبوعه کراچی ص۵۶/ ج۶/ کتاب الأجارة مطلب تحریرمهم فی عدم جواز الأستئجار علی التلاوة الخ.

[۲] ثم أعلم أن من الریاء التلاوة ونحوها بالأجرة لأنه أریدبها غیروجه اللّٰه تعالٰی وهو المال ولذا قالو أنه لاثواب بها لاللقاری ولاللمیت الآخذ والمعطی آثمان الخ شامی زکریا ص۶۱۰/ ج۹/ مطبوعه کراچی ص۴۲۵/ ج۶/ آخر کتاب الحظر والاباحة.

[۳] البنایه شرح الهدایه ص۳۳۹/ ج۹/ باب الأجارة الفاسدة، باب الخلاف فی أجرة الأمامة وتعلیم القرآن والفقه، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۴] لا یقرأ جهراً عندا لمستغلین بالأعمال، عالمگیری کوئٹه ص۳۱۶/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقرأة القرآن الخ،حلبی کبیری ص۴۹۷/تتمات فیما یکره من القرآن فی الصلاة الخ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

شبینہ

سوال :-(۱) غیر رمضان میں تین شخصوں کی جماعت کر کے ایک کلام اللہ ایک ہی شب میں ختم کرنا جائز یا نہیں؟

(۲) اور رمضان المبارک میں شب قدر میں یعنی پانچ راتوں میں تہجد کی نماز با جماعت کر کے ایک کلام اللہ ختم کرنا کیسا ہے، بشرطیکہ اس جماعت میں تین آدمیوں سے زیادہ شریک ہوں؟

(۳) نیز اگر رمضان میں تراویح میں ایک قرآن شریف ایک ہی شب میں طلوع فجر سے قبل ختم کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور اس صورت میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کا ثواب اس کے پڑھنے والے کو ملا یا نہیں جوابات بحوالہ کتب معتبرہ عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر یہ سب شوقین ہیں اور دل لگا کر سنیں تو جائز ہے اگر شوق نہیں اظہار فخر کے لئے ایسا کریں تو ناجائز ہے[1]۔

(۲) تین آدمیوں سے زیادہ نفل نماز با جماعت مکروہ ہے۔

(۳) اس کا جواز بھی موقوف ہے، سب کے شوق پر اگر سب نے شوق سے دل لگا کر سنا تب تو جائز ہے، اگر گرانی سے جبراً سنایا فخر کیلئے سنا یہ ممنوع ہے، ایسی حالت میں تمام رمضان شریف میں ایک قرآن شریف ختم کرنا چاہئے بلکہ اگر سامعین پر گرانی ہو یا تقلیل جماعت کا اندیشہ ہو تو فقہاء نے لکھا ہے کہ الم ترکیف سے تراویح پڑھا دے یا اور مختصر حصہ قرآن شریف پڑھ لے: **یکره ذٰلک علٰی سبیل التداعی بأن یقتدی أربعة بواحد**

---

[1] أعلم أن أخلاص العبادة للّٰه تعالی واجب والریاء فیها، حرام بالأجماع للنصوص القطعیة الی قوله وفی الینا بیع، قال أبراهیم بن یوسف: لوصلی ریاءً فلاأجر له وعلیه الوزر، شامی زکریا ص ۶۰۹، ۶۱۰/ کتاب الحظر والأباحة، فصل فی البیع، فروع، تحت قوله: من صلی أوتصدق یرأی به الناس، شامی کراچی ص ۴۲۵/ج۶/.

(در مختار) قوله أربعة بواحد أما اقتداء واحد بواحد أو أثنتين بواحد فلا يكره وثلاثة بواحد فيه خلاف بحر عن الكافی وهل يحصل بهذا الأقتداء فضيلة الجماعة ظاهر ماقدمناه من أن الجماعة فی التطوع ليست بسنة يفيد عدمه تامل اهـ ردالمحتار[1] ج ١ / ص ۴٧٧ / قال شمس الائمة الحلوانی ان اقتدیٰ به ثلاثة لا يكون تداعياً وأن اقتدیٰ به أربعة فالاصح الكراهة اهـ (طحطاوی[2] ص ٢٦١ /) قال فی البحر فالحاصل أن الصحيح فی المذهب أن الختم سنة لكن لا يلزم منه عدم تركه أذا لزم منه تنفير القوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصاً فی زماننا فالظاهر أختيار الأخف علی القوم ألی قوله وفی التنجيس وأختار بعضهم سورة الأخلاص فی كل ركعة وبعضهم سورة الفيل أی البدأة منها ثم يعيدها وهٰذا أحسن لئلا يشتغل قلبه بعدد الركعات قال فی الحلية وعلی هٰذا أستقر عمل أئمة أكثر المساجد فی ديارنا ألا أنهم يبدؤن بقراءة سورة التكاثر فی الأولیٰ والأخلاص فی الثانية وهكذا ألا أن تكون قرائتهم فی التاسعة عشر بسورة تبت وفی العشرين بالأخلاص اهـ (شامی[3] ج ١ / ص ٩ ٣ ۴٧ ٠ ۴٧ /) ایک شب میں تمام قرآن شریف ختم کرنے میں عامۃً حفاظ اس قدر جلدی کرتے ہیں کہ حرکات بلکہ کلمات تک مخلوط اور غائب ہوجاتے ہیں، ایسا کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں[4]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ٢٨/١٠/ ۵٨ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور ٣٠/٩/ ۵٨ھ

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ٥٠٠ / ج ٢ / باب الوتر والنوافل، مطلب كراهة الاقتداء فی النفل علی سبيل التداعی الخ .

[2] طحطاوی علی المراقی مطبوعه مصر ص ٢٣٢ / اول باب الامامة.

[3] شامی زكريا ص ۴٩٨ / ج ٢ / مطبوعه نعمانيه ص ۴٧٥ / ج ١ / (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

شبینۂ مروجہ

سوال:- (١) شبینۂ مروجہ میں پورا قرآن شریف تراویح میں پڑھنا اور مصلّیان کا کھانا حفاظ شبینہ پڑھنے والوں کیلئے لانا، حفاظ کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(٢) رمضان شریف میں ختم قرآن شریف پر شیرینی تقسیم کرنا جائز یا ہے یا نہیں؟ باوجودیکہ مستورات اور بچوں اور مردوں کا ہجوم وہنگامہ اور شوروشغب ہوتا ہے اور بجائے ایک حصہ کے بعض شوخ چشمی سے دوسرا حصہ لینے سے بھی اجتناب نہیں کرتے اور مٹھائی تقسیم نہ کرنے پر مصلیانِ مسجد مورِدِ ملامت ہوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نفسِ ختم قرآن شریف خصوصاً نماز میں موجبِ اجر اور موجبِ سعادت وبرکت ہے، بشرطیکہ التزام مالا یلزم اور عوارضِ محظورہ سے خالی ہو، شبینہ مروجہ میں چند عوارض ایسے ہیں جو کہ مثلِ لازم غیر منفک کے ہیں۔

اوّلاً: عام طور پر ریا اور فخر کیلئے شبینہ کیا جاتا ہے، اخلاص نہیں ہوتا، چنانچہ اہلِ محلّہ اور حفاظ دوسرے اہلِ محلّہ وحفاظ کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ ہماری مسجد میں صرف اتنی دیر میں ختم ہوا۔

ریا کی ممانعت قرآن کریم وحدیث شریف سے ثابت ہے، خصوصاً نماز میں ریا کے متعلق

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) مبحث صلاة التراويح .

٤ فى الدر المختار ويجتنب المنكرات هذرمة القراء ة وترك تعوذ وتسمية وطمأنينة وتسبيح وأستراحة قوله هذرمة، سرعة الكلام والقرأة ناكوس وهو منصوب على البدلية من المنكرات الخ . الدر المختار مع الشامى زكريا ص ٤٩٩/ ج٢/ مطبوعه نعمانيه ص ٤٧٥/ ج ١/ مبحث صلاة التراويح، واما التغنى بحيث يخل بالحروف زيادة ونقصانا فهو حرام يفسق به القارى الخ مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ٣٣٨/فصل فى التراويح، مطبوعه مصر مرقاة ص ٢١٤/ ج٢/ كتاب فضائل القرآن، باب اول، الفصل الثانى تحت حديث، زينوا القرآن بأصواتكم، مطبوعه بمبئى.

وارد ہے: "فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآؤن"[۱] (الآیۃ)

ثانیاً: نمازی خود اتنی طویل نماز کے شوقین نہیں، چنانچہ تنہائی میں کبھی اتنی طویل نماز نہ مقتدی پڑھتے ہیں نہ امام اور سستی وکسل کی حالت میں شبینہ کی شرکت کرتے ہیں، بلکہ اکثر بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں، جب رکوع کا وقت آتا ہے، تو جلدی سے کھڑے ہوکر، بعض بیٹھے ہی بیٹھے نیت باندھ کر شریک ہوجاتے ہیں: قَالَ اللّٰه تَعَالٰى وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاؤُنَ النَّاسَ وَلاَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلاَّ قَلِيْلاً[۲]

ثالثاً: حفاظ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ تدبر کے بجائے خود الفاظ تک صاف سمجھ میں نہیں آتے بلکہ پورے الفاظ ادا بھی نہیں ہوتے، حدیث شریف میں **هذًّا كهذ الشعر** کی ممانعت آئی ہے[۳]

رابعاً: روشنی اور دیگر تکلّفات ایسے کئے جاتے ہیں جو کہ حدِ اسراف میں داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے: لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلاَ تُسْرِفُوْا إِنَّهٗ لاَيُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ[۴]

۱؎ سورۃ الماعون آیت نمبر ۷،۶۔ **ترجمہ:-** سو ایسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں جو ایسے ہیں، کہ ریا کاری کرتے ہیں۔ (بیان القرآن)

۲؎ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۴۲۔ **ترجمہ:-** اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں، تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف آدمیوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے، مگر بہت مختصر (بیان القرآن)۔
وفی البحرعن الخانيه، يكره للمقتدى أن يقعد فى التراويح فأذا أراد الأمام أن يركع يقوم لأن فيه أظهار التكاسل فى الصلاة والتشبه، بالمنافقين قال اللّٰه تعالىٰ "وأذا قاموا ألى الصلوة قاموا كسالى" شامى زكريا ص ۴۹۹ / ج ۲ / باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، قبيل مطلب فى كراهة الأقتداء فى النفل الخ.

۳؎ **مسلم شريف ص ۲۷۴ / ج ۱ / باب ترتيل القراءة وأجتناب الهذ الخ، كتاب فضائل القرآن، مطبوعه رشيديه دهلى.**

۴؎ سورہ اعراف آیت نمبر ۳۱۔ **ترجمہ:-** اور حد سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکلنے والوں کو (بیان القرآن)

خامساً: حفاظ کیلئے نقد یا مٹھائی اور کچھ خورد ونوش کا اہتمام کیا جاتا ہے جو کہ صورۃً اور حقیقۃً بھی تلاوت کی اُجرت ہے اور ممنوع ہے، عینی شرح ہدایہ میں "الآخذ والمعطی آثمان اھ".[۱]

سادساً: مردوں اور بچوں کا ہجوم ہو کر شور وشغب ہوتا ہے اور یہ شور وشغب احترام مسجد کے خلاف ہے[۲] اور ساتھ ساتھ اگر عورتیں بھی آئیں پھر تو اللہ کی پناہ مفاسد کی کچھ حد نہیں رہے گی: المرأة عورة إذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان. (الحدیث[۳]) اور پھر کبھی عورتوں کے ساتھ چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں جو کہ اکثر پیشاب کر کے مسجد کو ملوث کرتے ہیں، حدیث شریف میں بچوں سے خاص طور سے مسجد کو محفوظ رکھنے کا امر آیا ہے: جَنِّبُوْا مَسَاجِدَ کُمْ صِبْيَانَکُمْ.[۴]

سابعاً: اس سلسلہ میں عامۃً محلّہ سے چندہ وصول کیا جاتا ہے جن میں بعض غریب اور نادار ہوتے ہیں، وہ یا چندہ بالکل نہیں دینا چاہتے یا کم دینا چاہتے ہیں، مگر شبینہ اور ختم کے کارکن کبھی شرم وغیرت دلا کر کبھی ناجائز دباؤ ڈال کر ان سے زائد وصول کرتے ہیں: "لاَ يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلاَّ بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ".[۵]

ثامناً: مٹھائی زیادہ تر فخر وریاء کے لئے تقسیم کی جاتی ہے، اور فخر وریاء کے کھانے کی

---

[۱] الشامی نعمانیہ ص ۳۵/ ج۵/ باب الأجارة الفاسدة مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الأستئجار على التلاوة الخ مطبوعه زکریا ص۷۷/ج۹/ عینی شرح هدایه ص ۳۳۹/ ج۹/ باب الأجارة الفاسدة، باب الخلاف فی أجرة الأمامة وتعليم القرآن الخ، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] ذكر الفقيه رحمه الله تعالٰى فى التنبيه حرمة المسجد خمسة عشر (ألى قوله) والسادس أن لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله تعالٰى (الهنديه ص ۳۲۱/ ج۵/ الباب الخامس فى آداب المسجد)

[۳] ترمذی شریف ص ۲۲۲/ ج ۱/ قبيل أبواب الطلاق واللعان، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۴] ألمقاصد الحسنة ص۱۸۵/ باب الجيم حديث نمبر ۳۷۲/ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۵] مشكوة شريف ص۲۵۵/ باب الغصب والعارية،الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ممانعت بھی احادیث میں آئی ہے[۱]

تاسعاً: جو شخص چندہ نہ دے اس پر طعن کیا جاتا ہے، اس کیلئے القاب بخیل وغیرہ تجویز کئے جاتے ہیں: **قال اللّٰہ تعالیٰ وَلاَ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ** (الآیۃ[۲]) **"سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ"** (الحدیث[۳])

عاشراً: ایسے لوگوں کے پیچھے غیبت کی جاتی ہے، اور مجامع میں ذلیل کیا جاتا ہے: **وَلاَیَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا** (الآیۃ[۴])

اس کے علاوہ بعض جگہ لڑائی اور سخت کلامی کی نوبت آتی ہے، اور دوسرے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، عامۂ شبینہ اور ختم مروجہ میں یہ تمام مفاسد یا اکثر موجود ہوتے ہیں، اس لئے اس کو روکنا ہی حکم شرعی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۹/۶۴ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۸/ رمضان ۶۴ھ
صحیح: عبد اللطیف ۱۹/ رمضان ۶۴ھ

شبینہ کا حکم

سوال:- ایک بلڈنگ ہے جس میں مختلف کمروں میں بیک وقت نمازِ نفل میں قرآن پڑھا جارہا ہے، مثلاً ایک کمرہ میں پارہ نمبر ۱/ سے پارہ نمبر ۱۰/ تک پھر دوسرے کمرے میں پارہ

---

[۱] عن عكرمة عن أبن عباسؓ أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن طعام المتبارئين أن يوكل الحديث (مشكوٰة ص ۲۷۹/ باب الوليمة، الفصل الثانى، مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

[۲] سورہ حجرات آیت ۱۱/۔ **ترجمہ**:- اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ (بیان القرآن)

[۳] مشكوة شريف ۴۱۱/ باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الأول مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

[۴] سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲/۔ **ترجمہ**:- اور کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے۔ (بیان القرآن)

نمبر۱۱؍سے پارہ نمبر۲۰؍تک پھر تیسرے کمرہ میں پارہ نمبر۲۱؍سے پارہ نمبر۳۰؍تک پڑھا جارہا ہے تو اس پر شبینہ کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

(۲) شبینہ کی تعریف اور اس کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر امام اطمینان سے اخلاص کے ساتھ پڑھے اور مقتدی شوق کے ساتھ ثواب کے لئے سنیں تو ممنوع نہیں اور شبینہ متعارفہ میں یہ داخل نہیں۔

(۲) ایک شب میں ایک قرآن کریم ختم کرنے کو عرفاً شبینہ کہتے ہیں، بعض جگہ تراویح میں اور بعض جگہ نوافل میں پورا قرآن شریف ایک ہی رات میں ختم کیا جاتا ہے، پھر سامعین اکثر بیٹھے رہتے ہیں، لیکن چائے وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے، کبھی کئی کئی حافظ ختم کرتے ہیں پھر کہیں مقابلہ اور مناظرہ ہوتا ہے کہ ہماری مسجد میں اتنے حافظوں نے پڑھا اتنی دیر میں ختم ہوا، اتنے آدمیوں میں چائے اور مٹھائی تقسیم ہوئی وغیرہ وغیرہ یہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں، اس سے پرہیز کیا جائے[1] تنہا آدمی اپنے ذوق وشوق سے جس قدر چاہے پڑھے، ایک دو مقتدی اس کے ساتھ ہوں تو مضائقہ نہیں، نوافل کی جماعت چار آدمیوں سے زائد نہ کی جائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶؍۱۰؍۹۴ھ

---

[1] عن عائشة رضي اللّه تعالى عنها قالت: قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ليس منه فهورد، متفق عليه مشكوة شريف ص۲۷؍ج۱؍قال في المرقاة: قال القاضي: المعنى من أحدث في الأسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود عليه الخ، مرقاة شرح مشكوة ص۱۷۷؍ج۱؍باب الأعتصام باالكتاب والسنة، الفصل الأول، مطبوعه بمبئى.

[2] (والجماعة) في وتر غيره وتطوع على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة أو أكثر بواحد مكروهة الخ درمختار مع الشامي زكريا ص۲۸۸؍ج۲؍باب الامامة، قبيل مطلب في تكرارا الجماعة في المسجد، عالمگيرى كوئٹه ص۸۳؍ج۱؍الباب الخامس في الأمامة، الفصل الأول في الجماعة، مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ص۲۱۳؍باب الوتر، مطبوعه مصر.

ایک شب میں قرآن ختم کرنا

سوال:- زید نے کہا کہ تلاوتِ قرآن پاک ایک شخص ایک شب میں نہیں کرسکتا، اگر کسی نے کیا تو سنت کے خلاف کیا، قرآن پاک کی تلاوت ترتیل کے ساتھ کرنے کا حکم ہے، ایک شب میں جس نے تلاوت کر کے لوگوں کو سنایا وہ قرآن کا حق ادا نہ کیا خلافِ سنت ہے، قرآن کی بعض آیات یا تمام آیات کو جلد جلد پڑھنے کا حکم شرعاً نہیں ہے، کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کم از کم تین دن میں تلاوت کیا کرو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانا وہ گنہگار رہے، اس پر بکر نے کہا کہ ایک شب میں تلاوتِ قرآن کرنا درست ہے، ہمارے علاقہ میں حافظ چند گھنٹے میں قرآن ختم کرتے ہیں اس پر زید نے کہا کہ وہ شیطان ہیں جو چند گھنٹے میں جیسا ویسا پڑھ دیا تمام آبادی زید پر ناراض ہے کہ حافظ کو شیطان کیوں کہا، مگر زید نے حدیث نہ ماننے کی وجہ سے کہا، زید کی مندرجہ باتیں کس حد تک درست ہیں، اور بکر کی بات کہاں تک درست ہے؟ جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو نہ مانے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں اس بات پر شدید اختلاف ہے، بکر نے کہا کہ حافظ کو شیطان کیوں کہا زید نے کہا کہ رسول ﷺ کے فرمان کو جو نہ مانے اس بناء پر کہا، دونوں میں سے کس کا قول درست ہے، شرعاً جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیثِ پاک میں تین شب سے کم میں ختم قرآن پاک کو ناپسند فرمایا گیا ہے اس میں پورے تدبر کا عموماً موقع نہیں ملتا[۱] اس کے باوجود صحابہ کرامؓ اور بہت سے اولیاءِ عظام سے

[۱] عن ابن مسعود موقوفاً لا تقرؤا القرآن فی اقل من ثلاث الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۰۴ / ج ۱ / النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوته، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

تین شب سے کم میں بلکہ ایک شب میں بلکہ ایک رکعت میں پڑھنا بھی منقول ہے[۱]، بلکہ ایک رات میں کئی کئی مرتبہ قرآن ختم کرنا بھی منقول ہے[۲]، اب بھی جو شخص قرآن پاک سے شوق ودلچسپی رکھتا ہو اور اس کو پختہ یاد ہو، صحیح پڑھتا ہو، دل جمعی سے تین شب سے کم میں ختم کرلے تو وہ گنہگار نہیں[۳]، اور ایسے آدمی کو شیطان کہنا زیادتی ہے، جس نے کہا وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے رجوع کرلے، اس نے بھی حدیث شریف کی وجہ سے کہا ہوگا، مگر کہنے میں حد کی رعایت نہیں کی، غلطی سے غلط لفظ کہہ دیا اپنی غلطی کا اقرار کر کے اصلاح کرنا بہت عمدہ بات ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷؍۴؍۹۴ھ

لیلۃ القدر میں تنہا عبادت شبینہ سے افضل ہے

رمضان المبارک کی شب قدر افضل ہے، ۲۷؍شب کو عبادت کرنا، تلاوت قرآن، نفل نماز، درود واستغفار وغیرہ یا شبینہ میں جا کر ختم قرآن مین شرکت کرنا، ان دو عملوں میں سے

---

[۱] عن محمد بن سيرين ان عثمان كان يحيى الليل فيختم القرآن فى ركعة طبقات ابن سعد ص۷۵/ ج۳/ ذكر انه كان يقرأ القرآن فى ركعة، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۲] وقد كان للسلف فى قدر القرأة عادات فاكثرما ورد فى كثرة القرآن من كان يختم فى اليوم والليلة ثمان ختمات اربعاً فى الليل واربعا فى النهار ويليه من كان يختم فى اليوم والليلة اربعا الخ الاتقان فى علوم القرآن ص۱۰۴/ النوع الخامس والثلاثون فى آداب تلاوته، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، مراقى الفلاح على الطحطاوى ص۳۳۷/فصل فى التراويح، مطبوعه مصرى.

[۳] والمختار أن ذالك يختلف باختلاف الاشخاص فمن كان يظهر له تدقيق الفكر اللطائف والمعارف فليقتصر علىٰ قدر يحصل معه كمال فهم ما يقر ومن اشتغل بنشر العلم او فصل الحكومات من مهمات المسلمين فليتقصر علىٰ قدر لا يمنعه من ذالك ولا يختل بما هو مترصد له ومن لم يكن من هٰؤلاء فليكتثر ما امكنه من غير خروج الى حد الملال أو الهذرمة الخ طيبى ۲۸۱ ص۲۸۲/ ج۴/ كتاب فضائل القرآن، القول بجواز ختم القرآن فى اقل من ثلاثة ايام، (مطبوعه كراچى)

کون سا عمل بہتر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آج کل شبینہ میں اس قدر مفاسد پیدا ہوگئے ہیں، کہ اس کے جواز ہی میں کلام ہے چہ جائیکہ افضل ہو لہٰذا تنہا عبادت افضل ہے[1] مثلاً اس کیلئے چندہ کرنا جس میں حدود کی رعایت نہیں ہوتی، روشنی وغیرہ میں اسراف، تداعی واہتمام قراءت کے وقت امام کا اتنا تیز پڑھنا کہ حروف بھی صحیح ادا نہ ہوں، ارکان صلوٰۃ واجبات کو بھی اطمینان سے ادا نہ کرنا چہ جائیکہ سنن ومستحبات، بعض لوگوں کا لیٹے بیٹھے رہنا بعض کا باتوں میں مشغول رہنا اور امام کے رکوع کے وقت شریک ہونا بعض کا شور وشغب کرنا وغیرہ[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۳/ ذی قعدہ ۶۱ھ

---

[1] ویکرہ الأجتماع علی أحیاء لیلة من هذه اللیالی المتقدم ذکرهافی المساجد وغیرها لأنه لم یفعله النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ولا أصحابه، مراقی الفلاح ص ۳۲۶/ مطبوعه مصر، فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحی وأحیاء الیلالی الخ، الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۴۶۱/ ج ۱/ مطبوعه زکریا ص ۴۶۹/ ج ۲/ مطلب فی أحیاء اللیالی.

[2] **فائدة**:- من البدع المنکرة مایفعل فی کثیر من البلد أن من أیقاد القنادیل الکثیرة أسراف فی لیال معروفة من السنة کلیلة النصف من الشعبان ألی قوله ومن المفاسد من أجتماع الصبیان وأهل البطالة ورفع أصواتهم وأمتهانهم المساجد وأنتهاک حرمتها وحصول أوساخ فیها وغیر ذلک من المفاسدة التی یجب صیانة المسجد عنها تنقیح الفتاوی الحامدیه ص ۳۲۶/ ج ۲/ ویجتنب المنکرات هذرمة القراءة وترک تعوذ وتسمیة وطمانینة وتسبیح واستراحة قال الشامی تحته "هذرمة" بفتح الحاء وسکون الذال المعجمة وفتح الراء سرعة الکلام والقراءة، الی قوله یکره للمقتدی أن یقعد فی التراویح فأذاأرادالأمام (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظ فرمائیں)

ختم تراویح کے بعد الصَّلٰوۃ والسَّلام یا آدم صفی اللہ پڑھنا

سوال:- بعد ختم تراویح الصلوٰۃ والسلام یا آدم صفی اللہ سب مصلّی بلند آواز سے کہتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، غلط طریقہ ہے، اس کو ترک کیا جائے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ختم قرآن تراویح میں سنت علیٰ الکفایہ ہے

سوال:-(۱) ایک گاؤں میں یا قصبہ میں تمام قرآن مجید کا تراویح میں جماعت کے ساتھ سننا سنت مؤکدہ ہے یا نہیں؟

(۲) اور تراویح جماعت کیساتھ پڑھنا مؤکدہ ہے یا علیٰ الکفایہ کہ ایک دو نے جماعت سے پڑھ لی۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) أن يركع يقوم لأن فيه أظهار التكاسل فى الصلاة والتشبه بالمنافقين الخ شامى زكريا ص ۴۹۹/ج۲/باب الوتر والنوافل، مبحث التراويح، قبيل مطلب: فى كراهة الأقتداء فى النفل الخ، طحطاوى مع المراقى ص۳۳۸/فصل فى صلاة التراويح، مطبوعه مصر، حلبى كبيرى ص ۴۱۰/فروع، قبيل صلاة الوتر، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[۱] من احدث فى امرنا هٰذا ماليس منه فهو رد الحديث، مشكوٰة ص ۲۷/ باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، المدخل ص۲۹۳/ج۲/فصل فى الذكر بعد التسلمتين من صلاة التراويح، طبع مصر، مرقاة المفاتيح ص۱۷۷/ج۱/باب الأعتصام بالكتاب والسنة طبع بمبئى.

الجواب حامداًومصلیاً

تراویح میں ایک مرتبہ قرآن شریف کا ختم کرنا پڑھ کر یا سن کر سنت مؤکدہ ہے، اسی طرح جماعت بھی سنت مؤکدہ ہے، اوراس میں گاؤں یاقصبہ کی کوئی تخصیص نہیں لیکن اگرسب لوگ تو جماعت سے تراویح پڑھیں، اورایک دوشخص بغیر جماعت تراویح پڑھیں تو یہ سنت سب کے ذمہ سے ادا ہوگئی اگر چہ اس بغیر جماعت پڑھنے والے کوسنت کا ثواب نہیں ملا، اوراگرسب نے جماعت چھوڑی بغیر جماعت تراویح پڑھی تو اگر چہ نفس تراویح کی سنت ادا ہوجائیگی لیکن جماعت کی سنت چھوڑنے کا وبال سب کے سر رہے گا: **والجماعة فيها سنة علىٰ الكفاية في الاصح افاد ان اصل التراويح سنة عين فلو تركها واحد كره بخلاف صلاتها بالجماعة فانها سنة كفاية فلو تركها الكل اساؤا اما لو تخلف عنها رجل من افراد الناس وصلى في بيته فقد ترك الفضيلة والختم مرة سنة اهـ درمختار[1] وشامي.** فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

امام کا دومرتبہ ختم کرنا تراویح میں

سوال:-ایک حافظ نے ایک مسجد میں ماہ رمضان شریف میں دس بارہ یوم کے اندر قرآن شریف تراویح میں سنا کر ختم کیا، پھر دوسری مسجد میں جہاں لوگوں نے قرآن شریف کا ختم نہیں سنا، اگران میں حافظ نے تراویح کا ختم سنایا ہے، کیا یہ درست ہے، مقتدیوں کو تمام رمضان شریف میں ایک دفعہ قرآن سننا سنت تھا، اور حافظ قرآن شریف کو ایک دفعہ سنانا سنت، کیا تراویح میں اور ثواب میں امام اور مقتدیوں کے لئے کوئی فرق تو نہ ہوگا۔

---

[1] الدرالمختار مع الشامي نعمانيه ص۴۷۳/ج ۱/ مطبوعه زكريا ص۴۹۷تا۴۹۵/ج ۲/ باب الوتروالنوافل، مبحث صلاة التراويح، حلبي كبير ص۴۰۴تا۴۰۷فصل في النوافل، تراويح، طبع لاهور، مراقي الطحطاوي مصري ص۳۳۴/فصل في صلاة التراويح.

الجواب حامداًومصلیاً

السنة فی التراویح انما هو الختم مرة والختم مرتین فضیلة والختم ثلاث مراة افضل الخ (عالمگیری[۱] ص۱۱۷/ج۱/) ینبغی للامام وغیره اذا صلی التراویح وعاد الی منزله وهو یقرأ القرآن ان یصلی عشرین رکعة یقرأ فی کل رکعة عشر اٰیات احرازاً للفضیلة وهی الختم مرتین (قال قاضی خان) و الزهاد واهل الاجتهاد کانوا یختمون فی کل عشر لیال الی قوله ولو عجل الختم له ان یفتح من اول القراٰن فی بقیة الشهر (خانیه ص۳۳/ج۱/[۲])

اس صورت میں مقتدیوں کوسنت کا ثواب ہوگا، اورامام کوفضیلت کا ثواب ملے گا، کمی کسی کے ثواب میں نہ ہوگی۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

معوذتین کووتر میں پڑھنے سے قرآن پاک تراویح میں ختم نہیں ہوتا

سوال:- تراویح کی بیس رکعت کوسہواً اٹھارہ خیال کرتے ہوئے ختم قرآن میں اگر معوذتین چھوٹ جائے توان کانماز وتر کےاول دورکعت میں ادا کرنا اورتیسری رکعت کیلئے پارہ الـمّ کا کچھ شروع بنیت مزید کلام اللہ ادا کرنا کیسا ہے؟

---

[۱] عالمگیری کوئٹه ص۱۱۷/الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح.

[۲] خانیة علی هامش الهندیه ص۲۳۸/ج۱/کتاب الصوم ،باب التراویح، فصل فی مقدار القرأة فی التراویح، مطبوعه کوئٹه،طحطاوی مع المراقی مصری ص۲۳۷/فصل فی صلاة التراویح.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قرآن کریم تو پورا ہوجائے گا، مگر تراویح میں پورا نہ ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۹۴ھ

---

[۱] وسن ختم القرآن فیها أی التراویح مرة فی الشهر علی الصحیح وهو قول الاکثر مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص ۳۳۷/ باب صلاة التراویح، عالمگیری ص ۱۱۷/ ج ۱/ فصل فی التراویح، مطبوعه کوئٹه، المحیط البرهانی ص ۲۵۳/ ج ۲/ الفصل الثالث، نوع آخر فی بیان القراءة فی التراویح، مطبوعه ڈابھیل.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چهارم : ترویحہ اوراس کی تسبیح

ہر ترویحہ کے ختم پر کیا پڑھے؟

سوال:-تراویح میں ہر دورکعت کے بعد تسبیح اور چار رکعت کے بعد تسبیح اور دعاء کیا شریعت کے مطابق ہے یا بدعت ہے، تراویح کے ختم ہونے پر کچھ آدمی مسجد کے صحن میں کھڑے ہوکر سلام وغیرہ انبیاء کرام پر بآواز بلند فرماتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

دورکعت کے بعد جلسۂ استراحت نہیں چار رکعت کے بعد ہے[1] اس جلسۂ استراحت میں تسبیح، درود شریف، استغفار، تلاوت دعا سب باتوں کا اختیار ہے[2] کسی ایک چیز پر اصرار

[1] ویستحب الجلوس بعد صلاة كل اربع ركعات بقدرها الخ مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۳۳۷/ فصل فی صلاة التراويح ،مطبوعه مصر، الشامی نعمانیه ص۴۷۴/ ج ۱/ مطبوعه زكريا ص۴۹۶/ ج۲/ مبحث صلاة التراويح ، سكب الانهر ص۲۳۶/ ج ۱/ باب الوتر والنوافل، فصل اول، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكون وصلاة فرادى، سكب الانهر ص۲۰۲/ ج ۱/ باب الوتر والنوافل، فصل اول، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،طحطاوی مع المراقی ص۳۳۷/ فصل فی صلاة التراويح،مطبوعه مصر ،بدائع الصنائع زكرياص۶۴۸/ ج ۱/فصل فی سننها.

نہیں چاہئے[۱] یہاں سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ پڑھنا بھی دعا ہے، اور دعا میں اخفا افضل ہے[۲] لہٰذا بلند آواز ترک کر کے آہستہ پڑھیں اور کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ بیٹھے بیٹھے جیسے ہر شخص آہستہ آہستہ پورے خشوع کے ساتھ دل لگا کر دعا کرتا ہے، اسی طرح ہر شخص صلوٰۃ وسلام بھی پڑھے اور جب تک توفیق ہو دن میں رات میں اس مبارک وظیفے میں مشغول رہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہر ترویحہ میں دعاء

سوال:-ما تقولون فی حق المناجاة فی کل ترویحة برفع الیدین هل ترکها اولٰی اتباعاً بخیر القرون اوفعلها اولٰی استحساناً لکن من لم یفعلها یذم ویلقب بالوهابیة ویقال هو خارج من اهل السنة والجماعة ولا تجوز خلفه الصلٰوة وایضاً بینوا ما العمل فیها للحرمین والهند.

۱؎ الاصرار علی المندوب یبلغه الی حد الکراهة السعایة ص ۲۶۵ / ج ۲ / قبیل فصل فی القراء ة، مطبوعه لاهور، مرقاة المفاتیح ص ۱۴ / ج ۲ / باب الدعاء فی التشهد، طبع بمبئی، فتح الباری ص ۶۰۹ / ج ۲ / کتاب الاذان باب الانفتال والانصراف عن الیمین اوالشمال، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه.

۲؎ ومن الادب فی الدعاء ان یکون بخشوع وتذلل وخفض صوت الخ طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۷ / فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض، مطبوعه مصر، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۳۱۸ / ج ۵ / کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراء ة القرآن والذکر والدعاء، شامی کراچی ص ۵۰۷ / ج ۲ / کتاب الحج، قبیل مطلب الثناء علی الکریم دعاءٌ.

۳؎ عن ابی بن کعبؓ قال قلت یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی اکثر الصلوة علیک فکم اجعل لک من صلوتی فقال ماشئت قلت الربع قال ماشئت فان زدت فهو خیرلک قلت النصف قال ماشئت فان لک صلٰوتی کلها قال اذایکفِی همّک ویکفّرلک ذنبک، راوه الترمذی، مشکوة المصابیح ص ۸۶ / ج ۱ / باب الصلوة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، طبع یاسر ندیم دیوبند.

الجواب حامداًومصلیاً

المناجات المسئولة عنها لم تثبت عن احد لمن یقتدی به بل هی بدعة ینبغی ترکها وینبغی له ان یتجنب ما احد ثوه من الذکر بعد کل تسلیمتین من صلٰوة التراویح ومن رفع اصواتهم بذالک الیٰ قوله والحدث فی الدین ممنوع وخیر الهدی هدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم الخلفاء بعده ثم الصحابة رضی اللّٰه عنهم ولم یذکر عن احد من السلف فعل ذالک فیسعنا ما وسعهم[۱] اهـ (المدخل[۲] ص ۲۹۳ / ج ۳ /)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ معین مفتی بمدرسۃ مظاہرعلوم سہارنفور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ المبتلیٰ بامانة الافتاء بالمدرسة العلیة المشتهر بمظاهر علوم الواقعة ببلدة سهارنفور یوپی ۷/ جمادی الاولیٰ سنہ ۶۷ھ

---

[۱] **خلاصہ سوال**:-ہر تراویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو اس کا ترک بہتر ہے، خیر القرون کا اتباع کرتے ہوئے یا فعل بہتر ہے، استحساناً پھر جو شخص نہ کرے کیا وہ لائق مذمت ہے اور وہابی کہلائے گا اور کیا وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہوجائے گا، اور کیا اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی، اور اس سلسلہ میں حرمین شریفین اور ہندوستان کا عمل بھی بیان فرمائیں۔

خلاصہ جواب:-جس دعاء کے متعلق سوال ہے وہ مقتدیٰ حضرات میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں ہے بلکہ بدعت ہے، اس کا ترک ضروری ہے، اور نماز تراویح میں ہر دو سلام کے بعد جس ذکر کی ایجاد ان لوگوں نے کر رکھی ہے، اس سے بھی بچنا ضروری ہے، اور اس ذکر میں آواز بلند کرنے سے بھی بچنا ضروری ہے، اور دین میں نئی بات نکالنا ممنوع ہے، اور بہترین طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین کا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اور سلف میں سے کسی سے بھی ایسا فعل منقول نہیں ہے، پس ہمارے لئے اسی چیز کی گنجائش ہوگی جس کی گنجائش ان حضرات کیلئے ہوگی۔

[۲] المدخل مصری ص ۲۹۳ / ج ۲ / فصل فی الذکر بعد التسلیمتین من صلاة التراویح، شرح الطیبی ص ۲۹۷، ۲۹۴ / ج ۱ / کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، تعریف البدعة، طبع ادارة القرآن کراچی، مرقاة المفاتیح ص ۱۷۷ / ج ۱ / باب الاعتصام بالکتاب والسنة، طبع بمبئی.

ہرترویحہ کے بعددعاء

سوال:-تراویح میں ہرچاررکعت کے بعدامام بلندآواز سےاجتماعی دعامانگے یانہ مانگے؟

الجواب حامداًومصلیاً

آہستہ دعامستحب ہے،مگراجتماعی نہیں، بلکہ انفرداً جس کا دل چاہے دعا مانگے جس کا دل چاہے تسبیح وغیرہ میں مشغول رہے، اہلِ مکہ کا ہرچاررکعت کے بعدطواف کا بھی معمول رہا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہرترویحہ کے بعددعا

سوال:- ہمارے یہاں تراویح کی ہر چہار رکعت کے بعد جلسہٗ استراحت کرتے ہیں، اور ہر جلسہٗ استراحت میں امام اور تمام مقتدی بآواز بلند درود اور کلمۂ توحید واستغفار پڑھتے ہیں،ایسے پڑھنا کیسا ہے،کتب فقہ سے جواب دیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

دعادرودآہستہ پڑھناافضل ہے، **ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة** (الآیۃ[2])

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] **یجلس ندبابین کل اربعة بقدرها وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراءة وسکوت وصلوة فرادی،واهل مکة یطوفون واهل المدینة یصلون اربعاً (الدرالمختار نعمانیه ص ۴۷۴/ج ۱/) مطبوعه زکریا ص ۴۹۶/ ج ۲/ مبحث صلاة التراویح، کبیری ص ۴۰۴/ مطبوعه لاهور پاکستان، باب التراویح،طحطاوی مع المراقی ص ۳۳۷/فصل فی صلاة التراویح،مطبوعه مصر.**

[2] سورہ اعراف آیت ۵۵/۔ **ترجمہ**:-تم لوگ اپنے پروردگار سے دعاء کیا کروتذلل ظاہر کر کے بھی (بقیہ آئندہ)

ہر ترویحہ کے اور نماز عید کے بعد دعا

سوال:- تراویح کی ہر چہار رکعت پڑھنے کے بعد دعاء کرنا اور عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا واجب ہے، یا سنت؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہر چہار رکعت تراویح کے بعد استراحت مستحب ہے، اور اس وقت اس کو اختیار ہے کہ چاہے تلاوت کرے، چاہے تسبیح وتہلیل، درود پڑھے، چاہے دعا کرے، چاہے نوافل پڑھے، لیکن دعاء کا التزام کرنا اور مجموعی حیثیت سے دعا پر اصرار کرنا، تارک پر ملامت کیا جانا منع ہے[۱] کیونکہ شریعت میں اس کا ثبوت نہیں: اما الاستراحة فی اثناء التراویح فیجلس بین کل ترویحتین مقدار ترویحة ولیس المراد حقیقة الجلوس بل المراد الانتظار وهو مخیر فیه ان شاء جلس ساکتاً وان شاء هلل اوسبّح اوقرأ او صلٰی نافلة منفرداً اهـ (کبیری[۲] ص ۳۸۶/) اورعیدین کی نماز کے بعد خصوصیت سے دعا یا عدم دعاء منقول نہیں،

(گذشتہ کا بقیہ) اور چپکے چپکے بھی۔ (بیان القرآن) واما الادعیة والاذکار فبالخفیفة اولیٰ،ویجتهد فی الدعاء والسنة ان یخفی صوته لقوله تعالی ادعوربکم تضرعاً وخفیة شامی کراچی ص۵۰۷/ ج۲/ کتاب الحج، قبیل مطلب الثناء علی الکریم دعاء، طحطاوی مع المراقی ص۲۵۷/فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض، مطبوعه مصر،فتاوی عالمگیری کوئٹه ص۳۱۸/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح والذکروالدعاء.

(صفحہ ہذا) [۱] ان الاصرار علی المندوب یبلغه الی حدالکراهة،السعایة فی کشف مافی شرح الوقایه ص۲۶۵/ ج۲/قبیل فصل فی القراء ة،طبع لاهور،مرقاة المفاتیح ص۱۴/ج۲/باب الدعاء فی التشهد، طبع بمبئی ،فتح الباری ص۲۰۹/ ج۲/باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال، طبع دارالفکر.

[۲] کبیری ص۴۰۴/ باب التراویح، مطبوعه لاهور، الشامی نعمانیه ص۴۷۴/ج۱/ مطبوعه زکریا ص۴۹۷، ۴۹۶/ ج۲/مبحث صلاة التراویح،مجمع الانهر ص۲۰۳/ ج۱/باب الوتر والنوافل، فصل اول،طبع دارالکتب العلمیة بیروت.

لیکن مطلقاً ہر نماز کے بعد دعا روایات سے ثابت ہے۔پس عیدین کے بعد بھی دعا کرنا مسنون ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

سوال[1]:-بعد چار رکعت تراویح مناجات کردن چہ حکم دارد۔

الجواب حامداًومصلیاً

بعد ہر چہار رکعت تراویح جلسۂ استراحت مستحب است ودریں اختیار است خواہ تسبیح ودرود خواند وخواہ درنوافل وتلاوت مشغول ماند خواہ ایں وقت در دعا ومناجات گزارند کذا فی سکب[2] الانہرج ١/ص ٢٣٦/ودست برداشتہ درترویحہ دعا کردن ثابت نیست۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٣/ربیع الثانی ۵٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ١٣/ربیع الثانی ۵٦ھ

---

[1] وعن المغيرة بن شعبة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول فى دبر كل صلاة مكتوبة لااله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير (الحديث) مشكوٰة ص٨٨/ باب الذكر بعد الصلاة، مطبوعه ياسرنديم ديوبند،واخرج ابن جرير وغيره من طرق عن ابن عباس انه قال (اِذَافَرُغتَ)من الصلاة (فَانُصَبُ)فى الدعاء وروى نحوه عن الضحاک وقتادة،روح المعانى ص٣٠٧/ج١٦ /سورة الم نشرح الاية ٧،٨/طبع دارالفكر بيروت،تفسير قرطبى ص٩٦/ ج١٠ / طبع دارالفكر،احكام القرآن للجصاص ٣٧٤/ج٣/طبع دارالكتاب العربى بيروت.

[1] **خلاصہ سوال**:- تراویح کی چار رکعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے۔

خلاصہ جواب:- تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد جلسۂ استراحت مستحب ہے اوراس میں اختیار ہے خواہ درود و تسبیح پڑھے خواہ نفل وتلاوت میں مشغول رہے خواہ اس وقت کو دعاء مناجات میں گذاریں، کذا فی سکب الانہر ص٢٣٦/ج١/اور ہاتھ اٹھا کر ہر ترویحہ میں دعاء کرنا ثابت نہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہر ترویحہ پر صلوٰۃ بر محمد ﷺ

سوال:- بعد چار رکعت نماز تراویح کے جو شخص صلوٰۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جہر کر کے نہ پڑھے بلکہ تسبیح اور دورد شریف جو نماز میں تشہد کے بعد ہے، اس کو آہستہ پڑھ لے اس شخص کو برا کہنا اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے کیا یہ شخص قابل ملامت ہے یا نہیں، کیا الصلوٰۃ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضروری جاننا اور کہنا کہ یہ شریعت میں حضور ﷺ سے ثابت ہے کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ خاموش بیٹھے یا تسبیح ودرود وتلاوت وذکر وغیرہ پڑھے، یا تنہا نفل پڑھے کسی چیز کی پابندی نہیں اہل مکہ اس وقت طواف کرتے ہیں: **یجلس ندبا بین کل اربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلوٰة فرادى اهـ درمختار واهل مكة يطوفون واهل المدينة يصلون اربعاً اهـ**[1]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ترویحوں میں خلفاء راشدین کے نام

سوال:- اکثر مساجد میں تراویح کی ہر چہار رکعت کے بعد دعا کی جاتی ہے، اور بعد دعا خلفائے راشدین کا نام لیا جاتا ہے کیا ایسا کر سکتے ہیں؟

(گذشتہ کا بقیہ) [2] ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكون وصلاة فرادى الخ سكب الانهر ص۲۰۳/ج۱/ باب الوتر والنوافل، فصل اول، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۴۹۶/ج۲/مبحث صلاة التراويح حلبى كبير ص۴۰۴/باب التراويح. مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

(صفحہ ہٰذا) [1] الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص۴۷۴/ج۱/ مطبوعه زكريا ص۴۹۶/ج۲/ مبحث صلاة التراويح، كبيرى ص۴۰۴/ باب التراويح، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، مجمع الانهر ص۲۰۳/ج۱/باب الوتر والنوافل، فصل اول، طبع دارالكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ چیز حدیث وفقہ میں میری نظر سے نہیں گذری جولوگ ایسے کرتے ہیں ان سے دریافت کرنے کی ضرورت ہے، کہ کس کتاب میں ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چار ترویحوں پر خلفاء کے نام

سوال:- ہمارے پورے حیدرآباد دکن میں دورکعت تراویح کے بعد بیٹھ کر کچھ تسبیح پڑھتے ہیں، پھر چار رکعت پر بیٹھ کر تسبیح اور امام دعا پڑھتا ہے، مقتدی آمین کہتے ہیں اور چار رکعت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اور اسی طرح چار چار رکعتوں کے ختم پر ایک ایک خلیفہ کا نام لے کر حضرت علی پر ختم کر دیتے ہیں کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ بھی شریعت سے نہیں[۲] کتبِ فقہ میں تمام مسائل لکھے ہیں ان میں یہ کہیں مذکور

---

[۱] البتہ فقہاء نے ہر چار رکعت کے بعد جلسۂ استراحت کو مستحب لکھا ہے اور اس میں اختیار ہے خواہ درود وتسبیح پڑھے یا نفل وتلاوت میں مشغول رہے یا اس وقت کو دعاء ومناجات میں گزاریں یا خاموش رہیں۔

واما الاستراحة فی اثناء التراويح فيجلس بين كل ترويحتين مقدار ترويحة ای بين كل اربع ركعات وليس المراد حقيقة الجلوس بل المراد الانتظار وهو مخيران شاء جلس ساكتاً وان شاء هلل او سبح اذقرأ اوصلى نافلة منفرداً وهذا لانتظار مستحب حلبی كبير ص۴۰۴/ باب التراويح، طبع لاهور،مجمع الانهرص۲۰۳/ج۱/باب الوتروالنوافل، فصل اول ،طبع دار الكتب العلمية بيروت،شامی زكرياص۴۹۶/ج۲/مبحث صلاة التراويح.

[۲] وينبغی له ان يجتنب ما احدثوه من الذكر بعد كل تسلمتين من صلاة التراويح ومن رفع اصواتهم بذلك والمشی علی صوت واحدٍ فان ذالک كله من البدع والحدث فی الدين ممنوع الخ المدخل ص۲۹۳/ج۲/فصل فی الذكر بعد التسلمتين من صلاة التراويح طبع مصر ،مرقاة المفاتيح ص۱۷۷/ج۱/ باب الاعتصام بالكتاب والسنة، طبع بمبئی،شرح الطيبی ص۲۹۷، ۲۹۴/ج۱/باب الاعتصام بالكتاب والسنة، طبع ادارة القرآن كراچی.

نہیں صرف چار رکعت پر کچھ دیر کیلئے بیٹھ کر تسبیح، درود شریف، استغفار اور تلاوت میں مشغول رہیں، جیسا کہ شامی[1] میں لکھا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دو ترویحوں کے درمیان کیا کرے؟

سوال:- یہاں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں ہر دو رکعت ختم کر کے اٹھتے ہیں تو مؤذن بآواز بلند حسب ذیل کلمات کہتا ہے: **فضل من اللّٰہ ورحمتہ ونعمتہ ومغفرتہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** اور ہر ایک ترویحہ میں امام اور مقتدی بآواز بلند حسب ذیل تسبیح پڑھتے ہیں، **سبحان ذی الملکوت** الخ اور بعد تسبیح کے امام بآواز بلند دعا مانگتا ہے، اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں اور پہلے ترویحہ میں مؤذن بآواز بلند **نبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کہتا ہے اور دوسرے ترویحہ میں سیدنا ابوبکر صدیق خلیفہ رسول رضی اللہ عنہ اور تیسرے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور چوتھے میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور پانچویں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بلند آواز سے لیا جاتا ہے، اور یہ طریقہ ایک مدت دراز سے جاری ہے، عموماً گجرات میں اور افریقہ کے تمام شہروں وقصبوں میں بھی یہ طریقہ جاری ہے اگر اس طریقہ کے خلاف کوئی کرے تو اس کو برا بھلا اور لعن طعن کیا جاتا ہے، اور فساد ہوتا ہے، تو کیا یہ طریقہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، یا نہیں، اگر نہیں تو جو طریقہ کتاب وسنت سے ثابت ہو بحوالہ کتب تحریر فرمادیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تراویح کی نماز میں ہر دو رکعت ختم کر کے اٹھتے وقت مؤذن کا کلمات مذکورہ کہنا میری

---

[1] یجلس ندبا بین کل اربعة بقدر ها وکذا بین الخامسة ویخیرون بین تسبیح وقراءة وسکوت وصلوٰة فرادی، (الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص ۴۷۴/ ج ۱/) مطبوعه زکریا ص ۴۹۶/ ج ۲/ مبحث صلاة التراویح. واهل مکة یطوفون واهل مدینه یصلون اربعاً الخ، کبیری ص ۴۰۴/ باب التراویح، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، مجمع الانهر ص ۲۰۳/ ج ۱/ باب الوتر والنوافل، فصل اول، طبع دار الکتب العلمیة بیروت.

نظر سے کسی دینی کتاب (حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف کی) میں نہیں گذرا، نہ بلند آواز سے نہ آہستہ آواز سے، اگر یہ چیز ثابت (مسنون یا مستحب ہوتی) تو کتب دینیہ میں جہاں چھوٹے بڑے سب مستحبات ومسنونات مذکور ہیں اس کا بھی ذکر ہوتا ان کلمات کا مطلب کچھ برا نہیں، بلکہ ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعظیم اور اس کا مبارک ذکر ہے، جو یقیناً موجب برکت اور باعث ثواب ہے، لیکن ان کلمات پر التزام اور اصرار کرنا منع ہے[۱] نیز بلند آواز سے کہنے سے ان نمازیوں کو تشویش ہوتی ہے، جو درود شریف یا دعاء یا تسبیح وغیرہ میں مشغول ہوں کیونکہ ہر شخص کو اس وقت (اگر چہ یہ وقت نہایت قلیل ہوتا ہے) ان سب چیزوں درود شریف وغیرہ میں مشغولی کی شرعاً اجازت ہے، لہٰذا نہ ان کلمات پر اصرار والتزام کیا جائے، (کیونکہ ثبوت نہیں) نہ ان کو بلند آواز سے کہا جائے[۲] (کیونکہ دوسرے نمازیوں کے حق میں مشوش ہے) بلکہ ہر شخص آہستہ آہستہ جو دعا چاہے پڑھے، ہر ترویحہ کے بعد اختیار ہے خواہ امام ومقتدی خاموش بیٹھے رہیں خواہ ذکر، درود، تسبیح، دعا تلاوت میں مشغول رہیں یا نوافل (علیحدہ علیحدہ بلا جماعت) پڑھیں، اور **سبحان ذی الملک والملکوت** الخ بھی پڑھنا منقول ہے، اہل مکہ کا معمول لکھا ہے، کہ وہ اس وقت میں ایک طواف کرتے ہیں، اور دو رکعت نفل پڑھتے ہیں، اہل مدینہ کا معمول لکھا ہے، کہ وہ چار رکعت پڑھتے ہیں: **اما الاستراحة فی اثناء**

---

[۱] ان الاصرار علی المندوب یبلغه الی حد الکراهة فکیف اصرار البدعة التی لا اصل لها فی الشرع السعایه ص ۲۶۵ / ج ۲ / قبیل فصل فی القراءة طبع لاهور، وینبغی له ان یجتنب ما احد ثوه من الذکر بعد کل تسلمتین من صلاة التراویح ومن رفع اصواتهم الی قوله وکذالک ینهی عن قول المؤذن بعد ذکرهم بعد التسلمتین من صلاة التراویح یرحمکم اللّٰه فانه محدث ایضاً والحدث فی الدین ممنوع المدخل ص ۲۹۴ / ج ۲ / فصل فی الذکر بعد التسلمتین من صلاة التراویح، طبع مصر، مرقاة الفاتیح ص ۱۴ / ج ۱ / باب الدعاء فی التشهد، طبع بمبئی.

[۲] فمتی خاف الریاء أو تأذی به أحد کان الاسرار افضل (طحطاوی علی المراقی ص ۱۷۴ / ج ۱ / دمشق)، مطبوعه مصر، ص ۲۵۸ / فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض الخ، شامی کراچی ص ۶۶۰ / ج ۱ / باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب فی رفع الصوت بالذکر.

التراويح فيجلس بين كل ترويحتين مقدار ترويحة اى بين كل اربع ركعات. مقدار اربع ركعات وكذا بين الاٰخرة والوتر وليس المراد حقيقة الجلوس بل المراد الانتظار وهو مخير فيه ان شاء جلس ساكتاً وان شاء هلل اوسبح اوقرأ او صلى نافلة منفرداً وهٰذا الانتظار مستحب لعادة اهل الحرمين فان عادة اهل مكة ان يطوفوا بعد كل اربع اسبوعاً ويصلوا ركعتى الطواف وعادة اهل المدينة ان يصلوا اربع ركعات وقد روى البيهقى باسناد صحيح انهم كانوا يقومون علٰى عهد عمرؓ يعنى بين كل ترويحتين فثبت من عادة اهل الحرمين الفصل بين كلّ ترويحتين ومقدار ذٰلک الفصل وهو مقدار ترويحة فكان مستحبا لان مارآه المومنون حسناً فهو عند اللّٰه حسن اهـ (غنية المستملی[1] ص ۲۸۶/) ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادىٰ نعم تكره صلاة ركعتين بعد كل ركعتين اهـ درمختار قوله بين تسبيح قال القهستانى فيقال ثلاث مرات سبحٰن ذى الملک والملكوت سبحان ذى العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملک الحى الذى لا يموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لا اله الا اللّٰه نستغفراللّٰه نسألک الجنة ونعوذ بک من النار كما فى منهج العباد اهـ الخ (رد المحتار ج ۱/ ص ۷۳۹/ج[2]

تسبیح دعا وغیرہ جو کچھ بھی پڑھا کریں آہستہ آہستہ پڑھیں، تاکہ آوازوں میں تصادم اور پڑھنے والوں کو تشویش نہ ہو اگر کوئی نماز پڑھے تو اس کا خیال نماز سے ہٹ کر اس طرح متوجہ نہ ہو جس سے نماز میں خلل آئے اور غلطی بھول وغیرہ واقع ہو ہر ترویحہ کے ختم پر امور

---

[1] غنيمة المستملى ص ۴۰۴/ مطبوعه لاهور، باب التراويح،مجمع الانهرص ۲۰۳/ ج ۱/ باب الوتروالنوافل، فصل اول ،طبع دارالكتب العلمية بيروت،شامى زكرياص ۴۹۶/ ج ۲/ مبحث صلاة التراويح.

[2] الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۴۹۷، ۴۹۶/ ج ۲/ مطبوعه نعمانيه ص ۴۷۴/ ج ۱/ مبحث صلاة التراويح،بحر كوئٹه ص ۶۹/ ج ۲ با ب الوتروالنوافل.

مذکورہ بالا کا شرعاً ثبوت اور اختیار ہے، جیسا کہ عبارات منقول میں تصریح ہے، آپ نے **سبحان ذی الملک** الخ کے بعد ہر ترویحہ کے لئے جو کلمات لکھے ہیں، کتب فقہیہ متداولہ میں کہیں ان کا ثبوت نہیں، پس ان کو پڑھنا امور ثابتہ منقولہ کو چھوڑ کر غیر منقولہ کلمات کو اختیار کرنا ہے، جو غیر مناسب اور قابل ترک ہے[۱] تاہم ایسے لوگوں کو نرمی اور شفقت سے سمجھانا چاہئے، سختی اور تشدد سے نہیں[۲]، نیز فتنہ اور فساد سے اجتناب ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۷/۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۷/رجب ۵۸ھ

ترویحہ میں احادیث سنانا

سوال:- یہاں مسجد میں نمازِ تراویح میں ہر ترویحہ کے بعد کچھ حدیثیں سنائی جاتی ہیں، غرض اصلاح و تعلیم ہے، کچھ لوگ پسند کرتے ہیں اور بعض لوگ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں، اور بند کرنے کو کہتے ہیں، کیا ایسا کرنا شریعتِ مطہرہ میں مداخلت سمجھا جائے گا، یا پسندیدہ؟ یہ طریقہ اس طرح دیگر مقامات میں بھی چل رہا ہے۔

---

[۱] قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رایا لم یکن له من الکتاب والسنة سند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردود علیها ،مرقاة المفاتیح ص۱۷۷/ ج ۱ /باب الاعتصام بالکتاب والسنة، طبع بمبئی، وینبغی له ان یجتنب مااحد ثوه من الذکر بعد کل تسلمتین من صلاة التراویح ومن رفع اصواتهم الی قوله وکذالک ینهی عن قول المؤذن بعد ذکرهم بعد التسلمتین من صلاة التراویح الصلوة یرحمکم اللّٰه فانه محدث ایضا الحدث فی الدین ممنوع ، المدخل ص ۲۹۴/ ج ۲ /فصل فی الذکر بعد التسلمتین، طبع مصر.

[۲] وامرهم بالمعروف ونهیهم عن المنکر برفق واخلاص والشفقة علیهم وتوقیر کبیرهم ورحمة صغیرهم وتخولهم بالموعظة الحسنة ،شرح للنوی علی الصحیح المسلم ص ۵۴/ ج ۱ /باب بیان ان الدین النصیحة، طبع مکتبه بلال دیوبند،فتاوی عالمگیری ص ۳۵۲/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشرفی الغناء واللهو وسائرالمعاصی والامربالمعروف.

الجواب حامداًومصلیاً

یہ بہت اچھا طریقہ ہے اس سے بہت معلوماتِ دین میں اضافہ ہوگا، کاش کہ سب لوگ اسپر متفق ہوجائیں، لیکن ان کومجبور نہ کیا جائے[۱] اگر وہ انکار کریں اور مسجد چھوڑنے پر آمادہ ہوجائیں تو پھر یہ طریقہ بند کردیا جائے[۲] اور تراویح ووتر ختم ہونے کے بعد یا کسی دوسرے وقت حدیثیں سنائی جائیں جسکا دل چاہے بیٹھے اور سنے اور فائدہ حاصل کرے[۳]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۷ھ

ترویحہ کی تسبیح جہراً

سوال :- ماہِ رمضان المبارک میں تراویح میں ہر ترویحہ پر تسبیح جو پڑھی جاتی ہے، شریعت میں کیا حکم ہے؟ اگر ایک شخص تسبیح کو بلند آواز سے پڑھے اور شرکاء بلند آواز سے کہیں تو کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس ترویحہ میں اختیار ہے کہ چاہے تو کوئی تلاوت کرے چاہے درود شریف یا

---

[۱] كما يستفاد من هٰذه العبارة ويخيرون بين تسبيح وقراء ة وسكوت وصلاة فرادى الخ الدر المختار على هامش ردا لمحتار زكريا ص ۴۹۷/ ج۲/ مبحث صلاة التراويح، كبيرى ص ۴۰۴/باب التراويح، طبع لاهور،مجمع الانهر ص ۲۰۳/ ج ۱ /باب الوتر والنوافل، فصل اول، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] عن ابن مسعودؓ قال كان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم "يتخوّلنا بالموعظة فى الايام كراهة السامة علينا"عن انسؓ عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم" يسروا ولا تعسّروا وبشروا ولا تنفروا" بخارى شريف ص ۱۶ / كتاب العلم،باب ماكان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم "يتخولهم بالموعظة والعلم كى لاينفروا"طبع مكتبهٔ اشرفيه ديوبند.

[۳] حوالۂ بالا.

استغفار یا تسبیح پڑھے[1] اسمیں بھی سب کو بلند آواز سے آواز ملا کرنہیں پڑھنا چاہئے[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۲۵/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۲۵/۶/۸۷ھ

ترویحہ کی تسبیح بلند آواز سے

سوال:- ترویحہ پر تسبیح سب مقتدیوں کا اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ آواز محلّہ بھر میں جائے، کیا ایسا کرنا جائز ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح زور سے پڑھنا بھی ثابت نہیں، اس کو بھی ترک کیا جائے[3]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۷/۹/۸۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

---

[1] ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى (سكب الانهر ص۲۰۳/ج ۱/باب الوتر والنوافل، فصل اول مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت)بحر كوئٹه ص ۶۹/ج ۱/باب الوتر والنوافل،حلبى كبيرص ۴۰۴/فصل فى النوافل،تراويح،طبع سهيل اكيڈمى لاهور.

[2] وقد نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن رفع الاصوات فى المساجد كما فى ابن ماجه، (المقاصد الحسنة ص ۱۷۵/) باب الجيم، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،شامى كراچى ص ۶۶۰/ج ۱/مطلب فى رفع الصوت بالذكر.

[3] اما الادعية والاذكار فبالخفية اولى (شامى كراچى ص ۵۰۷/ج ۲/كتاب الحج،مطلب الثناء على الكريم دعاء، شامى كراچى ص ۶۶۰/ج ۱/مكروهات الصلوة ،مطلب فى رفع الصوت بالذكر،فالحاصل ان الجهر بالتكبير بدعة فى كل وقت الا فى مواضع المستثناة وصرح قاضيخان فى فتاه بكراهة الذكر جهراً (بحر كوئٹه ص ۱۵۹/ج ۲/باب العيدين)

ختم تراویح پر دُعا

سوال:-(۱) تراویح کی بیس رکعت ختم ہونے پر دعاء مانگنا کیسا ہے؟
(۲) بعد وتر ونفل تمام مقتدیوں اور امام کامل کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) مستحب ہے[۱]
ہر شخص اپنی نفل کے بعد دعا کرے اس میں ایک دوسرے کا پابند کیوں کیا جائے[۲]؟ جو نماز مل کر جماعت سے پڑھی ہے، اس کے بعد مل کر دعا کریں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

تراویح میں تسبیحات

سوال:-تراویح میں تسبیحات پڑھتے ہیں، وہ آپ کی خدمت میں روانہ کی ہے، اس

---

[۱] كذا فى استحباب الدعوات عقيب الصلوات (جواهر الفقه ص ۱۹ / ج۳/)طبع مكتبه تفسير القرآن ديوبند،عن ابى امامة قال قيل يارسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم اى الدعاء اسمع قال جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات :الاكثرون على استحباب الدعاء مطلقا (مرقاة ص۲۳ / ج۲/با ب الذكر بعد الصلوة،طبع بمبئى،روح المعانى ص ۱۷۲ / ج۳۰/ سورة الم نشرح ،طبع ادارة الطباعة المصطفائيه ديوبند.

[۲] من اصر على امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة اومنكر (مرقاة ص ۱۴ / ج ۲ /باب الدعاء، طبع بمبئى،سعايه ص ۲۶۵ / ج ۲ /باب صفة الصلوة، قبيل فصل فى القراء ة ،مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[۳] ثم يدعون لانفسهم وللمسلمين بالادعية الماثورة الجامعة لقول ابى امامة قيل يا رسول اللّه اى الدعاء اسمع قال جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات الخ، مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى مصرى ص ۲۵۶ / فصل فى صفة الاذكار الواردة بعد صلاة الفرض.

لئے ان کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں "الصلوۃ سنة التراويح رحمكم الله" ہر تراویح کے دوگانہ کے بعد اس دعا کو ایک بار پڑھیں "فضل من الله ونعمته ومغفرته ورحمته وعافيته والسلام لااله الا الله والله اكبر الى آخره" بعد میں تراویح کے تین بار پڑھیں، "اشهد ان لااله الاالله وحدهٗ لاشريك لهٗ الى آخره" امام کے دعاء مانگنے کے بعد یہ پڑھیں "اللّهم صلى على سيدنا الخ" دعا مانگنے کے بعد اس کو ایک بار پڑھیں خليفه رسول الله بالتحقيق اور چوتھی کے بعد پڑھیں۔

الجواب حامداً ومصلياً

آپ نے جو تسبیحات کاغذ پر لکھیں ہیں ان کا پڑھنا نہ حدیث شریف سے ثابت ہے نہ کتب فقہ میں ہے، اس لئے جو تسبیح فقہاء نے لکھی ہے، اس کو پڑھیں یا درود شریف پڑھیں، اور استغفار میں مشغول رہیں[1] جہاں تک ہو سکے آہستہ پڑھیں، جو طریقہ رواج پکڑ چکا ہے، وہ ثابت نہیں ہے، اس کی اصلاح کریں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ترویحہ میں کیا پڑھے؟

سوال: –بعض ثقہ اور مشہور اشتہاروں میں تراویح کے ترویحہ کی مسنون دعاؤں

---

[1] يجلس ندبا بين كل اربعة بقدرها وكذبين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقرأة وسكوت و صلاة فرادى (قال الشامى) قولهٗ بين تسبيح قال القهستانى فيقال ثلاث مرات، سبحان ذى الملك والملكوت سبحان ذى العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحى الذى لايموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لااله الاالله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذبك من النار (الدرمع الشامى زكريا ج ٢ / ص ٤٦ / باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ٢٣٣ / فصل فى صلاة التراويح، فتح القدير ج ١ / ص ٤٦٨ / باب النوافل، فصل فى قيام رمضان، طبع دارلفكر بيروت.

[2] اما الادعية والاذكار فبالخفية اولى (شامى كراچى ج ٢ / ص ٥٠٧ / كتاب الحج، مطلب الثناء على الكريم دعاء.

کے عنوان سے منتخب از احادیث صحیحہ یہ دعا لکھی ہے "سبحان الملک القدوس سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت ،سبحان الملک الحی الذی لاینام ولایموت سبوحٌ قدوس ربنا ورب الملئکة والروح لااله الاانت استغفرک واسئلک الجنة واعوذبک من النار اللهم اجرنی من النار یامجیریامجیریامجیر" اور بعض اشتہاروں میں بڑی لمبی قدرے لایعنی دعاء درج ہے،خلفاء اربعہ کے نام اوران کے القاب،کلمات جن سے دعاء دعاء نہیں رہتی۔

تراویح میں بعض جگہ تو سب مل کر پڑھتے ہیں اور بعض جگہ مؤذن کے ذمہ ہے کہ وہ تنہا یادوچار آدمیوں کوشریک کرکے بڑے زور کی آواز سے یہ لمبی دعا پڑھے وہ عبارت یہ ہے تراویح میں پڑھنے کی تسبیحات تراویح سے پہلے پکارکرمؤذن کے ذمہ ہے کہ یوں پکارے "الصلوة سنة التراویح رحمکم اللّٰه" پھرلکھا ہے کہ پہلے دوگانہ تراویح کے بعد اس دعاء کو یکبار پڑھیں "فضل من اللّٰه ونعمة ومغفرة ورحمة وعافیة وسلامة لااله الااللّٰه وللّٰه الحمد خواجه عالم صلو" کے بعد پہلی تراویح کے یہ تسبیح تین بار پڑھیں،کلمہ شہادت پڑھیں،دعامانگنے کے بعد یوں کہے "البدرمحمدصلی اللّٰه علیه وسلم لااله الااللّٰه واللّٰه اکبرخواجه عالم صلوة"

(۲) دوسری تراویح کے بعد یہ تسبیح تین بار پڑھیں،"اللهم صلی علی سیدنا محمد وعلی جمع الانبیاء والمرسلین والملٰئکة المقربین وعلی کل ملک برحمتک یاارحم الراحمین" دعامانگنے کے بعد یہ دعا ایک بار پڑھیں،"خلیفة رسول اللّٰه خیرالبشربعدالانبیاء بالتصدیق والتحقیق امیرالمومنین حضرت ابوبکرن الصدیق رضی اللّٰه تعالیٰ عنه لااله الااللّٰه واللّٰه اکبراللّٰه اکبروللّٰه الحمد ولاحول ولاقوة الاباللّٰه" غرض اسی طرح سب خلفاء کے نام تسبیحات میں ملے ہوئے ایک لمبی عبارت

دعاء وتسبیحات کے نام سے مروج ہے، تراویح ختم ہونے کے بعد استغفار غیر ثابت لفظوں میں پڑھنے کو بتلایا ہے، پھر خاتمہ پران اشتہاروں میں سب پڑھنے کے بعد مثل سابق ایک بار بتلایا یہ پڑھنے کو ''اسد اللّٰہ الغالب مظہر العجائب والغرائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب لاالٰہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبروغیرہ'' شرعی حساب سے جواب عطا ہو، تراویح کے ترویحہ میں وہ ماثورہ الفاظ کی اور کیا ان الفاظ میں تسبیح ترویحہ صحیح العلم لوگوں سے ثابت ہے اور کیا ترویحہ میں یہ عبارت دعاء کے نام سے ثواب ہے، یہاں صورت تنازع ہے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ خاموش بیٹھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا تسبیح واستغفار پڑھے کہ مکہ مکرمہ کے حضرات کا معمول تھا کہ وہ ہر چار رکعت کے بعد ایک طواف کرتے اور دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے، مدینہ طیبہ کے حضرات ہر چار رکعت تراویح کے بعد جداگانہ چار چار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے[1] کلمات ذیل شامی میں مذکور ہے ''قال القہستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لاینام ولایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح لاالٰہ الااللّٰہ نستغفراللّٰہ نسألک الجنۃ ونعوذبک من النار (شامی ج ۱ / ص ۴۷۴ / [2]

---

[1] والمستحب الانتظار بین الترویحتین لانہ استدل بعادۃ الحرمین واھل المدینۃ کانوا یصلون بعد ذالک اربع رکعات فرادی واھل مکۃ یطوفون بینھما اسبوعا ویصلون رکعتی الطواف (الی قولہ)واھل کل بلدۃ بالخیار یسبحون، یھللون اوینتظرون سکوتا اویصلون اربعا فرادی (فتح القدیر ج ۱ /ص ۴۶۸ /باب النوافل، فصل فی قیام رمضان،طبع دارالفکربیروت،عنایہ مع فتح القدیر ج ۱ /ص ۴۶۸ /باب النوافل،فصل فی قیام رمضان ،دارالفکر بیروت، ھندیہ کوئٹہ ج ۱ / ص ۱۱۵ / الباب التاسع فی النوافل،فصل فی التراویح.

[2] شامی کراچی ج ۲ /ص ۴۶ /باب الوتروالنوافل ،مبحث التراویح.

تراویح کے بعد پڑھنے والے کلمات وتسبیحات کا جو طریقہ سوال میں مذکورہ ہے وہ کتب شرعیہ مستندہ میں نہیں ہے، بلکہ خصوصی مقامات پر کچھ لوگوں سے غالباً روافض وغیرہ کی تردید کے لئے ایجاد کیا ہے، اوراس کو ماثورومنقول کی حیثیت دیدی۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تراویح کی دورکعت پر درودشریف اور چار پر تسبیح

سوال:-رمضان کے مہینہ میں ہمارے یہاں مسجد میں ایک واقعہ پیش آیا کہ پہلے ہم لوگ حسب معمول رمضان کے مہینہ میں تراویح کی دورکعت کے بعد درود شریف دومرتبہ پڑھتے ہیں، اوردورکعت کے بعد یعنی چاررکعت کے بعد تسبیح یامقلب العباد پڑھتے ہیں، اسی طرح روزانہ دونوں ورد پانچ مرتبہ پڑھ لیتے ہیں، لیکن اس کے بعد مقتدیوں نے گزارش کی کہ نماز میں جلدی کی جائے، کیونکہ گرمی کی شدت ہے، اورمچھر کاٹتے ہیں، امام صاحب نے حالات کو مدنظر رکھ کر دورکعت کے بعد درود شریف بند کردیا، اورفرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تراویح کی چاررکعت کے بعد ایسے کلمات یا درود شریف پڑھے جائیں تاکہ اس میں اتنا وقت لگ جائے جتنا ان تراویح کی چاررکعت پر لگتا ہے، اس لئے مقتدیوں کی سہولت کے لئے دورکعت کے بعد درود شریف پڑھنا بند کرتا ہوں، مقتدی امام کے کہنے پر چلے، چند دن اورگزر گئے یعنی بدھ کی شام ماہ رمضان کی ساتویں تاریخ شام کو دو اور مقتدی آگئے، جنہوں نے تراویح کی نماز پڑھتے وقت امام سے کہا کہ آپ درود شریف کیوں نہیں پڑھتے، امام صاحب نے خاموشی اختیار کی اورنماز پڑھاتے چلے گئے، نماز جب ختم ہوئی تو انہیں دو مقتدیوں نے دوبارہ امام صاحب سے سوال کیا، امام صاحب کے بھائی جو مسائل حدیث سے واقف ہیں، انہوں نے فرمایا اگر دورکعت کے بعد درود شریف پڑھا جائے تو ثواب ملے گا، اوراگر نہیں پڑھا جائے تو گناہ بھی نہیں ہوگا، ایک مقتدی کے نے کہا کہ آج اتنا کم کیا اور پتہ نہیں کل سب

کم کیا جائے گا، ایک تیسرے مقتدی نے جلد بازی سے کام لیا اور کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں گناہ نہیں ہوگا، ثواب ہوگا، امام صاحب نے بارہا سمجھانے کی کوشش کی، لیکن اس نے ایک نہ مانا اور مسجد شریف سے باہر نکل گئے، بہرحال! امام صاحب کے بھائی نے مقتدیوں سے کہا کہ میں آپ کو کتابوں سے ثابت کردونگا اور دکھادونگا کہ کتابوں میں نماز تراویح کے متعلق کیا بیان کیا گیا ہے، اس کے جواب میں ایک صاحب نے کہا کہ آپ کتابوں کو کیا پڑھنا جانتے ہیں، دوبارہ امام صاحب کے بھائی نے کہا کہ میں فقہ سے ثابت کردوں گا کہ فقہ میں تراویح کی نماز کے متعلق کیا مسئلہ بیان کیا گیا ہے، لیکن جواب میں اس مقتدی نے کہا کہ آپ نانی کا فقہ دکھاتے ہیں، بہرحال یہ سراسر امام صاحب کی شان کے خلاف ہے، خاص امام جو کہ نائب رسول ہے، اور ایک امام صاحب جس کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے، اور مسائل دین میں اس کے بھائی کو نانی کا فقہ دکھانے کو کہا، اس پر امام صاحب نے آنا ترک کردیا، بعد میں امام صاحب سے محلّہ کے ممبروں کو تحقیقات کرنے کے لئے کہا، وہ مقتدی جو کہ دیکھنے میں عابد لگتے ہیں، سفید لمبی چوڑی داڑھی رکھے ہوئے ہیں، چند برسوں سے امام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، اور گالیاں دے دے کر اب تین امام کو نکال دیا ہے، مقتدی اس کے رویہ سے بہت تنگ آگئے ہیں، ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

تراویح کی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں، ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا چاہئے اس وقت جس کا دل چاہے قرآن کریم کی تلاوت کرے، جس کا دل چاہے تسبیح واستغفار کرے، جس کا دل چاہے خاموش بیٹھا رہے، کسی بات کی شرعاً کوئی پابندی نہیں کسی پر کوئی اعتراض نہیں[1]، دو

---

[1] والمستحب الانتظار بین الترویحتین (الی قوله) واهل کل بلدة بالخیار یسبحون اویهللون او ینتظرون سکوتا اویصلون فرادی(فتح القدیر ج ۱ /ص ۴۶۸ /باب النوافل، فصل فی قیام رمضان، دارالفکر بیروت، عنایه مع الفتح ج ۱ /ص ۴۶۸ /باب النوافل فصل فی قیام رمضان، دارالفکر، هندیه کوئٹه، ج ۱ /ص ۱۱۵ /الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح.

رکعت پر بیٹھنا یا کچھ پڑھنا ثابت نہیں کسی غیر ثابت چیز پر اصرار کرنا شرعاً غلط ہے[1] ایک شخص نے چھینک کی اس پر کہا الحمدللّٰہ والسلام علی رسول اللّٰہ ،دوسرے بڑے عالم فقہ صحابی نے فرمایا میں بھی کہتا ہوں والسلام علی رسول اللّٰہ، لیکن چھینک پر الحمدللّٰہ ہی ثابت ہے، اس جگہ والسلام علی رسول اللّٰہ ثابت نہیں، اسی طرح اس الحمدللّٰہ کے جواب میں یرحمک اللّٰہ ثابت ہے، یہاں بھی والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ ثابت نہیں[2] شریعت میں جو چیز جس جگہ متعین کردی گئی نہ اس پر زیادتی کی جائے، نہ اس پر کمی کی جائے، اگر مسئلہ معلوم نہ ہوا اہل علم سے دریافت کرلیا جائے[3] اگر ناواقفیت کی وجہ سے کوئی غلط عمل کیا جارہا ہے تو واقف ہونے کے بعد اس غلطی سے رجوع کر کے اصلاح کرلینا چاہئے اور صاف صاف کہہ دینا چاہیے کہ یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا، اس لئے غلط عمل ہوتا رہا، آئندہ صحیح عمل کیا جائے گا، صحیح کتابوں کی مخالفت کرنا بہت غلط طریقہ ہے اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۹/ ۹۹ھ

---

[1] من اصرعلی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة قصد اصاب من الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة اومنکر، مرقاة ج ۲/ص ۱۴/ باب الدعاء فی التشهد، طبع بمبئی.

[2] عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمرؓ فقال الحمدللّٰه والسلام علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ابن عمرؓ وانا اقول الحمد والسلام علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ولیس هکذا علمنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان نقول الحمد للّٰه علی کل حال، مشکوة شریف ص ۴۰۶/ باب العطاس والتثاؤب، الفصل الثالث، طبع یاسر ندیم دیوبند.

[3] فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون (سورۂ نحل آیت ۴۳).

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب یازدهم

قضانماز اور اس کا فدیہ

فصل اول : قضاءنماز

قضاءنمازوں کا طریقہ

سوال: ایک شخص کے ذمہ بہت سی نمازیں قضا ہیں مگران کی تعداد یادنہیں وہ ان کوادا کرنا چاہتا ہے تواس کو کیا کرنا چاہیے وہ کس طرح ادا کرسکتا ہے کیا ایک وقت میں کئی اوقات کی نماز ادا کرسکتا ہے یا ایک وقت کے ساتھ ایک وقت ہی کی نماز ادا کرے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

ایک ایک وقت میں کئی کئی نمازیں پڑھے[1] بلکہ نوافل کی جگہ بھی قضانماز پڑھے[2] یہاں تک کہ

[1] قال عبد الله ان المشركين شغلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اربع صلوات يوم الخندق حتى ذهب من الليل ماشاء الله فأمر بلالاً فاذن ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ثم اقام فصلى المغرب ثم اقام فصلى العشاء. ترمذی شریف ص۴۳ ج۱، ابواب الصلوٰة، باب ما جاء في الرجل تفوته الصلوات الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند، طحطاوی علی المراقی ص ۳۵۹ باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصر، ويقضى ما قدر بعد فراغه ثم وثم الٰی ان تتم الخ شامی زکریا ص ۵۳۶ ج۲ باب قضاء الفوائت.

[2] والاشتغال بقضاء الفوائت أولى وأهم من النوافل إلا السنة المعروفة وصلاة الضحى الخ، طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۳۶۳ باب قضاء الفوائت، قبيل باب ادراک الفريضة، مطبوعه مصری، شامی کراچی ص۷۴ ج۲ باب قضاء الفوائت، تاتارخانية ص۷۷۰ ج۱ الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، مطبوعه کراچی.

اس کا قلب گواہی دینے لگے کہ اب کوئی قضا نماز اس کے ذمہ باقی نہیں رہی[۱] ہر قضاء نماز کے وقت اس طرح نیت کرے۔ مثلاً ظہر کی سب سے پہلی قضاء نماز جو میرے ذمہ باقی ہے اس کو پڑھتا ہوں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/ صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/ صفر ۶۸ھ

قضاء نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ

سوال: ایک شخص کے ذمہ فرض قضا نمازیں باقی ہیں تقریباً بارہ سال کی نماز اس سے قضاء ہوئی ہے اب وہ ان کو پڑھنا چاہتا ہے اس کو دن اور تاریخ اور ماہ یاد نہیں۔ وہ ان بقایا نمازوں کی کس طرح نیت کرے اور ادا کے لئے کیا نیت کرے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اس طرح نیت کرے کہ سب سے پہلے ظہر کی نماز جو مجھ پر فرض ہوئی اور میں نے ادا نہیں کی اس کو پڑھتا ہوں یا یہ نیت کرے کہ میرے ذمہ جو سب سے آخر کی ظہر کی نماز فرض ہوئی ہے اور میں نے ادا نہیں کی اس کو پڑھتا ہوں اسی طرح سب نمازوں کی نیت کرے اور وتروں کی بھی قضا کرے **واذا کثرت الفوائت یحتاج لتعیین کل صلوٰۃ یقضیھا فاذا اراد تسھیل الامر علیه نویٰ اول ظھر علیه ادرک وقته ولم یصل فاذا نواہ کذٰلک فیما یصلیه یصیر اولاً**

[۱] من لایدری کمیة الفوائت یعمل باکبر رأیه فان لم یکن له رأی حتی یتیقن انه لم یبق علیه شی. عالمگیری مصری ص ۳۶۳، باب قضاء الفوائت، طحطاوی ص ۳۶۳ باب قضاء الفوائت، قبیل باب ادراک الفریضة، مطبوعه مصری.

[۲] کثرت الفوائت نوی اول ظهر علیه او آخره (درمختار، مع الشامی نعمانیه ص ۴۹۵ ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۵۳۸ ج ۲ قبیل باب السجود، مراقی علی الطحطاوی ص ۲۶۲ باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصری، المحیط البرهانی ص ۳۵۸ ج ۲ الفصل العشرون قضاء الفوائت، ومما یتصل بهذا الفصل، من المسائل المتفرقات، مطبوعه ڈابھیل، سکب الانهر ص ۲۱۸ ج ۱ باب قضاء الفوائت، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

فیصح بمثل ذٰلک وھٰکذا اذا نواہ اٰخرہ فیقول اصلی اٰخر ظھر ادرکتہ ولم اصلہ بعد اھ مراقی الفلاح[1] ص ۳۳۸۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۱۱/۵۶ھ

الجواب صحیح : سعید احمد غفرلہٗ صحیح : عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۹/ ذی قعدہ ۵۶ھ

نماز اور روزے کی قضا کا طریقہ

سوال: ایک شخص کے ذمہ فرض روزے باقی ہیں یعنی جب سے بالغ ہوا تھا روزے فرض نہیں رکھتا تھا کئی سال متواتر نہیں رکھے اب چھ سات سال بالغ ہونے کے بعد سے رکھنے لگا ہے۔ تو ان فرض روزوں کے رکھنے کی کیا صورت ہوگی اور کتنے سال کی عمر کی فرض نمازیں اور فرض روزے اس پر رکھنے فرض ہوں گے

الجواب: حامداً و مصلیاً!

روزہ اور نماز دونوں چیزیں بالغ ہونے سے فرض ہوتی ہیں پس جیسے بالغ ہوا ہے اسی وقت سے حساب کر کے ہر روز کی چھ نمازیں یعنی پانچ فرض نمازیں چھٹی وتر کی نماز قضا کرلے اور اسی وقت سے ہر رمضان کے روزے رکھے اور روزہ میں رمضان کی تعیین کردے پہلے رمضان کے روزے جو مجھ پر فرض ہوئے اور میں نے نہیں رکھے اس کے روزے رکھتا ہوں۔ اس نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اس کے بعد دوسرے رمضان کے اسی طرح رکھے یا یہ نیت کرے اخیر کے رمضان کے روزے جو مجھ پر فرض ہوئے اور میں نے نہیں رکھے وہ رکھتا ہوں ہٰکذا فی الطحطاوی[2] علی مراقی الفلاح ص ۲۵۹۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] مراقی الفلاح مصری ۲۶۲ باب قضاء الفوائت، الشامی نعمانیہ ص ۴۹۵ ج ۱، مطبوعہ زکریا ص ۵۳۸ ج ۲ قبیل باب سجود السھو، الدر المنتقی ص ۲۱۸ ج ۱ باب قضاء الفوائت، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، تاتارخانیۃ ص ۷۶۲ ج ۱ الفصل العشرون فی قضاء الفائتۃ، مطبوعہ کراچی، المحیط ص ۳۵۸ الفصل العشرون، قضاء الفوائت، مسائل المتفرقات، مطبوعہ ڈابھیل. (بقیہ آئندہ پر)

وتر کی قضا کا طریقہ

سوال: ایک شخص پر عشا کی نمازیں باقی ہیں یعنی کئی سال کی قضا ہوگئیں تو اب وہ عشا کی نماز کے فرض اور وتر دونوں کی قضا کرے یا محض فرضوں کی قضا پڑھے اگر وتر کی قضا کرے تو اس کی نیت کس طرح کرے۔

الجواب: حامداًو مصلیاً!

وتر کی بھی قضا کرے[۱] اور جس طرح فرض میں اول فرض یا آخر فرض کی نیت کرے اسی طرح وتر میں اول وتر یا آخر وتر کی نیت کرے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۱۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۹/ذی قعدہ ۵۶ھ

قضا اور ادا نماز میں فرق

سوال: قضا اور ادا میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟ مثلاً کسی نے چار وقت کی قضاء

(گذشتہ کا بقیہ) [۲] واذا کثرت الفوائت یحتاج لتعیین کل صلاۃ فاذا اراد تسھیل الامر علیه نوی اول ظھر علیه ادرک وقته ولم یصله فاذا نواہ کذا فیما یصلیه یصیر اولا فیصح بمثل ذلک وھکذا ان شاء نوی واٰخرہ فیقول اصلی اٰخر ظھر ادرکته ولم اصله بعد فاذافعل کذالک فیما یلیه یصیر اٰخر بالنظر لما قبله فیحصل التعیین (وکذا الصوم الذی علیه من رمضانین) اذا اراد قضائه یفعل مثل ھذا(طحطاوی علی المراقی ص ۳۶۲، ۳۶۳ مصری باب قضاء الفوائت، الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص ۴۹۵ ج ۱ مطبوعه زکریا ص ۵۳۸ ج ۲ قبیل باب سجود السھو. الدر منتقی ص ۲۱۸ ج ۱ باب قضاء الفوائت، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] کثرت الفوائت نوی اول ظھر علیه او آخرہ الدرالمختار علی ھامش رد المحتار زکریا ص ۵۳۸ ج ۲ قبیل باب سجود السھو، الدر المنتقیٰ ص ۲۱۸ ج ۱ باب قضاء الفوائت، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، طحطاوی علی المراقی ص ۳۶۳، باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصری.

[۲] وکذا حکم الوتر لانه فرض عملی. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۳۳ ج ۲ باب قضاء الفوائت. مطلب فی اسقاط الصلاۃ عن المیت، فانه یقضی الوتر عالمگیری ص ۱۲۴ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه.

نماز پانچویں وقت ادا کی یا کسی نے آٹھ وقت کی قضا نمازیں نویں وقت ادا کی۔

الجواب: حامداًومصلياً!

جس نماز کو وقت پر پڑھا جائے تو وہ ادا ہے[1] اور جسے بعد وقت کے پڑھا جائے تو وہ قضاء ہے۔[2] صاحب ترتیب کو ترتیب لازم ہے جب قضاء نماز ذمہ میں لازم ہو اور وقت میں گنجائش بھی ہو۔ تو وقتیہ نماز پڑھنا درست نہیں۔[3] ہاں اگر کم از کم چھ نمازیں ذمہ میں ہوں تو پھر ترتیب لازم نہیں۔[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/ ۹۰ھ

قضا بہ نیت ادا

سوال: کسی شخص نے ظہر کی نماز بہت دیر سے پڑھی لیکن اس کا خیال تھا کہ ابھی ظہر کا وقت (بحساب مثلین) باقی ہے اس لئے قضا کی نیت نہیں کی تھی۔ نماز پڑھنے کے بعد اوقات کی جنتری دیکھی تو معلوم ہوا کہ جنتری کے حساب سے ایک منٹ قبل ظہر کا وقت ختم ہو چکا تھا یعنی جنتری میں چار بج کر گیارہ منٹ پر ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے اس شخص نے ۴/ بج کر ۱۲/ منٹ پر نیت باندھی تھی تو آیا اس کی نماز ہوگئی یا پھر قضا کی نیت سے اعادہ ضروری ہے؟

---

[1] الاداء فعل الواجب في وقته (الدر المختار نعمانيه، ص ۴۸۶ ج ۱، مطبوعه زكريا ص ۵۱۹ ج ۲، اول باب قضاء الفوائت.

[2] والقضاء فعل الواجب بعد وقته (الدر المختار نعمانيه ص۴۸۷ ج ۱، مطبوعه زكريا ص۵۲۳ ج ۲، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الاعادة، بحر كوئٹه ص۷۸، ۷۹ ج ۲ باب قضاء الفوائت، طحطاوی علی المراقی ص ۳۵۸ باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصر.

[3] الترتيب بين الفروض الخمسة اداءً وقضاء لازم الا اذا ضاق الوقت المستحب (الدر المختار زكريا ص ۵۳۲ ج ۲، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الاعادة) مراقی مع الطحطاوی مصری ص۳۵۸ باب قضاء الفوائت، بحر كوئٹه ص ۷۹ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

[4] نسيت الفائتة او فاتت ستة اعتقادية بخروج وقت السادسة اى لا يلزم الترتيب بين الفائتة والوقتية ولا بين الفوائت اذا كانت ستاً. (الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ص ۵۲۶ ج ۲، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الاعادة) مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۳۶۰ باب قضاء الفوائت، بحر كوئٹه ص ۸۴ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز ہوگئی اعادہ ضروری نہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قضا بہ نیت ادا

سوال: ایک شخص نے ظہر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھی کہ حالتِ نماز میں عصر کی اذان ہوگئی اوراپنی نماز کواس نے پورا کرلیا،لیکن ادا کی نیت سے شروع کی تھی تو کیا دوبارہ قضا کی نیت سے پڑھے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ نماز درست ہوگئی (**ونوی الاداء علی ظن بقاء الوقت فتبین خروجه اجزأه**[۲] شامی ص۲۸۳ ج ۱)۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۸/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

قضاء عمری کی نیت

سوال: قضاء عمری میں نماز کی نیت کس طرح کی جائے جب کہ دن تاریخ مہینہ، سال معلوم نہیں۔

---

[۱] لصحة القضاء بنية الاداء كعكسه هو المختار (درمختار على ردالمحتار نعمانيه ص۲۸۳ ج ۱ مطبوعه زكريا ص۱۰۰ ج۲) باب شروط الصلاة. مطلب يصح القضاء بنية الاداء، أن القضاء بنية الأداء يجوز والأداء بنية القضاء ايضاً يجوز، تاتارخانيه ص۴۳۳ ج ۱ الفصل الثانى فى فرائض الصلاة، قبيل النوع الثانى من فرائض الصلاة، مطبوعه كراچى، المحيط البرهانى ص۲۵ الفصل الثانى فى الفرائض الخ، مطبوعه ڈابهيل.

[۲] شامى زكريا ص۱۰۰ ج۲، مطبوعه نعمانيه ص۲۸۳ ج ۱ باب شروط الصلاة. مطلب يصح القضاء بنية الاداء الخ. المحيط البرهانى ص۲۵ ج ۱ الفصل الثانى فى الفرائض الخ مطبوعه ڈابهيل، تاتارخانية ص۴۳۳ ج۲ الفصل الثانى فى فرائض الصلوة، مطبوعه كراچى.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اس طرح نیت کرے کہ میرے ذمہ فجر کی جوسب سے پہلی نماز باقی ہے وہ پڑھتا ہوں۔ یااس طرح نیت کرے کہ میرے ذمہ فجر کی جوسب سے آخر کی نماز باقی ہے وہ پڑھتا ہوں۔ یہی حال دوسری نمازوں کا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نوافل کی جگہ بھی قضائے عمری پڑھنی چاہئے

سوال: ایک انسان خاصی عمر میں نماز شروع کرے اور اشراق وتہجد وغیرہ پڑھے تو کیا اس کوثواب ملے گا یانہیں جب کہ قضاء عمری بھی پڑھ رہا ہو؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

ایسا شخص نوافل کی جگہ بھی قضائے عمری ہی پڑھا کرے۔ کیونکہ اگر موت آ گئی اور فرض نمازیں ذمہ رہیں تو پکڑ ہوگی۔ اگر نفلیں نہ پڑھیں تو ان پر پکڑ نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۶/۱۴۰۶ھ

اشراق اور تہجد میں قضاءِ عمری کی نیت

سوال: ایک صاحب کہتے ہیں کہ تہجد کے وقت تہجد کی نماز کے بجائے قضاءِ عمری پڑھیں تو

---

[۱] کثرت الفوائت نوی اول ظهر عليه او آخره الدرالمختار على هامش رد المحتار نعمانيه ص ۴۹۵ ج ۱ قبیل باب سجود السهو، مراقی الفلاح ص ۲۶۳ مصری، باب قضاء الفوائت.

[۲] الاشتغال بقضاء الفوائت اولى واهم من النوافل الا سنن المفروضة وصلاة الضحى وصلاة التسبيح والصلاة التى رويت فيها الاخبار اى كتحية المسجد والاربع قبل العصر والست بعد المغرب شامی زکریا ص ۵۳۶ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصية بالختمات والتهاليل، عالمگیری ص ۱۲۵ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه، طحطاوی على المراقی الفلاح ص ۲۶۳ باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصری، تاتارخانية ص ۷۷۰ ج ۱ الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، مطبوعه کراچی.

قضاءعمری کے ساتھ تہجد کی نماز کا بھی ثواب ملے گا اسی طرح اشراق کی نماز کے بجائے قضاءعمری پڑھیں تو قضاءعمری کے ساتھ اشراق کی نماز کا بھی ثواب ملے گا اوراسی طرح شب برأت، شب قدر میں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

قضاءشدہ فرض نمازوں کا پڑھنا تہجد اشراق وغیرہ سے زیادہ قابل اہتمام ہے[1] امید ہے کہ ایسا کرنے سے تہجد واشراق کا بھی ثواب ملے گا۔شب برأت میں عبادت کا ثواب دوبالا ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قضائے عمری میں کیا تحدید وقت ہے

سوال: نماز قضائے عمری میں اوقات کی رعایت ضروری ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

یہ رعایت ضروری نہیں ایک وقت میں بھی ایک دن ایک رات کی جس قدر ہوسکے قضاء پڑھ لینا درست ہے[2] مگر قضاءنمازیں اس طرح پڑھی جائیں کہ دوسرے کو علم نہ ہو کہ یہ قضاء[3] ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۱/ ۸۸ھ

---

[1] وفی الحجة والاشتغال بالفوائت اولیٰ واهم من النوافل الخ. عالمگیری ص۱۲۵ ج۱ (مطبوعہ کوئٹہ) کتاب الصلوٰة، الباب الحادی عشرفی قضاء الفوائت، طحطاوی علی المراقی الفلاح ص۳۶۳ باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصری، تاتارخانية ص۷۷۰ ج۱ الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، شامی زکریا ص۵۳۶ ج۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصية بالختمات والتهاليل.

[2] ويجوز تأخير الفوائت لعذر السعی علی العيال......أی فيسعی و يقضی ماقدر بعد فراغة ثم وثم الی أن تتم (شامی زکريا ص۵۳۶ ج۲ باب قضاء الفوائت)

[3] ولافيما يقضی من الفوائت فی مسجد ويكره قضاء ها فيه لأن التأخير معصية فلا يظهر ها. (درمختار مع الشامی ص۵۸ ج۲ مطلب فی اذان الجوق، باب الأذان) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

قضائے عمری جماعت کے ساتھ رمضان میں

سوال: ایک شخص رمضان کے آخری جمعہ کو قضائے عمری بالجماعت ہر ایک نماز کو اذان دیتے ہوئے پڑھتا ہے اگر کوئی نہیں پڑھتا تو اس کو ملامت کرتا ہے اور سخت گنہگار بتلاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ایسا کرنا جائز نہیں دلائل شرعیہ کے خلاف ہے۔اس کے تارک کو گنہگار کہنا سخت گناہ ہے۔[۱]

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قضاءنمازوں کے لئے ایک موضوع دُعا

سوال: کیا مندرجہ ذیل دعا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے جس کے راوی حضرت علیؓ ہیں اور کیا اس کے پڑھنے سے قضاءنمازیں خواہ کتنی زیادہ ہوں معاف ہوجاتی ہیں؟ دُعا یہ ہے۔**بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یااللّٰہ یارحمن اللّٰھُمَّ یاعظیم من کل عظیم یاکریم من کل کریم اللّٰھُمَّ یااجل من کل جلیل اللّٰھُمَّ یااعزمن کل عزیز اللّٰھُمَّ یاقدیم من کل قدیم اللھم یاموجود من**

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) وینبغی أن لا یطلع غیرہ علی قضائہ، الدر المنتقیٰ ص۲۱۸ ج۱ باب قضاء الفوائت، مطبوعہ بیروت، عالمگیری ص۱۲۵ ج۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعہ کوئٹہ.

(صفحہ ہٰذا) [۱] اعلم أنهم قد احدثوا فی آخر جمعة شهر رمضان اموراً مما لا اصل لها والتزموا اموارً لا اصل للزومها... فمنها القضاء العمری حدث ذلک فی بلاد خراسان واطرافها وبعض بلاد الیمن واکنافها ولهم فی ذالک طرق مختلفة ومسالک متشنة. فمنهم من یصلی فی آخر جمعة رمضان خمس صلوات قضاءً بأذان واقامة مع الجماعة ویجهرون فی الجهریة ویسرون فی السریة وینوون لها بقولهو نویت ان اصلی أربع رکعات مفروضة قضاءً لما فات من الصلوات فی تمام العمر مما مضی ویعتقدون انها کفارة لجمیع الصلوات الفائتة فما مضی الخ ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان ص۳۴۹ ج۲ مطبوعہ کراچی.

کل موجود خلصنا من النار یامجیر یامجیر یامجیر صَلَّی اللّٰہ علیٰ خیر خلقہٖ محمد واٰلہٖ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین. یہ دعا آثارِسعید باب ذکر میں مذکور ہے۔یہ کتاب معتبر ہے یانہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

یہ بات کہ ”اس دعا کے پڑھنے سے قضا نمازیں معاف ہوجاتی ہیں“ قطعاً اس کونبی ﷺ کی حدیث کہنا جھوٹ ہے، حرام ہے، سخت وبال کا باعث ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کاارشاد صحیح سند کے ساتھ کتبِ حدیث میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ” من کذب عَلَّی متعمداً فلیتبوّأمقعدہٗ مِنَ النَّارِ[۱]“ شراح بخاری[۲] اور مسلم[۳] نے اس کی اسناد کوتفصیل سے ذکر کیا ہے۔شارح مشکوٰۃ[۴] نے اس کومعنیً متواتر لکھا ہے۔ جوشخص حضرت رسول مقبول ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرے جوآپ ؐ نے ارشادنہیں فرمائی اس کاٹھکانا جہنم ہے۔موضوعات[۵] کبیر میں کئی صفحات میں اس کے حوالہ نقل کئے ہیں۔ پس سوال میں لکھی ہوئی دعا کے پڑھنے سے قضا نمازوں کی معافی کااعتقادرکھنا اور یہ سمجھنا کہ بس یہ دعا ہی کافی ہے ہرگز درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ۱۴/۱۱/ ۹۲ھ

اگرنماز قضاءہوگئی تو قضاءواجب ہے کفارہ نہیں

سوال: تکلیف کی وجہ سےظہروعصر کی نماز اور رمضان شریف کے چھ روزے قضاء ہوگئے،

---

[۱] بخاری شریف ص ۲۱ ج ۱ حدیث نمبر ۱۱۰ کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ. مطبوعہ اشرفی دیوبند.

[۲] فتح الباری ص۲۷۴ج۱ کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، مطبوعہ نزار مصطفی البازمکۃ مکرمۃ.

[۳] نووی علی ہامش مسلم ص۷ ج ۱ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ ﷺ، مطبوعہ رشیدیہ دہلی

[۴] قال ابن الصلاح حدیث من کذب علیّ من المتواتر ولیس فی الاحادیث مافی مرتبتہ من التواتر فان ناقلیہ من الصحابۃ جم غفیر الخ. مرقاۃ ص ۲۱۹ ج ۱ کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعہ بمبئی

[۵] موضوعات کبیر ص ۲تا۱۰ مطبوعہ مجتبائی دھلی.

شرعاً ان دونوں کی قضاء کا کیا کفارہ ہونا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

کفارہ واجب نہیں صرف قضاء ضروری ہے، "من فاتته صلوٰة قضاها اذا ذكرها هدايه، ج ١ /ص ١٣٤ مطبوعه رشيديه دهلى"[١] فقط واللہ اعلم

العبد محمود غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲٦/۱۱/۵۱ھ

اگر نماز فوت ہوگئی تو قضاء ہے کفارہ نہیں۔

عبداللطیف غفرلۂ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ ذیقعدہ ۵۱ھ

الجواب صحیح بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ ذیقعدہ ۵۱ھ

نمازوں کی قضاو کفارہ ایک نماز نفل سے

سوال: زید اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ نماز، کفارہ قضاء عمری اس طرح پڑھے کہ بعد از نماز جمعہ چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ کوثر، پندرہ بار اور بعد نماز سلام دس دس بار استغفار و درود پڑھے کفارہ قضاء شدہ نمازوں کا ہوجائے گا۔

زید کا یہ کہنا کتب احادیث و دیگر کتب متبرک سے ثابت ہے یا نہیں شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ حکم شرعی سے مطلع فرمایا جائے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

کفارہ کی شرعاً کوئی اصل نہیں نہ اس سے قضاء شدہ نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ زندگی میں ان نمازوں کا خود پڑھنا فرض ہے بغیر اس کے بریٔ الذمہ نہ ہوگا اگر نہیں پڑھ سکا تو مرتے وقت وصیت کرنا ضروری ہے مرنے کے بعد ہر نماز کے عوض ایک صدقہ فطر کی مقدار صدقہ کرنے سے نماز کا

---

[١] هدايه ج ١ /ص ١٥۴ /باب قضاء الفوائت، مطبوعه ياسر نديم اينڈ كمپنى ديوبند، عالمگيرى ص ١٢١ ج ١ الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت، عناية علىٰ فتح القدير ص ۴٨٥ ج ١ باب قضاء الفوائت، مطبوعه دار الفكر بيروت.

صدقہ ادا ہوگا اور وتر مستقل نماز کے حکم میں ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۲۶/۶/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۸/۲/۵۶ھ

صاحب ترتیب اگر قضا پڑھے تو جمعہ فوت ہو جائے

سوال: صاحب ترتیب اگر قضاء پڑھے تو جمعہ فوت ہو جائے، اس صورت میں راجح قول کے مطابق پہلے قضا پڑھے یا جمعہ؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

صاحبِ ترتیب پہلے قضا پڑھے پھر اگر جمعہ مل سکے تو بہتر ورنہ ظہر پڑھے۔[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۵/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة وكذاحكم الوتر الخ. درمختار على رد المحتار ص ۴۹۲ ج ۱ نعمانيه، مطبوعه زكريا ص ۵۳۲ تا ۵۳۳ ج ۲ باب قضاء الفوائت. مطلب فى اسقاط الصلاة عن الميت. مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۳۵۶ فصل فى اسقاط الصلوة والصوم، قبيل باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصرى، تاتارخانية ص ۷۷۰ ج ۱ الفصل العشرون فى قضاء الفائتة، مطبوعه كراچى، عالمگيرى ص ۱۲۵ ج ۱ الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت، مطبوعه كوئٹه.

[۲] ولو ان مصلى الجمعة تذكر ان عليه الفجر فان كان بحيث لوقطعها واشتغل بالفجر تفوته الجمعة ولايفوته الوقت فعند ابى حنيفة وابى يوسف رحمهما الله يقطع الجمعة ويصلى الفجر ثم يصلى الظهر الخ. عالمگيرى ص ۱۲۲ ج ۱ الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت، مطبوعه كوئٹه، شامى زكريا ص ۵۲۵ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فى تعريف الاعادة، تاتارخانية ص ۷۵۶ ج ۱ الفصل العشرون فى قضاء الفائتة، مطبوعه كراچى.

فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے

سوال: امام صاحب اور صاحبین کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، فتویٰ کس کے قول پر ہے، لو صلیٰ فرضاً ذاکراً ان علیه فائتة قبله فسدفرضه فساداً موقوفاً عندابی حنیفةؒ الخ. اس مسئلہ میں صاحبین کا قول کیا ہے؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

امام صاحب کا قول استحسان پر مبنی ہے اور صاحبین کا قول قیاس پر کما فی القنیة[۱] ص۴۹۴ والبحر[۲] ص۸۸ والمجمع[۳] ص۱۴۰ والاول ارجح من الثانی الافیما استثنیٰ، کذا فی شرح عقود رسم المفتی[۴] ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۶/۲۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۸۷/۶/۲۲ھ

فائتہ قدیمہ اور فائتہ جدیدہ میں ترتیب

سوال: زید اپنی عمر کے بیسویں سال میں آ کر توبہ کرتا ہے اس عرصہ میں وہ کبھی نماز پڑھتا تھا اور کبھی نہیں پڑھتا تھا اس لئے اندازاً نمازوں کا حساب لگا لیا اور قضاء عمری پڑھنے لگا اتفاق سے اس کی کوئی نماز قضا ہوگئی تو اب وہ اس نماز کو جواب قضاء ہوئی ہے پہلے ادا کرے یا جب ادا کرے جب اسکی وہ پچھلی نمازیں سب ادا ہو جائیں اگر وہ نئی قضا نماز پہلے ادا کرے تو یہ ہو جائے گی یا نہیں؟

---

[۱] حلبی کبیری ص ۵۳۰ فصل فی قضاء الفوائت، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] وهٰذا عندابی حنیفة وعندهما الفساد متحتم لایزول وهو القیاس،البحرالرائق ص۸۸ ج۲ باب قضاء الفوائت، مطبوعه کراچی.

[۳] مجمع الانهر ص۲۱۵ ج۱ باب قضاء الفوائت، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۴] شرح عقود رسم المفتی ص۸ مطبوعه المکتبة السعیدیة سهارنپور.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اس نئی قضانماز کوابھی پڑھ لے گذشتہ مدتوں کی نمازوں کا انتظار نہ کرے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفااللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/محرم ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۲/محرم ۶۸ھ

جہل سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے یانہیں؟

سوال: ترتیب کے ساقط کرنے میں جہل کا اعتبار ہے یانہیں؟ غایۃ الاوطار ص ۳۳۴ ج ۱ میں تواعتبار کیا ہے۔من جهل فريضة الترتيب يلحق بالناسي واختاره جماعة من ائمة بخارى ۔لیکن مراقی الفلاح میں بیان کیا ہے کہ جہل کا اعتبار نہیں۔ولايعتبر الجهل .و عبارة النقاية فی حق الترتيب ولوجاهلاً به. مراقی ص ۲۱۵ مفتیٰ بہ کونسا قول ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

ظاہر روایت میں تو جہل مسقط ترتیب نہیں ہے۔لیکن ایک روایت میں امام صاحب سے بواسطہ حسن بن زیاد اس کے خلاف بھی منقول ہے اوراس کو بہت سے مشائخ نے اختیار بھی فرمایا

---

[۱] فالحديثة تسقط الترتيب اتفاقاً عند الكثرة واختلف في القديمة كمن ترک صلوة شهر ثم ندم وشرع يصلي ولم يقض تلک الصلوات حتى لو ترک صلوةً ثم صلى اخرى ذاكراً للفائتة الحديثة لم يجز البعض وجعل الماضي من الفوائت كان لم يكن زجراً له عن التهاون وجوزه الاكثرون وعليه الفتوىٰ الخ حلبی کبیری ص ۵۳۳ فصل فی قضاء الفوائت، مطبوعه لاهور، عالمگیری ص ۱۲۳ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه، البحر الرائق ص ۸۶ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، المحیط البرهانی ص ۳۵۰ ج ۲ الفصل العشرون فی قضاء الفوائت، مطبوعه ڈابهیل.

ہے۔ کذافی البحر الرائق[۱] ص ۸۴ ج ۲ ومنحة الخالق[۲] ص ۸۴ ج ۲ وطحطاوی[۳] علی المراقی ص ۴۴۰ ج ۱ والدر المختار[۴] ص ۲۸۳ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۸/۱/۲۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دار العلوم دیوبند

آدمی صاحب ترتیب کب کہلائے گا

سوال: زید کی ایک دووقت کی نماز بعداز بلوغ قصد سے یا بلاقصد تساہل یا عذر کی وجہ سے فوت ہوگئی اس حال میں کیا عندالشرع صاحب ترتیب شمار کیا جائے گا اور جب تک اس کو ادا نہیں کرلے گا بعد کی نمازیں درست ہوں گی اور اگر بعداز بلوغ وہ بے نمازی تھا اور کچھ مدت مکلفہ گذرجانے کے بعد تائب ہوکر نمازی ہوا اس حالت میں بھی وہ صاحب ترتیب ہوسکتا ہے یانہیں؟ اور فوائت نماز کا ترتیب سے ادا کرنا ضروری ہوگا یا بلاترتیب پھر غیر صاحب ترتیب کی طرح مقدم مؤخر کیف ماشاء ادا ہوجائیں گی مفصل شرح سے شرح صدر فرمایا جائے۔

---

۱ من جهل فريضة الترتيب لا يجب عليه كالناسى وهو قول جماعة من ائمة بلخ، البحر الرائق ص ۸۴ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطبوعه كراچی.

۲......وفيه تصريح بان محل اعتبار هذا الظن وعدمه فى الجاهل لا العالم بوجوب الترتيب كمايأتى عن القدورى الكبير واما سياتى ايضاً من انه لم يفرق فى الاصل بين العالم والجاهل وقال فى البناية انه ظاهر الرواية فقد قال فى النهر انه مشكل قوله فى المجتبى من جهل نقله قاضيخان فى شرحه عن الحسن بن زياد وقال كثير من المشايخ اخذوا بقوله ومثله فى التتارخانيه منحة الخالق على هامش البحر الرائق ص ۸۴ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطبوعه كراچی

۳......طحطاوى على المراقى مصرى ص ۳۶۰ باب قضاء الفوائت

۴......الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ص ۵۲۹ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فى تعريف الاعادة، قاضى خان ص ۱۱۴ ج ۱ فصل فى الترتيب وقضاء المتروكات، تاتارخانية ص ۷۵۴ ج ۱ الفصل العشرون فى قضاء الفائتة، مطبوعه كراچی.

الجواب: حامداًو مصلیاً!

ترتیب فرائض خمسہ اور وتر میں لازم اور ضروری ہے ادا میں بھی قضاء میں بھی ایک دو وقت کی نماز قضا ہو جانے کی وجہ سے ترتیب ساقط نہیں ہو جاتی لہٰذا جس صاحب ترتیب کے ذمہ ایک نماز فائتہ موجود ہے اس کو بلا عذر و تنگیٔ وقت ونسیان وقتیہ نماز پڑھنا درست نہیں جب تک اس فائتہ کو پہلے نہ پڑھ لے اگر ایسی حالت میں وقتیہ کو پڑھے گا تو وہ وقتیہ موقوف رہے گی اگر چھ وقتیہ نمازیں پڑھنے سے پہلے فائتہ پڑھی ہے تو وہ نمازیں نفل ہوں گی۔فرائض ذمہ سے ساقط نہ ہوں گے اگر چھ کے بعد فائتہ پڑھی ہے تو وہ سب فرض نمازیں صحیح ہوگئیں اور فائتہ بھی صحیح ہوگئیں اور سب فائتہ نمازیں پڑھ کر پھر صاحب ترتیب بن جائے گا۔الترتیب بین الفروض الخمسة اداء وقضاء لازم الیٰ قوله فلم یجز فجر من تذکر انه لم یؤتر الا اذا ضاق الوقت اونسیت الفائتة الیٰ قوله وفساد الصلوٰة بترک الترتیب موقوف فان کثرت صارت الفوائت مع الفائتة ستاظهر صحتها والالاتظهر صحتها بل تصیر نفلاً۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف ۲۰؍جمادی الاول ۵۴ھ

جس کی قضا نمازیں باقی ہوں کیا وہ نوافل نہ پڑھے

سوال: نوافل کے جو فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ فرائض واجبات کی مکمل پابندی کے بعد میں ہے، چنانچہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب تک قضاء عمری نماز ادا نہ کی جائے جب تک نوافل کی جگہ قضائے عمری پڑھے، چاشت وغیرہ یا پنجگانہ۔

---

[1] ......الشامی نعمانیه ص۴۸۷ ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۵۲۳، ۵۳۲ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادة، النهر الفائق ص ۳۱۷، ۳۱۶ ج ۱ باب قضاء الفوائت، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص ۱۲۱ تا ۱۲۴ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جس شخص کے ذمہ فرض نمازیں قضا باقی ہوں اس کو چاہئے کہ قضا نماز پڑھنے کا اہتمام کرے ایسی حالت میں نوافل کا اہتمام کرنا اور قضا کو نہ پڑھنا پسندیدہ نہیں، خلاف دانشمندی بھی ہے اگرچہ یہ حکم نہیں لگایا جائے گا کہ نفلیں فاسد ہوگئیں ایسے شخص کو چاہئے کہ رات اور دن کی نفلیں اشراق، چاشت، اوابین، تہجد وغیرہ ظہر وعصر کے اوقات میں بجائے ان نفلوں کے قضا نمازیں پڑھا کریں۔[1] اس کو ان اوقات میں نوافل پڑھنے کا بھی انشاء اللہ تعالیٰ اجر وثواب ملے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تہجد کی قضاء

سوال: کبھی کوئی اشراق وتہجد کی نماز قضا کرسکتا ہے اور ادا پڑھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

جب بھی توفیق ہو پڑھ لیا کرے پابندی کرنا اعلیٰ بات ہے۔[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قضاءنماز ذمہ میں باقی رہتے ہوئے وقتیہ پڑھنا

سوال: زید کی عصر کی نماز قضا ہوگئی مغرب کی نماز اس نے جماعت سے پڑھی پھر اس نے

---

[1] وفی الحجة والاشتغال بالفوائت اولیٰ واهم من النوافل الا سنن المفروضة وصلاة الضحیٰ و صلاة التسبیح والصلوات التی رویت فی الاخبار فیها سور معدودة واذکار معهودة فتلک بنیة النفل وغیرها بنیة القضاء کذا فی المضمرات: عالمگیری ص ۱۲۵ ج ۱ باب قضاء الفوائت، مسائل متفرقة، تاتارخانیة ص ۷۷۰ ج ۱ الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، شامی کراچی ص ۷۴ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

[2] (ولها آداب) ترکه لایوجب إساءة ولا عتابا کترک سنة الزوائد لکن فعله افضل: شامی کراچی ص ۴۷۷ ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۱۷۵ ج ۲ مطلب آداب الصلاة فی حدیث عائشةؓ أحب الاعمال الیٰ الله أدومها وإن قل الحدیث مسلم شریف ص ۲۶۶ کتاب صلوة المسافرین، باب فضیلة العمل الدائم الخ، مطبوعه بلال دیوبند.

عصر قضا پڑھی تو کیا اب پھر مغرب کی نماز پڑھے گا؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اگر وہ صاحب ترتیب ہے اوراس کو یاد بھی تھا کہ اس کے ذمہ عصر کی نماز قضاء ہے تو اب پہلے عصر کی نماز پڑھے پھر مغرب کی نماز دوبارہ پڑھے پھر عشاء کی نماز کا وقت آنے پر عشاء کی نماز[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۱/ ۸۸ھ

جس نماز کی ادا کرتے وقت خبر نہ ہو اس کی قضا

سوال: اوقات نماز میں بمشکل محمد قاسم نماز پڑھتا ہے، مگر محمد قاسم کو خبر بھی نہیں ہوتی کیا ان نمازوں کی قضا کرنی ہوگی؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

جن نمازوں کی محمد قاسم کو خبر بھی نہیں ہوتی اور وقت گذر جاتا ہے ان کی قضا کرے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۳/۹۰ھ

---

[1] الترتیب بین الفروضہ الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم فلم یجز الفجر من تذکرأنه لم یوتر الااذ نسیت الخ. الدرالمختار علیٰ الشامی زکریا ص۵۲۳ ج۲ باب قضاء الفوائت، عالمگیری ص ۱۲۱ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیة ص ۷۵۴ ج ۱ الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، مطبوعه کراچی.

[2] قال رسول اللہ ﷺ من نسی صلوٰة اونام عنها فکفارتها ان یصلیها اذا ذکرها (مشکوٰة شریف ص ۶۱ باب تعجیل الصلوٰة)

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول جائے یا نماز کے وقت سوجائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب بھی یاد آئے اس کو پڑھ لے۔ کل صلوة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزم قضاءُ ها الخ عالمگیری ص ۱۲۱ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعه کوئٹه، شامی کراچی ص۶۵ ج ۱ باب قضاء الفوائت.

احتلام یاد نہیں تو نماز کب سے لوٹائے

سوال: امام مسجد کو احتلام ہوتا ہے صبح کو احتلام یاد نہیں، اور نہ کسی قسم کا اثر معلوم ہوا دو تین روز کے بعد اتفاقاً پائجامہ پر نشان منی کا دکھلائی دیا۔ اب سوچتا ہے کہ یہ کب سے ہے تو فکر کے بعد معلوم ہوا کہ غالباً دوسری تیسری رات کا واقعہ ہے اور اس اثناء میں وہ امام جتنی نمازیں پڑھاتا رہا اور گاہے گاہے دوسرا شخص بھی نمازیں پڑھاتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ دو تین روز میں جن لوگوں نے اس جنبی امام کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ مقررہ خاص متعین نمازی نہیں ہیں بلکہ کوئی کسی جگہ کا اور کوئی کسی جگہ کا نامعلوم الاسم نامعلوم المکان ہیں اور مقررہ متعین نمازی تو چند ہیں۔ اب ان نمازوں کا اعادہ کس طرح کیا جائے اور وہ لوگ جو نام معلوم الاسم ہیں ان کی نمازیں ہوگئیں یا نہیں؟ وہ نمازیں امام کو یاد نہیں کہ میں نے جنابت کی حالت میں کتنی پڑھائی ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

محض احتمال اور شک سے تو اعادۂ نماز کا حکم نہیں دیا جاتا۔ بلکہ شک کی صورت میں یہ حکم ہے کہ جس وقت کپڑے پر منی کو دیکھا ہے اس سے قبل جو سویا تھا اس وقت سے جنابت کا حکم ہوگا اور بیدار ہوکر جس قدر نمازیں پڑھی ہیں ان کا اعادہ واجب ہے۔ لیکن اگر قرائن سے غلبۂ ظن حاصل ہوگیا کہ مثلاً تیسری شب میں احتلام ہوا تھا تو پھر جب ہی سے حکمِ اعادہ کیا جاوے جب سے غلبۂ ظن حاصل ہو[1] اور جہاں تک اپنے امکان میں ہو تحقیق کر کے نمازیوں کو اطلاع کردے، خواہ زبانی خواہ تحریری، خود یا کسی اور کے ذریعہ۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی بغیر اطلاع رہ گیا لاعلمی کی

---

[1] وجد فی ثوبه منیا او بولا او دما اعاد من آخر احتلام وبول ورعاف شامی مطبوعه زکریا ص۳۷۸ ج۱، مطبوعه نعمانیه ص۱۴۷ ج۱، باب المیاه، مطلب مهم فی تعریف الاستحسان، البحر الرائق ص۱۲۵ ج۱ کتاب الطهارة، (المیاه)، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۳۳، فصل فی مسائل الآبار، مطبوعه مصری.

وجہ سے تو انشاء اللہ معافی کی توقع ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴؍ ربیع ۲؍ ۶۴ھ

صحیح: عبداللطیف

مغرب ووتر کے اعادہ کے وقت چار رکعت پڑھنا

سوال: بعض کتب میں دیکھا کہ اگر مغرب یا وتر میں سجدۂ سہو واجب ہوا اور ادا کرنا یاد نہ رہا تو اعادہ کے وقت پوری ۴؍ رکعت پڑھے پس اس کی کوئی اصل ہے یا صرف اغلاط عوام سے ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر یہ کسی کتاب میں ہے تو اس کا منشا یہ ہوگا کہ ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور فرض ادا ہو جاتا ہے، اگر سجدۂ سہو کرلیا تو جبر نقصان ہوگیا ورنہ اعادہ وقت کے اندر لازم ہوتا ہے اور بعد الوقت اعادہ کا وجوب ساقط ہوکر ندب باقی رہ جاتا ہے، تو اس پر ایسی نماز مندوب ونفل ومستحب ہوئی اور متنفل بالثلاث غیر مشروع ہے، لہٰذا ۴؍ رکعت بثلاث قعدات پڑھے[۲]، شامی[۳] اور بحر[۴] وغیر

---

[۱] واذا ظهر حدث امامه بطلت فيلزم اعادتها كما يلزم الامام اخبار القوم اذا أمهم وهو محدث اوجنب بالقدر الممكن بلسانه او بكتاب اورسول على الاصح لو معينين والا لا يلزمه الخ الدرالمختار على هامش رد المحتار زكريا ص ۳۴۰ ج ۲ باب الامامة، مطلب المواضع التى تفسد صلاة الامام الخ. مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۲۴۰ باب الإمامة مطبوعه مصرى، البحر الرائق ص ۳۶۶ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۲] وثانياً أنه لو صح نقول: إنه كان يصلى المغرب والوتر أربع ركعات بثلاث قعدات كما نقله فى البحر عن مآل الفتاوى إلى قوله لكن لما كانت الصلاة على هذا محتمله لوقوعها نفلاً ......نقول إنه كان يضم إلى المغرب والوتر ركعة فعلى إحتمال صحة ما كان صلاه أولاتقع هذه الصلاة نفلاً وزيادة القعدة على رأس الثالثة لا تتبطلها الخ شامى زكريا ص ۴۸۵ ج ۲ باب الوتر والنوافل، قبيل مطلب فى الصلاة على الدابة.

[۳] قيد فى البحر فى باب قضاء الفوائت وجوب الاعادة فى اداء الصلوة مع كراهة التحريم بما قبل خروج الوقت اما بعده فتستحب الخ شامى زكريا، ج ۲ / ص ۱۴۸ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں اس پر بحث کی ہے کہ ترک واجب سے اعادہ بعد الوقت واجب رہتا ہے، یا محض مندوب ہوجاتا ہے، باب قضاء الفوائت، باب سجود السہو، واجبات الصلوٰۃ تینوں جگہ اس کا ذکر ہے اور حکم مقید ہے اس قید کے ساتھ کہ اعادہ بعد الوقت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۷/۵/۶۷ھ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) باب صفة الصلوة، مطلب كل صلاة اديت مع كراهة وزكريا، ج۲ ص ۵۲۱ باب قضاء الفوائت، مطلب فى تعريف الاعادة، وشامى نعمانية، ج ۱ ص ۴۶۵ باب سجود السهو، مطبوعه زكريا ص ۵۲۱ ج۲، باب صفة الصلوة ص ۱۴۸ ج ۲ مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم الخ، مطبوعه زكريا.

[۴] البحر الرائق كوئٹه، ج۲ ص ۸۰ باب قضاء الفوائت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : نمازوں کی فدیہ کا بیان

فدیۂ نماز کی تفصیل

سوال: ایک شخص کی وفات ہوئی اوراس کے ورثاء کو یہ معلوم ہے کہ اسکی اتنے دن کی نماز قضا ہوئی ہے تو اس کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے کیا اتنے دن کا کھانا ایک آدمی کو اتنے دن میں دیا جاسکتا ہے یا اتنے آدمیوں کو ایک ساتھ کھانا کھلانا چاہئے اور ایک دن میں کتنے وقت شمار ہونگے ؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

اگراس نے وصیت نہیں کی تو ورثہ کے ذمہ اس کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں تاہم اگر بالغ ورثہ اپنے مال سے خواہ وہ مال ان کو اسی میت سے بصورت ترکہ ملا ہو فدیہ ادا کرنا چاہیں تو ہر نماز کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار فقیر کو دیدیں اور وتر کو مستقل نماز شمار کریں یعنی ہر دن رات میں چھ نمازوں کا فدیہ دیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایک فقیر کو چند نمازوں کا فدیہ دیدیں ایک دن میں دیں یا چند ایام میں۔ ایک شخص کو دیں یا متعدد کو ہر طرح درست ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله. ولو ادىٰ للفقير اقل من نصف صاع لم يجز ولو اعطاه الكل جاز درمختار نعمانيه ص ۴۹۲ تا ۴۹۳ ج ۱، باب قضاء الفوائت، شامی نعمانيه، مطبوعه زكريا ص ۵۳۲، ۵۳۳ ج ۲، مطلب فی اسقاط الصلاة عن الميت، عالمگیری ص ۱۲۵ ج ۱ (بقیہ آئندہ پر)

نماز وروزہ کے فدیہ کی ادائیگی

سوال: ہندہ بحالت ضعیفی پانچ ماہ از جمادی الآخر تا نصف شوال بمرض فالج بخار بیمار رہ کر فوت ہوگئی اس عرصہ میں کسی وقت افاقہ نہیں ہوا ان ایام کی نمازیں اس کی فوت ہوئیں اور روزے بھی نہ رکھ سکی البتہ اول الذکر دو ماہ پورے بے ہوش باقی رہے اور باقی عرصہ میں ہوش کی یہ حالت تھی کہ بیمار پرسی کرنے والوں کو پہچانتی تھی کھانا پانی طلب کرتی تھی اور بول وبراز کے اخراج کا اس کو کچھ پتہ نہ چلتا تھا اور جس وقت تیماردار وضو کرا کر چارپائی قبلہ رخ کر کے نماز کی کہہ کر نیت بندھواتے تو اس وقت رفع یدین کرا کے ہاتھ بندھوانے کے بعد پھر ایک دو منٹ کے بعد دعا کے لئے ہاتھ خود بخود اٹھا لیتی تھی۔ گویا نسیان تھا ہوش قائم نہ تھے بتانے پر کہ نماز پوری کر لی تو کہہ دیتی کہ ہاں نماز پڑھتی ہوں کیا ان ایام کی نمازیں روزے اس کے ذمے ہیں یا نہیں پھر کہہ کر نماز کے فدیہ کی وصیت کرائی تھی کہ میرے بعد میری فوت شدہ نمازوں کا فدیہ دیدینا اور روزوں کے فدیہ کی کوئی وصیت نہیں کی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صورت مذکورہ میں روزوں کی قضا اس کے ذمہ واجب نہیں تھی۔ لہٰذا فدیہ بھی واجب نہیں ہوا جن نمازوں کے پڑھنے کا وقت پایا اور اس قدر حواس باقی رہے کہ اشارہ کر کے نماز پڑھ سکے اور پھر نہیں پڑھی نہ ادا نہ قضا اور ان کے متعلق وصیت کی ہے تو ورثہ کے ذمہ ایک تہائی ترکہ سے وصیت کو پورا کرنا واجب ہے حساب کر کے ہر نماز کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت ادا کریں وتر مستقل نماز ہے اگر تہائی ورثہ سے یہ وصیت پوری نہ ہو سکے تو پھر ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے[۱]۔ اگر ورثہ بالغ ہوں اور وہ سب رضامند ہوں تو زیادہ میں وصیت پوری کر دی جائے

(گذشتہ کا بقیہ) الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مطبوعہ کوئٹہ، حلبی کبیری ص ۵۳۵ فصل فی قضاء الفوائت، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور.

(صفحہ ہذا) [۱] ولومات وعلیه صلوات فأئتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من بر کالفطرة وکذاحکم الوتر من ثلث ماله ای فلوزادت الوصیة علی الثلث لایلزم الولی اخراج الزائد الاباجازة الورثة الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۵۳۲تا۵۳۳ ج ۲ باب قضاء الفوائت. مطلب فی اسقاط الصلاة عن المیت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۳۵۵، ۳۵٦ فصل فی اسقاط الصلاة والصوم.

ورنہ نہیں نابالغ کی اجازت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور جن نمازوں کا وقت ایسی حالت میں پایا کہ اس قدر حواس باقی نہیں تھے اور بعد میں حواس اس قدر درست نہیں ہوئے کہ ان کی قضا کر سکے تو ان کا فدیہ واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ، مظاہر علوم سہارنپور

نماز روزہ کا فدیہ

سوال: ایک شخص کی بحالت بیماری دو وقت کی نمازیں قضا ہوئیں اور چھ رمضان کے روزے قضا ہو گئے اور اس شخص کا انتقال ہو گیا اب ان روزوں اور نمازوں کا کفارہ کس حساب سے ادا کرنا یعنی فی نماز روزہ کیا فدیہ دیا جاوے اور کفارہ ایک ہی محتاج کو دیدیا جاوے یا کئی کو، بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً!

یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم. درمختار ص١٠١ ج١ و فی الشامی[2] ص٦٦٧ ای او من دقیقتہ او سویقہ او صاع تمر او زبیب او شعیر او قیمتہ وھی افضل عندنا لاسراعھا بسد حاجۃ الفقراء

اس سے معلوم ہوا کہ ہر نماز ہر روزہ کے فدیہ میں وہی مقدار دی جاتی ہیں جو صدقۃ الفطر میں دیجاتی ہیں اور وتر مستقل نماز کے حکم میں ہے یہ تمام فدیہ ایک کو دینا بھی جائز ہے اور کئی کو بھی لیکن ایک فدیہ سے کم دینا جائز نہیں وادی الی الفقیر اقل من نصف صاع لم یجز ولو اعطاہ الکل

---

[1] اذا مات المریض ولم یقدر علی اداء الصلاۃ بالایماء برأسہ لایلزمہ الایصاء وان قلت بنقصھا عن صلاۃ یوم ولیلۃ الی قولہ وقبل الصحۃ الخ. (طحطاوی علی المراقی ص ٣٥٤ تا ٣٥٥ مصری) فصل فی اسقاط الصلاۃ والصوم، شامی زکریا ص ٥٣٢ ج ٢ باب قضاء الفوائت، مطلب فی اسقاط الصلاۃ عن المیت.

[2] الشامی نعمانیہ ص ٤٩٢ ج ١ مطبوعہ زکریا ص ٥٣٢ تا ٥٣٣ ج ٢ باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلاۃ عن المیت، ھندیہ کوئٹہ ص ١٢٥ ج ١ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، بحر کوئٹہ ص ٩١ ج ٢ باب قضاء الفوائت.

جاز. درمختار ص۳۰۸ ج۱، ولو[۱] اعطی فقیراً واحداجملة جاز بحر[۲] ص۹۱ ج۲، فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۷/۳/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرحمان غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۹/ذی الحجہ ۹۰ھ

قضا نماز اور اس کا فدیہ اور حیلہ

سوال: اگر کوئی شخص بے فکری کی وجہ سے یا دوسری اغراض کی وجہ سے اپنی نماز قضا کرتا ہو۔ یا تو بے فکر ہے۔ کیونکہ دل کا مالک خدا ہے کہ اس نے کیوں قضا کیا تو بظاہر اس کو کیا کہا جائے گا؟ اور اگر وہ اپنی طاقت کے موافق تو اس کو ادا کرتا ہے مگر پھر بھی عمر بھر کے اندر پانچ سو، ہزار وقت کی باقی رہ جائے تو اس کا فدیہ کیا ہوگا؟ اور فدیہ کے اندر کوئی ترکیب یعنی حیلہ بھی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ فدیہ غریب اور امیر دونوں کے واسطے ایک ہے یا الگ؟ ایسے ہی حیلہ کا حکم دونوں قسم کے آدمیوں کے واسطے ایک ہوگا یا الگ؟ اس تفصیل کا مطلب یہ ہے کہ عالمگیری میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی کی کچھ نماز ذمہ میں رہ جائے اور اس کو ادا نہ کرسکے تو چاہے امیر ہو یا غریب۔ کہ اتنا فدیہ اگر دیا جائے تو یا تو کل مال ختم ہوجائے گا تو وہ اس کو ادا کردے گا۔

تیسرا طبقہ یہ ہے کہ وقت محدود ہو تو وہ اس کو آسانی کے ساتھ ادا کردے گا۔ تو کیا ان تینوں صورتوں کے اندر عالمگیری کا حیلہ کارگر ہوگا کہ صرف ایک قرآن شریف پانچ روپیہ کا خرید کر کوئی غریب کو یہ کہتا ہے کہ میری میت کے ذمہ جو اتنی نماز ہے کہ اس کا فدیہ ادا نہیں کرسکتا۔ ایسے ہی اس قرآن شریف کا اتنا ہدیہ کہ دینے والا بھی اس کو ادا نہیں کرسکتا۔ اس لئے ان تمام نمازوں کے عوض

---

[۱] الدر المختار زکریا ص۵۳۵ ج۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات والتهاليل، هنديه كوئٹه ص۱۲۵ ج۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت.

[۲] البحر الرائق كوئٹه ص۹۱ ج۲ قبيل باب السجود.

یہ قرآن شریف تم کوان تمام فدیہ کے عوض میں دینا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس کو قبول کرتے ہو۔ تو وہ قرآن خواں اس کو کہتا ہے کہ ہاں میں نے ان تمام فدیہ کے عوض میں اس قرآن شریف کو قبول کیا۔ کیا یہ عالمگیری کا حوالہ صحیح ہے۔ پھر یہ زمانہ حال کے لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر پھر وہ کلی طور پر نماز کو ختم ہی کردے گا اور ایک قرآن شریف ہدیہ کردے گا۔

الجواب: حامداًو مصلیاً!

نماز فرض عین ہے[۱] اس کو ترک کرنا خطرناک اور کبیرہ گناہ ہے[۲] پھر اس کی قضاء پڑھنا فرض ہے[۳] جتنی نمازیں بھی ذمہ میں ہوں سب کی قضا جلد از جلد پڑھے ہرگز غفلت نہ کرے پانچ سو ہوں یا ہزار ہوں سب کی قضا پڑھے۔ پوری کوشش کے باوجود اگر کچھ نمازیں ذمہ میں باقی رہ جائیں تو ان کے متعلق فدیہ کی وصیت کردے۔ ہر نماز کے عوض ایک صدقۃ الفطر کے برابر دینا لازم ہے یہ وصیت ایک تہائی ترکہ سے لازم ہوگی۔ جب تک اتنا مال ہو کہ ایک تہائی ترکہ سے ہر نماز کے عوض صدقۃ الفطر دیا جاسکے۔ کوئی حیلہ کرنا درست نہیں[۴]۔

---

[۱] هی فرض عین علی کل مکلف درمختار ثم المكلف هو المسلم البالغ العاقل ولو انثٰی او عبداً (الشامی نعمانیه ص۲۳۴ ج ۱، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴ ج۲ اول کتاب الصلاة، هندیه کوئٹه ص ۵۰ ج ۱ اول کتاب الصلاة، حلبی کبیر ص ۲ فرضية الصلوة ثابتة بالكتاب والسنة، طبع رحیمیه دیوبند.

[۲] وتارک الصلاة غیرمبال بها فاسق يحبس حتى يصلی طحطاوی علی المراقی ص۱۳۹ اول کتاب الصلاة، مطبوعه مصر، الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص۵ ج۲ اول کتاب الصلاة، حلبی کبیر ص ۲ فرضية الصلوة ثابتة بالكتاب والسنة، طبع رحیمیه دیوبند.

[۳]...... قضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب الخ. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص۵۲۴ ج۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادة، هندیه کوئٹه ص ۱۲۱ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، بحر کوئٹه ص ۷۹ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

[۴] ولومات وعليه صلوات فائتة بان كان يقدر على ادائها لوبالايماء فيلزمه الايصاء بها يعطى لكل صلاة نصف من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر من ثلث ماله الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۵۳۳ ج۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی اسقاط الصلاة عن الميت، هندیه کوئٹه ص ۱۲۵ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، بحر کوئٹه ص ۹۰، ۹۱ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

یہ کہنا کہ امیر وغریب سب کے لئے یہ حیلہ ہے غلط اور بے اصل ہے۔ایک تہائی ترکہ سے زیادہ میں فدیہ کی وصیت پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے[۱]۔ایک قرآن شریف خرید کردینے کو سب فرض نمازوں کا بدل سمجھنا جہالت اور ضلالت ہے۔عالمگیری کی طرف اس کو منسوب کرنا غلط اور بہتان ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۶/۲۳/ ۹۰ھ

نماز کا فدیہ شیعہ کو

سوال: زید اپنے بہنوئی اور بہن کو اپنی زوجہ کی نمازوں کا فدیہ (جس کا انتقال ہو چکا ہے) دے سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ انھوں نے شیعہ مذہب اختیار کرلیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ان کو نہیں دینا چاہئے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۹/ ۸۸ھ

الجواب صحیح : بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۲۰/ ۸۸ھ

ایک دن رات میں چھ نمازوں کا فدیہ

سوال: دن رات میں کتنی نمازوں کا فدیہ دیا جائے گا اور کس حساب سے؟

---

[۱] فلو زادت الوصية على الثلث لايلزم الولي اخراج الزائد الاباجازة الورثة. شامي زكريا ص ۵۳۳ ج ۲، باب قضاء الفوائت، مطلب في اسقاط الصلاة عن الميت.

[۲] وينبغي ان لايصرف الى من لايكفر من المبتدعة الخ. مجمع الانهر ص ۳۲۹ ج ۱ كتاب الزكاة، باب المصرف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص ۳۰۴ ج ۳ باب المصرف، مطلب في الحوائج الاصلية، بزازيه على الهنديه كوئٹه ص ۸۹ ج ۴ كتاب الزكاة، الثاني في المصرف، نوع آخر المصدق إذا اخذ عمالته.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر فدیہ واجب ہو تو دن رات کی چھ نمازوں کا فدیہ دیا جائے گا۔ (وتر مستقل نماز ہے[1])

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

صلوٰۃ کا فدیہ اس کی مقدار اس کا مستحق

سوال: ایک شخص کا انتقال ہوا جس کی چند نمازیں ایسی حالت میں قضا ہوئیں کہ اس کو ہوش تھا مگر طاقت اتنی نہ تھی کہ اشارہ ہی سے نماز پڑھتا ایسی صورت میں ان نمازوں کا فدیہ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اگر ضروری ہو تو کس طرح ادا کرے اور فی نماز کس مقدار میں؟

(۲) مندرجہ بالا شخص کے رمضان کے کچھ روزے بھی قضا ہو گئے ہیں جس کے بعد بیماری نے اسکو اتنی مہلت نہ دی کہ قضا ادا کر سکے ان کا فدیہ کس طرح اور فی روزہ کس مقدار سے ادا کرے

(۳) ایک نماز کا فدیہ ایک ہی آدمی کو دے یا کئی آدمیوں کو بھی دے سکتا ہے اسی طرح کئی نمازوں یا کئی روزوں کا فدیہ چند مساکین کو دے یا ایک ہی مسکین کو دے سکتا ہے اور گیہوں وغیرہ کی قیمت بھی ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) اس فدیہ کے مستحق کون ہیں مسجد کی مرمت میں خرچ کرنا یا کھانا پکا کر طلبہ کو کھلانا یا کپڑے بنا کر طلبہ کو پہنانا جائز ہے یا محض فقیروں کو دینا چاہئے؟

(۵) اگر کسی میت کے ورثاء غریب و مفلس ہوں اور وہ میت کی فوت کردہ نمازوں کا فدیہ ادا نہ کر سکتے ہوں تو میت کی براءت کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟ ۔فقط

---

[1] وکذا یخرج الصلاۃ کل وقت من فرض الیوم واللیۃ حتی الوتر لانہ فرض عملی عند الامام نصف صاع من بر او دقیقۃ الخ. مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی ص ۳۵۶ مصری فصل فی اسقاط الصلاۃ والصوم، شامی زکریا ص ۵۳۳ ج ۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی اسقاط الصلوۃ، عن المیت بحر کوئٹہ ص ۹۱ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

الجواب: حامداًو مصلیاً و مسلما!

(١) اگر ایسی حالت میں نمازیں قضا ہوئی ہیں کہ مریض میں سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں تھی اور مرض سے صحت نہیں پائی بلکہ اسی حالت میں انتقال ہوگیا تو اس پر ان نمازوں کی قضا فرض نہیں نہ اس کی طرف سے ان نمازوں کا فدیہ دینا ضروری ہے۔ وان تعذر الایماء برأسه وکثرت الفوائت بان زادت علیٰ یوم ولیلة سقط القضاء عنه وان کان یفهم فی ظاهر الروایة وعلیه الفتویٰ درمختار قال الشامیؒ[١] ص ٥٩٧ ج ١ فلومات ولم یقدر علیٰ الصلوٰة لم یلزمه القضاء حتی لایلزمه الایصاء بها. شامیؒ[٢] ص ٥١٠ ج ٢۔

(٢) ایسی حالت میں روزہ کی قضا بھی ضروری نہیں لہٰذا فدیہ بھی ضروری نہیں لاقضاء للصوم علیٰ المریض والمسافر اذا ماتاقبل الصحة اوالاقامة بحر[٣] ص ٢٨٣ ج ٢ ایک روزہ کا فدیہ نصف صاع گیہوں ہے فطرہ کی طرح اسی طرح ہر نماز کا فدیہ نصف صاع ہے اور وتر مستقل نماز کے حکم میں ہے یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من برکالفطرة وکذا حکم الوتر والصوم. درمختار[٤] ص ٧٦٦ ج ١

(٣) ایک نماز کا فدیہ ایک ہی کو دیا جائے کئی کو نہ دیا جائے ولو ادی الفقیر اقل من نصف صاع لم یجز درمختار[٥] ص ٧٦٨ ج ١، البتہ کئی نمازوں کا فدیہ ایک کو دینا جائز ہے۔ ولو اعطاه

---

[١] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ٥٧٠ ج ٢ باب صلاة المریض.

[٢] الشامی نعمانیه ص ٥١٠ ج ١، شامی زکریا ص ٥٧٠ ج ٢، باب صلاة المریض، بحر کوئٹه ص ١١٥ ج ٢ باب صلاة المریض، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ٣٥٢، ٣٥٣ باب صلاة المریض.

[٣] البحر الرائق ص ٢٨٣ ج ٢ کتاب الصوم، فصل فی العوارض، مطبوعه کراچی، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ٣٥٥، فصل فی اسقاط الصلوة والصوم، شامی کراچی ص ٧٢ ج ٢ باب قضاء الفوائت، قبیل مطلب فی اسقاط الصلوة عن المیت.

[٤] الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ٥٣٢ تا ٥٣٣ ج ٢ مطبوعه نعمانیه ٤٩٢ ج ١، باب قضاء الفوائت، مطلب فی اسقاط الصلاة عن المیت، بحر کوئٹه ص ٩١ ج ٢ باب قضاء الفوائت، هندیه کوئٹه ص ١٢٥ ج ١ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الکل جاز[۱]، اسی طرح کئی روزوں کا فدیہ بھی ایک کو دینا جائز ہے۔ ویجوز اعطاء فدیة صلوٰة وصیام ایام ونحوها لواحد من الفقراء جملة. مراقی الفلاح[۲] ص ۲۵۵ اور ایک روزہ کا فدیہ کئی کو دینا جائز نہیں۔ گیہوں وغیرہ کی قیمت دینا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے قال الشامی ص ۲۶۷ ج ۱ تحت قول الدر (نصف صاع من بر) ای او من دقیقه او سویقه او صاع تمرا وزبیب او شعیر او قیمته وهی افضل عندنا لاسراعها لسدحاجة الفقیر[۳].

(۴) غریب مسکین لوگ اس فدیہ کے مصرف ہیں۔ مسجد کی مرمت میں اس کو صرف کرنا جائز نہیں[۴]۔ کھانا پکا کر غریب طلبہ کو بطور تملیک دیدینا جائز ہے اسی طرح کپڑے بنا کر دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ طلبہ مستحق ہوں مالدار نہ ہوں۔ فقیروں کو دینا بھی جائز ہے[۵]۔

(گذشتہ کا بقیہ) [۵] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۵۳۵ ج ۲ مطبوعه نعمانیه ص ۴۹۳ ج ۱ باب قضاء الفوائت مطلب فی بطلان الوصیة الخ، بحر کوئٹه ص ۹۱ ج ۲، باب قضاء الفوائت، هندیه کوئٹه ص ۱۲۵ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت.

(صفحہ ہذا) [۱] الدرالمختار علی رد المحتار زکریا ص ۵۳۵ ج ۲، مطبوعه نعمانیه ص ۴۹۳ ج ۱ باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیة الخ، هندیه کوئٹه ص ۱۲۵ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، بحر کوئٹه ص ۹۱ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

[۲] مراقی الفلاح ص ۳۵۷ قبیل باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصر، هندیه کوئٹه ص ۱۲۵ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، بحر کوئٹه ص ۹۱ ج ۲ باب قضاء الفوائت.

[۳] شامی زکریا ص ۵۳۳ ج ۲، مطبوعه نعمانیه ص ۴۹۳ ج ۱، باب قضاء الفوائت، مطلب فی اسقاط الصلاة عن المیت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۳۵۶، فصل فی اسقاط الصلاة والصوم.

[۴] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة لایصرف الی بناء نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات الخ. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۹۱ ج ۳ کتاب الزکوٰة، باب المصرف، هندیه کوئٹه ص ۱۸۸ ج ۱ کتاب الزکاة الباب السابع فی المصارف، هدایه ص ۲۰۵ کتاب الزکاة، باب من یجوز دفع الصدقات الیه، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۵] فلو اطعم یتیما ناویاالزکاة لایجزیه الا اذادفع الیه المطعوم لانه بالدفع الیه بنیة الزکاة یملکه فیصیر اکلاً من ملکه کما لو کساه ای کمایجزئه لوکساه. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۱ ج ۳، اول کتاب الزکاة، طحطاوی علی المراقی ص ۵۸۷، اول کتاب الزکاة، طبع مصر، بحر کوئٹه ص ۲۰۱ ج ۲، اول کتاب الزکاة.

(۵) اگر ورثہ میت کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا چاہیں تو نصف صاع کسی فقیر کو دیدیں اور قبضہ کرادیں اس کے بعد وہ فقیر نصف صاع بطور ہبہ اس کو دیدے اور ورثہ اس پر قبضہ کرلیں۔ اسی طرح لیتے دیتے رہیں مگر قبضہ ضرور ہوتا رہے۔ ہر مرتبہ میں ایک نماز کا فدیہ ادا ہوتا رہے گا۔ جب حساب لگا کر دیکھ لیں کہ پوری نمازوں کا فدیہ ہوگیا تو وہ نصف صاع اگر فقیر کو دینا تھا تب تو اسی کو دیدیں اگر کسی سے قرض لیا تھا اس کا واپس کردیں[۱]۔ انشاء اللہ امید ہے کہ میت کی براءت ہوجاوے گی اور ورثہ کا یہ معاملہ بطور احسان وتبرع ہوگا کیوں کہ ان پر مفلس ہونے کی حالت میں ایسا کرنا واجب نہیں اور صورت مسئولہ میں تو میت سب کے نزدیک بالکل بری ہے کیوں کہ نماز قضا کرنے کا اسے موقع ہی نہیں ملا ھٰکذا فی کتب الفقہ نحو مراقی الفلاح ص۲۵۴ وشامی[۲] ص۶۷۷ ج۱۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۷/۵۲ھ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم ۱۲/رجب ۵۲ھ

مرض الموت کی نمازوں کے فدیہ کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص مرض الموت میں مبتلا ہوا اور موت سے کچھ دن قبل ہوش وحواس باقی نہ رہے تو جو نمازیں اس بے ہوشی کے عالم میں قضا ہوجائیں، تو کیا ان قضا نمازوں کا فدیہ دینا لازم ہے یا نہیں؟

---

[۱] ولو لم یترک ما لا یستقرض وارثہ نصف صاع مثلا ویدفعہ لفقیر ثم یدفعہ الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم الخ. الدر المختار علی الشامی زکریا ص۵۳۴ ج۲ باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیۃ الخ، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۴۵۷ فصل فی اسقاط الصلوۃ والصوم، عالمگیری کوئٹہ ص۱۲۵ ج۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت.

[۲] شامی کراچی ص۷۲ ج۲، باب قضاء الفوائت، قبیل مطلب فی اسقاط الصلوۃ عن المیت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۳۵۵ فصل فی اسقاط الصلاۃ والصوم.

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر چوبیس ۲۴ / گھنٹے سے زیادہ چھ نماز کے وقت تک بے ہوشی رہی تو ان نمازوں کا فدیہ لازم نہیں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۱/۱/۸۸ھ

مرض الوفات میں حواس باقی نہ رہنے سے فدیہ کا حکم

سوال: مرض الموت میں ہوش و حواس نہ رکھنے کی وجہ سے جو نمازیں ادا نہ ہو سکیں ان کا فدیہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً!

اگر چھ نمازوں کے بقدر ہوش و حواس نہ رہے تو ان کا فدیہ واجب نہیں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیو بند

غیر صاحب ترتیب کی ترتیب

سوال: - غیر صاحب ترتیب کیلئے صاحب ترتیب ہونے سے پہلے وقت معین کر کے نماز جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً عمر صاحب ترتیب نہیں (اس وجہ سے دو سال سے نامعلوم کتنی نمازیں قضا کی ہیں) ان دو سالوں کی نماز قضا کرنے سے پہلے عمر نے یہ چاہا کہ آج یکم محرم سے جو نماز قضا ہو گئی

---

[۱] وان تعذر الایماء برأسه وكثرت الفوائت بان زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وفي الشامية فلومات ولم يقدر على الصلاة لم يلزمه القضاء حتى لايلزمه الايصاء بها الخ. الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۵۷۰ ج ۲ باب صلاة المريض، بحر كوئٹه ص ۱۱۵ ج ۲ باب صلاة المريض، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۳۵۲، ۳۵۳ باب صلاة المريض.

[۲] ومن اغمى عليه خمس صلوات قضى ولو اكثر لا يقضى الخ عالمگیری كوئٹه ص ۱۳۷ ج ۱ الباب الرابع عشر فى صلاة المريض، الدرالمختار على هامش رد المحتار زكريا ص ۵۷۳ ج ۲ باب صلاة المريض، مطلب فى الصلاة فى السفينة، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۳۵۴ باب صلاة المريض.

ہے اسے ادا کرلوں تو یہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس طرح درست ہے۔ **کذا فی ردالمحتار**[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

فدیۂ نماز کا حیلہ

سوال:- (۱) ایک شخص نے وصیت کی کہ میری کچھ نمازیں رہ گئیں تھیں جنکو میں قضا نہ کر سکا، اسلئے میری نمازوں کا فدیہ ادا کرنا، اب اگر اس کا صحیح فدیہ ادا کیا جائے تو اسکے گھر میں اتنا مال نہیں اور ورثاء میں بھی مقدور نہیں کہ اپنی طرف سے ادا کردیں، تو کیا اگر فدیہ حیلہ کے ساتھ ادا کیا جائے یعنی جتنا فدیہ پورا بنتا تھا، اس قیمت کے عوض ایک قرآن شریف ایک مسکین پر فروخت کیا جائے بعدہ اس سے کہا جائے کہ جو تم پر قرضہ ہوگیا تھا اس کو اس میت کے فدیہ میں بخشدیا ہے، شاید کہ اللہ جل شانہ اس کی خلاصی فرمادیں، تو کیا خلاصی کی امید پر اس طرح کا حیلہ کرنا جائز ہے؟ جس طرح طلاق اضافی کے متعلق فقہاء یہ لکھتے ہیں یا کہ نہیں؟

(۲) اگر ورثاء شرعاً کرنا چاہیں یعنی اس نے وصیت نہیں کی بلکہ ورثاء اپنی طرف سے کریں تو کیا ان کے لئے کوئی جواز صورت ہے یا کہ نہیں؟ مدلل تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

بحالت افلاس اس نوع کے حیلہ کی اجازت ہے، مگر یہ قرآن شریف فروخت کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک ثلث ترکۂ میت مصرف زکوٰۃ کو دیا جائے، اور حساب کر کے دیکھ لیا جائے

---

[۱] او نسیت الفائتة الخ وحاصله انه یسقط الترتیب اذا نسی الفائتة وصلی ماهو مرتب علیها من وقتیة او فائتة اخریٰ (شامی زکریا ص ۲/۵۲۶، شامی کراچی ص: ۲/۶۸، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادة، عالم گیری کوئٹه ص ۱۲۳ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، محیط برهانی ص ۳۵۰ ج ۲ الفصل العشرون فی قضاء الفوائت، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

کہ کس قدر نمازوں کا فدیہ اس کے ذریعہ سے ادا ہو گیا، پھر وہ فقیر اس ثلث ترکہ کو میت کے وصی کو ہبہ کردے اس کے بعد پھر وصی فقیر کو دیدے ثم وثم یہاں تک کہ کل نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے، یہ اس وقت ہے جبکہ کل فدیہ ایک ثلث ترکہ سے ادا نہ ہوسکتا ہو[1]، نیز یہ حیلہ لازم و واجب نہیں، بعض اطراف و بلاد میں اس حیلہ کا التزام ہے، خواہ میت کے ترکہ میں وسعت ہو یا نہ ہو یہ ناجائز ہے، اس لئے ایسے مواقع پر احتراز لازم ہے[2]، بلکہ جس قدر ثلث ترکہ سے ادا ہوسکتا ہو ادا کردیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/ذی الحجہ ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

[1] ولو لم یترک ما لا یستقرض وارثه نصف صاع مثلا ویدفعه لفقیر ثم یدفعه الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم (الدر المختار علی هامش رد المحتار زکریا ص: ۲/۵۳۴، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیة بالختمات والتهالیل، عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۵ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۵۷ فصل فی اسقاط الصلوة والصوم.

[2] کل حیلة اوجبت ابطال حکمة شرعیة لا تقبل کحیلة سقوط الزکوة وحیلة سقوط الاستبراء (روح المعانی ص: ۲۳/۲۰۹، تحت قوله تعالیٰ "وخذ بیدک ضغثاً الخ" (سورۂ صٓ، مطبوعه مصطفائی دیوبند.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوازدھم

سجدۂ سہو کے احکام

سری نماز میں سورۂ فاتحہ کو جہراً اور جہری میں سراً پڑھنے کا حکم

سوال:- اگر امام جہری نماز میں سورۂ فاتحہ بالکل خاموش پڑھ جائے یا سری نماز میں بلند آواز سے پڑھ جائے، تو اب یاد آنے پر جہاں تک پڑھ لی ہے وہیں سے صحیح کرے یا شروع سے پھر پڑھے ایسی غلطی سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ یا سجدہ سہو لازم ہوگا اور کہاں تک پڑھنے پر سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جہری نماز میں تین آیات کی مقدار سہواً سراً پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، اسی طرح سری نماز میں جہراً پڑھنے کا حکم ہے سورۂ فاتحہ اگر سراً پڑھی ہے تو جہری نماز میں اس کو جہراً پڑھے پھر سجدۂ سہو کرے، اگر اس کو جہراً نہیں پڑھا بلکہ صرف سورت کو جہراً پڑھ کر سجدۂ سہو کر لیا تب بھی نماز درست ہو جائے گی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

[1] ولو جهر الإمام فيما يخافت أو خافت فيما يجهر قدر ما تجوز به الصلاة يجب سجود السهو عليه وهو أى التقدير بمقدار ما تجوز به الصلوة هو الأصح وإلا وإن لم يكن ذلك مقدار ما تجوز به الصلوة فلا أى فلا يجب عليه سجود السهو ولم يفرق فى ظاهر الرواية بين الجهر والمخافة الى قوله (بقیہ آئندہ پر)

تیسری رکعت میں الحمد جہراً پڑھ دی

سوال: -ایک امام صاحب نے تیسری رکعت میں کھڑے ہوکر **الحمد** بالجہر پڑھ دی دوتین آیت پڑھنے کے بعد امام کو یاد آیا وہ خاموش ہوگیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر تین آیت بالجہر پڑھے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

صلوٰۃ جہری میں سرّاً پڑھنا

سوال: -اگر جہری نماز میں امام دوتین آیتیں آہستہ پڑھ گیا بعد کولقمہ دینے سے یا خود اس کو یاد آ گیا اب وہ سب کو جہر سے پڑھے یا جہاں سے یاد آیا وہیں سے جہر شروع کردے سجدۂ سہو تو کرے گا ہی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جہاں سے یاد آیا وہیں سے جہر شروع کردے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(**گذشتہ کا بقیہ**) والصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوز به الصلوة من غير تفرقة لأن القليل من الجهر فى موضع المخافتة عفو ايضاً، (كبيرى ص۴۵۷، مطبوعه لاهور سهيل اكيڈمى پاكستان، فصل سجود السهو، شامى زكريا ص۵۴۵ ج۲ باب سجود السهو، البحر الرائق مطبوعه پاكستان، ص۹۶ ج۲، باب سجود السهو، الهندية ص۱۲۸ ج۱، مطبوعه مصر، الباب الثانى عشرفى سجود السهو.

(**صفحہ ہٰذا**) [1] ولوجه الإمام فيما يخافت او خافت فيما يجهر قدر ما تجوز به الصلوة يجب سجود السهو عليه وهو الأصح ولم يفرق فى ظاهر الرواية بين الجهر والمخافتة (كبيرى ص۴۵۷، مطبوعه لاهور، فصل فى سجود السهو، البحر الرائق ص۹۶ ج۲، فصل فى سجود السهو، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

سرّی نماز میں جہر

سوال:-منفرد شخص نے اپنی جہری نمازوں میں تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کو قصداً زور سے پڑھا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح اگر سنتوں میں قصداً قرأت زور سے پڑھے تو کیا حکم ہے اور کیا سہواً قرأت زور سے کرنے کی صورت میں سجدۂ سہو کافی ہو جائیگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس جگہ سرّاً پڑھنا واجب ہے وہاں قصداً سورۂ فاتحہ زور سے پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی، لیکن ترک واجب کی وجہ سے مکروہ ہوگی اور اعادہ لازم ہوگا اور ایسے موقع میں سہواً زور سے پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا اور سجدۂ سہو سے نماز صحیح ہو جائے گی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اولیین میں ضم سورہ بھول گیا

سوال:-وإن قرء الفاتحة فی صلوٰة العشاء فی الأولیین ولم یزدعلیها قرأ

(گذشتہ کابقیہ)الشامی نعمانیہ ص۴۹۸ ج۱، شامی زکریا ص۵۴۵ ج۲ فصل فی سجود السهو، طحطاوی علی المراقی ص۳۷۵، مطبوعه مصری، فصل فی سجود السهو، الهندیة ص۱۲۸ ج۱، مطبوعه مصر، الباب الثانی عشر فی سجود السهو)

۲ولوخافت بآیة أو أکثر یتمها جهراً ولایعید (شامی زکریا ص۲۵۰ ج۲، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی القرأة)، حلبی کبیری ص۶۱۸ فصل فی مسائل شتی، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، النهر الفائق ص۳۲۵ ج۱ باب سجود السهو، قبیل قول المصنف، ”بترک واجب وإن تکرر“ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] وفی الذخیرة : المنفرد إذا جهر فیما یخافت أن علیه السهو الی قوله وفی شرح المنیة ومیل الشیخ کمال الدین إبن الهمام إلی أن المخافتة واجبة علی المنفرد فی موضعها فیجب بترکها السهو وهو الإحتیاط، منحة الخالق علی هامش البحر الرائق کراچی ص۹۶ ج۲ باب سجود السهو، حلبی کبیری ص۴۵۶ فصل فی سجود السهو، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، فتح القدیر ص۳۲۷ ج۱ باب صفة الصلاۃ فصل فی القرأة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

فی الاخریین الفاتحة والسورة وجهر (**هدایه**) اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ نفسِ قرأت سورۃ فوت ہونے سے بعد والی رکعت میں فرض نماز میں تلافی ہوسکتی ہے تو کوئی شخص پہلی ایک رکعت یا دونوں رکعت میں ضم سورہ کی تلافی کرسکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح مغرب کی تیسری رکعت میں تلافی ہوسکتی ہے۔ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں ضم سورہ بھول جائے اور جہری طور پر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اوراگر کوئی شخص کوئی اور سورہ علاوہ فاتحہ کے پڑھ لے (ایک یا دونوں رکعت میں) تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً!

پہلی دونوں رکعتوں میں اگر ضم سورت بھول جائے یا مغرب کی پہلی رکعت میں بھول جائے تو اخیر کی دو میں اور مغرب کی تیسری میں فاتحہ کے بعد ضم سورۃ کرے اور جہر بھی کرے، **لوترک السورة فی رکعة من أولي المغرب أو فی جمیع أولي العشائین قرأها ای السورة وجوباً علی الأصح فی الأخریین من العشاء والثالثة من المغرب مع الفاتحة جهراً بهما علی الأصح ویقدم الفاتحة ثم یقرأ السورة وهو الأشبه** (مراقی الفلاح[1]) اگر مواقعِ مذکورہ میں فاتحہ کو بھول گیا تو بعد والی رکعتوں میں فاتحہ کو مکرر نہ پڑھے **ولوترک الفاتحة فی الاولیین لایکررها فی الاخریین** (مراقی الفلاح[2] مطبوعہ مصر) ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] المراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۰۵، مطبوعه مصری. فصل فی بیان واجب الصلاة، عالمگیری ص ۷۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلوة، الفصل الثانی فی واجبات الصلوة، مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر مع الهدایة ص ۴۵۱ ج ۱ باب النوافل، فصل فی القراءة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص ۲۰۶، مراقی علی نور الایضاح ص ۳۹، فصل فی بیان واجب الصلاة، عالمگیری کوئٹه ص ۷۱ ج ۱ الباب الرابع فی صفة الصلوة، الفصل الثانی فی واجبات الصلوت' تاتارخانیة ص ۴۵۹ ج ۱ الفصل الثانی فی فرائض الصلوة وواجباتها الخ، نوع آخر فیمن نسی القراءة فی الأولیین، مطبوعه إدارة القرآن کراچی.

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

سوال:- امام نے ألحمد کے بعد ایسی سورت پڑھی جسمیں آیت سجدہ آ گئی اور سجدۂ تلاوت کیا پھر کھڑے ہوکر ألحمد پڑھی یعنی ایک رکعت میں ألحمد دو دفعہ پڑھی گئی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسی حالت میں سجدہ واجب نہیں اگر ألحمد دو دفعہ مسلسل پڑھتا یعنی درمیان میں کسی اور قراءۃ کا فصل نہ ہوتا تب سجدۂ سہو واجب ہوتا[1] فتاویٰ قاضی ص ۶۱ خاں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تکرار فاتحہ سے سجدۂ سہو

سوال:- اگر بھول کر دو مرتبہ الحمد پڑھ جائے سجدۂ سہو کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر مسلسل دو مرتبہ پڑھے گا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا[2] فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ولوقرأ الفاتحة ثم السورة ثم الفاتحة لا سهو عليه قاضی خان علی هامش الهندية کوئٹه ص ۱۲۱، ج ۱، فصل فیما یوجب السهو ومالایوجب، عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۶ ج ۱، الباب الثانی عشرفی سجود السهو، کبیری ص ۴۶۰، فصل فی سجود السهو. مطبوعه لاهور، تاتارخانية ص ۷۱۶ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بیان ما یجب به السهو وما لا یجب، مطبوعه کراچی.

[2] ولو کررها أی الفاتحة فی الأولیین یجب علیه سجود السهو (الهندیه ص ۱۲۶ ج ۱، مطبوعه مصری، الباب الثانی عشرفی سجود السهو. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۰۱، باب سجود السهو، مطبوعه دمشق، الشامی نعمانیه ص ۳۰۹ ج ۱، شامی زکریا ص ۱۵۲ ج ۲ باب صفة الصلوة، مطلب کل شفع من النفل صلوة، کبیری ص ۴۶۰، فصل فی سجود السهو مطبوعه لاهور.

بھول کر یا قصداً تکرار فاتحہ سے سجدۂ سہو کا حکم

سوال:- اگر نماز میں کسی رکعت میں بھول کر یا قصداً سورۂ فاتحہ ایک سے زائد دفعہ پڑھی جاوے تو کیا سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر پہلی دو رکعت میں سہواً مسلسل مکرر پڑھا ہے تو سجدۂ سہو لازم ہے اگر اخیر کی دو رکعت میں مکرر پڑھا ہے یا پہلی ہی دو میں مکرر پڑھا ہے مگر مسلسل نہیں بلکہ ایک دفعہ سورت سے پہلے فاتحہ کو پڑھا ہے دوبارہ پھر سورت کے بعد پڑھا ہے تو سجدۂ سہو لازم نہیں۔ عمداً پڑھنے سے بھی سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔ البتہ ایسی صورت میں نماز مکروہ ہوگی **ولو كررها أى الفاتحة فى الأولیین یجب علیه سجود السهو بخلاف مالو أعادها بعد السورة أو كررها فى الأخريين، كذافى التبيين** اھ عالمگیری[1] ص ۱۲۶ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الحمد کی جگہ التحیات پڑھ لی

سوال:- (۱) الحمد کی جگہ التحیات پڑھی۔

(۲) یاد آنے پر **الحمد** پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

(۱) کس رکعت میں؟ (۲) سجدۂ سہو واجب ہوگا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۵/۷/۸۸ھ

---

[1] الهندیه ص ۱۲۶ ج ۱، مطبوعه مصری، الباب الثانی فی سجود السهو، خانیه ص ۱۲۱ ج ۱، فصل فیما یوجب السهو وما لا یوجب الخ. الشامی نعمانیه ص ۳۰۹ ج ۱، شامی زکریا ص ۱۵۲ ج ۲ باب صفة الصلوة، مطلب کل شفع من النفل کبیری ص ۴۶۰، مطبوعه لاهور. فصل فی سجود السهو. (بقیہ آئندہ)

تشہد مکرر پڑھنا

سوال:- تکرارِ تشہد سے قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا ہے، آپنے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ عمل ثنا اور دعا ہے مگر خلجان یہ پیدا ہوتا ہے کہ سلام کے ذریعہ سے نماز سے باہر ہونا واجب ہے، اس میں تاخیر ہوئی۔ اس وجہ سے سجدۂ واجب ہونا چاہئے اس خلجان کو رفع فرمایا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دعاءِ ماثور ہے، دعائیں متعدد وارد ہوئی ہیں، ایسا نہیں کہ اقل قلیل پر کفایت کرے اور سلام پھیرنا اور نماز سے باہر ہوجانا فوراً واجب ہوجائے، اسلئے طویل دعا سے یا تکرار تشہد سے ایسی تاخیر نہیں ہوتی جس سے سجدۂ سہو لازم آئے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [2] اگر کسی شخص نے پہلی رکعت کے قیام میں سورۂ فاتحہ سے پہلے یا دوسری رکعت کے قیام میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ کے بعد التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ یا سورۃ کے بعد یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، تیسری یا چوتھی رکعت میں پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔

إن قرأ (أی التشهد) فی قیام الأولی قبل الفاتحة أوفی الثانیة بعد السورة أوفی الاخیر تین مطلقاً لا سهو علیه وان قرأ فی الأولیین بعد الفاتحة والسورة اوفی الثانیة قبل الفاتحة وجب علیه السجود لانه اخر واجباً. طحطاوی علی المراقی ص۳۷۵، باب سجود السهو مطبوعه مصر. البحر الرائق کوئٹه ص۹۷ ج۲، باب سجود السهو.

(صفحہ ہٰذا) [1] ولو قرأ التشهد مرتین فی القعدة الأ خیرة لا سهو علیه الخ، طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص۳۷۵، باب سجود السهو، حلبی کبیری ص۴۶۰ فصل فی سجود السهو، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، عالمگیری ص۱۲۷ ج۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، مطبوعه دیوبند.

پہلی رکعت میں بیٹھ کرفوراً کھڑا ہو گیا

سوال:- ایک شخص پہلی رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد التحیات پڑھنے کے لئے تھوڑی دیر بیٹھ گیا کچھ بھی نہیں پڑھا کہ اسے یادآ گیا فوراً دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا سجدۂ سہو کی ضرورت تھی یا نہیں؟ اگر وہ اتنی دیر بیٹھا کہ تین مرتبہ **سبحان اللہ** کہا جا سکتا تھا تب ضرورت تھی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر تین مرتبہ **سبحان اللہ** کہنے کی مقدار بیٹھا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہے اس سے کم میں سجدہ واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سنن ونوافل میں قعدۂ اولیٰ ترک ہونے میں سجدۂ سہو

سوال:- چار رکعت والی سنت کے قعدۂ اولیٰ یا دو رکعت والی سنت ونفل کے اندر التحیات بھول جائے پھر اس حالت میں بیٹھ کے سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

چار رکعت والی سنت میں قعدۂ اولیٰ اور تشہد واجب ہے اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہے اور نفل میں دو رکعت پر قعدہ فرض ہے اسکے ترک سے نماز درست نہ ہوگی پس اگر تیسری رکعت کیلئے

---

[1] وتاخير القيام للثالثة بزيادة قدراداء ركن ولوساكتا. باب سجود السهو. مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص ۲۷۶، باب سجود السهو، تاتاخانية ص ۷۲۴ ج ۱ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بيان ما يجب به السهو وما لا يجب مطبوعه إدارة القرآن كراچی، المحيط البرهانی ص ۳۱۴ ج ۲ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بيان ما يجب به السهو وما لا يجب، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

کھڑا ہوگا تو سجدہ سے پہلے پہلے جب یاد آئے فوراً بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو چوتھی رکعت بھی اس کے ساتھ ملائے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کر دے لیکن اس صورت میں دو رکعت معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعت قعدہ ترک ہونے کی وجہ سے فاسد ہوں گی اور اسی تحریمہ پر شفعۂ ثانیہ کی بناء صحیح ہوگی، مگر سجدۂ سہو ضروری ہوا، تشہد بہر حال واجب ہے اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، قعود واجب اگر سہواً چھوڑ دیا اور تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اسکے بعد یاد آیا تو بیٹھنا نہیں چاہئے اگر بیٹھے گا تو اس میں فقہاء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ نماز فاسد ہو جائیگی کیوں کہ فرض کو ترک کر کے واجب کی طرف عود کیا، دوسرا قول یہ ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیوں کہ یہاں فرض کو ترک نہیں کیا بلکہ مؤخر کیا ہے، **سها عن القعود الأول من الفرض ولو عملياً اما النفل فيعود مالم يقيد بالسجدة ثم تذكره عاد إليه وتشهد ولا سهو عليه في الأصح مالم يستقم قائماً في ظاهر المذهب وهو الأصح فتح والاای وإن استقام قائماً لا يعود لاشتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب فلو عاد الى القعود بعدذلك تفسد صلوته لرفض الفرض لما ليس بفرض وصححه الزيلعي وقيل لاتفسد لكنه يكون مسيئا ويسجد لتاخير الواجب وهو الاشبه. كما حققه الكمال وهو الحق** اھ درمختار[1] ص:۷۷۹ ج:۱، اور ایک قول پر نفل میں قعدہ اولیٰ واجب ہے فرض نہیں۔ **والقعود الأول ولو في نفل في الاصح خلافاً لمحمد** ؒ **في إفتراضه قعدة كل شفع نفل** اھ شامی[2] ص ۴۸۵ ج ۱، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۴؍ شوال ۵۶ھ

جواب صحیح ہے۔ سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف

---

[1] الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۵۴۷ ج ۲، مطبوعه نعمانيه ص ۴۹۹ ج ۱، باب سجود السهو، البحر الرائق ص ۱۰۱ ج ۲ باب سجود السهو، مطبوعه كراچی، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۲۲۲ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت

[2] الشامي نعمانيه ص ۳۱۲ ج ۱، مطبوعه زكريا ص ۱۵۸ ج ۲، مطبوعه كراچی ص ۴۶۵ ج ۱، لاينبغي ان يعدل عن الدراية اذا وافقتها رواية، باب صفة الصلاة، مراقي الفلاح مع الطحطاوي ص ۲۰۲ فصل في بيان واجب الصلاة، مطبوعه مصر، مجمع الأنهر ص ۱۳۲ ج ۱ باب صفة الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

قعدۂ اولیٰ ترک کرنے سے نماز کا حکم

سوال:- ایک امامِ مسجد چار رکعت فرض نماز کی امامت کرا رہے تھے سہواً دو رکعت کے بعد بلا التحیات پڑھے اٹھ کر کھڑے ہوگئے باوجود لقمہ کے واپس نہیں لوٹے چار رکعت نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو ایسی صورت میں نماز سجدۂ سہو سے ہوگئی یا نماز دہرانی پڑے گی؟ اگر نماز ہوگئی تو کس ثبوت سے اور اگر نہیں تو کس ثبوت سے برائے مہربانی جواب کتاب وسنت کی روشنی میں دیجئے مشکور ہوں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نماز ہوگئی دہرانے کی ضرورت نہیں[1]۔ کذا فی الدر المختار وصحیح البخاری[2] ص ۱۶۳ ج ۱۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قعدۂ اولیٰ ترک ہوا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال:- عشاء کی نماز میں امام نے قعدۂ اولیٰ سہواً نہیں کیا اور اکثر مقتدیوں نے تشہد بیٹھ کر پڑھی جب امام رکوع میں گیا تو کچھ رکوع میں بھی گئے بہرحال بعد میں امام نے سجدۂ سہو کر کے نماز

---

[1] وإن استقام قائما لايعود لإشتغاله بفرض القيام وسجد للسهولترك الواجب (الدرالمختار ص ۵۰۰ ج ۱، نعمانيه مطبوعه كراچى ص ۸۴ ج ۲، مطبوعه زكريا ص ۵۴۹ ج ۲، باب سجود السهو) سكب الأنهر مع مجمع الأنهر ص ۲۲۲ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، حلبى كبيرى ص ۴۵۸ فصل فى سجود السهو، مطبوعه لاهور.

[2] عن عبد الله بن بحنية رضى الله تعالىٰ عنه أنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قام من الثنتين من الظهر ولم يجلس بينهما فلما قضىٰ صلاته سجد سجدتين ثم سلم بعد ذلك، صحيح البخارى ص ۱۶۳ ج ۱، كتاب التهجد، باب ماجاء فى السهو اذا قام من ركعتى الفرض، مطبوعه رشيديه دهلى.

پوری کردی تو اس صورت میں امام کی نماز ہوگی یا نہیں امام کہتا ہے میرا اس پر یقین ہے کہ قعدۂ اولیٰ سہواً فوت ہوگیا ہے اور اسلئے میں نے سجدۂ سہو کیا ہے اور نماز پوری پڑھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

سب کی نماز ہوگئی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۸۵ھ

دو رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہوگیا

سوال:-تراویح میں اگر امام دو رکعت کے بعد نصف سے زائد کھڑا ہوجائے اور کچھ مقتدی کھڑے ہوگئے اور کچھ بیٹھ گئے تو امام کے نصف سے زائد کھڑا ہونے کے بعد پھر بیٹھنا چاہئے یا کھڑا ہوکر پڑھتا ہی رہے یا امام کے کھڑا ہونے کے بعد بیٹھنا فوراً ضروری ہے یہ چار رکعت دو رکعت ہی سمجھی جائیں گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

امام ایسی حالت میں بیٹھ جائے جب کہ قیام کے قریب ہوچکا تھا اور بعد میں سجدۂ سہو کرے، **ولو سها عن القعود الاخير كله او بعضه عاد مالم يقيد ها بسجدةٍ وسجد للسهو لتاخير القعود قوله ولو سهاعن القعود الاخير ارادبه القعود المفروض** شامی[2] ص ۹۷ ج ۱، اگر بغیر دو رکعت پر قعدہ کئے ہوئے چار رکعت پڑھ لی تو یہ دو ہی شمار ہونگی۔ کذا فی[3] الکبیری ص ۳۹۰۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] وإن سها عن القعود الاول وهو اليه أقرب عاد وإلا لاويسجد للسهو الخ. كنزعلى حاشية البحر الرائق ص ۱۰۰ ج ۲، مكتبة الماجديه كوئٹه، باب سجود السهو) مجمع الأنهر ص ۲۲۲ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامی زكريا ص ۵۴۹ ج ۲ باب سجود السهو.

[2] الشامی نعمانیه ص ۵۰۱ ج ۱، مطبوعه كراچی ص ۸۵ ج ۲، باب سجود السهو، (حاشیہ [3] اگلے صفحہ پر)

قیام سے قعود کی طرف رجوع کرنے سے سجدۂ سہو

سوال:- چار رکعت فرض میں امام صاحب قعدۂ اولیٰ کرنا بھول گئے اور تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوگئے پھر بیٹھ گئے اس میں رجوع من الاعلیٰ الی الادنیٰ ہوا اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہے صحیح ہوئی یا نہیں؟ امام صاحب گنہگار رہوں گے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک کیا ہے اور مفتیٰ بہ قول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ارجح یہ ہے کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی سجدۂ سہو لازم ہوگا، یہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف رجوع ہونا اعلیٰ کو ترک کرنے کیلئے نہیں بلکہ اعلیٰ کو کامل طریقہ پر ادا کرنے کیلئے ہے **وان عاد الساهی عن القعود الاول اليه بعدان استتم قائماً اختلف التصحيح فی فساد صلوته وارجحها عدم الفساد قد بالغ فی المنتقی فی رد القول بالفساد وجعله غلطاً لانه تاخير لارفض** اھ مراقی الفلاح[1] وطحطاوی ص۲۵۴۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہونا پھر بیٹھ جانا

سوال:- کسے اگر قعدہ اولیٰ فراموش کردہ باستاد باز چونکہ یاد آمد بنشست درفساد نمازش چہ

(**صفحہ گذشتہ کا حاشیہ**) شامی زکریا ص ۵۵۰ ج ۲ مراقی علی هامش الطحطاوی ص ۱۳۸ باب سجود السهو، مطبوعه مصر، هدایه علی هامش الفتح وص ۵۰۹ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۳] وإن صلی أربع رکعات بتسلیمة واحدة والحال أنه لم یقعد علی رکعتین منها قدر التشهد تجزی الاربع عن تسلیمة واحدة ای عن رکعتین عند ابی حنیفة وأبی یوسف وهو المختار الخ (کبیری ص ۳۹۰، مطبوعه رحیمیه دیوبند. فصل فی النوافل) مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور ص ۴۰۸ فصل فی النوافل، فروع: لو ترک ترویحة الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۳۱۸ فصل فی بیان النوافل، مطبوعه مصر: تاتارخانیة ص ۶۳۳ ج ۱ الفصل العاشر فی التطوع، مطبوعه کراچی.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۸۰، مطبوعه مصر، باب سجود السهو، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حکم دارد؟ مع حوالہ کتب وصفحات واضح فرمایند۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

دریں مسئلہ فقہاء رادو قول است در یکے نماز او فاسد شد وایں قول را زیلعی تصحیح نمودہ است ودر دیگر نماز او فاسد نشد اگر چہ ازیں فعل گنہ گار شد وبذمہ او سجدۂ سہو لازم گشت وایں قول را شیخ ابن ہمام وابن نجیم وحلبی وغیرہم ترجیح دادہ اند، **فلو عاد إلیٰ القعود بعد ذٰلک تفسد صلوته لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزيلعي وقيل لاتفسد لكنه يكون مسيئًا ويسجد لتأخير الواجب وهو الأشبه كماحققه الكمال وهو الحق بحر اھ** درمختار **قال الشامي قوله بعدذٰلک أي بعدما استقام قائماً الخ. قوله. لكنه يكون مسيئًا أي ويأثم كما في الفتح** اھ ردالمحتار[1] ص ۵۴۷ ج ۱، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۳/۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۶/ ربیع الاول ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) سکب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص ۲۲۲ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، در مختار مع الشامي ص ۵۴۷، ج ۲ ص ۵۴۹ باب سجود السهو، مطبوعه زكريا ديوبند.

(صفحہ ہذا) **ترجمہ سوال وجواب**:-

سوال:- اگر کوئی شخص قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر جب اس کو یاد آیا بیٹھ گیا اس کی نماز کے فساد کا کیا حکم ہے؟ حوالہ کتب وصفحات کے ساتھ واضح فرمائیں۔

جواب:- اس مسئلہ میں فقہاء کے دو قول ہیں ایک قول میں اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اس قول کو زیلعی نے صحیح کہا ہے اور دوسرے قول میں اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اگر چہ اس فعل سے گنہگار ہوا اور اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہو گیا اور اس قول کو شیخ ابن ہمام اور ابن نجیم اور حلبی وغیرہم نے ترجیح دی ہے۔ فقط

[1] الشامي نعمانيه ص ۵۰۰ ج ۱، مطبوعه كراچي ص ۸۵ ج ۲، باب سجود السهو، مطبوعه زكريا ص ۵۴۷، ۵۴۹ ج ۲ مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ص ۳۸۰ باب سجود السهو، مطبوعه مصر، فتح القدير ص ۵۰۹ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الفكر بيروت.

دو رکعت والی نماز میں بجائے قعود کے قیام کرلیا

سوال:-نماز تراویح یا اور کوئی نماز جو دو رکعت والی ہو اس میں اگر کوئی بجائے قعود کے کھڑا ہو جائے پھر اس کو لوٹایا جائے یا وہ خود لوٹ جائے تراویح یا دیگر دو رکعت والی نماز میں یہ صورت پائی گئی ہو اس صورت میں سجدۂ سہو لازم ہے یا نہیں اور اگر لازم ہے اور نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب دو رکعت والی نماز میں دو رکعت پوری ہونے پر قعدہ نہیں کیا بلکہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر از خود یاد آ گیا یا کسی مقتدی کے لقمہ دینے سے یاد آیا اور بیٹھ گیا تو سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے ورنہ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔**ولو سهىٰ عن القعود الأخير عاد مالم يقيدها بسجدة وسجد للسهو لتأخير القعود** اھ **درمختار قوله عن القعود الأخير اراد به القعود المفروض أو ماكان آخر الصلوٰة. فيشمل نحو الفجر أفاده فى البحر**[1] اھ (شامی ص۵۰۱ ج۱) **ولها واجبات لاتفسد بتركها و تعادو جوبا فى العمد والسهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها يكون فاسقاً آثماً**[2] اھ **درمختارعلى هامش الشامى** ص۳۰۶۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/ ۸۹ھ

---

[1] درمختار مع الشامی کراچی ص۸۵ ج۲ باب سجود السهو، مجمع الأنهر ص۲۲۳ ج۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۱۰۲ ج۲ باب سجود السهو، مطبوعه كراچى.

[2] درمختار على هامش الشامى كراچى ص۴۵۶ ج۱، مطبوعه زكريا ص۱۴۶ ج۲، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة، البحر الرائق ص۲۹۵ ج۱ باب صفة الصلوة، مطبوعه كراچى، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص۱۳۳ ج۱ باب صفة الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

تیسری رکعت میں بیٹھنے سے سجدۂ سہو

سوال:- اگر امام تیسری رکعت میں ظہر یا عصر کی بیٹھا قعدہ کی نیت سے لیکن مقتدی نے فوراً لقمہ دیا کہ ابھی بیٹھ کر کچھ بھی پڑھنے نہیں پایا تھا کہ "سبحان الله" کہہ کر متنبہ کر دیا امام فوراً کھڑا ہو گیا اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نہیں[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قعدۂ اولیٰ بھولنے اور تیسری رکعت میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو

سوال:- امام سہواً قعدۂ اولیٰ کے بجائے رکعت ثالثہ کیلئے کھڑا ہو گیا اور فاتحہ بالجہر شروع کر دی دیر بعد یاد آیا کہ یہ تیسری رکعت ہے اسلئے جہر بالقرأۃ کے بجائے بالسر شروع کر دی اور سجدۂ سہو بھی کر لیا، آیا نماز صحیح ہو گئی یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جس وقت یاد آیا تھا اسی وقت سلام پھیر دینا افضل ہے آیا زید کا قول صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں نماز صحیح ہو گئی، قعدۂ اولیٰ واجب ہے[2]، اور تیسری رکعت میں اسرار واجب

---

[1] إنما المعتبر قدر ما يؤدى فيه ركن (كبيرى ص: ۳۲۱، مطبوعه رحيميه ديوبند، فصل فى صفة الصلوة) مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور ص ۳۳۱، تاتارخانية ص ۷۲۴ ج ۱ الفصل السابع عشر فى سجود السهو، نوع آخر فى بيان ما يجب به السهو وما لا يجب، مطبوعه إدارة القرآن كراچى، المحيط البرهانى ص ۳۱۴ ج ۲ الفصل السابع عشر فى سجود السهو، نوع آخر فى بيان ما يجب به السهو ما لا يجب، مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

ہے[1]۔ دو واجب بھول کر ترک کرنے سے ایک سجدۂ سہو کافی ہو جاتا ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۶/ رجب ۵۶ھ

قعدہ اولیٰ یا اخریٰ بھول کر کھڑے ہونے سے سجدۂ سہو

سوال:- اگر قعدۂ اخیرہ میں بھول کر کھڑا ہونے لگے اور قبل پورا کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا کہ نہیں؟ طحطاوی میں ہے ص ۲۷۱ پر لکھتے ہیں **سجد للسهو سواء كان الى القيام اقرب او الى القعود اقرب بخلاف السهو عن القعود الاولىٰ ففيه التفصيل علىٰ احد القولين** یہ قول مفتیٰ بہ ہے یا نہیں؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [2] وتجب القعدة الاولى قدر التشهد اذا رفع رأسه من السجدة الثانية فى الركعة الثانية فى ذوات الاربع والثلاث. (عالمگیری کوئٹه ص ۷۱ ج ۱، الفصل الثانى فى واجبات الصلاة، مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ۲۰۲ فصل فى بيان واجب الصلاة، مطبوعه مصر، البحر الرائق ص ۳۰۲ باب صفة الصلوٰة، مطبوعه كراچى.

(صفحہ ہذا) [1] والاسرار يجب على الإمام والمنفرد فيما يسرفيه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والأخريان من العشاء الخ شامى زكريا ص ۱۶۳ ج ۲، باب صفة الصلاة. قبيل مطلب مهم فى تحقيق متابعة الامام، مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ۲۰۴ فصل فى بيان واجب الصلاة، مطبوعه مصر سكب الانهر على مجمع الأنهر ص ۱۳۴ ج ۱ باب صفة الصلوة.

[2] الخامس انه لا يتكرر الوجوب بترك اكثر من واجب حتى لو ترك جميع واجبات الصلاة ساهياً فإنه لا يلزمه أكثر من سجدتين، البحر الرائق ص ۹۹ ج ۲ باب سجود السهو، مطبوعه كراچى، شامى زكريا ص ۵۴۳ ج ۲ باب سجود السهو، مجمع الأنهر ص ۲۲۱ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً!

شامی نے ہر دو قعود میں ایک ہی حکم لگایا ہے جیسا کہ قعودِ اول میں تفصیل ہے کہ اقرب الی القعود ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں اور اقرب الی القیام ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، اسی طرح قعدہ اخیر کا حکم ہے صاحب نہر نے فرض اور واجب ہونے کا فرق ظاہر کیا ہے[1] اور علامہ طحطاویؒ نے حاشیہ درمختار میں اس فرق کا انکار کر کے قعود اول وثانی کا ایک ہی حکم تحریر فرمایا ہے **لم يفصل هنا بين ماإذا كان مستفتحاً للقيام أو لا وينبغي ان لايسجد في الثانية كما مرَّ في التشهد الأوّل** اھ ص ۳۱۳ ج ۱،[2] **وينبغي أن لايسجد فيما إذا كان إليه أي إلى القعود اقرب كمافي الأول** اھ شامی[3] ص ۷۰۸ ج ۱، نہر کا حال عقود رسم المفتی[4] میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ وہ کتب معتبرہ میں سے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد کھڑے ہونے کا حکم

سوال: -قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھ کر بھول کر کھڑا ہو گیا کچھ پڑھا نہیں تو بغیر التحیات پڑھے داہنی طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کریں گے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کتنی مقدار بھر پڑھ لیں؟

---

[1] النهر الفائق ص۳۲۷ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] حاشية الطحطاوى على الدر المختار ص۳۱۳ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار المعرفة بيروت.

[3] شامى كراچى ص۸۵ ج ۲، باب سجود السهو، شامى زكريا ص ۵۵۰ ج ۲ زيلعى شرح كنز ص ۱۹۵ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه امداديه ملتان، منحة الخالق على هامش البحر الرائق ص ۱۰۲ ج ۲ باب سجود السهو، مطبوعه كراچى.

[4] ومن الكتب الغريبة منلا مسكين شرح الكنز و القهستان لعدم الإطلاع على حال مؤلفيهما اولنقل الأقوال الضعيفة كصاحب القنية أوالإختصار كالدرالمختار و النهر الخ عقود رسم المفتى ص۳۶، مطبوعه سعيديه سهارنپور.

الجواب حامداً ومصلیاً!

تین آیات کی مقدار[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قعدۂ اخیرہ کے بعد قیام

سوال:- ایک شخص قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول کر کھڑا ہوگیا پھر جب یاد آیا بیٹھ گیا، اب سوال یہ ہے کہ اس شخص کو سجدۂ سہو کیلئے پھر تشہد پڑھنا پڑے گا یا نہیں؟ نیز سجدۂ سہو کے بعد درود شریف کافی ہے یا التحیات بھی پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو سے پہلے تشہد کی ضرورت نہیں بلکہ جو تشہد پڑھ کر کھڑا ہوا تھا وہی کافی ہے البتہ سجدۂ سہو کے بعد تشہد واجب ہے کیونکہ سجدۂ سہو کی وجہ سے پہلے پڑھا ہوا تشہد مرتفع ہوگیا، **وان قعد الأخير ثم قام عادو سلم من غير إعادة التشهد لعدم بطلانه بالقيام إلىٰ ان قال وسجد للسهو اهـ مراقي الفلاح[2] ص ۱۴۶، مختصراً. إنه (أي سجود السهو) يرفع الواجب من قرأة التشهد والسلام اھ مراقي[3] أي فيعاد ان بعد فعله**

---

[1] والصحيح ان قدر زيادة الحرف ونحوه غير معتبر في جنس مايجب به سجود السهو وإنما المعتبر قدر مايؤدي فيه ركن. (كبيري ص ۳۲۱، مطبوعه رحيميه ديوبند. فصل في صفة الصلاة)، مطبوعه سهيل اكيڈمي لاهور ص ۴۳۱، تاتارخانية ص ۷۲۴ ج ۱ الفصل السابع عشر في سجود السهو، نوع آخر في بيان ما يجب به السهو وما لا يجب، مطبوعه إدارة القرآن كراچي.

[2] مراقي الفلاح على الطحطاوي ص ۳۸۳، مطبوعه مصري، باب سجود السهو، شامي زكريا ص ۵۵۳ ج ۲ باب سجود السهو، مجمع الأنهر ص ۲۲۴ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[3] مراقي الفلاح مع الطحطاوي ص ۳۷۳، مطبوعه مصر، باب سجود السهو.

اھـ يجب سجدتان بتشهد وتسليم اھ نور الايضاح[1] هما واجبان بعد سجود السهو لأن الأوليين ارتفعا بالسجود اھ طحطاوی[2] ص ۲۶۸،

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ جامع العلوم کانپور

قعدۂ اخیرہ بھول کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہونا

سوال:- زید قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھ کر بھول کر کھڑا ہوگیا اور فوراً ہی یاد آ گیا تو بیٹھ گیا اب اسکو سجدہ سہو کرنا ہوگا یا نہیں اگر کرنا ہوگا تو تشہد پڑھ کر کرے یا بغیر تشہد پڑھے ہی کرلے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کو سجدۂ سہو کرنا ہوگا اور اس کیلئے ایسی صورت میں تشہد لازم نہیں بلکہ جو تشہد پڑھ چکا ہے وہی کافی ہے شامی[3] ص۵۰۳ ج ۱، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

صلوٰۃ رباعی میں پانچویں کے لئے کھڑا ہوگیا

سوال:- چار رکعت والے فرض میں چار رکعت کے بعد تشہد پڑھ کر امام غلطی سے کھڑا ہوگیا تو اب چھ رکعت پوری کر کے سلام پھیرے یا کیا کرے اور اگر تشہد نہیں پڑھا تو کیا حکم ہے اور ایسی

---

[1] نور الايضاح ص ۱۳۰، مطبوعه امداديه ديوبند، باب سجود السهو.

[2] طحطاوی مصری ص ۳۷۴، باب سجود السهو، الدر المختار على الشامی زکریا ص ۵۴۱ ج ۲ باب سجود السهو، فتح القدير ص ۴۹۸ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[3] وإن قعد فی الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد وسلم وفی الشامية تحت قوله عاد وسلم وفيه إشارة إلى أنه لا يعيد التشهد (الدر المختار مع الشامی نعمانيه ص ۵۰۲، ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۵۵۳ ج ۲، باب سجود السهو، مجمع الأنهر ص ۲۲۴ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مراقی الفلاح على هامش الطحطاوی ص ۳۸۳ باب سجود السهو، مطبوعه مصر.

حالت میں جو لوگ امام کے ساتھ دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوئے ہیں ان کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے اگر یاد آ گیا تو بیٹھ جائے ورنہ چھ پوری کرے اور ہر صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز درست نہیں ہوئی۔[1]

جو لوگ دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوئے ہیں وہ پانچویں رکعت میں امام کی اقتداء کریں گے تو ان کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ شامی[2] ص۵۰۳ ج۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

پانچویں رکعت کیلئے کھڑے ہو جانے سے سجدۂ سہو

سوال:- زید عصر کی نماز پڑھ رہا ہے کہ سہواً چوتھی رکعت میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو گیا پھر رکوع میں اس کو خیال آیا کہ میں پانچویں رکعت پڑھ رہا ہوں یہ سوچ کر وہ اسی وقت بیٹھ گیا اور سہو کا سجدہ کر کے نماز پوری کر لی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نماز ہوگئی۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ولو سها عن القعود الأخير عاد ما لم يقيدها بسجدة وإن قيدها بسجدة تحول فرضه نفلاً الى قوله وضم اليها سادسة لتصير الركعتان له نفلاً وسجد للسهو فى الصورتين، تنوير مع الد المختار مطبوعه زكريا ص ۵۵۰، ۵۵۴ ج۲ باب سجود السهو، مجمع الأنهر ص ۲۲۳ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية، كنز مع البحر ص ۱۰۲، ۱۰۵ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه كراچى.

[2] ولو إقتدى به مفترض فى قيام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم يصح (الشامى نعمانيه ص۵۳ ج ۱) شامى ص۸۸ ج ۲، مطبوعه ايچ ايم سعيد كراچى، باب سجود السهو. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

دو رکعت کی نیت کے بعد تین یا چار پڑھنے کی تفصیلات

سوال:- (۱) اگر کسی شخص نے دو رکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۲) اگر کسی شخص نے دو رکعت تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھ کر بغیر سجدہ سہو کئے سلام پھرا تو کیا حکم ہے؟

(۳) // // // // قعدہ کر کے // // // // // // // سجدہ کر کے // // // //

(۴) // // // // // // // // // // // // // // // بغیر سجدہ سہو کئے // // //

(۵) // // // // // // // // تیسری رکعت میں بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے // //

(۶) // // // // // // // // // بغیر سجدہ سہو کئے // // // // // //

(۷) // // // // // // // // // // قعدہ چھوڑ کر // // // // // // // //

(۸) // // // // // // // // // // // // // // سجدۂ سہو کر کے // // //

(۹) اگر کسی شخص نے دو رکعت سنت موکدہ غیر تراویح کی نیت کی اور قعدہ چھوڑ کر تیسری و چوتھی رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے؟

(۱۰) // // // // // // // // // // // // // // بغیر سجدۂ سہو کئے // // // //

(۱۱) // // // // // // // قعدہ کر کے // // // سجدۂ سہو کر کے // // //

(۱۲) // // // // // // // // // // // // // // بغیر سجدۂ سہو کئے // // // //

(۱۳) // // // // // تیسری رکعت میں بیٹھ کر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو کیا حکم ہے۔

(۱۴) // // // // // // // // // // // // // // // بغیر سجدہ کئے // // // // //

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) [۳] ولو سها عن القعود الاخير عاد مالم يقيدها بسجدة وسجد للسهو لتأخير القعود (درمختار مع الشامي نعمانيه ص ۵۰۱، درمختار مع الشامي ص ۸۵ ج ۲، مطبوعه كراچى، باب سجود السهو، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۲۲۳ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص ۱۰۲ ج ۲، باب سجود السهو مطبوعه كراچى.

(۱۵) // // // // // // // // قعدہ چھوڑ کر // // // سجدۂ سہو کر کے // // //

(۱۶) // // // // // // // // // // // // // // // بغیر سجدۂ سہو کئے // // //

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) نماز ہوگئی اور اخیر کی دو رکعت ہوگئیں پہلی دو رکعت فاسد ہوگئیں[۱]۔ (۲) پہلی دو رکعت فاسد ہوگئیں دوسری دو رکعت ترک سجدہ کی بناء پر واجب الاعادہ ہیں[۲]۔ (۳) اس حالت میں سجدۂ سہو واجب نہیں تھا بلاضرورت سجدۂ سہو کے اضافہ کی وجہ سے کراہت آ گئی۔ (۴) صحیح ہوگئی اور چاروں رکعت درست ہوگئیں[۳]۔ (۵) ایک اخیر کی رکعت درست نہیں ہوئی پہلی دو رکعت صحیح ہوگئیں[۴] (۶) ترک سجدۂ سہو کی بناء پر واجب الاعادہ ہے۔ (۷) کوئی رکعت صحیح نہیں ہوئی۔[۵] (۸) ایضاً۔ (۹) اخیر کی دو رکعت صحیح ہوگئیں (۱۰) اخیر کی دو رکعت کا اعادہ واجب ہے۔ (۱۱) سجدۂ سہو کی وجہ سے کراہت پیدا ہوگئی۔ (۱۲) سب صحیح ہوگئی۔ (۱۳) (۱۴) دو رکعت کا اعادہ واجب ہے۔ (۱۵) کوئی رکعت صحیح نہیں ہوئی۔ (۱۶) ایضاً۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہٗ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۹/ ۵۹ھ
صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم
صحیح: عبد اللطیف

---

[۱] وإن صلى أربع ركعات بتسليمة واحدة والحال أنه لم يقعد على ركعتين منها قدر التشهد تجزئ عن تسليمة واحدة أي عن ركعتين وهو المختار (كبيرى ص۴۰۸، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. مطبوعه رحيميه ديوبند ص۳۹۰، فصل فى النوافل. تراويح)

[۲] وتعاد وجوبا فى العمد والسهو إن لم يسجد له (درمختار على الشامى كراچى ص: ۱/۴۵۶، باب صفة الصلوة، مطلب واجبات الصلوة)

[۳] وان قعد فى الثانية قدر التشهد إختلفوا فيه فعلى قول العامة تجوز عن تسليمتين وهو الصحيح. (عالمگيرى كوئٹه ص۱۱۸، فصل فى التراويح) (حاشیہ ۴ و ۵ اگلے صفحہ پر)

مغرب کی تیسری رکعت میں قعدہ کے بعد چوتھی کیلئے کھڑا ہوگیا

سوال:- زید نماز مغرب پڑھ رہا تھا تیسری رکعت کے بعد بجائے سلام پھیرنے کے کھڑا ہونے لگا مگر مقتدی بیٹھے رہے اور زید بھی کھڑا ہونے کے قریب ہوگیا تھا کہ فوراً بیٹھ گیا پھر سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو نہیں کیا آیا نماز ہوگئی یا نہیں یا دوبارہ لوٹانا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں اگر سجدۂ سہو کرلیا ہو۔ **وإن قعد فی الرابعة قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائماً صح درمختار قال الشامی قوله مثلاً أی اوقعد فی ثالثة الثلاثی أو فی ثانية الثنائی** طحطاوی[1] ص۲۱۴ ج۱، اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو اعادہ واجب تھا فرض ادا ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ) [۴] وإن صلى ثلاث ركعات بتسليمة واحدة فهو على وجهين اما إن قعد فی الثانية أو لم يقعد فإن قعد جاز عن تسليمة واحدة ويجب عليه قضاء ركعتين لأنه شرع فی الشفع الثانی بعد إكمال الشفع الاول فإذا أفسد الشفع الثانی بترک الرابعة كان عليه قضاء ركعتين إلى قوله وقال بعضهم تجزئ عن تسليمة واحدة وعلى هذا الخلاف إذا انتقل بثلاث ركعات ولم يقعد فی الثانية، قاضی خان على الهندية ص ۲۴۰ ج ۱ فصل فی السهو، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، تاتارخانية ص ۶۶۴ ج ۱ الفصل الثالث عشر فی التراويح، نوع آخر فيما إذا صلى ترويحة واحدة بتسليمة واحدة، مطبوعه إدارة القرآن كراچی، المحيط البرهانی ص ۲۵۸ ج ۲ الفصل الثالث عشر فی التراويح والوتر، نوع آخر فيما إذا صلى الإمام ترويحة وحدة بتسليمة واحدة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

[۵] تطوع بثلاث بقعدة واحدة كان ينبغی الجواز اعتباراً بصلاة المغرب لكن الأصح عدمه لانه قد فسدما إتصلت به القعدة وهو الركعة الأخيرة لان التنفل بالركعة الواحدة غير مشروع فيفسد ما قبلها (شامی زكريا ص ۴۷۹ ج ۲، باب الوتر والنوافل. قبيل مبحث المسائل الستة عشرية)

(صفحہ ہذا) [۱] طحطاوی على الدر ص ۲۱۴ ج ۱، باب سجود السهو، شامی نعمانيه ص ۵۰۲ ج ۱، شامی كراچی ص ۸۷ ج ۲، باب سجود السهو، شامی زكريا ص ۵۵۳ ج ۲، مجمع الأنهر ص ۲۲۴ ج ۱ باب سجود السهو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

صلوٰۃ رباعی میں امام کا سجدۂ سہو کرنا

سوال:- چار رکعت والی نماز میں امام کو سجدۂ سہو لاحق ہوگیا امام نے دو رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کیلئے سلام پھیر دیا پھر یاد آیا کہ چار رکعت والی نماز ہے پھر دو رکعت ادا کی تو وہ ہی سجدہ کافی ہوگیا یا اور کرنا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ختم نماز پر دوبارہ سجدۂ سہو کرے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱۱/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ ذی الحجہ ۵۷ھ

چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا

سوال:- اگر چار رکعت والی فرض نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص کو آخری رکعت میں بھول کر پڑھ لی تو سجدۂ سہو ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۸/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دار العلوم دیوبند

---

[۱] فی البحر (قوله ولو سجد للسهو فی شفع التطوع لم یبن شفعا آخر علیه) لان السجود یبطل لوقوعه فی وسط الصلوٰة وهو غیر مشروع (الی قوله) کالمسافر اذا نوی الا قامة بعدما سجد للسهو یلزم الاربع ویعید السجود اهـ (البحر الرائق ص ۱۰۵ تا ۱۰۶ ج ۲، (بقیہ حاشیہ [۲] اگلے صفحہ پر)

بھول کر سلام پھیرنے کے بعد تکمیلِ صلوٰۃ

سوال:- اگر صلوٰۃ رباعیہ میں بھول کر دو پر سلام پھیر دے اور قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر چلدے اور پھر یاد آ جائے تو اس پر بنا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ طحطاوی میں لکھتے ہیں کہ جب تک مسجد سے خارج نہ ہو جائز ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

اور کتب میں بھی یہی لکھا ہے ملاحظہ ہو بحر[1] وطحطاوی[2] علیٰ الدر المختار ومنیة وغنیة[3] وغیرہ۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۲/ ۶۱ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۲/صفر ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۰/۲/ ۶۱ھ

(**صفحہ گذشتہ کا بقیہ**) مطبوعہ پاکستان، باب سجود السهو) طحطاوی مع المراقی ص ۳۸۴، ۳۸۳ باب سجود السهو طبع مصر فتاوی التاتارخانیة ص ۷۳۹ ج ۱ نوع اخر فیمن یصلی التطوع رکعتین ویسهو فیهما ویسجد للسهو بعد السلام ثم اراد أن یبنیٰ علیهما رکعتین، طبع ادارة القرآن کراچی.

[2] وضم اقصر سورة الخ. فی الاولیین من الفرض وهل یکره فی الاخریین المختار لا (درمختار) ای لایکره تحریماً بل تنزیها لانه خلاف السنة قال فی المنیة وشرحها فان ضم السورة الی الفاتحة ساهیاً یجب علیه سجدتا السهو فی قول ابی یوسف لتأخیر الرکوع عن محله وفی اظهر الروایات لایجب لان القرأ ة فیهما مشروعة من غیر تقدیر والاقتصار علی الفاتحة مسنون لاوجب الخ. (الشامی نعمانیه ص ۳۰۸ ج ۱، شامی ص ۴۵۹ ج ۱، مطبوعه دارالفکر، باب صفة الصلاة. مطلب کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم الخ) ولو ضم السورة الی الفاتحة فی الاخریین لاسهو علیه (البحر ص ۹۴ ج ۲، مطبوعه کوئٹہ، پاکستان. باب سجود السهو، فتاوی التاتارخانیة ص ۷۱۶ ج ۱ الفصل السابع عشر فی سجود السهو نوع آخر فی بیان یجب به سجود السهو وما لا یجب، طبع ادارة القرآن کراچی.

(**صفحہ ہذا**) [1] وإن توهم مصلی الظهر أنه أتمها فسلم ثم علم أنه صلی رکعتین أتمها (بقیہ ۲، ۳ اگلے صفحہ پر)

جمعہ میں سجدۂ سہو

سوال:-نماز جمعہ میں اگر امام کو سہو ہو جائے تو اس پر سجدۂ سہو لازم آتا ہے یا نہیں یہ جو مسئلہ مشہور ہے کہ نماز جمعہ وعیدین میں بوجہ کثرت ازدحام سجدۂ سہو ساقط ہے کثرت ازدحام کی کیا تعریف ہے اگر امام کے ساتھ اس قدر آدمی ہوں کہ امام کی آواز ہر ایک کو یا اکثر کو سنائی دے تو ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرے یا نہیں اگر اس حالت میں سجدۂ سہو کرے گا تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نماز جمعہ میں اگر امام کو سہو ہو جائے اور ازدحام اس قدر ہو کہ مقتدیوں کو معلوم نہ ہو سکے کہ یہ سلام ختم نماز کا ہے یا سجدۂ سہو کیلئے ہے اور اس سے مقتدیوں میں تشویش پیدا ہو جائے تو امام کو سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہئے، **ولا یأتی الامام بسجود السهو فی الجمعة والعیدین دفعاً للفتنة بکثرة الجماعة مراقی الفلاح**[۱] **ص ۲۷۹.**

اگر ازدحام اس قدر نہ ہو بلکہ امام سمجھتا ہے کہ مقتدیوں کو تشویش نہ ہوگی اور سب کو بسہولت معلوم ہو جائے گا کہ یہ سلام سہو کے لئے ہے تو امام کو سجدۂ سہو کرنا چاہئے۔ **قال الطحطاوی قوله بکثرة الجماعة الباء للسببية وهی متعلقة لقوله للفتنة واخذ العلامة الوانی من هذه السببية ان عدم السجود مقید بما اذا حضر جمع کثیر اما اذا لم یحضروا فالظاهر**

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) **وسجد للسهو الی قوله وحکمه أنه إن کان فی المسجد ولم یتکلم وجب علیه أن یأتی به وإن انصرف عن القبلة لأن سلامه لم یخرجه عن الصلاة، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۱۱ ج۲ باب سجود السهو.**

[۲] **طحطاوی علی الدرالمختار ص۳۱۵ ج۱ باب سجود السهو مطبوعه دار المعرفه بیروت.**

[۳] **غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص ۴۶۲ فصل فی سجود السهو طبع لاهور.**

(صفحہ ہٰذا) [۱] **مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۷۹، مطبوعه مصر، باب سجود السهو، فتاوی الهندیه کوئٹه ص۱۲۸ ج۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۶۰ ج۲ باب سجود السهو.**

السجود لعدم الداعی الیٰ الترک وھو التشویش[1] ص ۲۷۹.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۷/ج ۲/ ۵۲ھ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ ۲۰/ج ۲/ ۵۲ھ

جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو

سوال:- اگر جمعہ یا عید کی نماز میں کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے، تو امام کو سجدۂ سہو کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر مجمع کم ہے کہ مقتدی سب سمجھ جائیں گے کہ امام نے سجدۂ سہو کیا ہے تب تو سجدۂ سہو کر لیا جائے اگر مجمع زیادہ ہے کہ مقتدیوں کو پتہ نہیں چلے گا بلکہ وہ سمجھیں گے کہ امام نے نماز ختم کرنے کیلئے سلام پھیر دیا ہے تو سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہئے[2]۔ طحطاوی ص ۲۵۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] طحطاوی علیٰ المراقی ص ۳۷۹، مطبوعہ مصری، باب سجود السہو، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۶۰ ج ۲ باب سجود السہو فتاوی الھندیہ کوئٹہ ص ۱۲۸ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السہو.

[2] ولا یأتی الإمام بسجود السہو فی الجمعة والعیدین دفعاً للفتنة أی افتتان الناس وکثرة الھرج (بکثرة الجماعة) الباء للسببیة وھی متعلقة بقول للفتنة واخذ العلامة الوانی من ھذہ السببیة ان عدم السجود مقید بما اذا حضر جمع کثیرا ما اذا لم یحضروا فالظاھر السجود لعدم الداعی الی الترک وھو التشویش طحطاوی مع المراقی ص ۳۷۹ باب سجود السھو مطبوعہ المصری، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۶۰ ج ۲ باب سجود السھو فتاوی الھندیہ کوئٹہ ص ۱۲۸ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السھو.

جماعت کثیرہ ہوتو سجدۂ سہو ساقط ہے

سوال:- اگر نماز جمعہ یا تراویح میں واجب ترک ہوجائے تو وہاں بھی سجدۂ سہو واجب ہوگا یا معاف ہے۔ جیسے نماز عیدین میں بسبب کثرت ہجوم کے سجدۂ سہو معاف ہے جیسے اور نمازوں میں قعدہ میں بیٹھا تھا کھڑا ہوگیا یا مقدار تین تسبیح خاموش کھڑا رہا وغیرہ تو یہاں پر سجدۂ سہو لازم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جمعہ، عیدین، تراویح میں اگر جماعت زیادہ ہو اور مقتدیوں کی تشویش کا خیال غالب ہوتو سجدۂ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے اور اگر مقتدیوں کی تشویش کا غالب خیال نہیں مثلاً جماعت مختصر ہے کہ سب کو سجدۂ سہو کا علم ہوجائے گا اور تشویش نہ ہوگی تو جس صورت میں کہ کوئی واجب سہواً ترک ہوجائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا ولا یأتی الامام بسجود السهو فی الجمعة والعيدين دفعاً للفتنه بكثرة الجماعة وبطلان صلاة من يرى لزوم المتابعة وفساد الصلوٰة بتركه اھ مراقی الفلاح قوله بكثرة الجماعة الباء للسببية وهی متعلقة بقوله للفتنة واخذ العلامة الوانی من هذه السببية ان عدم الجواز مقيد بما اذا حضر جمع كثير اما إذا لم يحضروا فالظاهر السجود لعدم الداعی الی الترک وهو التشويش اھ طحطاوی[۱] وقال الشامی الظاهر ان الجمع الكثير فيما سواهما كذلک كمابحثه الی قوله ليس المراد عدم جوازه بل الاولیٰ تركه لئلا يقع الناس فی فتنة اھ ردالمحتار[۲] ص ۷۸۷. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۱۶/ رمضان ۱۳۵۵ھ

---

[۱] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۷۹، مطبوعه مصری باب سجود السهو.

[۲] شامی نعمانیه ص ۵۰۵، ج ۱، وكراچی ص ۹۲ ج ۲، باب سجود السهو، فتاوی الهندیه كوئٹه ص ۱۲۸ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو.

ایک سجدہ بھول گیا تو اس کو کب ادا کرے

سوال:- اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس نے پہلی رکعت میں ایک سجدہ غلطی سے کیا ہو دوسری رکعت میں یاد آجائے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب یاد آئے جب ہی سجدہ کرلے اگر دوسری رکعت کے سجدہ کے بعد یاد آئے تو اس وقت کرے ورنہ اگر قیام قعود وغیرہ میں یاد آئے تو اس وقت کرکے جس رکن کو وسط میں چھوڑ کر سجدہ کیا ہے اسکا اعادہ کرے، **لو ترک سجدۃ من رکعته فتذکر ھا فی اٰخر صلوٰۃ سجدھا وسجد للسھو لترک الترتیب فیه ولیس علیه اعادۃ ماقبلھا بحر الرائق**[1] **ص ٩٤ ج ٢، وان کان اماماً وصلیٰ رکعة وترک منھا سجدۃ فصلی رکعة اخریٰ وسجدلھا فتذکر المتروکة فی السجود فانه یرفع رأسه من السجود ویسجد المتروکة ثم یعود ماکان فیھا لانھا ارتفضت فیعید ھا استحساناً**[2] اور سجدہ سہو کرکے نماز ختم کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ١٥/٢/٥٣ھ

جواب صحیح ہے: سعید احمد ١٥/صفر ٥٣ھ

صحیح: عبد اللطیف ١٥/صفر ٥٣ھ

---

[1] البحر الرائق ص ٩٤ ج ٢، باب سجود السھو، مکتبه ایچ ایم سعید کراچی، فتاوی الھندیه کوئٹه ص ١٢٧ ج ١ الباب الثانی عشر فی سجود السھو، تاتارخانیة ص ٧٤٤ ج ١ الفصل السابع عشر نوع آخر فی المتفرقات، طبع ادارۃ القرآن کراچی.

[2] فتاوی قاضی خاں علی الھندیه ص ١٢٧ ج ١، مطبوعه کوئٹه، فصل فیما یوجب السھو ومالا یوجب الخ، المحیط البرھانی ص ٣٣٥ ج ٢ الفصل السابع عشر فی سجود السھو، نوع آخر فی المتفرقات طبع المجلس العلمی ڈابھیل گجرات، فتاویٰ عالمگیریه کوئٹه ص ١٢٧ ج ١ الباب الثانی عشر فی سجود السھو.

رکوع کے بجائے سجدہ میں چلا گیا

سوال:- اگر کوئی شخص رکوع میں جانے کے بجائے بھولے سے سجدہ میں چلا جائے تو وہ کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لوٹ کر آئے، رکوع کرے، پھر سجدہ کرے، اور سجدۂ سہو بھی کرے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بغیر رکوع کئے سجدہ میں جانا پھر اٹھنا

سوال:- ہمارے امام صاحب نے فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی پھر بغیر رکوع کئے ہوئے سجدہ میں چلے گئے، سجدہ میں کسی مقتدی نے زور سے کہا کہ رکوع نہیں ہوا تو پھر رکوع میں آ گئے اور پھر سجدہ کیا اور قدرے تشہد کے بعد پھر سجدۂ سہو کیا تو کیا اس طرح کرنے سے نماز ادا ہوگئی اور جس مقتدی نے یہ کہا کہ رکوع نہیں ہوا اس کی نماز بھی درست ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس مقتدی نے امام کو اس طرح کہا ہے اس کی نماز نہیں ہوئی[2]، اسکے اس طرح کہنے سے اگر

---

[1] فیجب بتقدیم رکن نحو ان یرکع قبل ان یقرأ و یسجد قبل ان یرکع هذا التمثیل غیر واقع فی محله لان الرکوع قبل القرأة والسجود قبل الرکوع غیر معتدبه حتی یفترض علیه اعادة الرکوع بعدالقرأة واعادة السجود بعد الرکوع علی ما مرّ من ان الترتیب بین مالایتکرر فی الرکعة الواحدة وبین غیره فرض واذا لم یقع ذلک معتدابه لایکون فیه تقدیم الرکن نعم إذا فعل ذلک یجب علیه سجود السهو لتاخیر الرکن بسبب الزیادة التی زادها الخ. (کبیری ص ۴۵۶، مطبوعه لاهور پاکستان، فصل فی سجود السهو) شامی زکریا ص ۱۵۳ ج ۲ باب صفة الصلاة، شامی کراچی ص ۴۶۱ ج ۱ البحر الرائق کوئٹه ص ۲۹۷ ج ۱ باب صفة الصلاة.

[2] إذا تکلم فی صلاته ناسیاً او عامداً خاطئاً أو قاصداً قلیلاً او کثیراً تکلم لإصلاح صلاته بأن قام الإمام فی موضع القعود فقال له المقتدی أقعد أو قعد فی موضع القیام فقال له قم اولا لإصلاح الصلاة ویکون الکلام من کلام الناس استقبل الصلاة عندنا کذا فی المحیط (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام کو خود بھی یاد آ گیا کہ رکوع نہیں ہوا اور وہ اپنی یاد پر اٹھا اور رکوع وغیرہ کر کے سجدۂ سہو کر لیا تو امام کی نماز ہوگئی[1]، اور بقیہ سب مقتدیوں کی بھی ہوگئی، اگر امام کو یاد نہیں آیا محض اسکے کہنے پر کھڑا ہو گیا تو کسی کی نماز نہیں ہوئی، سب کو لوٹانا ضروری ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۷/۱۷/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد کچھ پڑھنے سے سجدۂ سہو

سوال:- چار رکعت نماز سنت مؤکدہ پڑھ رہا ہوں دوسری رکعت میں التحیات کے بعد درود پڑھ گیا اس کے بعد یاد آیا چاروں رکعت پوری کرلیں کیا سجدۂ سہو کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

کرنا چاہئے[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) الفتاوی الهندية ص۹۸ ج ١ الباب السابع فيما يفسد وما يكره فيها، مطبوعه كوئٹه، الدر المختار مع الشامی زكريا ص ۳۷۲،۳۷۰ ج ۲/ المحيط البرهانی ص ۱۴۶ ج ۲ الفصل الخامس فی بيان ما يفيد الصلوة وما لا يفسد مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات.

(صفحہ ہذا) [1] وكذا اذا سجد فی موضع الركوع (الی قوله) ففی هذه الفصول كلها يجب سجود السهو (فتاویٰ عالمگیری ص۱۲۷ ج ١، باب سجود السهو، مطبوعه المصر) حلبی كبير ص ۴۵۶ فصل فی سجود السهو طبع سهيل اكيڈمی لاهور، البحر الرائق كوئٹه ص۲۹۷ ج ١ باب صفة الصلوة.

[2] ان حصل التذكر بسبب الفتح تفسد مطلقا ای سواء شرع فی التلاوة قبل تمام الفتح اوبعده لو جود التعلم وان حصل تذكره من نفسه لا بسبب الفتح لا تفسد مطلقا. (شامی زكريا ص ۳۸۲ ج۲، باب يفسد الصلاة وما يكره، مطلب المواضع اللتی لا يجب فيها ردالسلام)، فتاوی الهندية ص ۹۹ ج ١ الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق كوئٹه ص ۶ ج۲ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها.

[3] ولا يصلی علی النبی صلی الله عليه وسلم فی القعدة الاولیٰ فی الاربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلی ناسياً فعليه السهو (درالمختار علی الشامی نعمانيه ص۴۵۴ ج ١، مطبوعه زكريا ص ۴۵۶ ج۲، باب الوتر والنوافل، فتاوی الهندية ص۱۲۷ الباب الثانی عشر فی سجود السهو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سنت ووتر کے قعدہ اولیٰ میں درود کا حکم

سوال: - چار رکعت والی نماز سنت ووتر میں دو رکعت کی التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا افضل ہے یا نہیں؟ یا سجدۂ سہو کرنا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

چار رکعت سنت مؤکدہ اور وتر میں اگر دو رکعت پر بھول کر قعدہ اخیرہ سمجھتے ہوئے درود شریف پڑھا گیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے سے سجدۂ سہو

سوال: - دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھ رہا ہوں دوسری رکعت میں بجائے زانو پر ہاتھ رکھنے کے نیت باندھ لی مگر فوراً یاد آ گیا کیا سجدۂ سہو کرنا چاہئے، جب کہ وقفہ تین تسبیح سے کم لگا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) مطبوعہ کوئٹہ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۷۶ باب سجود السهو مطبوعه مصری، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۴۴ ج۲ باب سجود السهو.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ولوزاد فی التشهد فی القعدة الاولی علی التشهد شیئاً نظر ان قال اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد یجب علیه سجود السهو (کبیری ص ۴۶۰، مطبوعه لاهور پاکستان، فصل فی سجود السهو. تاتارخانیه ص ۷۲۳ ج ۱، نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو. درمختار ص ۴۵۴ ج ۱، مطبوعه نعمانیه. باب الوتر والنوافل، مطلب فی السنن والنوافل)

[۲] انه لا یجب الا بترک الواجب من واجبات الصلاة فلا یجب بترک السنن والمستحبات الخ (کبیری ص ۴۵۵، فصل فی سجود والسهو، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۷۴ باب سجود السهو، مطبوعه مصر، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۶ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو.

تکبیر تحریمہ آہستہ کہنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں

سوال:- امام صاحب نے تکبیر تحریمہ بآواز بلند نہ کہا اسماعِ غیر نہیں ہوا اور دوسری تکبیرات بآواز کہا تب سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟ نیز اگر امام صاحب پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا پھر بھی سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی یا نہیں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ امام صاحب نماز میں ترک مستحبات پر بھی سجدۂ سہو کرسکتا ہے نماز میں کوئی نقصان نہ ہوگا کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

تکبیرات آہستہ کہنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا[1] مستحب کے چھوڑنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا[2] اگر اس گمان سے سجدۂ سہو کرلیا کہ واجب ہوگیا تھا تب بھی نماز فاسد نہیں ہوئی،

لو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لاسهو فالاشبه الفساد لاقتدائه فی موضع الانفراد (درمختار) (قوله فالاشبه الفساد) وفی الفیض وقیل لاتفسد وبه یفتی وفی البحر عن الظهیریه قال الفقیه ابو اللیث فی زماننا لاتفسد لان الجهل فی القراء غالب (شامی[3] ص ۴۰۳ ج ۱). فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۱۰/۱/ ۹۳ھ

---

[1] وسننها رفع الیدین للتحریمة الی قوله وجهر الإمام بالتکبیر بقدر حاجته للإعلام بالدخول والإنتقال (وسننها) ترک السنة لا یوجب فساداً ولا سهواً، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۰ ج ۲ باب صفة الصلوة.

[2] فلا یجب بترک السنن والمستحبات کالتعوذ والتسمیة والثناء والتأمین وتکبیرات الانتقالات حلبی کبیر ص ۴۵۵ فصل فی سجود السهو مطبوعه لاهور، الفتاویٰ الهندیه کوئٹه ص ۱۲۶ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۷۴ باب سجود السهو طبع مصر.

[3] الشامی نعمانیه ص ۴۰۳ ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۳۵۰ ج ۲، شامی کراچی ص ۵۹۹، ج ۱، قبیل باب الاستخلاف، تاتارخانیة ص ۷۴۳ ج ۱ باب سجود السهو نوع آخر فی المتفرقات طبع ادارة القرآن کراچی، حلبی کبیر ص ۴۶۵ فصل فی سجود السهو طبع لاهور.

قیام میں تشہد

سوال: -فرض نماز کی پہلی دوسری رکعت میں الحمد شریف پڑھنے کے بعد بھول کر بجائے سورت پڑھنے کے اگر **التحیات** پڑھ دی جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

سجدۂ سہو واجب ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نفل کو فرض کے ساتھ ملانے سے سجدۂ سہو

سوال: -**ولو صلی اربعاً بتسلیمة ولم یقعد فی الثانیة ففی الاستحسان لاتفسد وھی اظھر الروایتین عن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ واذا لم تفسد قال محمد بن الفضل تنوب الاربع عن تسلیمة واحدة وھو الصحیح کذا فی السراج الوھاج وھٰکذا فی فتاویٰ قاضی خان وعن ابی بکر الاسکاف انه سئل عن رجل قام الیٰ الثالثة فی التراویح ولم یقعد فی الثانیة قال ان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود ویقعد ویسلم وان تذکر بعد ماسجد للثالثة فان اضاف الیھا رکعة اخریٰ کانت ھذه الاربع عن تسلیمة واحدة وان قعد فی الثانیة قدر التشھد اختلفوا فیه فعلی قول العامة یجوز عن تسلیمتین وھو الصحیح ھٰکذا فی فتاویٰ قاضی خان عالم گیری[2] ص۷۵ ج ۱ از امدادی الفتاویٰ**

[1] وذکر الناطفی فی الاجناس عن محمد لوتشھد فی قیامه قبل قرأة الفاتحة فلاسھو وبعد ھا یلزم (کبیری ص ۴۶۰، مطبوعه لاھور، فصل فی سجود السھو. تاتار خانیه ص ۷۲۰، ج ۱، مطبوعه کراچی پاکستان، نوع آخر فی بیان مایجب به سجود السھو الخ)، فتاوی الھندیة ص۱۲۷ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السھو طبع کوئٹه.

[2] عالمگیری کوئٹه ص۱۱۸ ج ۱ الباب التاسع فی النوافل فصل فی التراویح.

اس پر قیاس کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صلوٰۃ فجر میں قعدہ بھول گیا اور ثالثہ کا سجدہ کرلیا تو رابعہ ملانے سے ۴ رنفل نہ ہوں بلکہ دو ہوں، اسی طرح ظہر میں خامسہ کے ساتھ سادسہ ملانے سے بجائے چھ کے چار نفل نہ ہوں حالانکہ جہاں تک بندہ کا خیال ہے فجر میں ۴ راور ظہر میں ۶ کا نفل ہونا مذکور ہے جو تحقیق ہو مطلع فرمادیں نیز جس طرح فرض میں قعدہ ثانیہ چھوٹ گیا اور دو نفل ملائے تو سجدہ سہو نہیں اسی طرح نوافل میں بھی نہ ہونا چاہئے حالانکہ سجدہ سہو کا وجوب اس صورت میں ظاہر ہے اگر چہ عالمگیریہ میں اس کو ذکر نہیں کیا۔

اور اگر ثالثہ کے سجدہ سے پہلے قعدہ کی طرف لوٹ آئے تو بھی سجدۂ سہو ضروری ہے حالانکہ عالمگیریہ کی عبارت (**ینبغی ان یعود ویقعد ویسلم**) سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے اسکی کیا وجہ ہے نیز عالمگیریہ میں جو حکم محرر ہے اس میں اگر چار رکعت تراویح یا نوافل کی نیت کی اور قعدہ اولیٰ یاد نہ رہا یا دو رکعت کی نیت کی اور ثانیہ پر قعدہ بھول کر ۴ ر رکعت پڑھ لی دونوں صورتیں برابر ہیں یا کچھ فرق ہے، نیز چار رکعت نوافل میں بھول کر قعدہ اولیٰ پر سلام پھیر دیا بعدہ جدید تکبیر کے بغیر باقی دو رکعت پڑھی یا دو رکعت کی نیت کی اور قعدہ بقدر تشہد بیٹھ کر بھول کر تیسری اور چوتھی بھی ملالی تو ہر دو صورت میں سجدہ سہو ہوگا یا نہ اور قدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوا تو تیسری کے سجدہ سے پہلے اگر یاد آ گیا تو عود کر کے سلام پھیرنا زیادہ افضل ہے یا کہ تیسری اور چوتھی کا پورا کرنا۔

فقط والسلام

رشید احمد عفی عنہٗ

مدرس مدرسہ مدنیۃ العلوم بھینڈ ہ ضلع حیدرآباد سندھ ۲۱ ر ربیع الاول ۷۶ھ

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سوال میں متعدد جزئیات کو دریافت کیا گیا ہے اسلئے ان جزئیات پر احقر نے نمبر لگا دیئے، تا کہ جواب کے انطباق میں سہولت ہو۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری کا یہ جزئیہ دیگر کتب میں بھی مذکور ہے جس کا یہ مطلب نہیں کہ دو رکعت

صحیح ہوئی اور دو فاسد اگر یہ مطلب ہوتا تو قیاس کی گنجائش نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ دو رکعت تراویح (سنت موکدہ) اور دو نفل اسی وجہ سے **تنوب الاربع عن تسلیمة واحدة** کہا، ورنہ کہتے "**صحت الرکعتان**"۔ یعنی قائم مقام ۴؍ تراویح کے نہیں ہوں گی بلکہ دو تراویح ہوں گی جیسا کہ ظہر کی صورت میں خامسہ وسادسہ قائم مقام دو رکعت سنت مؤکدہ بعد یہ نہیں ہوتی یہ مطلب نہیں کہ ان کی نفلیت بھی باطل ہوگئی **وضم الیها سادسة لتصیر الرکعتان له نفلاً وسجد للسهو ولاتنوبان عن السنة الراتبة بعد الفرض فی الاصح اهـ درمختار**[1] **باب سجود السهو**. حالانکہ اس صورت میں قعدہ اخیرہ کر کے کھڑا ہوا ہے کہ ۴؍ فرض بھی صحیح ہو گئے اور دو نفل بھی مگر چونکہ سنن بعد یہ کو تحریمہ مستقلہ کیساتھ پڑھنا چاہئے اسلئے یہ دو رکعت انکے قائم مقام نہیں ہوں گی۔

(۲) فرض میں قعدہ ثانیہ چھوڑ کر نفل ملانے سے سجدۂ سہو واجب نہ ہونے کی وجہ درمختار میں موجود ہے **ولایسجد للسهو علیٰ الاصح لان النقصان بالفساد لاینجبر اهـ**، علامہ شامی فرماتے ہیں **قوله لان النقصان ای الحاصل بترک القعدة لاینجبر بسجود السهو** اس پر اشکال فرماتے ہیں **فان قلت انه وان فسد فرضاً فقد صح نفلاً ومن ترک القعدة فی النفل ساهیاً وجب علیه سجود السهو فلماذا لم یجب علیه السجود نظراً لهذا الوجه اهـ** اس کا جواب دیا ہے۔ **قلت انه فی حال ترک القعدة لم یکن نفلاً انما تحققت النفلیة بتقیید الرکعة بسجدة والضم فالنفلیة عارضة ردالمحتار**[2] **ص ٧٠٠ ج ١**

اس سوال سے معلوم ہوا کہ نفل میں ترک قعدہ کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہونا چاہئے، یعنی جب وہ چار فرض ترک قعدہ کی وجہ سے نفل ہو گئے اور ان میں قعدہ چھوٹ گیا تو اس کی مکافات کیلئے سجدہ

---

[1] الدر المختار مع رد المحتار زکریا ص ۵۵۴/۵۵۳ ج ٢ باب سجود السهو، فتاوی الهندیه کوئٹه ص ١٢٩ ج ١ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، فتاوی التاتارخانیة ص ٧٢٦/٧٢٧ ج ١ الفصل السابع عشر فی سجود السهو نوع اخر فیمن صلی الظهر خمسا طبع ادارة القرآن کراچی.

[2] الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۵۳ ج ٢ باب سجود السهو، شامی نعمانیة ص ۵٠٣ ج ١.

سہو لازم ہو، جواب کا حاصل یہ ہے، سجدہ سہو کا وجوب اس وقت ہوتا ہے جب کہ یہ نماز ابتداءً نفل ہوتی حالانکہ یہ ابتداءً فرض تھی اور ترک قعدہ اور ضمِ خامسہ کے بعد نفل ہوئی لہٰذا سجدۂ سہو ساقط ہے، نفل کے متعلق شیخینؒ اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے امام محمدؒ ترک قعدہ سے فساد کے قائل ہیں اور شیخین ضم ثالثہ کے وقت درمیانی قعدہ کے وجوب کے قائل ہیں، مشائخ کی تصحیح بھی مختلف ہیں لہٰذا قول شیخین کے موافق تو سجدہ سہو کا لزوم اصل ہے اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نفل فاسد ہوگئی، پھر آپ کا یہ تحریر کرنا کہ نوافل میں بھی سجدۂ سہو نہیں ہونا چاہئے یہ کس قول کے موافق ہے، **او صلى اربعاً فاكثر ولم يقعد بينهما استحساناً لانه بقيامه جعلها صلوٰة واحدة فتبقى واجبة والخاتمة هي الفرضية وفي التشريح صلى الف ركعة ولم يقعد الافي اٰخرها صح خلافاً لمحمدؒ ويسجد للسهو اهـ درمختار فتبقى واجبة اى كما في نظيره من الفرض الرباعى فان قعدة الاولىٰ فيه واجبة لايبطل بتركها والفريضة اللتى. يبطل بتركها انما هي الاخيرة قوله صح خلافا لمحمدؒ لانه يقول بفساد الشفع بترك قعدته كماهو القياس وقد مرلكن قوله صح مبنى علىٰ ان مازاد على الاربع كالاربع في جريان الاستحسان فيه وهوقول لبعض المشائخ وقد علمت اختلاف التصحيح فيه. قوله ويسجد للسهو سواء ترك القعدة عمداً او سهواً نعم في العمد يسمى سجود عذر عن النهر وسيأتى ان المعتمد علم السجود في العمدط اهـ ردالمحتار[۱] ص ۶۵۲ ج ۱ باب النوافل.**

(۳) عالمگیری کی اس عبارت میں اگر چہ سجدۂ سہو کا ذکر نہیں، لیکن اس صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا اور یہاں ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بحث سجدۂ سہو میں خود عالمگیری[۲] میں ایک کلیہ بیان

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی ص۴۶۸ ج ۱، مطبوعه نعمانیه دیوبند، مطبوعه زکریا ص۴۸۳ ج ۲، باب الوتر والنوافل. بحث المسائل الستة عشرية.

[۲] عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۶، ج ۱، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، المحیط البرهانی ص ۳۰۸ ج ۲ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل گجرات، تاتارخانیة ص ۷۱۴ ج ۱ کتاب الصلوٰة الفصل السابع عشر فی سجود السهو النوع الاول طبع، ادارة القرآن کراچی.

کردیا ہے، وحکم السهو فی الفرض والنفل سواء كذافی المحيط ا هـ ص١٢٦ اور جس مسئلہ میں فرق ہے اس کو ذکر کردیا۔

(۴) دونوں صورتیں اس حکم میں برابر ہیں کوئی فرق نہیں، جب دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو شفعۂ اولیٰ تام ہوگیا اگر چہ ۴ رکی نیت کی تھی اس نیت کا اعتبار نہیں بلکہ شروع کرنے سے دو ہی لازم ہوتی ہیں جب ثالثہ کیلئے کھڑا ہوا تو یہ شفعہ ثانیہ متصلہ ہوگا۔ بوقت قیام اگر تکبیر کہی ہے تو وہی تحریمہ ہے اگر چہ بہ نیت قیام الی الثالثہ کہی ہو اسکے بعد جو شفعہ پڑھے گا وہ صحیح ہوگا، اگر نہیں کہی تو شفعہ ثانیہ کا شروع صحیح نہیں ہوا فقہ میں اسکی نظیریں موجود ہیں کہ نفس تکبیر کو اگر چہ تحریمہ کے علاوہ کسی اور نیت سے کہی ہو تو بمنزلہ تکبیر تحریمہ کے قرار دیا گیا ہے اور نیت کا اعتبار نہیں کیا گیا یہ پہلی صورت کا حکم ہے، دوسری صورت بالکل ظاہر ہے کہ شفعۂ اولیٰ پر ثانیہ کی بناء صحیح ہے اگر چہ بوقت شروع ایک ہی شفعہ کی نیت کی تھی كل شفع منه صلوٰة ا هـ درمختار كانه والله اعلم لتمكنه من الخروج علىٰ رأس الركعتين فاذا قام الىٰ شفع اٰخر كان بانيا صلوٰة علىٰ تحريمة صلوٰة ومن ثم صرحوا بانه لو نوىٰ اربعاً لايجب عليه بتحريمتها سوى الركعتين فى المشهور عن اصحابنا وان القيام الىٰ الثالثه بمنزلة تحريمة مبتدأة حتى ان فساد الشفع الثانى لايجب فسادالشفع الاولىٰ ا هـ شامی[1] ص ٤٢٨ ج ١، باب صفة الصلوٰة. لہٰذا دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو لازم نہیں، بظاہر چوتھی کا پورا کرنا افضل ہے کیونکہ شفع ثانیہ کی بنا صحیح ہے، قال الله تعالىٰ وَلاَتُبْطِلُوٓا اَعْمَالَكُمْ الآية[2]. آیت کا تقاضا یہ ہے کہ عود جائز نہ ہو جیسا کہ لزم النوافل بالشروع کا تقاضا ہے، قال فى الدر المختار ولزم نفل شرع فيه بتكبيرة الاحرام او بقيام الثالثة شروعاً صحيحاً قصداً ا ھ قوله او بقيام الثالثة اى وقدا دى

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ٥٠ ١ ج ٢، باب صفة الصلاة، مطلب كل شفع من النفل صلاة، البحر الرائق کوئٹه ص ٥٦ ج ٢ باب الوتر والنوافل، زيلعى ص ٧٣ ١ ج ١ باب الوتر والنوافل مكتبة امداديه ملتان.

[2] سورہ محمد، آیت: ٣٣، اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو (بیان القرآن)

الشفع الاولیٰ صحیحاً فاذا افسد الثانی لزمه قضائه فقط ولایسری الیٰ الاول لان کل شفع صلوة علیٰحدة بحر اھ. شامی[۳] ص ۶۴۵ ج ۱، باب النوافل، لیکن چونکہ شفعہ ثانیہ کی بناء قصداً نہیں کی بلکہ بھول کر کی ہے اس لئے عود کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ هکذا یفهم.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۵/ ۶۷ھ

سجدۂ سہو کے بعد قیام کرلیا

سوال: -ایک شخص نے فرض نماز میں سجدۂ سہو کرنے کے بعد التحیات بیٹھ کرنہیں پڑھی اور سیدھا غلطی سے کھڑا ہوگیا، اب قیام کی حالت میں یاد آیا کہ مجھے بیٹھ کر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیرنا تھا، تو ایسی حالت میں کیا کرے؟ یا اگر قیام کی حالت میں ہی سلام پھیر دے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ التحیات، درود اور دعا نہ پڑھے اور صرف کھڑے ہوتے ہی سلام پھیر دے تو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کو چاہئے کہ بیٹھ کر التحیات پڑھ کر پھر سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے، السجدة المتقدمة لاترفع النقصان المتأخر[۲]. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۲/ ۸۹ھ

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۷۴، ج ۲، مطبوعه نعمانیه ص ۴۶۳ ج ۱، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة الحاجة، زیلعی ص ۱۷۴ ج ۱ باب الوتر والنوافل مطبوعه مکتبۂ امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص ۵۷ ج ۲ باب الوتر والنوافل.

[۲] البحرالرائق ص ۹۹ ج ۲، مطبوعه کوئٹه، باب سجود السهو.

بجائے السلام کے اللہ اکبر کے ذریعہ نماز ختم کرنا

سوال:- اگر سلام پھیرتے وقت سہواً السلام علیکم کی جگہ اللہ اکبر کہہ دے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لفظ السلام واجب ہے[1] اس کے چھوٹنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو اعادہ واجب ہوگا[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سجدہ سہو سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہنا

سوال:- امام سجدۂ سہو سے اٹھتے وقت بجائے اللہ اکبر کے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے اٹھے تو سجدۂ سہو کی ضرورت ہے یا نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

سجدۂ سہو سے اٹھتے وقت بجائے اللہ اکبر کے اگر سہواً سمع اللہ لمن حمدہ کہد یا تو بھی سجدۂ سہو لازم نہیں نماز ہوگئی۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۹/۵/ ۹۲ھ

---

[1] لفظ السلام واجب علی الاصح (الدر المختار نعمانیه ص ۳۱۴ ج ١، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۶۸ ج ١، مطلب لاینبغی ان یعدل عن الدرایة اذا وافقها روایة، باب صفة الصلاة)، الفتاوی الهندیه کوئٹه ص ۷۳ ج ١ الباب الرابع فی صفة الصلاة الفصل الثانی فی واجبات الصلوة، زیلعی ص ١٠٦ ج ١ باب صفة الصلوة مطبوعه امدادیه ملتان. وانه لا یجب الابتراک الواجب من واجبات الصلوة الخ (کبیری ص: ۴۵۵، فصل فی سجود السهو، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

[2] اقول وقد ذکر فی الامداد بحثاً ان کون الاعادة بترک الواجب واجبة. (شامی ص ۴۵۷، ج ١، مطبوعه دار الفکر شامی نعمانیه ص ۳۰۷ ج ١، مطلب کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم الخ، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

رکوع سجدہ کی تسبیح بدل گئی

سوال:- چندروز قبل نمازِ عشاء میں ایک رکعت کے اندر جب میں پہلے سجدہ میں گیا تھا تو تین مرتبہ بجائے **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھنے کے **سبحان ربی العظیم** پڑھ کر سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے پھر **سمع اللہ لمن حمدہ** اور پھر **ربنالک الحمد** پڑھا اور **اللہ اکبر** کہہ کر دوسرے سجدہ میں چلا گیا، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بھول کر ایسا کر لینے سے نہ نماز فاسد ہوئی نہ سجدۂ سہو لازم ہوا[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۰/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۲/ ۸۸ھ

دعا قنوت بھول کر رکوع کر دیا

سوال:- رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو اب کیا کرنا چاہئے؟

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) باب صفة الصلاة)، طحطاوی مع المراقی ص۲۷۶ باب سجود السهو مطبوعه مصری، البحر الرائق کوئٹه ص۲۹۶ ج۱ باب صفة الصلوة.

[۳] انه لا یجب الابترک الواجب من واجبات الصلاة فلا یجب بترک السنن والمستحبات کالتعوذ والثناء والتأمین وتکبیرات الانتقالات والتسبیحات الخ (کبیری ص۴۵۵، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، باب سجود السهو)، فتاوی الهندیه کوئٹه ص۱۲۶ ج۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۷۴ باب سجود السهو مطبوعه مصر.

(صفحہ ہذا) [۱] تکبیرات انتقال وتسبیحات رکوع وسجود سنن صلاۃ میں سے ہیں اسلئے ان کے ترک یا تبدیلی ترتیب سے سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا فلا یجب بترک السنن والمستحبات کالتعوذ والتسمية والثناء والتأمین وتکبیرات الانتقالات والتسبیحات، حلبی کبیر ص۴۵۵ فصل فی سجود السهو، طبع لاهور، الفتاوی الهندیه کوئٹه ص۱۲۶ ج۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۷۴ باب سجود السهو طبع مصر.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر دعاءِ قنوت نہیں پڑھی اور رکوع میں پہونچ کر یاد آیا تو اب اس کو کھڑے ہو کر یا رکوع میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے[1] ۔طحطاوی ص ۲۵۰،

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دعاءِ قنوت بھول گیا پھر سجدہ سہو کرلیا

سوال: - کیا وتر کی نماز میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جانے پر رکوع میں یاد آ جائے تو پڑھ کر سجدۂ سہو کر سکتے ہیں یا بغیر دعاءِ قنوت پڑھے ہی سجدہ کر لینا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسی حالت میں بغیر دعاءِ قنوت پڑھے ہی سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے[2] ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۹/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دار العلوم دیوبند

---

[1] وتذكر القنوت فى الركوع فانه لا يعود ولا يقنت فيه لفوات محله الى قوله ويسجد للسهو على كل حال لترک الواجب اوتاخيره الخ (طحطاوى مع المراقى ص ۳۷۵، باب سجود السهو، مطبوعه مصر، حلبى كبير ص ۴۶۱ فصل فى سجود السهو طبع لاهور، البحر الرائق كوئٹه ص ۴۲ ج ۲، باب الوتر والنوافل.

[2] لو نسيه اى القنوت ثم تذكره فى الركوع لايقنت فيه لفوات محله ولايعود الى القيام فى الاصح الىٰ قوله. وسجد للسهو (درمختار مع الشامى كراچى ص ۹ ج ۲، مطبوعه زكريا ص ۴۴۶ ج ۲، مطلب الإقتداء بالشافعىؒ. باب الوتر والنوافل)، البحر الرائق كوئٹه ص ۴۲ ج ۲ باب الوتر والنوافل، طحطاوى مع المراقى ص ۳۷۵ باب سجود السهو مطبوعه مصرى.

امام قنوت کو بھول کر رکوع میں چلا گیا پھر کھڑے ہو کر قنوت پڑھی اور رکوع سجدہ کیا

سوال:- جب کہ امام رمضان میں وتر پڑھا رہا ہے اور تیسری رکعت میں دعاء قنوت بھول گیا اور رکوع کے اندر چلا گیا یعنی خوب جھک گیا اور بہت مقتدیوں نے الله اکبر کا لقمہ دیا اور اب امام لقمہ لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور تکبیر کہی اور دعاء قنوت پڑھی اور پھر رکوع میں چلا گیا وہ وتر ہو گئے ہیں یا نہیں؟ شرعاً جواب دیجئے اور کتاب کا حوالہ دیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

دعائے قنوت بھول کر جب امام رکوع میں چلا گیا تو اس کو لوٹنا نہیں چاہئے تھا تاہم جب دوبارہ لوٹا اور دعاء قنوت پڑھی پھر دوبارہ رکوع کی ضرورت نہیں تھی اگر رکوع دوبارہ کرلیا تب بھی نماز صحیح ہوگئی بشرطیکہ سجدۂ سہو کرلیا ہوا گر سجدۂ سہو نہیں کیا تو اعادہ واجب ہے،**لوتذكر القنوت في الركوع فانه لا يعود ولايقنت فيه لفوات محله ولوعاد وقنت لم يرتفض ركوعه لان القنوت لايقع فرضاً فلا يرتفض به الفرض ويسجد للسهو على كل حال اهـ طحطاوی**[1] **ص ۲۵۰**، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دعاء قنوت یا التحیات سے پہلے بسم الله پڑھنا

سوال:- اگر کوئی شخص التحیات یا دعاء قنوت سے پہلے پوری بسم الله سہواً پڑھ لے تو تاخیر واجب کی بناء پر سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر قصداً پڑھے تو کیا حکم ہے؟

---

[1] طحطاوی مع المراقی مصری ۲۷۵، باب سجود السهو، حلبی کبیر ص ۴۶۱ فصل فی سجود السهو طبع لاهور، البحر الرائق کوئٹه ص ۴۲ ج ۲ باب الوتر والنوافل.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا[1] قصداً میں سجدۂ سہو کا سوال ہی نہیں[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام کو سجدہ سہو میں سہو ہو گیا تو مقتدی کیا کریں

سوال:-امام کو سہو ہوا، اس نے سجدہ سہو کر لیا اور اس کے بعد پھر یہ بھول جاتا ہے کہ اس نے سجدۂ سہو ادا کیا یا نہیں بالآخر اس کو یقین ہوتا ہے کہ نہیں کیا اور پھر وہ سجدۂ سہو کرتا ہے ایسی حالت میں مقتدیوں کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب وہ دوسری دفعہ سجدۂ سہو کیلئے سلام پھیرائے تو مقتدی دونوں طرف سلام پھیر کر اپنی نماز

---

[1] چونکہ بعض روایات میں التحیات ودعائے قنوت سے پہلے بسم الله وارد ہے اور تشهد ابن مسعود کا پڑھنا اولی ہے واجب نہیں، لہٰذا سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ اب اگر محض "بسم الله" زیادہ کی تو یہ جائز ہے اس لئے کہ روایات سے ثابت ہے اور اگر پوری "بسم الله" پڑھ دی تو یہ خلاف اولی ہوگا۔ مستفاد امداد الاحکام. کتاب الصلوة ص۲۹۳ ج۲ فصل فی سجود السهو طبع زکریا دیوبند، عن جابر رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا التشهد كما يعلمنا السورة من القرآن، "بسم الله وبالله التحيات لله والصلوات والطيبات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلىٰ عباد الله الصالحين الحديث ابن ماجه شريف ص ۶۴ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في التشهد طبع مكتبه اشرفيه ديوبند. "ذكر السيوطى أن دعاء القنوت من جملة الذى أنزله الله على النبى صلى الله عليه وسلم وكانا سورتين كل سورة ببسملة وفواصل احداهما تسمىٰ سورة الخلع، وهى بسم الله الرحمٰن الرحيم، اللهم إنّا نستعينك إلى قوله من يكفرك. والاخرىٰ تسمىٰ سورة الحفد، وهى بسم الله الرحمن الرحيم اللهم اياك نعبد الىٰ ملحق، طحطاوى مع المراقى ص۳۰۷ باب الوتر مطبوعه مصر.

[2] فلاسجود فى العمد الخ (درمختارعلى الشامى زكريا ص۵۴۳ ج۲، باب سجود السهو)، طحطاوى مع المراقى ص۳۷۶ باب سجود السهو مطبوعه مصر، تاتارخانية ص۷۱۴ ج۱ الفصل السابع عشر فى سجود السهو نوع آخر ما يجب به سجود السهو ومالا يجب، طبع إدارة القرآن كراچى.

پوری کر دیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سجدۂ سہو بھول سے رہ گیا

سوال:-اگر سجدۂ سہو بھولے سے رہ جائے تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا تو نماز کو لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر اعادہ ضروری ہے تو تمام نمازوں میں یا خاص ظہر وعشاء کی نمازوں میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر سجدہ بھولے سے رہ جائے اور کوئی کام نماز کے خلاف نہ کیا پھر یاد آئے تو سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے ورنہ دوبارہ پڑھے خواہ کوئی سی نماز ہو سجدۂ سہو کیلئے اس مسئلہ میں ظہر وعشاء کی تخصیص نہیں، فجر، عصر، مغرب، کا بھی یہی حکم ہے، کتب فقہ، درمختار وغیرہ میں تفصیل مذکور ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

غلطی سے سجدۂ سہو کرلیا گیا پھر معلوم ہوا کہ سجدہ سہو واجب نہیں تھا

سوال:-نماز میں ایسی غلطی ہوئی جس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اگر لاعلمی میں سہو سمجھ کر

---

[1] (مستفاد) واربعة اشياء اذا تعمد الإمام لايتابعه المقتدى، زاد فى صلاته سجدة عمداً الى قوله فإن لم يقيد الخامسة بالسجدة وعادو سلم سلم المقتدى معه وان قيد الخامسة بالسجدة سلم المقتدى الفتاوى الهنديه كوئٹه ص ۹۰ ج ۱ الباب الخامس فى الامامة الفصل السادس فيما يتابع الامام وفيما لا يتابع، حلبى كبير ص ۵۲۸ فصل فى الامامة، الثامن فيما يتابع المقتدى فيه الامام وما لا يتابعه فيه طبع لاهور، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۵۵۳ ج ۲ باب سجود السهو.

[2] ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً فى العمد والسهو ان لم يسجد له اى للسهو وان لم يعدها يكون فاسقاً (الدرالمختار مع الشامى كراچى ص ۴۵۶ ج ۱، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة)، طحطاوى مع المراقى ص ۳۷۶ باب سجود السهو مطبوعه مصر البحر الرائق كوئٹه ص ۲۹۶ ج ۱ باب صفة الصلوة.

سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ نماز نہیں ہوئی نماز لوٹا لی جائے اس لئے اعادہ کیا گیا اگر موصوف کے کہنے کے مطابق نماز نہیں ہوئی اور یہ بات کچھ روز کے بعد معلوم ہوئی تو پھر کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں تھی اب کسی مکافات کی ضرورت نہیں۔ **ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لاسهوفا لاشبه الفساد لاقتدائه فی موضع الانفراد ا ھ درمختار وفی الفيض وقيل لاتفسد وبه يفتی وفی البحر عن الظهيرية قال الفقيه ابوالليث فی زماننا لاتفسد لان الجهل فی القراء غالب اھ شامی[1] ص ۴۰۳ ج ۱، نعمانيه، باب الامامة.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۶/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

امام نے سجدۂ سہو کیا پھر معلوم ہوا سجدۂ سہو واجب نہیں تھا نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: -ایک شخص نماز پڑھا رہا تھا قراءت میں بھول گیا لقمہ دینے پر صحیح کرلیا مگر آخر میں سجدہ سہو بھی کیا جب کہ سجدۂ سہو واجب ہی نہیں تھا ایسی شکل میں یہ ایک فعل زائد ہوا تو نماز درست ہوئی یا اعادہ کرنا پڑے گا؟

---

[1] (شامی زکریا ص ۳۵۰، ج ۲، مطبوعہ کراچی ص ۵۹۸.۹۹ ج ۱، مطلب فيما لواتی بالركوع والسجود او بهما مع الإمام اوقبله او بعده باب الامامة)، حلبی كبيری ص ۴۶۵ فصل فی سجود السهو مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، تاتارخانية ص ۷۴۳ ج ۱ الفصل السابع عشر فی سجود السهو نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه كراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً!

نماز درست ہوگئی، ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لاسهو فالا شبه الفساد لاقتدائه فی موضع الانفراد وفی الفیض وقیل لاتفسد وبه یفتی وفی البحر عن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث فی ز ماننا لاتفسد لان الجهل فی القراء غالب. الدرالمختار علی هامش الشامی[1] ص۴۰۳ قبیل الاستخلاف. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸؍۱؍ ۹۶ھ

گمان سے سجدۂ سہو کرنا

سوال:- اگر زید کو وتر کی آخری رکعت میں (بحالت تشہد) غالب گمان ہوا کہ اس نے دعائے قنوت نہیں پڑھی ہے، تشہد کے بعد زید نے سلام پھیرا اور سجدۂ سہو کی نیت سے سجدہ میں گیا، ابھی سجدۂ اولیٰ میں پہونچا تھا کہ اچانک یقین ہوگیا کہ دعائے قنوت پڑھی تھی اس نے سجدۂ سہو کو پورا کرلیا اس کے بعد اپنی نماز پوری کرلی زید کی نماز ہوئی یا نہیں مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نماز ہوگئی اسمیں زائد از زائد یہ ہوا کہ سلام اور دو سجدے اور ایک قعدہ وتر سے زائد ادا کیا تو کہا جائیگا کہ جب سجدۂ سہو کیلئے سلام پھیرا تو وہی سلام قطع صلوٰۃ کا سلام تھا اور اسی پر نماز وتر ختم ہوگئی تھی پھر جو کچھ کیا وہ نماز سے خارج کیا اسکی وجہ سے نماز پر اثر نہیں پڑیگا[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۵۹۹ ج ۱، مطبوعه زکریا ص ۳۵۰ ج ۲، قبیل باب الاستخلاف، البحر الرائق ص ۱۰۰ ج ۲ باب سجود السهو مطبوعه الماجدیه کوئٹه، حلبی کبیری ص ۴۶۵ باب سجود السهو مطبوعه لاهور.

[2] ولو ظن الامام ان علیه سهوا فسجد وتابعه المسبوق ثم علم ان لاسهو علیه ففیه روایتان والحق انها لاتفسد بزیادة سجدتین. (کبیری ص ۴۳۸، باب سجود السهو، مطبوعه رحیمیه دیوبند)، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام نے سہو کے گمان پر سجدۂ سہو کیا

سوال:- (١) اگر منفرد یا امام نے اپنے گمان کی بنا پر سجدۂ سہو کرلیا اور بعد فراغت معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو واجب نہ تھا تو ایسی صورت میں نماز کا اعادہ ہوگا یا نہیں اور اگر اعادہ ہوگا تو فرض کے درجہ میں یا واجب کے درجہ میں، عبارات ذیل سے عدم اعادہ معلوم ہوتا ہے۔ **والعبارات الفقهيه هذا**

ولوظن الامام السهو فسجد له فتابعه (اى المسبوق) فبان ان لاسهو فالاشبه الفساد لاقتدائه فى موضع الانفراد (وفى شرحه) وفى الفيض وقيل لاتفسد وبه يفتى وفى البحرعن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث فى زماننا لاتفسد لان الجهل فى القراء غالب الخ.

وقيل لاتفسد وبه يفتى سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس مسبوق کی نماز کا حکم ہے جس نے امام مذکور کی متابعت کی ہے اور آخر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود امام کی نماز کا حکم بیان ہورہا ہے جس نے بر بناء ظن سجدۂ سہو کرلیا ہے اس لئے کہ قراء سے مراد غالباً ائمہ ہیں بہر حال جو مطلب ہو تحریر فرمایا جائے۔

ولوظن الامام ان عليه سهوا فسجدوتابعه المسبوق ثم علم ان لاسهو عليه ففيه روايتان وبناء عليهما اختلف المشائخ واشبههما فساد صلوٰة المسبوق وقال ابوحفص الكبير لاوبه اخذصدر الشهيد والاول بناء علىٰ ان زيادة سجدتين كزيادة الركعة مفسد والحق انها لاتفسد بزيادة سجدتين لان اللاحق لوسجد مع الامام للسهو لاتفسد مع انه زاد سجدتين غير معتبرتين لانه لايجزئ بهما بل عليه ان

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) تاتاخانية ص ۷۴۳ ج ١ سجود السهو، نوع آخر فى المتفرقات، مطبوعه كراچى شامى زكريا ص ۳۵۰ ج ٢ باب سجود السهو قبيل باب الاستخلاف، بدائع ص ۴۲١ ج ١ فصل من يجب عليه سجد السهو مطبوعه زكريا ديوبند.

یسجدلذالک السهو فی آخر الصلوٰة بل الموجب للفساد الاقتداء فی موضع لزمه فيه الانفراد، كبيری[۱] ص ۴۶۶.

اس عبارت سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سجدۂ سہو کی زیادتی کی وجہ سے امام کی نماز فاسد نہ ہوگی، کیونکہ زیادتی سجدتین میں لاحق کی نماز درست ہونے کی نظیر موجود ہے البتہ مسبوق نے مقام انفراد میں اقتداء کی ہے اس لئے صرف مسبوق کی نماز فاسد ہوگی، لیکن اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ لاحق امام کی اقتداء میں ہے اس لئے اس کیلئے سجدتین کی زیادتی کا تحمل امام کرے گا لیکن امام یا منفرد کی زیادتی کا کون متحمل ہوگا، اس طرح فتاویٰ دارالعلوم مدلل مکمل ص ۳۷۸ میں سوال وجواب اس طرح مذکور ہے۔

سوال:- بعض مرتبہ نماز میں سہو ہونے میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں، ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:- اور جب کہ علم نہ ہو کہ اس سہو سے سجدۂ سہو لازم ہے یا نہیں تو سجدۂ سہو کر لینا احوط ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم کا نام تو مدلل ہے مگر اس میں مسئلہ پر دلیل مذکور نہیں، امید ہے کہ اس مسئلے پر جلد غور فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایک شخص نے اس گمان پر سلام پھیرا کہ اسکے ذمہ سجدۂ سہو ہے اور سلام کے ذریعہ **خروج عن الصلوٰة** کی نیت نہیں کی یعنی اس سلام کو سلام قاطع صلوٰۃ قرار نہیں دیا تو اس کی نیت پر اعتماد کیا جائے گا اور اس سلام کو قطع صلوٰۃ کا سلام قرار نہیں دیا جائے گا، نیت پر اعتماد کی نظیر یہ ہے کہ ایک شخص ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں تھا اس نے ایک مرتبہ **الله اکبر** کہا اور رکوع میں چلا گیا اور نیت یہ تھی تکبیر رکوع ہے اور تکبیر تحریمہ کی نیت نہیں کی تو ضابطہ کے تحت اس کا شروع فی الصلوٰۃ

---

[۱] كبيری ص ۴۳۸، باب سجود السهو، مطبوعه رحيميه ديوبند.

صحیح نہیں ہونا چاہئے، **تحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم**[1] فقہاء نے لکھا ہے اس نے جو تکبیر بحالت قیام بہ نیت رکوع کہی ہے اس کو تکبیر تحریمہ قرار دیا جائیگا، **تصحیحاً للصلوٰۃ**[2]، اس تقریر کا تقاضہ یہ ہے کہ جس شخص نے اس سجدۂ سہو میں یا اس کے بعد اقتداء کی اس کی اقتداء صحیح نہ ہونی چاہئے مگر حسب تصریح فقیہہ ابی اللیث مفتی بہ یہ ہے کہ اسکی نماز صحیح ہو جائیگی اور یہ صحت اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ امام کے سلام سہو کو سلام قطع نہ قرار دیا جائے ورنہ لازم آئیگا کہ امام کی نماز غلط مقتدی کی نماز صحیح، اسلئے غلبہ جہل کو عذر قرار دے کر امام، منفرد، لاحق، مسبوق کسی کی نماز کو واجب الاعادہ قرار نہیں دیا جائے گا اور قول ابواللیث میں قراء سے مراد ائمہ ہی ہیں مسبوق کی نماز کے صحیح ہونے کی بنیاد امام ہی کا جہل ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم کی ترتیب تو اسی نظریہ کے تحت ہوئی ہے اور ہو رہی ہے کہ جن مسائل کے ساتھ دلائل مذکور نہیں، ان کے ساتھ دلائل کو نقل کر دیا جائے مگر جس مسئلہ کا صراحۃً تذکرہ نہ ملے اور اصول سے اشارات فقہیہ کے ذریعہ حکم سمجھ میں آئے تو ان اشارات خفیہ کو صفحۂ قرطاس پر کیسے جلوہ گر کیا جائے یہ عذر قوی ہے **والعذر عند کرام الناس مقبول**. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سجدۂ تلاوت موخر کرنے سے سجدۂ سہو

سوال:- تراویح میں حافظ قرآن نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ اس مقام پر نہیں کیا بلکہ رکوع دو رکوع کے بعد پھر سجدہ مع مقتدیوں کے کیا تو کیا سجدہ قرآن درست ہوا یا نہیں، بعد سلام کے مع مقتدیوں کے سجدہ کر لیا تو درست ہوا یا نہیں؟ اگر سجدہ سہو کرے تو ادا ہو گا یا نہیں؟

---

[1] ترمذی شریف ص ۵۵ ج ۱، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی تحریم الصلاۃ و تحلیلها، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] عالمگیری ص: ۶۹ ج ۱، الباب الرابع فی صفة الصفة الصلوة، مطبوعه کوئٹه)، شامی کراچی ص ۴۸۱ ج ۱ باب صفة الصلوة البحر الرائق ص ۲۱۹ ج ۱ باب صفة الصلوة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں سجدہ ذمہ سے ساقط ہوگیا لیکن تاخیر کی وجہ سے ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور جو سجدہ حالتِ نماز میں امام پر تلاوت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے وہ خارج نماز میں ادا کرنا درست نہیں بلکہ نماز ہی میں ادا کیا جائے۔ **المصلی اذا نسی سجدة التلاوة فی موضعها ثم ذکر ها فی الرکوع او السجود او فی القعود فانه یخر لها ساجداً ثم یعود الی ماکان ویعیدهٔ استحساناً وان لم یعد جازت صلوته. کذا فی الظهیریه عالمگیری**[1] **ص ١٣۴ ج ١، لواخر سجدة التلاوة عن موضعها فان علیه سجود السهو کما فی الخلاصة شامی**[2] **ص ۴٧٧ ج ١ والسجدة التی وجبت للتلاوة فی الصلاة لاتقضیٰ الافی الصلاة رسائل الارکان. ص ٦٢**[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

سجدۂ سہو کے بعد درود بھی پڑھیں

سوال:- سجدۂ سہو آخر رکعت میں کیا جاتا ہے، اس میں صرف تشہد پر ہی سلام پھیر دیں یا اس کے علاوہ درود بھی پڑھا جائے افضل کیا ہے؟

---

[1] الهندیة ص ١۴٢، ج ١، فصل فی سجدة التلاوة، مطبوعه المصر، المحیط البرهانی ص ٣٣۵ ج ٢ الفصل السابع عشر، نوع آخر فی المتفرقات مطبوعه ڈابهیل.

[2] الشامی نعمانیه ص ۴٩٧ ج ١، شامی کراچی ص ٨٠ ج ٢، باب سجود السهو، النهر الفائق ص ٣٢٣ ج ١ باب سجود السهو، دار الکتب العلمیة بیروت، طحطاوی علی المراقی ص ۴٧٢ باب سجود السهو مطبوعه مصری.

[3] مجمع الأنهر ص ٢٣۴ ج ١ باب سجود التلاوة، الدر المنتقی مع مجمع الأنهر ص ٢٣۴ ج ١ باب سجود التلاوة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ٣۴١ ج ١ باب سجود التلاوة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، در مختار مع الشامی کراچی، ص ١١٠ ج ١ باب سجود التلاوة.

الجواب حامداً ومصلیاً!

درود ودعا بھی پڑھیں تب ختم صلوٰۃ کا سلام پھیریں[1]۔ سجدۂ سہو سے پہلے جو سلام ہے وہ صرف تشہد پڑھ کر پھیر دیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سجدۂ سہو کیلئے ایک سجدہ کافی نہیں

سوال:- امام صاحب سے غلطی ہوئی سجدۂ سہو واجب ہوگیا مثلاً چار رکعت والی نماز میں امام صاحب نے غلطی سے دو رکعت پر ایک طرف سلام پھیر دیا تو مقتدیوں نے لقمہ دیا اور پھر امام صاحب تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوگئے، قعدہ اخیرہ میں سجدۂ سہو کر کے دو سجدوں میں سے ایک سجدہ کر کے التحیات اور درود شریف پڑھ کر سلام پھیر دیا مقتدیوں نے کہا کہ امام صاحب سجدۂ سہو میں دو سجدے ہوتے ہیں آپ نے صرف ایک سجدہ کیا جواب میں امام صاحب نے سجدۂ تلاوت کا عذر پیش کیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی سوال یہ ہے کہ نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسی نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہئے، ترک واجب کی وجہ سے جب سجدہ سہو واجب ہو تو اس میں

---

[1] وکیفیتہ ان یکبر بعد سلامہ الاول ویخر ساجداً ویسبح فی سجودہ ثم یفعل ثانیاً کذالک ثم یتشھد ثانیاً ثم یسلم کذا فی المحیط ویاتی بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء فی قعدۃ السھو وھو الصحیح (عالمگیری ص ۱۲۵ ج ۱، الباب الثانی عشرہ فی سجود السھو، مطبوعہ المصر)، المحیط البرھانی ص ۳۰۶ ج ۲ الفصل السابع عشر فی سجود السھو مطبوعہ ڈابھیل.

[2] ویقعد ویتشھد ویسلم کذا فی فتح القدیر (عالمگیری ص ۱۲۹، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، مطبوعہ مصر)، المحیط البرھانی ص ۳۰۶ ج ۲ الفصل السابع فی سجود السھو مطبوعہ ڈابھیل، مراقی علی الطحطاوی ص ۳۷۴ باب سجود السھو مطبوعہ مصری.

دو سجدے ہیں ایک سجدہ کافی نہیں، **یجب بعد السلام سجدتان بتشهد وتسليم بترك واجب الخ. في سنن ابي داؤد انه عليه السلام قال لكل سهو سجدتان بعد السلام.** بحر الرائق[1] ص۹۲ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲؍۷؍۱۴۰۰ھ

سجدۂ سہو کے بعد امام کے ساتھ شرکت

سوال:-ایک آدمی سجدۂ سہو کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہوگیا تو اس کی یہ اقتداء امام کے ساتھ درست ہے یا نہیں یا دوبارہ نماز شروع ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلياً!

یہ اقتداء صحیح ہے سلام امام کے بعد دوبارہ شروع کردینے کی ضرورت نہیں[2]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۳؍۳؍ ۸۶ھ

مقتدی کا سجدۂ سہو امام سے پہلے

سوال:-ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے امام کو سجدۂ سہو لاحق نہیں ہوا اور مقتدی نے کوئی ایسی غلطی کی جس سے سجدۂ سہو لازم آ گیا اور مقتدی نے امام کے پیچھے بوجہ جہالت کے سجدۂ سہو کیا تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

---

[1] البحر الرائق ص ۹۲ ج ۲، باب سجود السهو، مطبوعه كوئٹه پاكستان، المحيط البرهانی ص ۳۰۶ ج ۲ الفصل السابع فی سجود السهو مطبوعه ڈابهيل، طحطاوی علی المراقی ص ۳۷۴ باب سجود السهو مطبوعه مصری،

[2] وان ادركه بعد ما فرغ من السجود صح اقتدأه به وليس عليه السهو بعد فراغه من صلاة نفسه. بدائع الصنائع زكريا ص ۴۲۳ ج ۱، بيان من يجب عليه السهو، النهر الفائق ص ۳۲۶ ج ۱ باب سجود السهو، دار الكتب العلمية بيروت، مراقی الفلاح ص ۳۷۷ مطبوعه مصر شامی كراچی ص ۸۳ ج ۲ باب سجود السهو.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اسکے ذمہ سجدۂ سہو لازم نہیں تھا اگر امام کے سلام سے پہلے اس نے مستقلاً سجدۂ سہو کیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اگلی رکعت کا بھولا ہوا سجدہ بعد والی میں ادا کیا

سوال:- کسی نے نماز پڑھی اور رکعت اولیٰ میں سجدہ بھول گیا رکعت ثانیہ میں اس نے تین سجدے کر لئے تو کیا اسکی نماز درست ہوئی، اسی طرح سورۂ فاتحہ بھول گیا تو کیا کرے، اگر سہو کرے گا تو کیوں؟ بادلیل۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا دوسرا بھول گیا اور دوسری رکعت میں تین سجدے کر لئے پھر سجدۂ سہو بھی کرلیا تو نماز صحیح ہوگئی، پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ بھول جانے کی وجہ سے بھی سجدۂ سہو لازم ہوگا، **ویجب مراعاة الترتيب فيما بين السجدتين وهو الاتيان بالسجدة الثانية فى كل ركعة من الفرض وغيرهٗ قبل الانتقال لغيرها اى لغير السجدة من باقى افعال الصلوٰة للمواظبة فان فات يسجدها ولوبعد القعود الاخير الخ. (مراقى[2] الفلاح)**

طريق الاتيان بها انه اذا تذكرها بعدا لسلام او قبله بعد القعود ان يسجد المتروكة

---

[1] وسهو المؤتم لايوجب السجود على الامام لانه متبوع لاتابع ولاعليه اى ولا على المؤتم لانه ان سجده وحده كان مخالفاً لامامه. (كبيرى ص۴۳۷، باب سجود السهو مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)، المحيط البرهانى ص۳۱۶ ج۲ الفصل السابع عشر، نوع آخر فى سهو الإمام أوالمؤتم هل يتعدى إلى صاحبه، مطبوعه ڈابهيل، در مختار مع الشامى كراچى، ص۸۲ ج۲ باب سجود السهو.

[2] مراقى الفلاح ص۳۸، فصل فى بيان واجبات الصلاة، مطبوعه مصر، شامى زكريا ص۱۵۴ باب صفة الصلوة واجبات الصلوة، النهر الفائق ص۱۹۸ ج۱ باب صفة الصلوة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

ثم يعيد القعود والتشهد ثم يسلم ثم يسجد للسهو ثم يقعد ويتشهد الخ. (طحطاوی[۱])

واذا ترك الفاتحة فى الاوليين او احدهما يلزمه السهو الخ. (هنديه[۲])

نفل نماز کی کسی بھی رکعت میں فاتحہ بھول جانے سے سجدۂ سہو لازم ہے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

قراءت میں کوئی لفظ چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کا حکم

سوال: - امام فرض نماز پڑھ رہا ہے کوئی لفظ چھوٹ گیا مقتدی نے لقمہ دیا امام صحیح پڑھنے لگا کوئی لفظ چھوٹا نہیں ایسی حالت میں امام کو سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا۔[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

---

[۱] طحطاوی على المراقى الفلاح ص ۲۰۱، فصل فى بيان واجبات الصلاة، شامی زكريا ص ۱۵۴ ج ۲ باب صفة الصلوة واجبات الصلوة، النهر الفائق ص ۱۹۸ ج ۱ باب صفة الصلوة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،البحر الرائق ص ۲۹۸ ج ۱ باب صفة الصلوة مطبوعه كوئٹه وبحر ص ۹۴ ج ۲ باب سجود السهو.

[۲] عالمگیری ص ۱۲۶ ج ۱، الباب الثانى عشرفى السجود السهو، مطبوعه كوئٹه، بدائع زكريا ص ۴۰۵ ج ۱ باب سجود السهو، المحيط البرهانى ص ۳۰۹ ج ۲ الفصل السابع عشر سجود السهو، مطبوعه ڈابهيل.

[۳] وإن تركها فى الاخريين لا يجب إن كان فى الفرض وإن كان فى النفل او الوتر وجب عليه الخ عالمگيرى ص ۱۲۶ ج ۱ الباب الثانى عشر فى سجود السهو، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، البحر ص ۹۴ ج ۲ مطبوعه الماجديه كوئٹه، فتح القدير ص ۵۰۲ ج ۱ باب سجود السهو، دار الفكر بيروت.

[۴] سجدہ سہو کا وجوب ترک واجب سے ہوتا ہے اور صورت مسئولہ میں کسی واجب کا ترک نہیں ہوا اس لئے سجدہ سہو لازم نہیں۔ انه لايجب الابترك الواجب من واجبات الصلاة او بتاخيره او بتاخير ركن الخ (حلبى كبير ص ۴۵۵، فصل فى سجود السهو، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)، البحر الرائق ص ۹۲ ج ۲ باب سجود السهو، هدايه مع فتح القدير ص ۵۰۲ ج ۱ باب سجود السهو دار الفكر بيروت.

مدرک نے پانچ رکعت پڑھ دی

سوال:- مدرک جس نے امام کے ساتھ از اول تا آخر نماز کی اقتداء کی ہو قعدۂ اخیرہ میں یہ خیال ہوا تیری ابھی ایک یا دو رکعت باقی ہے اسلئے امام کے سلام پھیرنے کے بعد بغیر سلام پھیرے کھڑا ہوگیا ایک رکعت پوری کرلی۔ پھر خیال ہوا کہ تیری چار رکعت پوری ہوگئی تو نے اتباع امام کے خلاف یہ رکعت پڑھی ہے پھر سجدۂ سہو کیا آیا اس شخص کی نماز ہوئی یا نہیں جب کہ سلام پھیرنے میں امام کا متبع نہیں رہا کیا اس کو نماز لوٹانی چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اس کی نماز ہوگئی سلام میں اتباع امام نہ کرسکنے اور اس میں ایک رکعت زیادہ پڑھنے کی مکافات سجدہ سہو سے ہوگئی۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فرض کی قراءت میں الحمد کا ایک لفظ رہ گیا لقمہ دینے پر امام نے لے لیا تو کیا سجدہ سہو واجب ہے؟

سوال:- امام سے نماز فرض میں پہلی یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ میں ایک لفظ چھوٹ گیا تو سجدۂ سہو کرلیا نماز ہوگئی یا نہیں؟ شروع کی تین آیت صحیح پڑھ لی ایاک چھوٹ گیا یا صراط المستقیم ایک چھوٹ گیا لقمہ دینے سے نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟ یا سورۂ فاتحہ نماز کی پہلی دو رکعت

---

[1] کما یستفاد من هذه العبارة: وان قعد فی الرابعة مثلاً قدر التشهد الی قوله وان سجد للخامسة ضم الیها سادسة لتصیر الرکعتان له نفلاً وسجد للسهو. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۵۵۳ ج۲، باب سجود السهو، المحیط البرهانی ص۱۷۳ ج۲ الفصل السابع عشر، نوع آخر فیمن صلی الظهر خمسا وفیه السهو عن القعدة مطبوعه ڈابهیل، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۸۳ باب سجود السهو، مطبوعه مصری.

میں فرض ہے یا واجب ہے سجدۂ سہو سے یا لقمہ دینے سے اور امام کا لقمہ لینے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر سورۂ فاتحہ میں پہلی یا دوسری رکعت میں امام سے ایک دو لفظ چھوٹ گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے اس کو پڑھ دیا یا لقمہ نہیں دیا امام نے سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی۔[1] پہلی اور دوسری رکعت فرض نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۱/۴/۱ھ

مقتدی کا قعدۂ اولیٰ سہواً ترک ہوگیا

سوال:- جماعت میں قعدۂ اولیٰ کے وقت ایک آدمی سہواً سجدہ سے کھڑا ہوگیا جب تک امام نے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھی یہ شخص کھڑا رہا پھر امام کے کھڑے ہونے پر رکوع بھی امام کے ساتھ کیا گویا قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو اس مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اسکی نماز درست ہوگی قعدۂ اولیٰ ترک ہوا مقتدی کے سہواً ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم نہیں[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] إذا ترک من الفاتحة آیة وجب علیه السجود، البحر ص ۹۴ ج۲ باب سجود السهو، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، النهر الفائق ص۳۲۳ ج۱ دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو مایقوم مقامها من ثلاث آیات قصار أو آیة طویلة فی الاولیین بعد الفاتحة کذا فی النهر الفائق (عالمگیری ص ۷۱ ج ۱، الفصل الثانی فی واجبات الصلاة) النهر الفائق ص۱۹۷ ج۱ باب صفة الصلوة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ص ۲۹۶ ج ۱ باب صفة الصلوة مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[3] سهو المؤتم لایوجب السجود علی الامام لانه متبوع لاتابع ولاعلیه ای ولاعلی المؤتم (کبیری ص۴۳۷، باب سجود السهو، مطوعه رحیمیه دیوبند)، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

امام کے ساتھ چوتھی رکعت کا قیام کئے بغیر سلام پھیرنا

سوال:- (۱) ایک مقتدی، امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔ تیسری رکعت کے ختم پر مقتدی یہ سمجھ کر کہ یہ چوتھی رکعت ہے قعدہ میں بیٹھ گیا، التحیات وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے کے قریب ہی امام صاحب چوتھی رکعت کے لئے رکوع میں جاتے ہیں تو اس وقت یہ مقتدی بھی سلام پھیرے بغیر امام کے ساتھ رکوع میں چلا گیا اور اسی طرح امام کے ساتھ پوری نماز ختم کر دی، تو کیا اس مقتدی کی نماز ہو جائے گی؟

(۲) اسی طرح ایک اور صورت ہے کہ ایک مقتدی، ایک امام کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے چار رکعت پوری ہونے کے بعد امام صاحب **التحیات** کیلئے قعدہ میں بیٹھ گئے، مگر یہ مقتدی یہ سمجھ کر کہ یہ چوتھی رکعت ہے تکبیر باندھ لی، مگر جب امام صاحب سلام پھیرنے لگے تو یہ مقتدی سلام کی آواز سن کر تکبیر ختم کر کے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا اس مقتدی کی نماز ہو گئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) اس کی نماز ہو گئی[1] (۲) اس کی بھی نماز ہو گئی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۴۰۶/۶/۳ھ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) المحیط البرهانی ص ۲۱۶ ج ۲ الفصل السابع عشر، نوع آخر فی سهو الإمام الخ مطبوعه ڈابهیل، البحر الرائق ص ۱۰۰ ج ۲ باب سجود السهو، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی کراچی ص ۸۲ ج ۲ باب سجود السهو.

(صفحہ ہٰذا) [1] و [2] فإن سها المؤتم لم یلزم الامام ولا المؤتم السجود لانه لو سجد وحده کان مخالفا لإمامه ولو تابعه الإمام ینقلب الاصل تبعاً هدایه ص ۱۵۹ ج ۱، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی، باب سجود السهو، عالمگیری ص ۱۲۸ ج ۱، مطبوعه کوئٹه، الباب الثانی عشر فی السجود السهو)، المحیط البرهانی ص ۲۱۶ ج ۲ الفصل السابع عشر، مطبوعه ڈابهیل، البحر الرائق ص ۱۰۰ ج ۲ باب سجود السهو مطبوعه الماجدیه کوئٹه شامی کراچی ص ۸۲ ج ۲ باب سجود السهو.

تیسری چوتھی رکعت میں صرف بسم اللّٰہ پڑھی

سوال:- اگرفرض نماز میں تیسری یا چوتھی رکعت میں صرف بسم اللہ پوری تسمیہ پڑھ لی پھر یاد آیا کہ رکوع کرنا ہے اور بغیر کوئی سورت پڑھے رکوع کیا تو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

تیسری یا چوتھی رکعت فرض میں ختم سورہ فاتحہ پر رکوع سے پہلے اگر بسم اللّٰہ پڑھ لی ہے تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قراءت کی غلطی سے سجدہ سہو

سوال:- اگر امام تراویح مین غلط پڑھے اور مقتدی صحیح بتلائے تو امام کو سجدۂ سہو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر امام نے تراویح میں قراءت کی غلطی کی ہے تو اس کی وجہ سے سجدہ سہو کا حکم نہیں، سجدۂ سہو کرنا اس مقصد کے لئے غلط ہے، امام لقمہ لے یا نہ لے اس سے سجدۂ سہو نہیں آتا۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] ولو قرأ فی الأخریین الفاتحة والسورة لایلزمه السهو وهو الأصح، عالمگیری ص ١٢٦ ج ١ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، مطبوعه کوئٹه، المحیط البرهانی ص ٣١٠ ج ٢ الفصل السابع عشر، نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو وما لا یجب، مطبوعه ڈابهیل، البحر الرائق ص ٩٤ ج ٢ باب سجود السهو مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] لا یجب السجود الا بترک واجب او تاخیره او تاخیر رکن ولکن او تقدیمه او تکراره او تغییر واجب (هندیه کوئٹه، ص ١٢٦ ج ١ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، المحیط البرهانی، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سجدہ سہو واجب ہونے کی صورت میں سجدہ نہ کیا جائے تو اعادہ نماز کا حکم

سوال:- (١) امام تراویح کی رکعت اول پوری کرنے کے بعد بیٹھ گیا مقتدیوں نے لقمہ دے کر امام کو کھڑا کیا، امام نے کھڑے ہوکر دوسری رکعت پوری کرنے کے بعد سلام پھیر کر نماز پوری کی سجدۂ سہو نہیں کیا، آیا اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں اور نماز ہوئی یا نہیں؟

(٢) امام تراویح کی نماز میں دو رکعت پوری کرنے کے بعد بغیر قعدہ کئے کھڑا ہوگیا، مقتدیوں نے لقمہ دیا، تو امام نے بیٹھ کر بلا سجدۂ سہو کئے سلام پھیر دیا نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(١) اگر بیٹھتے ہی فوراً بلا تاخیر لقمہ دے کر اس کو کھڑا کر دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں، اگر تاخیر ہوگئی تو سجدۂ سہو واجب ہے[1]

(٢) اس صورت میں سجدۂ سہو واجب تھا لیکن اب اس نماز کا اعادہ واجب نہیں[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) ص٣٠٨ ج٢ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو، طبع مجلس علمی گجرات، تاتارخانیة کراچی، ص١٧٤ ج١ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو.

(صفحہ ہذا) [1] لایجب السجود الا بترک واجب او تاخیر او تاخیر رکن او تقدیمه او تکراره او تغیر واجب (هندیه کوئٹه، ص١٢٦ ج١ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، المحیط البرهانی، ص٣٠٨ ج٢ الفصل السابع عشر فی سجود السهو، نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو، تاتارخانیة کراچی، ص١٧٤ ج١ نوع آخر فی بیان ما یجب به سجود السهو.

[2] ولزم سجود السهو لنقص الصلاة بترکه سهو او اعادتها بترکه عمداً أی مادام الوقت باقیا وکذا فی السهو ان لم یسجد له وإن لم یعدها حتی خرج الوقت تسقط مع النقصان وکراهة التحریم ویکون فاسقاً اثما (مراقی مع الطحطاوی مصری، ص٢٠٠، فصل فی بیان واجب الصلوة، شامی زکریا، ص١٤٨ ج٢ باب صفة الصلاة، مطلب کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها، بحر کوئٹه، ص٨٠، ج٢ باب قضاء الفوائت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سیزدھم

سجدۂ تلاوت کے احکام

آیت سجدہ کی تفصیل

سوال:- یہ دونوں احادیث مسلم وترمذی سے مروی ہیں جن کو ابن کثیر اپنی تفسیر پارہ ۱۸/اور ۲۲/میں لائے ہیں، ان سے ایک طرح کا خلجان ہے، تشفی بخش جواب عطا فرمائیں۔

(الف) سورہ حج کو دوسجدوں سے فضیلت دی گئی ہے جو ان پرسجدہ نہ کرے وہ اس سے پڑھے ہی نہیں۔

(ب) اہل جہنم پانچ قسم کے ہیں وہ بے وقعت کمینے لوگ جو بے زر اور بے گھر ہیں اور جو تمہارے دامنوں سے لپٹے رہتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(الف) آیت سجدہ پڑھ کر مستحب یہ ہے کہ جلد ہی سجدہ کرلیا جائے[1]، جو شخص بے وضو ہو وہ حفظ تلاوت تو کرسکتا ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا۔[2] اسلئے باوضو تلاوت کرنا اعلیٰ بات ہے، تاکہ آیت سجدہ

---

[1] الاجماع علی انہ لو تراخی کان اداء مع ان المرجح انہ علی الفور الخ شامی زکریا ص۵۸۳، ج۲ باب سجود التلاوۃ، طحطاوی مع المراقی ص۳۹۰، باب سجود التلاوۃ، مطبوعہ مصر.

[2] وشرائط ھذہ السجدۃ شرائط الصلاۃ الا التحریمۃ عالمگیری کوئٹہ ص۱۳۵، ج۱ الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، مراقی الفلاح مصری ص۳۹۰، باب سجود التلاوۃ.

جب آئے تو فوراً سجدہ کرے جو شخص بے وضو ہو وہ ایسی سورت تلاوت کرے جس میں سجدہ نہ ہو ایسی سورت تلاوت نہ کرے جس میں سجدہ ہو، یہ محض استحبابی حکم ہے[۱]، وجوبی نہیں نیز اس حدیث کی سند میں کلام ہے[۲] اسکے مقابلہ میں دوسری حدیث قوی اور راجح ہے۔[۳]

(ب) یہ حدیث کہاں ہے پوری مع حوالہ نقل کریں تو تشریح کی جائیگی۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۲/ ۹۱ھ

پارہ نمبر ۱۷ر میں سجدۂ تلاوت

سوال:- قرآن شریف میں جو چودہ سجدے کرنے کا حکم ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اور بھی ایک جگہ ۱۷ر پارہ میں سجدہ لکھا ہے کیا اس کو بھی ادا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مطلب یہ ہے کہ جب کسی آیت سجدہ کو پڑھے یا سنے تو سجدہ کرے[۴]، اگر اس وقت موقع نہ ہو

---

[۱] ويستحب الوضو لقراءة القرآن لانه افضل الاذكار. الاتقان فى علوم القرآن ص۱۰۵ ج۱، النوع الخامس والثلاثون فى آداب تلاوته، سهيل اكيڈمی لاهور.

[۲] عن عقبة بن عامر قال قلت يا رسول الله فضلت سورة الحج بان فيها سجدتين قال نعم ومن لم يسجدهما فلا يقرأها، قال ابو عيسى هذا حديث ليس اسناده بالقوى (ترمذى شريف ص۱۲۸ ج۱ ابواب السجود، بعد ابواب صلوة الخسوف، باب فى السجدة فى الحج، طبع اشرفى ديوبند، ابن كثير ص۳۷۸ سورۂ حج آيت ۷۸، مطبوعه مكتبه تجاريه مكه مكرمه.

[۳] عن ابن عباسؓ قال فى سجود الحج الاول عزيمة والآخر تعليم. اخرجه الطحاوى ورجاله كلهم ثقات (اعلاء السنن ص۲۱۲ ج۷ باب سجود التلاوة، مطبوعه كراچى، شرح معانى الآثار ص۲۱۳ ج۱، باب سجود التلاوة، كتاب الصلوة، طبع دار الاشاعت اسلاميه كلكته.

[۴] وتجب على التالى وعلى السامع الخ كبيرى ص:۵۰۰، سجدة التلاوة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، عالمگيرى كوئٹه ص:۱۳۲/۱، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، بحر كوئٹه ص۱۱۸-۱۱۹ باب سجود التلاوة.

تو بعد میں کر لے، لیکن نماز میں جو آیت سجدہ واجب ہو چکا ہے خود اس آیت کو پڑھا ہو یا اس کے امام نے پڑھا ہو تو اس کا سجدہ نماز میں ہی کرے اس کو مؤخر نہ کرے[1]، پارہ ۱۷ر میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک ہی سجدہ واجب ہے دوسری دفعہ جو بعد میں حاشیہ پر لکھا ہے وہاں واجب نہیں[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ ۱۳/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۸۸ھ

سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ بوقت غروب

سوال:- جنازہ کی نماز یا سجدہ کی آیت اگر عصر کے بعد وقت ناقص میں ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت سورج غروب ہو جائے تو وہ بھی عصر یوم کی طرح ناقص ادا ہو جائیگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر آیت سجدہ بھی اسی وقت پڑھی اور جب ہی سجدہ کر لیا تو یہ عصر یومہ کی طرح ناقص ادا ہو گیا اور اگر وقت کامل میں آیت پڑھی اور سجدہ وقت غروب کیا تو یہ عصر یومہ کی طرح نہیں بلکہ یہ ادا ہی نہیں ہوا، اسی طرح اگر جنازہ وقت ناقص میں آیا تو یہ عصر یومہ کی طرح ہے، اگر وقت کامل میں آیا تو نماز جنازہ وقت ناقص میں ادا ہی نہیں ہوئی، **ومنع عن الصلوٰة وسجدة التلاوة المتلوة فی غیر هذا الاوقات وصلوة الجنازة حضرت قبلها لان ماوجب کاملاً لایتأدی بالناقص واما**

---

[1] والسجدة التی وجبت فی الصلوة لا تودی خارج الصلوة عالمگیری کوئٹه ص: ۱۳۴/۱، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، بحر کوئٹه ص ۱۱۹ ج ۲ باب سجود التلاوة، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۱۳۹ باب سجود التلاوة.

[2] فتجب السجدة فی الاعراف الی قوله والحج وفی الطحطاوی قوله والحج ای اولی الحج لاالثانیة، (مراقی مع الطحطاوی مصری ص: ۲۹۲، باب سجود التلاوة)، بحر کوئٹه ص ۱۱۹ ج ۲ باب سجود التلاوة، هندیه کوئٹه ص ۱۳۲ ج ۱ الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة.

المتلوة او الحاضرة فيها لايكره اى تحريماً لانها وجبت ناقصة اديت فيها كما وجبت اھ (سكب الانهر[1] ص ٢٧ ج ١) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سجدۂ تلاوت میں تاخیر

سوال:- سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھ کر فوری سجدہ نہیں کیا بلکہ دو تین آیتوں کے بعد دور جا کر یاد آیا اب اس نے سجدۂ تلاوت کرلیا تو سجدہ تو ادا ہوگیا لیکن گنہگار رہوگا آپ سے سوال یہ ہے کہ نماز بھی ہوگئی یا نہیں یا سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر سجدۂ تلاوت کیا ہی نہیں نماز کے بعد یاد آیا تو نماز ہوئی یا نہیں اور نماز کے اعادہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر آیت سجدہ پڑھ کر فوراً یاد نہیں آیا۔ بلکہ اس کے بعد تین آیت پڑھ کر یاد آیا اور سجدۂ تلاوت کرلیا تو سجدۂ سہو لازم نہیں اگر اس سے زائد پڑھ کر یاد آیا اور پھر سجدۂ تلاوت کیا ہے تو سجدۂ سہو لازم ہے اگر سجدۂ تلاوت کیا ہی نہیں تو گنہگار رہوا، توبہ واستغفار لازم ہے، نماز کراہت کے ساتھ ہوگئی، اس کا اعادہ لازم نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ١١٠ ج ١، كتاب الصلاة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، هنديه كوئٹه ص ٥٢ ج ١ كتاب الصلوة، الباب الاول فى المواقيت، الفصل الثالث فى بيان الاوقات التى لاتجوز فيها الصلوة، مراقى مع الطحطاوى ص ١٥٠ فصل فى الاوقات المكروهة، مطبوعه مصر.

[2] ولو تلاها فى الصلوٰة سجدها فيها واذا لم يسجد اثم فتلزمه التوبة (الى قوله) وتؤدى بركوع صلوة إذا كان الركوع على الفور من قراءة آية أو آيتين وكذا الثلاث على الظاهر، (در مختار، قال الشامى) قوله ويأتم تاخيرها : لانها وجبت بما هو من افعال الصلوة وهو القراءة وصارت من اجزائها فوجب اداؤها كما فى البدائع ولذا كان المختار وجوب سجود السهو لو تذكرها بعد محلها، كما لو اخر السجدة الصلبية عن محلها. (الشامى نعمانيه ص ٥١٨، ج ١، الدرالمختار ص ١١٠ ج ٢، مطبوعه دارالفكر، مطبوعه زكريا ص ٥٨٥ ج ٢، باب سجود التلاوة، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

سجدۂ تلاوت بذریعہ رکوع

سوال:- سجدۂ تلاوت کرنا ہے اور بھول کر رکوع کرلیا تو اب کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر نماز میں آیت سجدہ تلاوت کر کے قصداً یا بھول کر رکوع میں چلا گیا اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی یا اسمیں نیت نہیں کی بلکہ حسبِ معمول رکوع کے بعد سجدہ کیا اور اسمیں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی یا اس میں نیت نہیں کی بہر صورت سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سجدۂ تلاوت رکوع میں

سوال:- تراویح میں آیت سجدہ آئی۔ اسی آیت پر یا ایک دو آیت کے بعد رکوع کرے اور اس میں سجدہ کی نیت بھی کرلے تو پھر کیا سجدۂ تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سے سجدہ تلاوت ادا ہوجاویگا لیکن جو مقتدی اس رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے اس

(گذشتہ کا بقیہ) مراقی الفلاح علی الطحطاوی، ۳۹۱-۳۹۷، باب سجود التلاوة، طبع مصر، هندیه کوئٹه ص ۱۳۵ ج ۱ الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة، المصلی إذا تلا آیة السجدة ونسی أن یسجد لها ثم ذکرها، وسجدها وجب علیه سجود السهود (هندیه کوئٹه ۱۲۷ ج ۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو.

(صفحہ ہٰذا) [1] ولو رکع لصلاته علی الفور و سجد تسقط عنه سجدة التلاوة نوی فی السجدة للتلاوة او لم ینو. الفتاویٰ التاتارخانیه ص ۷۸۶ ج ۱، الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة، باب سجدة التلاوة. نوع آخر فیما اذا تلاآیة السجدة الخ. مطبوعه ادارة القراٰن والعلوم الاسلامیه کراچی، شامی زکریا ص ۵۸۸ ج ۲، باب سجدة التلاوة. ویجزی عنها رکوع الصلاة إن نواها وسجودها وإن لم ینوها، مراقی مع الطحطاوی ص ۳۹۷ باب سجود التلاوة، مطبوعه مصر.

کا سجدہ ادا نہیں ہوگا[1] اس لئے امام کو چاہئے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے بلکہ رکوع کے بعد نماز کے سجدہ کرنے سے بہرصورت سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا، خواہ سجدۂ تلاوت کی نیت کرے، یا نہ کرے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سجدۂ تلاوت رکوع میں ادا کرنا

سوال:-زید نے نماز میں سورۂ ''اقرأ'' یا ''نجم'' یا سورۂ ''فرقان'' پڑھی اور سجدہ کی آیت پڑھ کر فوراً رکوع میں چلا گیا اور نماز پوری کر لی، سلام کے بعد کسی صاحب نے یہ دریافت فرمایا کہ آپ نے سجدہ کیوں نہ کیا جب کہ واجب ہے، زید جواب دیتا ہے کہ اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر فوراً رکوع میں چلا جاوے اور رکوع ہی میں سجدہ کے ادا ہونے کی نیت کر لے تو ادا ہوجاتا ہے اور اگر نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد جو نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اس میں ادا ہوگیا۔ زید کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

زید کا قول صحیح ہے آیت سجدہ پڑھ کر اگر فوراً رکوع کیا جائے اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی جائے تو اس سے ہی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے ورنہ پھر سجدۂ صلوٰۃ سے بغیر نیت بھی ادا ہوجائے گا، اگرچہ افضل یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت مستقل ادا کیا جائے کیوں کہ اگر امام نے رکوع میں تو نیت کی اور کسی مقتدی نے نہیں کی تو اس مقتدی کا سجدہ ادا نہ ہوگا بلکہ اس کو سلام امام کے بعد سجدہ کرنا ہوگا اور پھر قعدہ کا اعادہ بھی لازم ہوگا، لہٰذا امام کو چاہئے کہ رکوع میں نیت نہ کرے اور سجدہ

---

[1] ولو نواها فی رکوعه ولم ینوها الموتم لم تجزه الخ. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص۵۸۷ ج۲، باب سجدة التلاوة، طحطاوی علی المراقی ص۳۹۷ باب سجود التلاوة، طبع مصر هندیه کوئٹه ص۱۳۳ ج۱، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة.

[2] سجود المقتدی عن سجود التلاوة بلانیة تبعا لسجود امامه کما مر آنفا انها تودی بسجود الصلاة فوراً و ان لم ینو الی قوله ینبغی للامام ان لاینویها فی الرکوع لانه اذا لم ینوها فیه ونواها فی السجود او لم ینوه اصلا لاشیء علی الموتم (الشامی نعمانیه ص۵۱۹ ج۱، شامی زکریا ص۵۸۸ ج۲، باب سجدة التلاوة.

میں نیت کرے نہ کرے بہر صورت سجدۂ تلاوت ادا ہوجائیگا۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہٗ ۱۷/ رمضان المبارک ۵۶ھ

سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع

سوال:- اگر کوئی شخص اقرأ باسم ربک الذی خلق فرض نماز میں پڑھتا ہے یعنی جہری نماز میں مثلاً عشاء یا سری نماز میں مثلاً ظہر، وہ شخص اس سورۃ کے اخیر میں سجدۂ تلاوت ادا نہیں کرتا تو کیا وہ سجدۂ نماز کے سجدہ سے ادا ہوجائے گا؟ یا سجدۂ تلاوت نماز کے اندر کرنا واجب ہوگا؟ اور تارکِ سجدہ گنہگار قرار دیا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر اس سورۃ کے ختم پر سجدہ نہیں کیا بلکہ رکوع کیا اور اس رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی ہے تو اس سے سجدۂ تلاوت ادا ہوگیا اور اگر نیت نہیں کی تو سجدۂ صلوٰۃ سے یہ سجدۂ تلاوت بلا نیت ہی ادا ہوجائے گا، اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی ہے تو جس مقتدی نے اس میں نیت کی ہو اس کا سجدہ ادا ہوگیا اور جس نے نیت نہیں کی اس کا ادا نہیں ہوا، وہ نماز امام کے بعد سجدہ کرے، پھر قعدہ کرے ورنہ اسکی نماز فاسد ہوجائیگی، یہ صلوٰۃ جہری کا حکم ہے، صلوٰۃ سری میں

---

[1] وتودی برکوع صلوة علی الفور من قراء ة آیة ان نواه وبسجودها کذلک وان لم ینو بالاجماع ولو نواها فی رکوعه ولم ینوها الموتم لم تجزه ویسجد اذا سلم الامام ویعید القعدة ولو ترکها فسدت صلاته کذا فی القنیة (درمختار مع الشامی نعمانیه ص ۱۹ ۵ ج ۱، شامی زکریا ص ۵۸۶ تا ۵۸۷ ج ۲، باب سجدة التلاوة) وینبغی للامام ان لاینویها فی الرکوع لانه اذا لم ینوها فیه ونواها فی السجود او لم ینوها اصلا لاشئ علی الموتم، (شامی زکریا ص ۵۸۸ ج ۲، باب سجدة التلاوة، البحرالرائق ص ۱۲۳ ج ۲، باب سجدة التلاوة، مطبوعه ماجدیه کوئٹه)، مراقی مع الطحطاوی ص ۳۹۷ باب سجود التلاوة، طبع مصر، هندیه کوئٹه ص ۱۳۳ ج ۱ الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة.

اگر ایسا ہو کہ امام رکوع میں نیت کرے اور مقتدی کو معلوم ہی نہیں تو مقتدی کا بھی سجدہ ادا ہوجائیگا اورامام کی نیت کافی ہوگی، کذا فی ردالمحتار[1] ص ۵۱۹ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/ ۸۹ھ

آیت سجدہ پڑھنے کے بعد فوراً رکوع وسجدہ کردیا جائے

سوال:- گذشتہ رمضان شریف میں تراویح کے دوران سورۂ النحل کی ۵۰ ویں آیت پر جو یؤمرون پر ختم ہوتی ہے سجدۂ تلاوت کرنے کے بجائے اس سے ایک آیت قبل یعنی ۴۹/ویں آیت پر جو یستکبرون پر ختم ہوتی ہے، حافظ صاحب نے سجدۂ تلاوت فرمایا، پھر قیام میں آ کر ۵۰/ویں آیت کی تلاوت کی اور یؤمرون پر رکوع کیا فرمایئے کہ سجدۂ تلاوت ادا ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

آیت سجدہ پڑھ کر فوراً رکوع اور اس کے بعد سجدۂ صلوٰۃ کرنے سے بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۹/ ۹۱ھ

---

[1] وتودی برکوع صلاة على الفور من قراءة آية ان نواه وبسجودها كذلک وان لم ينوبالاجماع ولو نواها فی رکوعه ولم ينوها الموتم لم تجزه ويسجد اذا سلم الامام ويعيد القعدة ولوتركها فسدت صلاته وينبغی حمله على الجهرية فاما فی السرية فهو معذور وتكفيه نية امامه الخ (الدرالمختار مع الشامی زكريا ص۵۸۷ تا ۵۸۸ ج۲، مطبوعه نعمانيه ص۵۱۹ ج۱ باب سجدة التلاوة، البحرالرائق ص۱۲۹ ج۲، باب سجدة التلاوة، مطبوعه ماجديه كوئٹه)، مراقی مع الطحطاوی ص۳۹۷ باب سجود التلاوة، مطبوعه مصر.

[2] ولو ركع لصلاته على الفور وسجد تسقط عنه سجدة التلاوة نوى فی السجدة للتلاوة او لم ينو (الفتاوىٰ التاتارخانيه ص۷۸۶، سجدة التلاوة، نوع آخر فيما اذا تلاآية السجدة واراد ان يقيم الركوع مقام السجدة. مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی، الدر مع الشامی زكريا ص۵۸۸ ج۲ باب سجدة التلاوة، مراقی مع الطحطاوی ص۳۹۷ باب سجود التلاوة، طبع مصر.

سجدۂ تلاوت سجدۂ نماز سے

سوال: -(١) فرض نماز میں اگر سجدۂ تلاوت آجائے تو اس کو کیسے ادا کیا جائے؟
(٢) اور اگر سجدۂ تلاوت کی نیت سجدۂ فرض میں کر لی تو نماز ہوئی یا نہیں اور سجدہ ادا ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(١) آیت سجدہ پڑھ کر ایک سجدہ مثل سجدۂ نماز کے ادا کر لیا جائے [1]۔
(٢) اگر آیت سجدہ پڑھ کر فوراً سجدہ نہیں کیا بلکہ رکوع کر دیا اس کے بعد سجدۂ نماز کیا تب بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا اور نماز درست ہو گئی ویجزی عنها ایضاً سجدوها ای سجود الصلوٰة وان لم ینوها اذا لم ینقطع فور التلاوة اھ مراقی [2] الفلاح ص ۲۸۲،

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۸/ ۵۵ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

سجدۂ تلاوت کی قضاء

سوال: - ایک شخص کے ذمہ سینکڑوں کی تعداد میں سجدۂ تلاوت باقی ہیں، انکو کس طرح ادا کرے اور تلاوت کے فوراً بعد سجدہ نہ کرنا گناہ تو نہیں؟

---

[1] ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها (الدر مع الرد کراچی ص ۱۱۰ ج۲ باب سجود التلاوة، بحر کوئٹه ص ۱۱۹ ج۲ باب سجود التلاوة.

[2] مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص۲۹۷، مطبوعه مصری، باب سجود التلاوة، تاتارخانية کراچی ص۸۲۷ ج۱ الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة، نوع آخر فیما إذا تلا آیة السجدة واراد أن یقیم الرکوع مقام السجدة، الدر مع الرد زکریا ص ۵۸۸ ج۲ باب سجدة التلاوة.

الجواب حامداً ومصلیاً!

تلاوت کے فوراً بعد سجدہ کرنا مستحب ہے تاخیر بھی گناہ نہیں[1]۔ جسکے ذمہ بہت سے سجدے ہوں وہ بلا تعیین سجدے کرتا رہے یہاں تک کہ اس کا دل گواہی دینے لگے کہ اب اسکے ذمہ کوئی سجدہ باقی نہیں[2] رہا اسی لئے فقہاء لکھتے ہیں کہ تلاوت کے بعد فوراً سجدہ کرلیا جائے ورنہ بھول جانے کا احتمال ہے جس سے واجب ذمہ میں باقی رہ جائیگا اور گنہگار ہوگا۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ریڈیو پر تلاوت کا سننا

سوال:- ریڈیو کی قرآن خوانی اور وعظ پر انصات (خاموشی) استماع (کان لگا کر سننا) سجدۂ تلاوت اور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حضرت تھانویؒ گراموفون کی تلاوت کے بارے میں فرماتے ہیں وہ تلاوت نہیں ہے بلکہ نقل اور عکس ہے تلاوت کا مشابہ صوت طیر اور صدا کا، اس استماع سے سجدہ واجب نہ ہوگا[4]۔ فتاویٰ امداد[5] یہ

---

[1] وغيرها تجب موسعا ولكن كره تاخيره السجود عن وقت التلاوة فى الاصح. مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ۲۹۱، باب سجدة التلاوة، مطبوعه مصر، وتاخير سجدة التلاوة يجوز ان طالت المدة ولااثم عليه (تاتار خانيه ص ۷۷۴ ج ۱، باب سجدة التلاوة، نوع آخر فى بيان شرائط جوازها وادائها. مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچى.

[2] حتى لوكان عليه سجدات متعددة فعليه ان يسجد عددها وليس عليه ان يعين ان هذه السجدة لآية كذا وهذه لآية كذا كبيرى ص ۵۰۱، مطبوعه لاهور) القراءة خارج الصلاة. من لايدرى كمية الفوائت يعمل باكبررايه فان لم يكن له راى يقضى حتى يتقن لم يبق عليه شئى (طحطاوى على المراقى ص ۲۶۳، باب قضاء الفوائت، مطبوعه مصر)

[3] ويكره تاخيرها تنزيها لان بطول الزمان قدينساها. (الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۵۸۳ ج ۲، باب سجدة التلاوة) ويكون آثما بتركها (هنديه كوئٹه ص ۱۳۴ ج ۱ الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، بحر كوئٹه ص ۲۲ ج ۲ باب سجود التلاوة. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ص۱۸۲ ج ۲، میں ریڈیو کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ پر پڑھی ہوئی آیت پر سجدۂ تلاوت اور سلام کا جواب

سوال:- ٹیپ ریکارڈ یا ریڈیو میں اگر سجدۂ تلاوت کی آیت سنی جائے تو کیا سجدۂ تلاوت واجب ہوگا نیز مذکورہ صورتوں میں اگر سلام علیک سنا جائے تو جواب دینا بھی واجب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر قاری یا متکلم کی قراءت وآواز کو کسی آلہ میں محفوظ کرلیا گیا تو اسمیں آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہوگا، ٹیپ ریکارڈ کا بھی یہی حکم ہے[۱]۔ اسکے سلام کا جواب بھی ضروری نہیں،

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) [۴] لاتجب سجدة التلاوة بسماعها من الطير على الصحيح ولاتجب بسماعها من الصدى مراقى االفلاح ص ۲۹۶ باب سجود التلاوة، مطبوعه مصرى. الشامى نعمانيه ص۵۱۷ ج ۱، شامى زكريا ص۵۸۳ ج ۲، باب سجدة التلاوة، بدائع الصنائع ص ۴۴۰ ج ۱ فى بيان من تجب عليه السجدة، مطبوعه زكريا الهنديه ص ۱۳۲ ج ۱، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، مطبوعه كوئٹه، تاتارخانيه ص۷۷۳ ج ۱، الفصل الحادى والعشرون فى سجدة التلاوة. نوع آخر فى بيان سبب وجوبها. مطبوعه دارالقرآن والعلوم الاسلامية كراچى، خانيه ص۱۵۶ ج ۱، فصل فى قراءة القرآن خطأ وفى الاحكام المتعلقة بالقراءة، مطبوعه كوئٹه. كبيرى ص ۵۰۰، القراءة خارج الصلاة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)

[۵] امدادالفتاویٰ ص۲۴۵ ج ۴، غناومزامیر اورلہوولعب وتصویر کے احکام۔ حکم سماع قرآن از گراموفون، مطبوعہ زکریا دیوبند۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] لاتجب سجدة التلاوة بسماعها من الطير على الصحيح ولاتجب بسماعها من الصدى (مراقى الفلاح ص ۲۹۶، مطبوعه مصرى، باب سجود التلاوة، الشامى نعمانيه ص۵۱۷، ج ۱، شامى زكريا ص۵۸۳ ج۲، باب سجود التلاوة. بدائع الصنائع زكريا ص ۴۴۰ ج ۱، مطبوعه كراچى ص۱۸۶ ج۱ فى بيان من تجب عليه السجدة، الهندية ص ۱۳۲ ج ۱، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، تاتارخانيه ص۷۷۳ ج۱، باب سجدة التلاوة. نوع آخر فى بيان سبب وجوبها، مطبوعه كراچى، خانيه ص۱۵۶ ج۱، فصل فى قراءة القرآن خطأ الخ. مطبوعه كوئٹه)

ریڈیو میں تقاضۂ احتیاط یہ ہے کہ آیت سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کیا جائے، اور اسکے سلام کا جواب بھی دیا جائے بشرطیکہ اصل آواز اس سے سنائی دے رہی ہو کوئی ریکارڈ نہ ہو[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود عفی عنہٗ ۱۷/۵/ ۸۹ھ

ریڈیو سے آیتِ سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت

سوال:- اگر قاری نے ریڈیو اسٹیشن پر سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی اور دنیا میں ہزاروں آدمیوں نے ریڈیو پر اس آیت کو سنا تو کیا سارے سامعین پر سجدۂ تلاوت ضروری ہوگیا ہے، جبکہ وہ ایک مشین کے ذریعہ سے آواز پہونچائی گئی ہے گراموفون اور مشین میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ریڈیو پر آیت سجدہ سننے سے سامعین پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، کیونکہ یہ قاری کی ہی آواز قرار دی گئی ہے[۲]۔ گراموفون سے جو آواز نکلتی ہے اس کو نقل اور عکسِ تلاوت لکھا ہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] واماسبب وجوب السجدة فسبب وجوبها احدالشئين التلاوة او السماع كل واحد منهما على حاله موجب فيجب على التالى الاصم والسامع الذى لم يتل (بدائع الصنائع زكريا ص ۴۳۰ ج ۱، مطبوعه كراچى ص ۱۸۰ ج ۱، فصل واماسبب وجوب السجدة، الشامى نعمانيه ص ۵۱۴ ج ۱، شامى زكريا ص ۵۷۷ ج ۲، باب سجود التلاوة، البحرالرائق ص ۱۱۹، ج ۲، باب سجود التلاوة، مطبوعه كوئٹه، الهندية ص ۱۳۲ ج ۱، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة، مطبوعه كوئٹه)

[۲] واما سبب وجوب السجدة فسبب وجوبها احد الشئين التلاوة او السماع كل واحد منهما على حاله موجب فيجب على التالى الاصم والسامع الذى لم يتل (بدائع الصنائع زكريا ص ۴۳۰ ج ۱، مطبوعه كراچى ص ۱۸۰ ج ۱. فصل واماسبب وجوب السجدة، شامى زكريا ص ۵۷۷ ج ۲ باب سجود التلاوة، بحر كوئٹه ص ۱۱۹ ج ۲ باب سجود التلاوة)

[۳] لاتجب سجدة التلاوة بسماعها من الطير على الصيح ولاتجب بسماعها من الصدى (مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۳۹۶، باب سجود التلاوة، مطبوعه مصر)، شامى زكريا ص ۵۸۳ ج ۲ باب سجود التلاوة، هنديه كوئٹه ص ۱۳۲ ج ۱ الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة.

گراموفون میں قرآن شریف سننے سے سجدۂ تلاوت

سوال:- جوآیت سجدہ گراموفون میں پڑھی جائے تو کیا سامعین پر سجدہ واجب ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

حوادث الفتاویٰ ص۸۱ میں لکھا ہے کہ جوآواز اس سے نکلتی ہے وہ تلاوت نہیں بلکہ نقل اور عکس ہے تلاوت کا مشابہ صوتِ طیر اورصدا کے پس اس کا حکم بھی تلاوت کا سانہ ہوگا۔[۱] بنا بر روایت درمختار وغیرہ مثلاً اس کے استماع سے سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا[۲]،لیکن قرآن شریف کا اس میں بھرنا اورسننا منع ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

کیسٹ کے ذریعہ قرآن پاک پڑھنا

سوال:- قرآن پاک صحیح پڑھنے کیلئے اگر کیسٹ چلائیں اورخودبھی قرآن مجید کھول کر ساتھ پڑھتاہے تو کیا ثواب ملے گا دوسرے سجدہ آئے تو کیا ایک ہی سجدہ کافی ہے یا کیسٹ سے سننے کاالگ کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگرخودبھی صحیح نہیں پڑھ سکتاہے اس مجبوری سے کیسٹ چلاتاہےاوراسکے موافق پڑھتاہے

---

[۱] لا تجب بسماعه من الصدى والطير الخ الدر مع الرد زكريا ص۵۸۳ ج۲ باب سجود التلاوت، مراقي مع الطحطاوي مصري ص۲۹۶ باب سجود التلاوة، هنديه كوئٹه ص۱۳۲ ج۱ الباب الثالث عشر في سجود التلاوة.

[۲] امداد الفتاوى ص۲۴۵ كتاب الحظر والاباحة، غناومزامیراورلہوولعب وتصویرکےاحکام۔حکم سماع قرآن ازگراموفون،مطبوعہ زکریا۔

تو ضرور ثواب ملے گا اور سجدہ ایک ہی کافی ہوگا۔[1] فقط واللہ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۶/۶ ۱۴۰۶ھ

آیت سجدہ دل میں پڑھنے سے سجدۂ تلاوت کا حکم

سوال:- ایک شخص کلام اللہ کی تلاوت کر رہا ہے اور دوسرے شخص بیٹھے ہیں اور دل ہی دل میں ورد ہے لیکن جب وہ شخص سجدہ کی آیت پر آتا ہے تو خاموش پڑھتا ہے۔ مگر سننے والے اس آیت کو دل دل میں پڑھ جاتے ہیں زبان سے کچھ نہیں پڑھتے، اب کیا سجدہ ہر ایک پر واجب ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

دل میں پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا بلکہ زبان سے پڑھنے سے (خواہ بالجہر یا بالسر پڑھے) یا سننے سے واجب ہوتا ہے اور صورت مسئولہ میں پڑھنے والے پر واجب ہوا ہے، اگرچہ اس نے آہستہ ہی پڑھا ہے اور سننے والے نے اسکو سنا نہیں اور نہ زبان سے پڑھا ہے بلکہ دل میں پڑھا ہے اس لئے اس پر واجب نہیں ہوا، **یجب بسبب تلاوۃ اٰیۃ لو کتبھا او تھجاھا فلاسجود علیہ بشرط سماعھا فلاتجب علی من لم یسمعھا و ان کان فی مجلس التلاوۃ اھ درمختار**[2] شامی ص ۸۰۰ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۶/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۶/ جمادی الثانیہ ۵۷ھ

---

[1] کیوں کہ کیسٹ سے جو آواز آرہی ہے وہ تلاوت نہیں بلکہ نقل اور عکس ہے، تلاوت کا مشابہ صوت طیر اور صدا کے اس لیے اس کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے خود پڑھے ہوئے پر ہی ایک سجدہ واجب ہوا۔

لاتجب سجدۃ التلاوۃ بسماعھا من الطیر علی الصحیح و لاتجب بسماعھا من الصدی الخ. (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار زکریا ص ۵۸۳ ج ۲، باب سجودۃ التلاوۃ)، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۹۶، باب سجود التلاوۃ، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۳۲ ج ۱ الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سورۂ ص میں سجدہ کس آیت پر ہے

سوال:- سورہ ص میں آیت ۲۵ پر سجدہ ہے یا آیت ۲۴/ پر اگر کوئی آیت ۲۴/ پر سجدہ کردے تو سجدہ ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

آیت ۲۵/ پر آیت سجدہ ہے اگر آیت ۲۴/ اناب پر سجدہ کریگا تب بھی ایک قول پر ادا ہوجائیگا[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرنا بھول گیا

سوال:- امام نے فرض نماز کی جماعت میں بحالت قراءت سجدۂ تلاوت والی آیت پڑھی اور سجدۂ تلاوت نہیں کیا اور نہ سجدۂ سہو کیا تو اس صورت میں نماز درست ہوگئی یا نہیں بالفرض ایسا اتفاق ہوجائے تو سجدہ کس طرح امام کو ادا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

آیت سجدہ جب نماز میں پڑھی تو نماز ہی میں سجدہ تلاوت کرنا چاہئے اگر بھول گیا تو نماز ختم

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا) [۲] درمختار مع الشامی نعمانیہ ص ۵۱۳ ج ۱، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۷٦ تا ۵۷۷ ج ۲، اول باب سجدۃ التلاوۃ، بحر کوئٹہ ص ۱۱۹ ج ۲ باب سجود التلاوۃ، ھندیہ کوئٹہ ص ۱۳۲ ج ۱ الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ.

(صفحہ ہذا) [۱] وفی ص عند وحسن مأب وھو اولیٰ من قول الزیلعی عندوا ناب (الشامی نعمانیہ ص ۵۱۳، ج ۱، شامی زکریا ص ۵۷٦ ج ۲، باب سجود التلاوۃ، طحطاوی مع المراقی ص ۳۹۳، ج ۱، باب سجود التلاوۃ، مطبوعہ المصر.

کرنے سے پہلے یاد ہونے پر سجدہ کرے اور سجدۂ سہو بھی کرے[1] ورنہ پھر اس سجدہ کی قضا کرنے کا وقت نہیں رہے گا استغفار لازم ہوگا[2] اور ایسی نماز کا بھی اعادہ کیا جائے تا کہ نماز کامل ہو جائے نقصان باقی نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۷/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین ۲/۱۸/ ۹۲ھ

آیت سجدہ پڑھ کر کیا ناواقف کو بتانا چاہئے

سوال:- سجدوں کی آیات سننے والوں میں اکثر ناواقف بھی ہوتے ہیں کیا ان کو بتانا ضروری ہے کہ تم نے سجدہ کی آیت سنی ہے لہٰذا سجدہ کر لینا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ناواقف کو تو بتانا ہی چاہئے ورنہ آیت سجدہ آہستہ پڑھیں[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۶/۱/ ۸۹ھ

---

[1] وفی الولوالجیہ لمصلی اذا تلاآیة السجدة ونسی ان یسجد لها ثم ذکرها وسجدها وجب علیه سجود السهو لانه تارک للوصل وهو واجب وقیل لاسهو علیه والاول اصح کذا فی التتارخانیه (عالمگیری ص۱۲۶ ج۱، باب سجود السهو)، شامی زکریا ص۵۸۵ ج۲ باب سجود التلاوة.

[2] ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها وإذا لم یسجد اثم فتلزمه التوبة، شامی زکریاص۵۸۵ ج۲ باب سجود التلاوة، طحطاوی علی المراقی ص۱ ۳۹ باب سجود التلاوة، بحر کوئٹه ص۱۲۲ ج۲ باب سجود التلاوة.

[3] واستحسن اخفاؤها عن سامع غیر متهیئی للسجود وفی الشامیة لانه لو جهر بها لصار موجبا علیهم شیئا بمایتکاسلون عن ادائه فیقعون فی المعصیة الخ. (الدر المختار مع ردالمحتار زکریا ص۵۹۶ ج۲، مطبوعه کراچی ص۱۱۸ ج۲، آخر باب سجدة التلاوة)، طحطاوی مع المراقی ص۴۰۶ باب سجود التلاوة، طبع مصر، محیط برهانی ص۳۸۰ ج۲ کتاب الصلاة، الفصل الحادی والعشرون فی سجدة التلاوة، نوع آخر من هذا الفصل فی المتفرقات، طبع مجلس علمی گجرات.

ایک آیت سجدہ کو بار بار پڑھنے سے ایک ہی سجدہ واجب ہوگا

سوال:-اس بارے میں حکم شرعی سے مطلع فرماویں۔

(الف) کہ معلم طالب علم کوسجدہ کی آیت پڑھاتے ہیں آیت کوخود بھی پڑھتا ہے اور طالب علم سے سنتا بھی ہے تو کیا معلم و طالب علم ہر دو کو دو دو سجدے کرنا ہوں گے ایک پڑھنے کا دوسرا سننے کا یا صرف ایک ایک۔

(ب) مدرسہ میں کسی طالب علم کو سجدہ کی آیت بار بار پڑھائی پھر دوسری تعلیمات میں مشغولی ہوئی پھر اسی طالب علم کو وہ آیت یاد کرائی اسی طرح متعدد وقفوں کے بعد متعدد اوقات میں آیت سجدہ کی تعلیم جاری رہی ایسی حالت میں کیا وقفوں کی تعداد کی برابر سجدے کرنے ہوں گے؟

(ج) مسلسل ایک ہی آیت آیت سجدہ کی تعلیم یا تلاوت اگر بلا وقفہ کے ہوتو کتنے وقت تک کیلئے ایک ہی سجدہ (یا بصورت تعلیم اگر دو ہوں) تو دو کا وجوب ثابت ہوگا، مثلاً بعد فجر سے تا ظہر سلسلہ بلا وقفہ رہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(الف، ب، ج) اگر ایک ہی مجلس میں بیٹھے یہ سب کیا یعنی پڑھا پڑھایا سنا سنایا ہے تو ایک ایک آیت کے تکرار سے ایک ہی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٦/١/ ٨٩ھ

---

[1] ولو كرر آية واحدة او سمعها من واحد او متعدد فى مجلس واحد كفته سجدة واحدة لان مبنى السجود على التداخل ما امكن الخ. (ملتقى الابحر مع مجمع الانهر ص ٢٣٥، ج ١، باب سجود التلاوة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ٥٩٠، ج ٢، مطبوعه كراچى ص ١١٤، ج ٢ باب سجود التلاوة، عالمگيرى كوئٹه ص ١٣٤، ج ١، الباب الثالث عشر فى سجود ة التلاوة)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہاردہم

مسافر کی نماز

مسافت شرعیہ

سوال:- انگریزی میل کتنے پر مسافر قصر کرسکتا ہے اور شرعی مسافر کون ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص تین منزل مسافت کی نیت سے اپنی آبادی سے باہر نکلا وہ شرعاً مسافر ہے اس کے ذمہ قصر لازم ہے۔ ریل کی منزلیں معتبر نہیں بلکہ پیدل یا معتدل سواری کی منزلیں معتبر ہیں خواہ یہ سفر پیادہ طے کرے خواہ سواری پر۔ اگر منزلیں متعین نہ ہوں تو اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض سولہ میل انگریزی کی ایک منزل قرار دیتے ہیں اور تین منزلیں اس اعتبار سے اڑتالیس میل کی ہوتی ہیں۔ بعض اس سے کم اور بعض اس سے زائد کے قائل ہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۲/۵۶ھ

صحیح: عبداللطیف ۸/صفر ۵۶ھ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[1] فان المسافر اذا بكر فى اليوم الاول وسار الى وقت الزوال حتى بلغ المرحلة فنزل بها للاستراحة وبات بهاثم بكر فى اليوم الثانى وسار الى مابعد الزوال ونزل (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسافت شرعیہ طے کرنے کے بعد قصر کرے یا اس سے پہلے بھی قصر درست ہے

سوال: - زید نوگوان سے سنبھل کو چلا جو کہ ۴۸ ؍ میل سے زیادہ ہے۔ اگر زید براہِ راست سنبھل کو جائے تو اس صورت میں تو قصر کرے گا۔ لیکن اگر اس شکل سے چلے کہ منتہائے سفر تو سنبھل رہے لیکن درمیان کے مواضع میں دس میل کے فاصلہ سے رات کو قیام کرتا ہوا جاوے گا تو کیا ایسی صورت میں بھی قصر کرے گا؟ بنابریں اگر جماعت تو نوگوان سے چلے اور اسے تین دن قیام کرنا ہے۔ ایک دن تو امروہہ جو کہ دس میل ہے دوسرے مرادآباد جو کہ بیس میل ہے۔ تیسرے سنبھل جو کہ نوگوان سے اڑتالیس میل سے زائد ہے۔ تو اگر جماعت یہ قصد کر کے نوگوان سے چلے کہ مذکورہ تین جگہ قیام کرنا ہے اور ابتدائی قیام امروہہ ہوگا جو کہ صرف دس ہی میل ہے۔ پھر دوسرا مرادآباد ہوگا جو امروہہ سے دس بارہ میل پر ہے پھر سنبھل تو کیا مذکورہ جماعت کو ایسی حالت میں قصر کرنا ہوگا؟ نیز مقدارِ مسافت سنبھل کی نوگوان سے لگے گی یا مرادآباد سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سفر شرعی کی مسافت کم از کم ۴۸ ؍ میل ہے جب اس مسافت کی نیت سے سفر شروع کیا جائے تو قصر لازم ہے اگرچہ درمیان میں تین چار جگہ ٹھہرتے ہوئے جانا ہو۔ مگر ٹھہرنے کی

(گذشتہ کا بقیہ) ثم بكر فى اليوم الثالث ومشى الى الزوال فبلغ المقصد قال شمس الائمة السرخسى الصحيح انه يصير مسافراً عندالنية وكذا مافى الفتح من انه قيل يقدر باحدوعشرين فرسخاً وقيل بثمانية عشروقيل بخمسة عشر الخ. (الشامى نعمانيه ص ٥٢٦ ؍ ج ١ ؍) شامى كراچى ص ١٢٢ ؍ ج ٢ ؍ باب صلاة المسافر كبيرى ص ٥٣٥ ؍ مطبوعه لاهور، فصل المسافر. هدايه ص ١٦٥ ؍ ج ١ ؍ باب صلاة المسافر، ديوبند المحيط البرهانى ص ٣٨٤ ؍ ج ٢ ؍ الفصل الثانى والعشرون صلاة المسافر، نوع فى بيان ادنى مدة السفر الخ، مطبوعه ڈابهيل.

مدت پندرہ یوم سے کم ہو۔ پس نوگوان سے سنبھل کی نیت سے چلنا جس کی مسافت ۴۸؍میل سے زائد سفر شرعی ہے اگر چہ نوگوان سے چل کر دس بیس میل پر ایک دوشب کا قیام بھی منوی ہو۔ اس سے سفر کے احکام میں فرق نہیں آ گا۔ سفر کے درمیان میں کچھ وقت کے لئے ٹھہرتے ہوئے جانا منع نہیں اور اس سے حکم سفر نہیں بدلتا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵؍۵؍۹۵ھ

مسافت قصر

سوال:- نماز میں قصر کتنے میل پر کرنا چاہئے۔ نیز باعتبار میل قصر ضروری ہے مگر وہاں برادری کا تعلق بھی ہے اور اکثر جانے کا اتفاق ہوا کرتا ہے ایسی جگہ پر قصر ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

تین دن کی مسافت کا قصد کر کے جو شخص اپنی جائے اقامت سے نکلے گا وہ قصر کرے گا اور اس جگہ اگر پندرہ یوم سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو وہاں پہونچ کر بھی قصر کرے گا[2] اگر

---

[1] (ثلاثة ایام ولیالیها) من اقصر ایام السنة ولایشترط سفر کل یوم الی اللیل بل الی الزوال الخ. بالسیر الوسط مع الاستراحات المعتادة (قوله ولایشترط) اذلابدللمسافر من النزول للاکل والشرب والصلاة ولاکثر النهار حکم کله فان المسافر اذابکر فی الیوم الاول وسار الی وقت الزوال حتی بلغ المرحلة فنزل بها للاستراحة وبات بها ثم بکر فی الیوم الثانی وسار الی مابعد الزوال ونزل ثم بکر فی الیوم الثالث ومشی الی الزوال فبلغ المقصد قال شمس الائمة السرخسی الصحیح انه یصیر مسافراً عند النیة (الشامی کراچی ص ۱۲۲/تا ۱۲۳/ج۲/ باب صلاة المسافر، کبیری ص ۵۳۵/ فصل المسافر. مطبوعه لاهور. المحیط البرهانی ص۳۸۵/ ج۲/ الفصل الثانی والعشرون صلاة المسافر ،نوع فی بیان أدنی مدة السفر الخ، مطبوعه ڈابهیل.

[2] من خرج من عمارة موضع اقامته قاصداً مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها صلی الفرض الرباعی رکعتین الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۱۲۱/ج۲/(الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۵۲۷/ ج۱/باب صلاة المسافر. لایزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة اوقریة خمسة عشریوما او اکثر وان نوی اقل من ذلک قصر (الهدایة ص ۱۶۶/ ج۱/ باب صلاة المسافر. مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، مجمع الانهر ص ۲۳۸/ ج۱ /باب صلاة المسافر مطبوعه دارالکتب العلمیةبیروت.

پندرہ یوم یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو قصر نہیں کریگا رشتہ داری کا کوئی اثر قصر پر نہیں۔ البتہ اگر وہاں شادی کی ہے اور ہمیشہ کے لئے وہیں رہنا شروع کر دیا یا بیوی کے یہاں رہنے کی شرط کر لی گئی ہے۔ غرض کہ اس کو وطن بنالیا تو وہ بمنزلہ وطن کے ہے وہاں قصر نہیں کرے گا[1] کذا فی الشامی ص ۱۲۹/ج ۱/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

مسافت قصر کی مقدار

سوال: - کس قدر مسافت ہے جس سے مسافر کو قصر کی اجازت ہوجاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

متوسط رفتار سے تین روز کی مسافت پر شرعاً قصر کیا جاتا ہے اور تمام دن چلنا ضروری نہیں بلکہ صبح سے سردی میں زوال تک چلنا معتبر ہے اور ہر جگہ کے سفر میں اسی کے موافق رفتار معتبر ہوگی مثلاً خشکی میں پیدل یا معمولی اونٹ وغیرہ کی رفتار اور دریا میں کشتی کی متوسط رفتار معتبر ہوگی اس مسافت کا اندازہ تقریباً ۴۸ میل ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۶/۱۲/۵۳ھ

---

[1] الوطن الاصلی هوموطن ولادته او تاهله وتوطنه (درمختار نعمانیه ص ۵۳۲/ج ۱/ الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار ص ۱۳۱/ج ۲/ مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی، مطلب فی الوطن الاصلی ووطن الاقامة. باب صلاة المسافر، حلبی کبیری ص ۵۴۴/فصل فی صلاة المسافر، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] وان اعتبرذلک بالایام المعتدلة کان مجموع لثلاثة ایام وقال فی الهدایة وهو الصحیح احترازاً عن قول عامة المشائخ من تقدیرها بالفراسخ ثم اختلفوا فقیل احدوعشرون وقیل ثمانیة عشروقیل خمسة عشروالفتویٰ علی الثانی ای سیر الابل ومشی الاقدام ویعتبر فی الجبل بمایناسبه من السیر الخ. شامی کراچی ص ۱۲۳ ج ۲ (الشامی نعمانیه ص ۵۲۷ ج ۱ باب صلاة المسافر، کبیری ص ۵۳۵ مطبوعه لاهور، فصل المسافر، مجمع الانهر ص ۲۳۸/ج ۱/باب صلاة المسافر، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

پندرہ دن کے قیام کی نیت سے سفر کرنے والا راستہ میں قصر کرے

سوال:- اگر ایک آدمی سفر کرتا ہے تو اس کے بارے میں حکم ہے کہ وہ راستہ میں قصر کرے تو کیا ہر حال میں قصر کرے گا یا مخصوص وقت میں کہ جو شخص پندرہ دن کی نیت کر کے سفر کرے صرف وہی قصر کرے۔ مگر یہ تو اتفاقی مسئلہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی پندرہ دن یا زائد کی نیت کر کے چلتا ہے تو وہ راستہ میں قصر کرے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص تین منزل کی مسافت ۴۸/میل کا ارادہ کر کے سفر کرے وہ راستہ میں قصر کرے گا[۱] لیکن اگر راستہ میں ۴۸/ سے پہلے پندرہ روز یا زائد ایام ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو راستہ میں قصر نہیں کرے وہ شرعی مسافر نہیں[۲] اسی طرح اگر ابتداءً ۴۸/میل سے کم کی نیت سے چلا اور کسی جگہ ٹھہر گیا۔ پھر وہاں سے ۴۸/میل سے کم کا ارادہ کر لیا تو یہ شخص مسافر نہیں ہوا اگر چہ ساری دنیا میں گھوم جائے یہ قصر نہیں کرے گا[۳] اگر چہ ۴۸/میل یا اس سے زائد کا سفر تو کرتا ہے مگر

---

[۱] قال محمد رحمه الله يقصر حين يخرج من مصره الخ عالمگیری ص ۱۳۹/ج ۱/الباب الخامس عشر في صلوة المسافر، مطبوعه کوئٹه المحيط ص۳۸۷/ج۲/صلوة المسافر، نوع آخر في بيان ان المسافر متى يقصر الخ، مطبوعه ڈابھیل، شامی کراچی ص ۱۲۱/ج۲/باب صلوة المسافر.

[۲] ولابد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثه ايام حتى يترخص برخصة المسافرين والا لايترخص ابد او لو طاف الدنيا جميعها الخ عالمگیری ص ۱۳۹/ج ۱/ الباب الخامس عشر في صلوة المسافر، البحر ص ۱۲۹/ج۲/ مطبوعه کوئٹه، المحيط ص ۳۸۹/ج۲/ صلوة السفر، نوع آخر في بيان مدة الاقامة، مطبوعه ڈابھیل .

[۳] اقل من ثلاثة ايام لايكون مسافراً وان طاف آفاق الدنيا على هذالسبيل لايكون مسافراً (البحر الرائق ص ۱۲۹/ج۲/) باب صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه، المحيط البرهاني ص ۳۸۹/ ج۲/ صلاة السفر، نوع آخر في بيان مدة الاقامة، مطبوعه ڈابھیل، عالمگیری ص ۱۳۹/ج ۱/ الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه.

درمیان میں ٹھہرتا ہوا جائے گا اور یہ ٹھہرنا پندرہ روز سے کم ہوگا۔ تو یہ شخص مسافر ہے سفر میں قصر کرے گا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۵/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

مسافت سفر میں اعتبار صرف جانے کا ہے یا آنے کا بھی

سوال: - یہاں سے ضلع صدر جانے کے دوراستے ہیں ایک پچیس کوس دوسرا چونتیس کوس کا، چوبیس کوس والے راستہ سے جائے اور پچیس کوس والے راستہ سے واپس آئے تو اس پر واپسی میں قصر ہے یا نہیں اور جو پچیس کوس والے راستہ سے جاوے اور چوبیس کوس والے راستے سے آوے تو اس پر قصر ہے یا نہیں۔ ہمارے یہاں تین کوس چار میل کا ہوتا ہے۔

معتکف بخدمت شریف شاہ حبیب اللہ از خانقاہ مانکپور ضلع پرتا پگڑھ ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۵۷ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

قصر نماز کے لئے تین یوم کی مسافت کا سفر ضروری ہے[۲] اور یہ مسافت صرف ایک طرف کی ہے آنے اور جانے کی مجموعی مسافت نہیں۔ پس صورت مسئولہ میں دونوں راستوں میں سے کسی ایک سے آنا جانا ہو یا دونوں سے دونوں صورتوں میں قصر جائز نہیں البتہ اگر کسی

---

[۱] وان نوی الاقامة اقل من خمسة عشر یوماً قصر هکذا فی الهدایة، فتاویٰ عالمگیری ص ۱۳۹/ ج ۱/ الباب الخامس عشره فی صلاة المسافر، مطبوعه المصر. هدایه ص ۱۶۶/ ج ۱/ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. باب صلاة المسافر. بهشتی زیور ص ۱۰۹/ ج ۲/ مسافرت میں نماز کا بیان، شامی کراچی ص ۱۲۵/ ج ۲/ باب صلاة المسافر.

[۲] ادنی مدة السفر مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها المحیط ص ۳۸۴/ ج ۲/ صلاة السفر، نوع آخر فی بیان ادنی مدة السفر الخ، مطبوعه ڈابهیل، هندیه ص ۱۳۸/ ج ۱/ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه، بحر ص ۱۲۸/ ج ۲/ باب فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه.

جگہ کے دو راستے ہوں ایک مسافت قصر ہو اور دوسرا نہ ہو تو جس راستہ سے سفر اختیار کرے گا اس کا اعتبار ہوگا آنے میں جانے میں بھی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۵/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۹/ الجمادی الثانی / ۵۷ھ

آدمی مسافر کب شمار ہوتا ہے؟

سوال: - قصر کے احکام کیا تین منزل کی مسافت پوری ہونے پر شروع ہوتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں بلکہ تین منزل کی مسافت کی نیت سے جب آدمی سفر شروع کرے اور آبادی سے باہر پہنچ جائے اسی وقت سے شروع ہو جاتے ہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] (الف) الرجل اذا قصد بلدة والی مقصده طريقان احدهما مسيرة ثلاثة ايام ولياليها والآخر دونها سلک الابعد كان مسافراً عندنا (الخانية على هامش الهنديه ص۱۶۵ ج۱) الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه المصر، المحيط ص۳۸۵/ ج۲/ صلاة السفر، نوع آخر فی بيان ادنی مدة السفر، مطبوعه ڈابهيل، هنديه ص۱۳۸/ ج۱/ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه كوئٹه. (ب) اما فی الرجوع فان كانت مدة سفر قصروا الخ البحر ص۱۲۸/ ج۲/ باب المسافر، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص۳۴۴/ ج۱/ باب المسافر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] من خرج من عمارة موضع اقامته قاصداً مسيرة ثلاثة ايام ولياليها صلى الفرض الرباعی ركعتين (الدر المختار على الشامی نعمانيه ص۵۲۷/ ج۱/ الدر المختار على الشامی كراچی ص۱۲۳/ ج۲/ مطبوعه زكريا ص۶۰۳، ۵۹۹/ ج۲/ باب صلاة المسافر، المحيط ص۳۸۵/ ج۲/ صلاة السفر، نوع آخر ادنی مدة السفر، مطبوعه ڈابهيل البحر ص۱۲۸/ ج۲/ باب المسافر، مطبوعه كوئٹه.

ریل اور جہاز کے اسٹیشن پر کیا نماز میں قصر ہوگا؟

سوال:- جہاز کے اسٹیشن ریلوے اسٹیشن وغیرہ پر نماز میں قصر ہوگا یا نہیں؟ جب کہ گھر سے نیت ۵۰؍میل سے زیادہ کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اسٹیشن پر آبادی مسلسل ہے تو ابھی وہ مسافر نہیں، پوری نماز لازم ہے۔ وہاں سے چلنے کے بعد سفر ہوگا تب قصر کرنا ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲؍۴؍۸۹ھ

۴۲؍میل کا سفر شرعی سفر نہیں

سوال:- اگر کسی نے ۴۲؍میل کا سفر کیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا آدمی شرعی مسافر نہیں[۲]، وہ پوری نماز پڑھے گا قصر نہیں کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷؍۱۰؍۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الصحیح ماذکر انه یعتبر مجاوزة عمران المصر لاغیر الااذا کان ثمة قریة او قری متصلة بربض المصر فحینئذ تعتبر مجاوزة القری بخلاف القریة التی تکون متصلة بفناء المصر فانه یقصر الصلاۃ وان لم یجاوز تلک القریة کذا فی المحیط فتاوی عالمگیری ص ۱۳۹ / ج ۱ / الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، مطبوعه المصر. بهشتی زیور ص ۱۰۹ / ج ۲ / مسافرت میں نماز کا بیان. المحیط ص ۳۸۸ / ج ۲ / الفصل الثانی والعشرون صلاۃ السفر، نوع آخر فی بیان أن المسافر متی یقصر الصلاۃ، مطبوعه ڈابھیل، البحر ص ۱۲۸ / باب صلاۃ المسافر، مطبوعه کوئٹه.

[۲] ولابد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة أیام حتی یترخص برخصة المسافرین والا لایترخص ابداً، عالمگیری ص ۱۳۹ / ج ۱ / الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، مطبوعه کوئٹه، البحر ص ۱۲۹ / ج ۲ / باب المسافر، مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص ۲۰۹ / ج ۱ / باب المسافر، مطبوعه امدادیه ملتان.

سفر میں سنتیں

سوال:- کیا سفر میں سنتیں معاف ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر گاڑی کی آمد یا روانگی کے وقت ہجوم کی حالت ہو کہ سوار ہونا یا اترنا دشوار ہو اور گاڑی چھوٹ جانے کا اندیشہ قوی ہو ایسے وقت نماز پڑھی جائے تو سنتوں کا تاکد نہیں رہتا[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سفر میں سنتوں کا قصر

سوال:- سفر کی حالت میں جب کہ فرائض نماز کا قصر کیا جائے، سنتوں کا قصر کیا جائے یا وہ پوری پڑھنی چاہئیں یا بحالت سفر قصر فرائض نماز کی حالت میں وہ معاف ہیں یا ان کا نہ پڑھنا نقص نماز کا موجب ہوگا۔ کیوں کہ اگر سنتیں بدستور ہیں تو سفر کی حالت میں صرف فرائض کا قصر کرنا اللہ میاں کی طرف سے پوری اعانت نہ ہوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسافر برسر سفر ہے اور کسی جگہ نماز کے لئے ہی ٹھہرا ہے تو اس کو سنتیں پڑھنے کی ضرورت اور تاکید نہیں۔ تاہم اگر عجلت نہ ہو تو پڑھنا افضل ہے البتہ اگر کسی جگہ مقیم ہے مثلاً دو، چار روز کے لئے ٹھہرا ہوا ہے تو اس کو پوری سنتیں پڑھنا چاہئیں یہی قول راجح ہے ورنہ اقوال اور بھی

---

[۱] ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والابان کان فی خوف وقرار لایاتی بها (الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص ۵۳۲/ج ۱/مطبوعه زکریا ص ۶۱۳/ج ۲/ باب صلاة المسافر) الهندية ص ۱۳۳/ج ۱/ مطبوعه مصر، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، النهر الفائق ص ۳۴۶/ج ۱/ باب صلاة المسافر، دار الکتب العلمية بيروت.

ہیں۔ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والاباں کان فی خوف وفرار لا یاتی بھا، ھو المختار درمختار قال الشامی قیل الافضل، الترک ترخیصاً وقیل الفعل تقرباً وقال الھندوانی الفعل حال النزول والترک حال السیر وقیل یصلی سنة الفجر خاصة وقیل سنة المغرب ایضابحر قال فی شرح المنیة والاعدل ماقاله الھندوانی اھ قلت والظاھر ان مافی المتن ھوھٰذا وان المراد بالامن والقرار النزول وبالخوف والفرار السیر لکن قد منافی فصل القراءة انه عبر عن الفرار بالعجلة لانھا فی السفر تکون غالباً من الخوف تامل ص ٨٢٨/ج ١/ شامی[١].

دراصل مغرب کے علاوہ ہر نماز دو دو ہی رکعت تھی بعد ہجرت صلوٰۃ حضر میں اضافہ ہوا سوائے فجر کی اور صلوٰۃ سفر اپنی اصلی حالت پر برقرار رہی. کما فی حدیث عائشةؓ فی الصحیحین قالت فرضت الصلوٰة رکعتین رکعتین فاقرت صلوٰة السفر وزیدت فی صلٰوة الحضر وفی لفظ البخاری قالت فرضت الصلوة رکعتین رکعتین ثم ھاجر النبی صلی الله علیه وسلم ففرضت اربعاً وترکت صلوٰة السفر علیٰ الاول. ردالمحتار[٢] نعمانیه ص ٥٢٧/ ج ١/اورسنت جب پڑھی جائیں گی تو پوری پڑھی جائیں گی ان کا قصر نہ ہوگا۔جیسا فجر ومغرب ووتر کا قصر نہ ہوگا۔قال الشامی تحت قول الدر صلی الفرض الرباعی رکعتین. احترز بالفرض عن السنن والوتر وبالرباعی

---

[١] الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۵۳۲ ج ١ الدر المختار زکریا ص ٦١٣/ج ٢/باب صلاة المسافر، البحر ص ١٣٠/ج ٢/باب المسافر، مطبوعه کوئٹه ،النهر الفائق ص ٣٤٦/ج ١/ باب صلاة المسافر، دارالکتب العلمیة بیروت،هندیه ص ١٣٣/ج ١/ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه،مجمع الانهر ص ٢٣٩/ج ١/ باب المسافر مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[٢] شامی زکریا ص ٦٠٣ ج ٢ باب صلاة المسافر، مجمع الانهر ص ٢٣٩/ج ١/باب صلاة المسافر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،المحیط ص ٣٨٣/ج ٢/الفصل الثانی والعشرون فی صلاة السفر، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات، طحطاوی ص ٣٤٣/ باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری.

عن الفجر والمغرب[1]. جو بات جسطرح شریعت میں مذکور ووارد ہواس کواسی طرح مان لینا چاہیئے ، اپنی رائے اور قیاس کو اس میں دخل دینا شان عبدیت کے منافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/صفر ۵۳ھ

جواب صحیح ہے: سعید احمد مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/صفر ۵۳ھ

مقیم ومسافر کی مسافر کے پیچھے اقتداء

سوال:- (۱) مسافر امام کے پیچھے مقیم مصلی کس طرح سے نیت کرے؟ جس مقیم کو ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہے وہ اپنی باقی تین یا دو رکعت کس طرح سے پوری کرے اور اس کا طریقۂ ادا کیا ہے؟

(۲) مسافر مقتدی نے مسافر امام کے پیچھے نیت یہ خیال کر کے کہ امام مسافر نہیں ہے بلکہ مقیم ہے چار رکعت کی نیت کرلی۔ پھر اسی مسافر (چار رکعت کی نیت کرنے والے) نے مسافر امام کے ساتھ دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ اس کی یہ نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس طرح نیت کرے کہ فلاں وقت کی نماز امام کے پیچھے اللہ کیلئے پڑھتا ہوں۔ اگر چار رکعت والی نماز ہو اور امام کے پیچھے اس کو ایک رکعت ملی ہے تو سلام امام کے بعد کھڑا ہو کر ثنا فاتحہ سورت پڑھ کر رکوع سجدہ کے بعد قعدہ کرے تشہد پڑھکر کھڑا ہو جائے فاتحہ وسورت پڑھکر رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو جائے ، فاتحہ پڑھکر رکوع ، سجدہ قعدہ کر کے سلام

[1] الشامی نعمانیه ص۵۲۷/ج۱/مطبوعه زکریا ص۶۰۳/ج۲/ باب صلاة المسافر، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۴۳/باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری.

پھیر دے[1] اگر دو رکعت والی نماز ہے تو سلام امام کے بعد کھڑا ہو کر ثنا، فاتحہ، سورۃ پڑھ کر رکوع سجدہ قعدہ کے بعد سلام پھیر دے اگر تین رکعت والی نماز ہے تو سلام کے بعد کھڑا ہو کر ثنا، فاتحہ، سورۃ پڑھ کر رکوع سجدہ کر کے قعدہ کرے، تشہد کے بعد کھڑا ہو کر فاتحہ، سورۃ رکوع، سجدہ و قعدہ کے بعد سلام پھیر دے فقہاء کی بعض عبارات سے اس ترتیب کے خلاف بھی نکلتا ہے۔ اگر کسی نے اس پر عمل کیا تو اس پر بھی اعتراض نہ کرے۔

(۲) اس کی نماز درست ہوگئی کوئی فکر نہ کرے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/ ۹۰ھ

مسافر کی نماز مقیم کے پیچھے

سوال:- اگر مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز قصر پڑھے تو اس کی نیت کس طرح کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑھے، تو قصر جائز نہیں اتمام ضروری ہے لہٰذا اتمام ہی کی نیت کرے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/٦/ ۵٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/۲/ ۵٦ھ

---

[1] ولو ادرک رکعة من الرباعية فعليه ان يقضی رکعة يقرأفيها الفاتحة والسورة ويتشهد ويقضی رکعة اخری کذلک ولايتشهد والثالثة بالخيار والقراءة افضل هکذا فی الخلاصة (الهندية ص ۹۱ ج ۱ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق)، الدرالمختار مع الشامی زکريا ص۳۴۷/ ج۲ /باب الامامة، مطلب فی احکام المسبوق والمدرک واللاحق.

[2] ولايشترط نية عدد الرکعات حتی لو نواها خمس رکعات وقعد علی رأس الرابعة اجزاه وتلغو نية الخمس (الهندية ص ٦٦ ج ۱ مطبوعه مصر، الباب الثالث فی شروط الصلاة. الفصل الرابع فی النية، شامی کراچی ص ۴۲۰/ ج ۱ /باب شروط الصلاة، سکب الانهر ص ۱۲۹/ ج ۱ / قبيل باب صفة الصلوة، مطبوعه بيروت، مجمع الانهر ص ۱۲۹/ ج ۱ /مطبوعه بيروت. (نمبر۳/کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

مقتدی مسافر نے امام مقیم کے اقتداء میں قصر کی نیت کی

سوال:-زید ایک شرعی مسافر ہے اور دورانِ سفر کسی مقام پر ظہر کی نماز کا وقت ہوجاتا ہے اور زید وہاں کے امام کے پیچھے جو کہ مقیم ہے مسافر نہیں نماز پڑھتا ہے اور زید مسافر ہونے کی وجہ سے نیتِ قصر یعنی دو فرضوں کی نیت کرتا ہے اور نماز مقیم امام کے ساتھ پوری پڑھتا ہے۔یعنی چار فرض۔تو کیا نیت کے اس اختلاف سے زید کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اور اگر زید کو معلوم ہے کہ امام مسافر ہے نہ کہ مقیم تو کیا نیت کرے؟ اور زید (جو کہ مسافر ہے) اس کے لئے نیت کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسافر نے دو رکعت کی نیت کرکے بھی اگر مقیم امام کے پیچھے چار رکعت صحیح طریقہ پر ادا کی ہے تب بھی اس کی نماز درست ہوگئی۔اگر امام کا حال معلوم نہ ہو کہ وہ مسافر ہے یا مقیم ہے تو دو یا چار کی تعیین کی کوئی ضرورت نہیں،محض ظہر کی نیت کافی ہے۔عددِ رکعت کی تعیین نیت میں مسافر یا مقیم کسی کے لئے بھی ضروری نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٧/٦/٩٥ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] ان اقتدى مسافر بمقيم اتم اربعاً (الهندية ص ١٤٢/ج ١/ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه مصر هداية ص١٦٦/ ج ١/ ياسرنديم اينڈ كمپنی ديوبند،النهر الفائق ص٣٤٧/ ج ١/ باب المسافر، دارالكتب العلمية بيروت،مجمع الانهر ص ٢٤٢/ج ١/ باب المسافر، دارالكتب العلمية بيروت.

[۱] ولايشترط نية عدد الركعات حتى لونواها خمس ركعات وقعد على رأس الرابعة اجزاه وتلغو نية الخمس (الهندية ص ٦٦/ج ١/ مطبوعه مصر، الفصل الرابع فی النية .الباب الثالث فی شروط الصلاة، مجمع الانهر ص ١٢٩/ج ١/قبيل باب صفة الصلاة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ١٧٩/باب شروط الصلاة، مطبوعه مصری،سكب الانهر ص ١٢٩/ج ١/قبيل باب صفة الصلاة،مطبوعه بيروت.

مسافر مقتدی کا مسافر امام کے پیچھے چار رکعت کی نیت سے اقتداء کرنا

سوال: -ایک امام مسافر امامت کر رہا ہے دوسرے ایک مقتدی اور مسافر کو یہ معلوم نہیں کہ امام مسافر ہے اس نے چار رکعت کی نیت کر لی۔امام مسافر نے دوسرا سلام پھیر لیا تو اب بعد والا چار رکعت پوری کرے اور سلام پھیر دے۔جب کہ وہ بھی مسافر ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس مقتدی مسافر کو امام مسافر کے ساتھ ایک رکعت ملی ہے اس کو چاہئے کہ سلام امام کے بعد ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔امام کا حال معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس نے چار رکعت کی نیت کر لی تھی اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳۰/ ۸۷ھ

مقیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے کس طرح نماز پوری کرے

سوال: -اگر مسافر امام کے پیچھے مسبوق کو ایک رکعت ظہر کی نماز ملے تو اب دوسری رکعت میں مسبوق کو کھڑا ہونا چاہئے یا بیٹھنا اور کچھ پڑھے یا خاموش رہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ شخص سلام امام کے بعد ایک رکعت بلاقراءت کے پڑھ کر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر

---

[۱] ولایشترط نیة عدد الرکعات حتی لو نواها خمس رکعات وقعد علی رأس الرابعة اجزاه وتلغو نیة الخمس (الهندیة ص۶۶/ج۱/ مطبوعه مصر،الباب الثالث فی شروط الصلاة. الفصل الرابع فی النیة، مجمع الانهر ص۱۲۹/ج۱/قبیل باب صفة الصلوة، مطبوعه بیروت،شامی کراچی ص۴۲۰/ ج۱/ باب شروط الصلوة.

دوسری رکعت بلاقراءت پڑھکر کھڑا ہوجائے اور تیسری رکعت مع قراءت پڑھے۔ کذا فی الشامی[1] ص۶۲۳ ر ج ۱ ر۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ جامع العلوم کانپور

مسبوق کی نماز مسافر امام کے پیچھے

سوال: – امام مسافر ہے اگر التحیات میں کوئی مقتدی مسافر جس کو امام کا مسافر ہونا معلوم ہوتو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ مقتدی اپنی دونوں رکعت بھری پڑھے گا یا خالی۔ اگر مقتدی مقیم ہے تو امام کے سلام کے بعد وہ مقتدی پہلی اپنی دو رکعت بھری پڑھے گا اور آخری کی دونوں خالی یا کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بھری پڑھے گا کیونکہ وہ اس وقت مسبوق ہے اور مسبوق منفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔ **انه (ای المسبوق) منفرد فیما یقضیٰ.** اھ فتاویٰ عالمگیری ص۹۱[2]

اور مقیم مقتدی صورت مسئولہ میں لاحق مسبوق ہے لہٰذا سلام امام کے بعد اول دو رکعت بلاقراءت پڑھے گا اور پھر دو رکعت قراءت کے ساتھ **اللاحق یصلی علیٰ** ترتیب

---

[1] وحق التعبیر ان یقول ویبدأ بقضاء مافاته بلاقراءة ثم یصلی التی انتبه فیها ویقعد متابعة لامامه لانها رابعة وکل ذلک بغیر قراءة لانه مقتدثم یصلی الرکعة التی سبق بها بقراءة الفاتحة وسورة والاصل ان اللاحق یصلی علی ترتیب صلاة الامام والمسبوق یقضی ماسبق به بعد فراغ الامام (الشامی نعمانیه ص ۴۰۰ ر ج ۱ ر شامی کراچی ص ۵۹۵ ر تا ۵۹۶ ر ج ۱ ر مطلب فیما لواتی بالرکوع او السجود اوبهما مع الامام او قبله او بعده، باب الامامة، عالمگیری ص ۹۲ ر ج ۱ ر الفصل السابع فی المسبوق واللاحق.

[2] الهندیه ص ۹۲ ر ج ۱ ر مطبوعه مصر، الباب الخامس فی الامامة، وفیه سبعة فصول الفصل الرابع فی المسبوق واللاحق، البحر ص ۳۷۷ ر ج ۱ ر باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۹۶ ر ج ۱ ر باب الامامة، فیما لواتی بالرکوع الخ.

صلوٰۃ الامام والمسبوق یقضی ماسبق به بعد فراغ الامام اھ ردالمحتار[۱] ص ۶۲۳ ، اور بعض علماء اس کے برعکس کا حکم فرماتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۷/۵۵ھ

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۷/ج ۱/۵۵ھ

مقیم مقتدی کی نماز مسافر امام کے پیچھے

سوال:- (۱) امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم امام دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے اور مقتدی بقیہ دو رکعت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں ان دونوں رکعتوں میں مقیم مقتدی الحمد شریف پڑھیں یا بمقدار الحمد شریف تک کھڑے رہیں اور پھر رکوع کرلیں؟

(۲) اگر مقیم مقتدی مسافر امام کے پیچھے دوسری رکعت میں آکر شریک ہوا تو بقیہ نماز کس طرح پوری کرے اور اگر اقتداء قعدہ میں کرے تو چاروں رکعتیں کس طرح ادا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) الحمد شریف نہ پڑھے بلکہ اتنی ہی دیر کھڑے ہوکر رکوع کردے وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الیٰ الاتمام لایقرأ درمختار[۲]

(۲) ہر دو صورت میں یہ شخص مسبوق لاحق ہے۔ اول صورت میں اس کو چاہئے کہ سلام امام کے بعد پہلے دو رکعت بلاقراءۃ لاحق کی طرح پڑھے پھر ایک رکعت قراءۃ کے ساتھ

۱؎ الشامی نعمانیه ص ۴۰۰/ ج ۱/ مطبوعه کراچی ۵۹۶/ ج ۱/ مطبوعه زکریا ص ۳۴۶/ ج ۲/ مطلب فیما لواتی بالرکوع او السجود او بهما مع الامام او قبله او بعده، باب الامامة، عالمگیری ص ۹۱، ۹۲/ ج ۱/ الفصل السابع فی المسبوق واللاحق، کبیری ص ۴۴۲/ فصل فی سجود السهو، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

۲؎ الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۵۳۰/ ج ۱/ باب صلاة المسافر البحرالرائق ص ۱۳۴/ ج ۲/ باب صلاة المسافر.

پڑھے۔ ثانی صورت میں چاہئے کہ پہلے دورکعت بلاقراءت پڑھے پھر دورکعت قراءت کے ساتھ پڑھے والـلاحق من فاتته الركعات كلها او بعضها لكن بعداقتدائه بعذر كغفلة وزحمة وسبق حدث وصلاة خوف ومقيم ائتم بمسافر وكذا بلاعذر بان سبق امامه فی ركوع وسجود فانه يقضی ركعة وحكمه كمؤتم فلايأتی بقرأة ولا سهو ولا يتغير فرضه بنية اقامة ويبدأ القضاء مافاته عكس المسبوق ثم يتابع امامه ان امكنه ادراكه والا تابعه ثم صلیٰ مانام فيه بلاقرأة ثم ماسبق به بها ان كان مسبوقاً ايضاً ولوعكس صح واثم لترك الترتيب درمختار قال الشامی قوله ومقيم الخ. ای فهو لاحق بالنظر للاخيرتين وقديكون مسبوقاً ايضاً كما اذا فاته اول صلاة امامه المسافر (قوله ثم ماسبق به بها الخ.) ای ثم صلی اللاحق ماسبق به بقراءة ان كان مسبوقاً ايضاً بان اقتدیٰ فی اثناء صلوٰة الامام ثم نام مثلاً وهذا بيان للقسم الرابع وهوالمسبوق وحكمه انه يصلی اذا استيقظ مثلاً مانام فيه ثم يتابع الامام فيما ادرك ثم يقضی مافاته الخ[1] ردالمحتار ص ۶۲۳/ والاصل ان اللاحق يصلی علیٰ ترتيب امامه والمسبوق يقضی ماسبق به بعد فراغ صلوٰة الامام اه كبیری[2] ص ۱۴۴/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۱۵/۱۱/۵۴ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہرعلوم ۲۳/ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ

---

[1] الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۳۹۹/ تا ۴۰۰/ ج ۱/مطبوعه کراچی ص ۵۹۴،۹۶/ ج ۱/ مطبوعه زكرياص ۳۴۵،۴۶/ ج ۲/باب الامامة، مطلب فيما لو اتی بالركوع والسجود. او بهما مع الامام الخ.

[2] كبيری ص ۴۴۲/ مطبوعه رحيميه ديوبند. فصل فی سجود السهو.

مسافر قصر کب سے کرے؟

سوال: -ایک شخص کسی شہر کا جو تین دن اور تین رات کے فاصلے پر ہے ارادہ کر کے گھر سے نکلا تھا۔ساتھ ہی یہ بھی نیت ہے کہ وہاں پندرہ روز یا زیادہ قیام کرے گا۔اب یہ آدمی راستے میں قصر کرے گا یا نہیں اگر قصر کا حکم ہے تو قاضی خاں کی عبارت **بخلاف ما اذا نوی الاقامة حیث یصیر مقیماً بمجرد النیة** کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اذاجاوز المقیم عمران مصره قاصداً مسیرة ثلثة ایام ولیالیها بسیر الابل اومشی الاقدام یلزمه قصر الصلوٰة ویرخص له ترک الصیام اما شرط مجاوزة الاقدام لان السفر فعل فلایوجد بمجرد النیة فیشترط قران النیة بادنیٰ فعل بخلاف ماذا نویٰ الاقامة حیث یصیر مقیماً بمجرد النیة لان الاقامة ترک الفعل وترک الفعل لایحتاج الیٰ الفعل اھ فتاویٰ قاضی خان ص ۸۶ ج ۱[1]

اس سے معلوم ہوا کہ شخص مذکور صورت مذکورہ میں قصر کرے گا اور عبارت مسئولہ کا مطلب یہ ہے کہ لزوم قصر کے لئے صرف نیت سفر کو شریعت نے کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کیلئے **مجاوزة عمران** کو شرط قرار دیا ہے۔اس لئے کہ سفر ایک فعل ہے جو مسافر سے صادر ہوتا ہے جس پر لزوم قصر مرتب ہوتا ہے پس تاوقتیکہ اس فعل کا ادنیٰ حصہ (جو مجاوزۃ عمران ہے) صادر نہ ہوا سوقت تک مسافر کہلانے کا مستحق نہیں اور اس پر حکم سفر (لزوم سفر) مرتب نہ ہوگا اور جب کسی منزل صالح پر نیت اقامت کرلے تو اتمام لازم ہوتا ہے اور لزوم اتمام کے لئے نیت

---

[1] فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة ص ۱۶۴ / ج ۱ / مطبوعه مصر. باب صلاة المسافر، الشامی نعمانیه ص ۵۲۵ / ج ۱ / باب صلاة المسافر، البحر الرائق ص ۱۲۸ / ج ۲ / مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۶ / مطبوعه مصری باب صلاة المسافر، عالمگیری ص ۱۳۹ / ج ۱ / الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه.

اقامت کے بعد کسی اور فعل کی حاجت نہیں تھی جس طرح کہ نیت سفر کے بعد مجاوزۃ عمران کی ضرورت تھی کیونکہ اقامت کسی فعل کا نام نہیں کہ مقیم کے لئے اس کا صدور ضروری ہو جیسا کہ سفر فعل تھا اور مسافر کے لئے اس کا صدور ضروری تھا چونکہ اقامت ترک فعل (سفر) کا نام ہے جس کے لئے صرف نیت کافی ہے۔ یہ مقصد نہیں کہ شخص مذکور چونکہ وہاں پہونچ کر پندرہ روز یا زیادہ قیام کرنے کی نیت رکھتا ہے اور یہ نیت ابتداء سفر میں کر لی ہے لہٰذا ابھی سے مقیم ہو گیا اور اس سفر کو کالعدم قرار دے کر لزوم اتمام کا حکم اس پر جاری کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اگر اس کو ابھی سے لزوم نیت کی بناء پر مقیم کہہ دیا جائے گا تو اقامت ترک فعل کا نام نہ رہے گا بلکہ اس فعل یعنی (سفر) کا نام ہو جائے گا وھو خلاف المفروض. نیز اس کا فعل اس کی نیت پر فی الحال آثار مرتب ہونے سے مانع ہے۔ المسافر یصیر مقیماً اذا دخل قریة او مصراً و نویٰ اقامة خمسة عشر یوماً فیه ولا معتبر بالنیة وقت السیر قبل الدخول اھ رسائل الارکان ص۱۴۴[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

میرٹھ سے مظفرنگر تک مسافت سفر نہیں

سوال:- (۱) زید ٹیکسی ڈرائیور ہے اور میرٹھ میں مقیم ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ مثلاً زید میرٹھ سے مفظر نگر کے لئے روانہ ہوا جب کہ یہ مسافت ۲۵؍میل ہے۔ تو وہاں قصر نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہاں سے دیوبند آنا پڑا تو مسافتِ قصر ہو جائے گی۔ تو اس صورت میں قصر کرے گا یا نہیں؟ اگر اس طرح سہارنپور یا دہرہ دون جانا پڑے تو مسافت قصر ہو گی یا نہیں؟

(۲) زید کی گاڑی آل یوپی ہے۔ ویسے مستقل چلتی ہے۔ ادھر دہلی لکھنؤ جانا پڑے

---

[1] الدر المختار علی الشامی زکریا ص۶۰۴؍ج۲؍باب صلاة المسافر، هندیه ص۱۳۹؍ج۱؍ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۴۶؍ باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری.

تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر میرٹھ زید کا وطن اصلی ہے یا وطن اقامت ہے اور وہاں سے صرف مظفر نگر کی نیت سے چلا جو کہ ۲۵/میل ہے تو وہ قصر نہیں کرے گا۔ پھر مفظر نگر سے دیوبند کا ارادہ ہوگیا تو بھی قصر نہیں کرے گا۔ پھر دیوبند سے سہارنپور کا ارادہ ہوگیا تب بھی قصر نہیں کرے گا۔ اگر چہ میرٹھ سے سہارنپور تک مسافت قصر ہے۔ مگر چونکہ ابتداءِ سفر کے وقت مسافت قصر کی نیت نہیں تھی اور درمیان میں بھی کسی جگہ سے مسافت قصر کی نیت نہیں کی، جہاں سے بھی نیت کی، مسافت قصر سے کم کی نیت کی ہے۔

ضابطہ یہ ہے کہ جب سے پوری مسافت قصر کی نیت سے سفر ہوگا تب قصر لازم ہوگا۔ ورنہ تھوڑی تھوڑی مسافت کی نیت سے اگر تمام دنیا میں گھوم جائے گا تب بھی قصر نہیں کرے گا[1]

(۲) جواب (۱) کے ضابطہ کے موافق حکم ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۲/۸۹ھ

مسافت سفر سے کم میں قصر نہیں

سوال:- زید جو اپنے کاروبار کی جگہ سے جہاں اس کی املاک ہے یعنی شہر مدراس اپنے مکان آیا جایا کرتا تھا اور جس کے درمیان مسافت قصر بھی ہے۔ ایسی صورت میں زید کے لئے مسافت قصر سے کم میں قصر صلوٰۃ جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] اذا قصد مصرامن الامصار وهومادون مسيرة ثلاثة ايام لايكون مسافراً ولو انه خرج من ذلك المصر الذى قصد الى مصر آخر وهو ايضا اقل من ثلاثة ايام فانه لا يكون مسافراً وان طاف آفاق الدنيا على هذا السبيل لايكون مسافراً (البحر الرائق ص ۱۲۹/ج۲/) باب المسافر مطبوعه كوئٹه، المحيط ص ۳۸۹/ج۲/ صلاة السفر، نوع آخرفى بيان مدة الاقامة مطبوعه ڈابهيل، عالمگيرى ص ۱۳۹/ج۱/الباب الخامس عشرفى صلاة المسافر مطبوعه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

مسافت قصر سے کم کی نیت سے جو شخص سفر کرے اس کو قصر صلوٰۃ جائز نہیں۔ اتمام واجب ہے۔ھکذا فی کتب الفقہ[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۱۲/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۵/ ذی الحجہ ۵۶ھ

قصر واتمام

سوال:- (۱) بندہ ایک عرصہ سے الٰہ آباد میں دینی کام کرتا ہے۔ وطن اصلی بارہ بنکی ہے عموماً پندرہ بیس دن الٰہ آباد میں رہتا ہے اور تین چار دن کے لئے بارہ بنکی چلا جاتا ہے۔غرضیکہ قیام کی کوئی خاص نیت نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک اندازہ ہوتا ہے کہ پندرہ بیس دن رہوں گا، کبھی آٹھ ہی دن میں چلا جاتا ہوں۔اس وقت مجھے نمازِ قصر پڑھنی پڑے گی یا پوری؟

(۲) کبھی پندرہ دن کی نیت ہوتی ہے، لیکن آس پاس کے دیہاتوں میں گذرتا ہے دن اور رات۔الٰہ آباد میں قصر ہوگی یا نہیں؟ نیز جو نماز دیہاتوں میں پڑھی اس میں قصر ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) بارہ بنکی میں آپ جب داخل ہوں گے پوری نماز پڑھیں گے خواہ وہاں ایک ہی

---

[۱] ولابد للمسافرین من قصد مسافة مقدرة بثلاثة ایام حتی یترخص برخصة المسافرین والا لایترخص ابدا ولو طاف الدنیا جمیعها بان کان آبق او غریم او نحو ذٰلک،عالمگیری ص ۱۳۹/ ج ۱/ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه،البحر الرائق ص ۱۲۹/ ج ۲/باب صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه، المحیط البرهانی ص ۳۸۹/ج ۲/الفصل الثانی والعشرون، صلاة السفر،نوع آخر فی بیان مدة الاقامة، مطبوعه ڈابهیل.

نماز کے بقدر قیام ہو، الہٰ آباد میں اگر پندرہ روز مسلسل قیام کی نیت ہوتو وہاں بھی پوری نماز پڑھیں گے۔ اگر چہ پندرہ روز کی نیت کی صورت میں پہلے سفر کی نوبت آ جائے۔ اگر پندرہ روز سے کم قیام کی نیت ہوتو وہاں نماز قصر کریں گے[١]۔

(٢) اگر الہٰ آباد میں پندرہ روز قیام کی نیت ہے مگر درمیان میں آس پاس دیہات میں جانے کی ضرورت پیش آ گئی جو کہ سفر شرعی سے کم مسافرت پر واقع ہیں تب بھی پوری نماز پڑھی جائے گی[٢]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سفر میں قصر واتمام کی صورتیں

سوال:- ایک شخص اپنی ملازمت کے فرائض کی تکمیل میں اپنے ہیڈ کوارٹر مثلاً سہارنپور میں تعینات ہے اور ہیڈ کوارٹر کے باہر اکثر دورہ پر رہتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک یا دو روز کے خیال سے باہر گیا اور زیادہ عرصہ میں کام پڑ جانے پر واپس آیا۔ اس مقام سے کسی دوسرے مقام کو جانا پڑ گیا۔ یا امید کے خلاف کم عرصہ میں ہیڈ کوارٹر کو واپس آیا۔ کام گو زیادہ تر باہر ہی رہنے کا ہے اور روانگی وواپسی و باہر کے قیام اور اس کے فاصلے کا کوئی یقین نہیں ہے

---

[١] لا يزال على حكم السفر حتى ينوى الاقامة فى بلدة او قرية خمسة عشريوماً او اكثر وان نوى اقل من ذلك قصرالى قوله واذا دخل المسافرفى مصره اتم الصلوة وان لم ينوا الاقامة فيه (الهداية ص ١٦٦/ ج ١/ ياسرنديم اينڈ كمپنى ديوبند. الهندية ص ١٣٩/ ج ١/ الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر، مطبوعه المصر، مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ٢٤٦/مطبوعه مصرى، درمختارمع الشامى كراچى ص ١٢٤/ ج ٢/باب صلاة المسافر.

[٢] ثم بالخروج الى الموضع الآخر لايصيرمسافرالان موضع اقامة الرجل حيث يبيت فيه الخ تاتار خانيه ص ٨/ ج ٢/صلوة المسافر، فى بيان المواضع التى تصح فيها نية الاقامة، مطبوعه كراچى، شامى كراچى ص ١٢٦/ ج ٢/باب صلاة المسافر، بحر ص ١٣٢/ ج ٢ باب صلاة المسافر، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

شاید سال بھر میں ہفتہ دو ہفتہ کے لئے بیک وقت برابر ہیڈ کوارٹر پر رہنے کا موقعہ ملتا ہو۔ اندریں حالات نماز کے متعلق رجوع ہے کہ نماز قصر کن صورتوں میں کیجائے اور قصر سنن پر بھی اثر انداز ہوگا یا نہیں۔ جواب مفصل وشافی عطا فرمایا جاوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وطن اصلی یا وطن اقامت (یعنی جہاں پندرہ یوم کے قیام کا قصد ہو) سے جب سفر شروع ہو تو دیکھنا چاہئے کہ کتنی دور چلنے کا مصمم ارادہ ہے اگر کم از کم تین منزل چلنے کا قصد ہے خواہ یکدم خواہ بیچ میں ٹھہرتے ہوئے (بشرطیکہ پندرہ یوم سے کم ٹھہرنے کا قصد ہو) تو قصر کرنا یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھنا ضروری ہے اگر تین منزل چلنے کا قصد نہیں بلکہ کم کا ہے تو قصر جائز نہیں اسی طرح اگر تین منزل چلنے کا قصد ہے لیکن بیچ میں کسی ایسی جگہ کم از کم پندرہ یوم ٹھہرنے کا قصد ہے جو کہ تین منزل سے کم ہے تب بھی اس سفر میں قصر جائز نہیں اور اس جگہ سے چلنے کے لئے قصر کے لئے وہی مسافت معتبر ہوگی۔

اگر ابتداء سفر میں تین منزل کا ارادہ ہے لیکن تین منزل پوری ہونے سے پہلے اتفاقاً واپسی کا ارادہ ہو گیا تو واپسی کے ارادہ سے پہلے قصر کرنا چاہئے واپسی کے بعد قصر نہیں بلکہ اتمام ہے[1] اگر ابتداء سفر میں تین منزل سے کم قصد تھا لیکن کسی مقام پر پہونچ کر اتفاقاً تین منزل یا اس سے زائد کا قصد ہو گیا تو اس قصد سے پہلے قصر نہ تھا اس قصد کے بعد قصر ہوگا اگر کسی مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تب قصر جائز نہیں۔ ہر حال میں اتمام ضروری ہے سفر میں قصر فرائض میں ہوگا سنن میں قصر نہیں۔ اگر چلتے چلتے سفر میں نماز کے لئے کچھ دیر ٹھہرنے کی

---

[1] المسافر اذا خرج من مصره ثم بداله ان يعود الى مصره لحاجة وذالک قبل ان يسير مسير ثلاثة ايام صلى صلاة المقيمين فى مكانه ذالک فى انصرافه الى المصر، الخ تاتارخانيه ص۱۸/ج۲/صلوة المسافر، نوع آخر فى بيان مايصير المسافر به مقيما الخ، مطبوعه کراچی ،بحر ص ۱۳۱/ج۲/ باب صلاة المسافر، مطبوعه الماجديه کوئٹه، المحيط البرهانی ص۴۰۰/ج۲/ صلوة المسافر نوع آخر فى بيان مايصير المسافر به مقيما الخ، مطبوعه ڈابھيل.

نوبت آئے تو ایسے وقت سنن کی ادائیگی کا حکم باقی نہیں رہتا اور پندرہ یوم سے کم کسی جگہ حالت سفر میں ٹھہرنے کے وقت سنن کو بھی ادا کرنا چاہئے۔ تین منزل کی تعیین میں اختلاف ہے متوسط منزل سولہ میل کی ہوتی ہے۔ تو ۴۸ رمیل مسافت سفر ہوئی اور بعض اس سے زیادہ طویل کہتے ہیں بعض قصیر اس کا مدار عرف پر ہے۔ **من خرج من عمارة موضع اقامته قاصداً مسيرة ثلاثة ايام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة صلى الفرض الرباعى ركعتين ولو عاصيا بسفره حتىٰ يدخل موضع مقامه اوينوى اقامة نصف شهر بموضع صالح لها فيقصران نوىٰ اقل منه ويأتى بالسنن ان كان فى حال امن وقرار والالاتنوير** [۱] ص ۸۲۸/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

مسافر کو اتمام

سوال:- زید دیوبند سے سفر شرعی پر گیا وہاں اس نے قصر کیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی نماز پڑھائی مگر اسے سفر کا کوئی خیال نہ تھا، کیا اس کا نماز پڑھانا اور خود چار رکعت پڑھنا کیسا ہے؟ کیا ان لوگوں کی نماز ہوئی یا نہیں، یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہاں تک سفر کا اطلاق بھی ہوسکتا ہے یا نہیں، یا سفر بھی قصر یا غیر قصر کی نیت سے کرنا ہوگی یا نہیں، نیت کے بارے میں ضرور روشنی ڈالیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب مسافت سفر شرعی کا قصد کر کے آدمی چلے تو اس کے لئے قصر کرنا واجب ہوتا

---

[۱] الدرالمختار نعمانیه ص ۵۲۵/ج ۱/ الدرالمختار کراچی ص ۱۲۱/ج ۲/ باب صلاة المسافر. مراقی علی الطحطاوی مصری ص ۲۴۲/باب صلاة المسافر، عالمگیری ص ۱۳۸/ ج ۱/الباب الخامس عشرفی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه.

ہے[۱] تنہا نماز پڑھے یا امام ہو کر پڑھائے، اتمام کی اجازت نہیں اگر خیال سفر نہ رہے یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اتمام کر لیا اور دو رکعت پر قعدہ بھی کیا ہے، تو دو رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہو کر نماز ہوگئی[۲] لیکن جب مقیم نے اس کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے اس کو اپنی نماز لوٹانی چاہئے[۳] امام کو چاہئے کہ مقتدی کو خبر کر دے کہ فلاں روز فلاں وقت جس نے میرے پیچھے نماز پڑھی وہ اپنی نماز لوٹا لے میں مسافر تھا، نیت اتنی کافی ہے کہ فلاں وقت کی نماز امام کے پیچھے اللہ کے لئے پڑھتا ہوں[۴] پھر امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہے تو دو رکعت پر سلام پھیر دے اور امام کے بعد مقتدی اپنی دو رکعت پوری کر لے، مگر ان دو رکعت میں نہ الحمد پڑھے نہ سورت پڑھے بلکہ اتنی دیر خاموش کھڑا ہو کر رکوع سجدہ کر کے نماز پوری کر لے[۵]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۱/۳/۹۴ھ

---

[۱] والقصر واجب عند نا الخ عالمگیری ج ۱/ص ۱۳۹/الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، مطبوعہ کوئٹہ ،شامی کراچی ج۲/ ص ۱۲۳/ باب صلاۃ المسافر، قاضی خاں، ج ۱/ ص ۱۶۴/ باب صلاۃ المسافر الفقہ الحنفی وادلتہ ج ۱/ص ۲۷۶/صلاۃ المسافر، مطبوعہ بیروت.

[۲] فان صلی اربعا وقعد فی الثانیۃ قدر التشھد اجزأتہ والاخریان نافلۃ الخ عالمگیری ج ۱/ ص ۱۳۹/ الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر،زیلعی ج ۱/ ص ۲۱۱/ باب المسافر، مطبوعہ امدادیہ ملتان، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۴۵/ باب صلاۃ المسافر، مطبوعہ مصری.

[۳] فلو اتم المقیمون صلاتھم فسدت لان اقتداء المفترض بالمتنفل الخ شامی کراچی ج۲/ ص ۱۳۰/ باب صلاۃ المسافر منحۃ الخالق ج۲/ ص ۱۳۵/ باب المسافر، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[۴] وانما یجزیہ ان ینوی فرض الوقت اذا کان یصلی فی الوقت الخ عالمگیری ج ۱/ص ۶۶/ الباب الثالث فی شروط الصلوۃ، الفصل الرابع فی النیۃ، مطبوعہ کوئٹہ تبیین الحقائق ج ۱/ ص ۹۹/ باب شروط الصلاۃ، مطبوعہ امدادیہ ملتان،بدائع زکریا ج ۱/ ص ۳۳۰/ کتاب الصلوۃ، الکلام فی النیۃ .

[۵] اقتدی مقیم بمسافر صح الاقتداء الی قولہ ویتم المقیمون منفردین بلاقراءۃ الخ مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۴۷/باب صلاۃ المسافر،مطبوعہ مصر،عالمگیری ج ۱/ص ۱۴۲/ الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، مطبوعہ کوئٹہ شامی کراچی ج ۱/ص ۲۳۸/باب صلاۃ المسافر.

مسافر کو اتمام

سوال: - اگر مسافر سہو سے چار رکعت پڑھ جاوے پھر بعد میں یاد آوے تو یہ نماز ہو جاوے گی یا یہ لوٹا کر پھر پڑھے گا؟ فقط والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سہواً سفر شرعی کی حالت میں اتمام کیا اور قعدہ اولیٰ بھی کیا تو فرض ادا ہو گیا لیکن تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز کا اعادہ کرنا چاہئے۔ فاذا اتم الرباعية والحال انه قعد القعود الاول قدر التشهد صحت صلاته مع الكراهة لتاخير الواجب وهو السلام عن محله ان كان عامداً فان كان ساهياً يسجد للسهو مراقی الفلاح[1] مختصراً ص ۲۴۶/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۰/۵۴ھ

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ

امام مسافر کا اتمام کرنا

سوال: - چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ شخصے بحالت سفر نماز خودرا بجائے دو رکعت چار رکعت ادا نمود عمداً یا سہواً منفرد باشد یا امام ودر ہر دو صورت مسئلہ مذکور بحکم شرع چہ حکم دارد آیا نمازش بحالت انفراد خودرا ادا نمود دریں صورت مع احتمالات وہر چہ حکم دارد مفصل ومشرح بادلائل واضحہ تحریر فرمودہ ممنون فرمائید۔ بینوا وتوجروا۔[2]

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۳۴۵/ مطبوعه مصر، باب صلاة المسافر، الدر المختار على الشامی زکریا ص ۶۰۹/ج ۲/ باب صلاة المسافر، حلبی کبیری ص ۵۳۸/ صلاة المسافر، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] **ترجمه سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے متعلق (باقی ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

الجواب حامداًومصلیاً

مسافر شرعی کے لئے اتمام جائز نہیں بلکہ صلوٰۃ رباعی کو دو پڑھنا ضروری ہے صلی (المسافر) الفرض الرباعی رکعتین وجوباً درمختار[1] ص ۱۰۷ ج ۱، اگر مسافر نے اتمام کیا ہے اور قعدہ اولیٰ بھی کیا ہے تو اس کے فرض ادا ہو گئے لیکن یہ مکروہ ہے اور سجدہ سہو واجب ہے اگر عمداً ایسا کیا ہے تو گنہ گار ہوگا اور اعادہ واجب ہوگا۔ فلو اتم المسافر ان قعد فی قعدۃ الاولیٰ تم فرضہ ولکنہ اساء لو عامدا لتاخیر السلام[2] (درمختار ص ۵۳۰/ج ۱/نعمانیہ) دو رکعت ایسی صورت میں فرض ہوں گی اور دو نفل اگر امام نے حالت امامت میں کیا ہے اور مقیم مقتدیوں نے اخیر کی دو رکعت میں بھی امام کا اقتداء کیا ہے تو مقتدیوں کی نماز فرض نہیں ہوئی۔ فلو اتم المقیمون صلوٰتھم معہ فسدت لانہ اقتداء المفترض بالمتنفل ظھیریۃ ای اذا قصدوا متابعتہ[3] شامی ص ۵۳۱/ج ۱/نعمانیہ۔

اگر مقتدیوں نے اخیر کی دو رکعت میں امام کا اقتداء نہیں کیا۔ تو مقتدیوں کی نماز درست ہوگئی۔ اما لو نووا مفارقۃ ووافقوہ صورۃ فلافساد افادہ الخیر الرملی[4] شامی ص ۵۳۱/ج ۱/نعمانیہ۔

(پچھلے صفحہ کا باقی ترجمہ) کہ ایک شخص سفر کی حالت میں اپنی نماز دو رکعت کی بجائے چار رکعت ادا کرے عمداً یا سہواً منفرد ہو یا امام ان دونوں صورتوں میں شریعت کے حکم کے مطابق مسئلہ مذکور کا کیا حکم ہے آیا اس کی نماز منفرد ہونے کی حالت میں ادا ہوگئی؟ دیگر احتمالات کے ساتھ جو حکم ہو مدلل ومفصل تحریر فرمائیں۔

[1] الدر المختار نعمانیہ ص ۵۲۷/ج ۱/ درمختار علی الشامی کراچی ص ۱۲۱/ج ۲/باب صلاۃ المسافر، النہر الفائق ص ۳۴۵/ج ۱/باب صلاۃ المسافر، مطبوعہ بیروت.

[2] درمختار علی الشامی نعمانیہ ص ۵۳۰ ج ۱، درمختار علی الشامی کراچی ص ۱۲۸ ج ۲، باب صلاۃ المسافر، النہر الفائق ص ۳۴۶/ج ۱/باب صلاۃ المسافر، مطبوعہ بیروت، حلبی کبیری ص ۵۳۹/ فصل فی صلاۃ المسافر، مطبوعہ لاہور.

[3] الشامی نعمانیہ ص ۵۳۱/ج ۱/باب صلاۃ المسافر، منحۃ الخالق ص ۱۳۵/ج ۲/باب صلاۃ المسافر، مطبوعہ کوئٹہ.

[4] الشامی نعمانیہ ص ۵۳۱/ج ۱/ باب صلاۃ المسافر، منحۃ الخالق ص ۱۳۵/ج ۲/ باب صلاۃ المسافر مطبوعہ کوئٹہ.

اگر مسافر نے قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو فرض ادا نہیں ہوئے بلکہ تمام نماز نفل ہوگئی وان لا لم یقعد (فی القعدة الاولیٰ) بطل فرضه وصار الکل نفلاً[1] اگر مسبوق کو اپنا مسبوق ہونا یاد نہیں تھا بلکہ دوسرے کے اشارہ سے کھڑا ہوا ہے کچھ توقف نہیں تو ان کی نماز فاسد ہوگئی اگر اشارہ کے بعد خود یاد آ گیا اور کچھ توقف کرکے کھڑا ہوگیا۔ تو نماز فاسد نہیں ہوئی والصحیح قولهما عملاً بقصد المتکلم حتی لو امتثل امر غیره فقیل له تقدم فتقدم الیٰ ان قال فسدبل یکمث ساعة ثم یتقدم برأیه درمختار[2] ص ۱۸۹ / ج ۱ / قال الطحطاوی (قوله فقیل له تقدم فتقدم) الفساد فیه ظاهر ص ۲۶۴ / ج ۱ /[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ ۵/۱/۵۲ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۱۰/۱/۵۲ھ

امام مسافر نے اتمام کرلیا تو کیا حکم ہے؟

سوال:- حضرت رائپوریؒ کے خلیفہ مولانا آزاد آئے ہوئے تھے انھوں نے غلطی سے پوری نمازِ ظہر پڑھ دی، حالانکہ وہ قصر کررہے تھے تو اب نماز ہوگی یا نہیں؟ بعد میں انہوں نے اعلان بھی کردیا تھا۔

---

[1] الدر المختار علی ردالمحتار زکریا ص ۶۱۰ / ج ۲ / باب صلاة المسافر، حلبی کبیری ص ۵۳۹ / فصل فی صلاة المسافر، النهر الفائق ص ۳۴۶ / ج ۱ / باب صلاة المسافر، دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] درمختار علی الشامی نعمانیه ص ۴۱۸ / ج ۱ / مطبوعه زکریا ص ۳۸۱ / ج ۲ / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب المواضع التی لا یجب فیها ردالسلام.

[3] طحطاوی علی الدر المختار ص ۲۶۴ / ج ۱ / باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، مطبوعه دارالفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دورکعت پر قعدہ کر کے بھول کر کھڑے ہو گئے اور چار رکعت پوری کر لی تو فرض ادا ہو گیا، امام کا بھی اور مسافر مقتدیوں کا بھی لیکن وقت کے اندر اعادہ لازم ہے اور وقت گذر جانے کے بعد اعادہ لازم نہیں اور جو مقتدی مقیم تھے ان کی نماز نہیں ہوئی ان کو بہرصورت اعادہ لازم ہے وقت باقی ہو یا ختم ہو گیا ہو[1] اگر دورکعت پر قعدہ نہیں کیا تو فرض ادا نہیں ہوا نہ امام کا نہ مقتدیوں کا دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۷/۸۷ھ

مسافر نے اتمام کیا

سوال:- اگر کوئی مسافر جس پر قصر واجب تھا امام ہو اور پوری چار رکعت مقیم مقتدیوں کو پڑھاوے تو مقیم مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ درمختار میں لکھا ہے کہ نہیں ہوگی اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ مسافر پر دو ہی رکعت واجب تھی اس نے جو چار رکعت پڑھی ہیں اس کی دو رکعت فرض ہوگئی اور باقی دو رکعت نفل ہوگی۔ مقتدیوں کی چونکہ چاروں رکعتیں فرض ہیں باقی دو رکعتیں ان کی نفل پڑھانے والے کے پیچھے ادا ہوئی اور مسئلہ کی رو سے نفل پڑھانے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ اس لئے مقیم مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی اگر

---

[1] فلو اتم المقیمون صلوتهم معه فسدت لانه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهیریه ای اذا قصد وا متابعته ، شامی نعمانیه ص ۵۳۱/ ج ۱/ باب صلاة المسافر ،منحة الخالق ص ۱۳۵/ ج ۲/باب صلاةالمسافر ، مطبوعه کوئٹه.

[2] فلواتم مسافر ان قعد فی القعدة الاولیٰ تم فرضه ولکنه اساء لوعامداً لتاخیر السلام وترک واجب القصر وواجب تکبیرة افتتاح النفل وهذا لایحل وان لم یقعد بطل فرضه الدرالمختار نعمانیه ص ۵۳۰/ج ۱/ الدرالمختار علی الشامی ص ۱۲۸/ج ۲/ ایچ ایم سعید کراچی. باب صلاة المسافر ،النهر الفائق ص ۳۴۶/ ج ۱/باب صلاة المسافر ،مطبوعه بیروت ،حلبی کبیری ص ۵۳۹/ صلاة المسافر ،مطبوعه لاهور.

وہی مسافر امام بن کر دو رکعت نماز کا اعادہ کرے اور مقیم مقتدی اس کی اقتداء کریں تو بھی مقیم مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ پہلی نماز میں مسافر امام کے فرض ادا ہو چکے ہیں اور اب اس کے ذمہ فرض نہیں اور مقتدیوں کے ابھی فرض ادا نہیں ہوئے اس لئے مقیم مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔ اب آپ فرمائیں کہ اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ مجھے اس میں جہاں مغالطہ ہوا ہے کتب کی وضاحت کریں۔ کیونکہ میں آپ کے سامنے ایک مبتدی کی حیثیت رکھتا ہوں اور مسئلہ ہذا میں تصحیح کا متمنی ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسئلہ تو صاف ہے، وجہ مغالطہ کی شرح کریں تو معلوم ہو۔ مسافر امام نے جب دو رکعت پر قعدہ کیا اور چار پوری کی۔ دو فرض ہوئیں اور دو نفل جو مقتدی مقیم تھے ان کی نماز آخری دو رکعتوں میں صحیح نہیں ہوئی۔ کیونکہ **اقتداء المفترض خلف المتنفل** ناجائز ہے۔ اب امام نے جب اسی نماز کو دوبارہ پڑھا اور دو ہی پر سلام پھیر دیا تو اس کی نماز میں **خلط النفل بالفرض** کی وجہ سے جو اساءت ہوئی تھی اس کی مکافات ہوگئی۔ یہ نماز اس کے حق میں پہلی نماز کے لئے ہوئی اور فریضہ پہلی ہی نماز میں پورا ہو چکا تھا۔ مقتدیوں کا فریضہ پہلی نماز میں فاسد ہوگیا تھا اس لئے ان کی دوسری نماز فرض ہوئی جو کہ **اقتداء الفرض خلف المتنفل** کی وجہ سے پھر فاسد ہوگئی۔ **فلو اتم المسافر ان قعدفی القعدة الاولیٰ تم فرضه، ولٰکنه اساء لو عامداً لتاخیر السلام وترک واجب القصر وواجب تکبیرة افتتاح النفل وخلط النفل بالفرض وهذا لایحل کماحررهٗ القهستانی بعد ان فسراساء بأثم واستحق النار ومازاد نفل کمصلی الفجر اربعاً** اھ درمختار[۱] ص ۵۳۹/ج ۱/ **والمختار ان المعادة لترک واجب نفل جابر والفرض سقط بالاولیٰ لان الفرض**

---

[۱] درمختار نعمانیه ص ۵۳۰/ج ۱/ باب صلاة المسافر، منحة الخالق ص ۱۳۵/ج ۲/ باب صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه، حلبی کبیری ص ۵۳۹/ صلاة المسافر، مطبوعه لاهور.

لایتکرر اھ طحطاوی[۱] ص ۱۲۴/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ملاح مقیم ہیں یا مسافر

سوال: -ایک جماعت ملاحوں کی ہے جس کا دستور ہے کہ کسی بڑی آبادی شہر کی پناہ میں بازار کے متصل ندی کے کنارے جگہ خرید لیتے ہیں گورنمنٹ کو اس جگہ کا خراج ادا کرتے ہیں ایک مکان خواہ کرایہ کا خواہ ذاتی لیتے ہیں جس میں ان کا سردار اور سامان رہتا ہے وہیں ان کی مسجد ہوتی ہے جس میں نماز پنجگانہ جمعہ وعیدین پڑھتے ہیں اگر کوئی مرجاتا ہے اسی شہر میں دفن کفن کرتے ہیں اور ندی کے اندر کشتیاں باندھ دیتے ہیں خود عموماً کشتیوں کے اندر رہتے ہیں اور آنے جانیوالوں سے کرایہ لے کر کشتی میں بٹھلاکر آٹھ دس میل تک پہونچا دیتے ہیں اور اسی جگہ واپس آجاتے ہیں۔ خط وکتابت بھی مکان سے اسی پتہ سے آتی جاتی ہے اسی طرح دوچار برس یا زیادہ روزگار کرکے گھر واپس آتے ہیں پس سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو شرعاً مقیم کا حکم دیا جائے گا یا مسافر کا اور نماز پوری ادا کریں یا قصر کریں یہاں پر علماء کا اختلاف ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے لوگ اگر پندرہ یوم اس جگہ پر ٹھہریں تو وہ جگہ ان کے لئے وطن اقامت ہے جب تک کم از کم تین یوم کی مسافت کی نیت سے وہاں سے نہیں چلیں گے اس وقت تک اتمام کریں گے قصر نہیں کریں گے۔ البتہ اگر کسی جگہ ان کو جانا ہو جو کم از کم تین یوم کی مسافت پر

---

[۱] طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۰۰/ فصل بیان واجب الصلاۃ، درمختار علی رد المحتار ص ۱۲۸/ ج۲/ ایچ ایم سعید کراچی. مطبوعہ زکریا ص ۱۴۸/ ج۲/ باب صفۃ الصلاۃ، مطلب کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم الخ.

ہے (یعنی کشتی ہوا معتدل ہونے کے وقت آرام کے ساتھ تین یوم میں وہاں پہونچتی ہے) تو یہ لوگ قصر کریں گے اگر اتنی مسافت سے کم سفر کریں گے تو یہ شرعی سفر نہیں اس میں قصر نہیں کریں گے۔ **واقل مسافة تتغير فيها الاحكام مسيرة ثلاثة ايام كذافي التبيين عالمگیری**[۱] **ص ۱۳۶/ وفيها بعداسطر و المعتبر فى البحر ثلثة ايام فى ريح مستوية غير غالبة و لاساكنة**[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۲۷/۱۱/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۵/ذی الحجہ ۵۳ھ

ریلوے ملازم کے لئے قصر نماز کا حکم

سوال:- مسمّٰی زید ایک ریلوے ملازم ہے اور بعض دفعہ صبح ساٹھ میل کی مسافت طے کرتا ہے اور شام کو بھی اتنی ہی، یعنی صبح اپنی جائے اقامت سے بذریعہ ریل گاڑی بوجہ ملازمت جائے اقامت سے ساٹھ میل مسافت طے کرتا ہے اور اتنی ہی مسافت شام کو طے کر کے اپنی جائے اقامت پر آ جاتا ہے۔ زید راستے میں قصر نماز پڑھتا ہے مگر جائے اقامت پر یعنی وطن اقامت میں پوری نماز پڑھتا ہے۔ کیا زید کو جائے اقامت یعنی وطن اقامت میں قصر پڑھنی چاہئے یا کہ پوری جب کہ زید بوجہ مجبوری ملازمت دو تین دن سے زیادہ وطن اقامت میں مقیم نہیں رہ سکتا ہے اور بعض دفعہ صرف بارہ گھنٹے ہی مقیم وطن اقامت میں رہ سکتا ہے۔ اور بعض دفعہ چھٹی لینے، رخصت لینے یا بیمار ہونے کی وجہ سے پندرہ دن یا زیادہ دن جائے اقامت پر رہتا ہے مگر رخصت ختم ہونے یا بیماری سے شفا ہونے پر حسب معمول پھر

---

[۱] عالمگیری کوئٹہ ص ۱۳۸/ج ۱/ الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر.

[۲] عالمگیری ص ۱۳۸/ج ۱/الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، مطبوعہ کوئٹہ، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۴۲، ۳۴۳/ج ۱/ صلاۃ المسافر، مطبوعہ مصری، النہر الفائق ص ۳۴۵/ج ۱/صلاۃ المسافر، مطبوعہ بیروت.

ملازمت پر جاتا ہے۔
آیا صورت ثانی میں زید کیونکر نماز پڑھا کرے اور اگر زید وطن اقامت پر بھی قصر پڑھا کرے تو سابقہ نمازوں کے لئے کیا حکم ہے۔ جو کہ زید وطن اقامت میں پوری پڑھتا رہا۔ آیا ان کو قصر کر کے قضا کرے یا رہنے دے؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

جب تک زید وطن اقامت میں کم از کم پندرہ یوم اقامت کی نیت نہ کرے صورت مسئولہ میں قصر نماز پڑھتا رہے۔ زید چونکہ ملازم ہے اس لئے اس کی نیت کا اعتبار اس وقت ہوگا جب کہ قانوناً اس کو پندرہ روز ٹھہرنے کا اختیار بھی ہو ورنہ اس کے افسر کی نیت معتبر ہوگی[1]۔ اب تک ایسی حالت میں جس قدر نمازیں اتمام کے ساتھ پڑھی ہیں اگر ان میں قعدہ اولیٰ کیا ہے تب تو وہ نمازیں کراہت کے ساتھ درست ہوگئیں اگر قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو ان کا اعادہ ضروری ہے۔ **صلی الفرض الرباعی رکعتین حتی یدخل موضع مقامه او ینوی اقامته نصف شهر بموضع صالح لها فیقصر لها ان نویٰ اقل منه فلواتم مسافران قعدفی القعدة الاولیٰ تم فرضه واساء ومازاد نفل وان لم یقعد بطل فرضه در مختار[2] مختصراً** . فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۰/۵۷ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ
صحیح: عبد اللطیف یکم ذی قعدہ ۵۷ھ

---

[1] وکل من کان تبعا لغیره یلمزمه طاعته یصیر مقیما باقامته ومسافراً بنیته وخروجه الی السفر الخ عالمگیری ص ۱۴۱/ج۱/ الباب الخامس عشرفی صلوة المسافر، تاتارخانیه ص ۹، ۱۰/ج۲/ نوع آخر فی بیان من لایصیر مقیما الخ، مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص ۳۹۳/ ج۲/نوع آخر فی بیان من لایصیر مقیماً الخ، مطبوعه ڈابھیل.

[2] درمختار علی الشامی نعمانیه ص ۵۳۰/ج۱/ الدرالمختار علی ردالمحتار ص ۱۲۷/ج۲/ مطبوعه ایچ ایم سعید کمپنی. باب صلاة المسافر،النهر الفائق ص ۳۴۵، ۳۴۶/ج۱ صلاة المسافر، مطبوعه بیروت،حلبی کبیری ص ۵۳۹/ صلاة المسافر،مطبوعه لاهور،زیلعی ص ۲۰۹/ج۱/ صلاة المسافر، مطبوعه امدادیه ملتان.

دورانِ سفر اپنے وطن کے اندر سے گزرنا، آبادی بڑھنے کی وجہ سے مسافت سفر کا باقی نہ رہنا

سوال:- (۱) موضع فیروز پور دہلی الورروڈ کے متصل واقع ہے۔ پہلے آبادی اور سڑک کے درمیانی زمین میں کاشت ہوتی تھی لیکن اب سڑک تک مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اور کاشت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور سڑک کے دوسرے رخ پر قبرستان اور مویشی کے بٹھانے کی جگہ ہے۔ ایسی صورت میں اس بستی کا رہنے والا دہلی سے الور یا الور سے دہلی کو گذرے تو اس کی مسافرت ختم ہو جائے گی یا نہیں؟

(۲) نیز قصبہ نوح سے پرانی دہلی ۴۸/ میل تھی اور اب نئی دہلی بڑھتے بڑھتے نوح کے رخ پر تقریباً ۱۵/ میل بڑھ چکی ہے۔ ایسی صورت میں نوح کا رہنے والا پُرانی دہلی کو اگر سفر کرے تو مسافر ہوگا یا نہیں؟ جب کہ نئی دہلی اور پُرانی دہلی دونوں کی کمیٹیاں علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اب وہ سڑک آبادی سے خارج نہیں رہی جو شخص بارادہ سفر فیروز پور سے اس سڑک پر آئے وہ قصر نہیں کرے گا اور جب ایسا آدمی سفر شرعی سے چل کر اس سڑک پر پہونچ جائے جس کا وہ وطن ہے تو وہ قصر نہیں کرے گا بلکہ اتمام کرے گا اگرچہ اس کا ارادہ وہاں قیام کا نہ ہو[1]۔

(۲) آبادی دیکھنے میں اگر متصل ہو تو محض کمیٹی الگ الگ ہونے کی وجہ سے ان کو

[1] واشار الی انه یشترط مفارقة ما کان من توابع موضع الاقامة کربض المصر و ماحول المدینة من بیوت ومساکن فانه فی حکم المصر، وکذالقری المتصلة بالربض فی الصحیح، شامی زکریا ص ۵۹۹/ ج ۲/ اول باب صلاة المسافر، تاتارخانیه ص ۵/ ج ۲/ نوع آخر فی بیان ان المسافر متی یقصر الصلاة، مطبوعه کراچی، المحیط ص ۳۸۸/ ج ۲/ نوع آخر متی یقصر الصلاة، الفصل الثانی والعشرون صلاة السفر، مطبوعه ڈابھیل.

دو بستیاں نہیں کہیں گے۔ جب ۴۸ ؍میل کی مسافت نہیں رہی بلکہ صرف ۳۳ ؍میل کی مسافت رہ گئی تو یہ سفر شرعی کے لئے کافی نہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱ ؍۹ ؍ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

ہمیشہ مسافر رہنے والے کی نماز

سوال:- بہت سے سرکاری ملازمین ایسے ہیں جنہیں روزانہ اپنے آفس جانے کے لئے پچاس میل طے کرنا پڑتا ہے کیا مسافر ہوجائے گا اور نماز قصر کرسکتا ہے اگر کرسکتا ہے تو گویا وہ تا مدت ملازمت مسافر ہی رہے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ اپنے مکان سے ملازمت کے لئے دفتر جائے گا تو راستہ میں قصر کرے گا اور جب تک جائے ملازمت پر کم ازکم پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ ہو خواہ اسی روز واپسی کا ارادہ ہو یا ایک دو روز بعد جب بھی قصر ہی کرے گا۔ اگر چہ اسی حالت میں ساری عمر گزر جائے[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویشترط لصحة نیة السفر ثلاثة اشیاء الاستقلال بالحکم والبلوغ والثالث عدم نقصان مدة السفر عن ثلاثة ایام، مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص ۲۴۴/ باب صلاة المسافر، عالمگیری ص ۱۳۹/ج ۱/الباب الخامس عشرفی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه.

[2] من جاوز مصره مریداً سیراً وسطاً ثلاثة ایام فی براو بحرأو جبل قصر الفرض الرباعی رکعتین الیٰ قوله حتی یدخل مصره او ینوی الاقامة نصف شهر الخ. البحرالرائق ص ۱۲۸/ ج۲/ (مکتبه الماجدیه کوئٹه) کتاب الصلوٰة، باب المسافر، النهرالفائق ص ۳۴۴/ج ۱/باب صلاة المسافر، مطبوعه بیروت، المحیط ص۳۸۷/ج ۲/نوع آخر متی یقصر الصلاة، مطبوعه ڈابهیل.

دورانِ سفر وطن اقامت سے گزرنا سفر کے پیش نظر تنہا نماز پڑھ لینا

سوال:- (۱) میں حسن پور ضلع فتح پور تحصیل بندکی کا رہنے والا ہوں۔ میرے والدین حسن پور دیہات میں رہتے ہیں۔ میں بسلسلۂ ملازمت بندکی میں مع اہل وعیال عرصہ ۵/سال سے رہ رہا ہوں اور ڈیوٹی کانپور کرنے چلا جاتا ہوں۔ ڈیوٹی کانپور سے باندہ نرینی اور نرینی سے واپس کان پور جاکر ختم کرتا ہوں پھر کسی دوسری سواری کے ذریعہ بندکی چلا آتا ہوں۔ دوسرے دن ڈیوٹی نہیں رہتی تیسرے دن پھر اسی طرح ڈیوٹی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں میری سکونت کہاں تسلیم کی جائے حسن پور یا بندکی یا کانپور؟

(۲) بس میں کتنا سفر کرنے کے بعد نماز قصر ادا کرنی ہوگی؟

(۳) چونکہ بس بندکی ہوکر جاتی ہے اور آتی ہے اس لئے بندکی اسٹیشن پر نماز قصر ادا کرنی ہوگی یا نہیں؟

(۴) جماعت تیار ہے یا ہورہی ہے اور مجھے فوراً نماز پڑھ کر بس لے کر روڈ پر جانا ہے تو جماعت چھوڑ کر اس مسجد میں تنہا نماز پڑھ سکتا ہوں۔ کیونکہ نماز جماعت میں دیر لگنے کا سوال ہے اور مجھے جلدی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حسن پور آپ کا وطن اصلی ہے[1]۔

(۲) ۴۸/میل پر نماز قصر کا حکم ہے[2]۔

---

[1] الوطن الاصلی هو موطن ولا دته اوتأهله او توطنه الخ شامی زکریا ص ۶۱۴/ج۲/ باب صلاة المسافر،عالمگیری ص ۱۴۲/ج ۱ /الباب الخامس عشر، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، تاتار خانیه ص ۱۹/ج۲/صلاة المسافر، نوع آخر فی بیان مایصیر المسافر به الخ، مطبوعه کراچی.

[2] من جاوز مصره مریداً سیراً وسطاً ثلاثة ایام فی براوبحر اوجبل قصر الفرض الرباعی رکعتین الخ البحر الرائق کوئٹه ص ۱۲۸ ج۲ باب صلاة المسافر،شامی کراچی ص ۱۲۱، ۱۲۳/ج۲/باب صلاة المسافر،المحیط ص۳۸۷/ج۲/صلاة السفر، نوع آخر فی بیان ان السفر الخ، مطبوعه ڈابهیل،النهر الفائق ص ۳۴۴/ج ۱ /صلاة المسافر، مطبوعه بیروت.

(۳) بند کی آپ کا وطن اصلی نہیں وہاں اتمام کا سوال نہیں۔ اگر مسافر ہیں تو قصر کریں گے۔ یعنی ۴۸ رمیل کا ارادہ کر کے چلے اور بند کی اسٹیشن پر پہونچ گئے تو قصر کریں گے۔

(۴) تنہا بھی پڑھنے سے ادا ہوجائے گی۔ ایک دو آدمی مسافر وغیرہ کو لے کر جماعت کرلیا کریں۔ جماعت چھوڑنا بڑی محرومی ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۳؍۹۳ھ

وطن اصلی دو جگہ

سوال: - ایک شخص اپنے وطن اصلی سے بیوی، بچے اور سامان لے کر مستقل ارادہ کر کے دوسری جگہ رہنے لگا۔ لیکن پہلے وطن میں اس کا سامان وجائیداد بھی موجود ہے تو کیا دونوں جگہ اس کا وطن ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سامان اور جائیداد سے اگرچہ خود ہی منتفع ہوتا ہے اس سے اپنی ملکیت کو ختم نہیں کیا تو بھی اس جگہ کی وطنیت ختم ہوگئی چونکہ دوسری جگہ مستقل رہائش اختیار کرلی ہے۔ اب وہاں سے کلیۃً منتقل ہونے کا قصد نہیں ہے تو وہ دوسری جگہ وطن اصلی بن گئی۔ لیکن اگر پہلی جگہ بھی بلحاظ موسم آئے اور رہنے کا قصد ہے تو دونوں جگہ وطن اصلی ہوجائے گی۔ کذا فی البحرالرائق[۲]

---

[۱] عن ابن عمرؓ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ الفذبسبع وعشرین درجۃ مشکوۃ شریف ص۹۵ ؍باب الجماعۃ وفضلھا،یاسر ندیم دیوبند.

[۲] وھوان یتوطن فی بلدۃ اخری وینقل الاھل الیھا فیخرج الاول من ان یکون وطناً اصلیاً حتی لو دخلہ مسافراً لایتم قیدنا بکونہ انتقل عن الاول باھلہ لانہ لو لم ینتقل بھم ولکنہ استحدث اھلاً فی بلدۃ اخری فان الاول لم یبطل ویتم فیھما الخ البحر الرائق کوئٹہ ص۱۳۶ ؍ج۲؍ باب صلاۃ المسافر،تاتار خانیہ ص۱۹ ؍ج۲؍نوع آخرفی بیان مایصیر المسافربہ مقیماالخ، مطبوعہ کراچی ،تبیین الحقائق ص۲۱۴ ؍ج۱ ؍صلاۃ المسافر، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

ص ۱۳۶/ج ۲/ پاکستان۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا والد کا مکان بھی وطن اصلی ہے؟

سوال:- ہندوستان سے ایک عالم آج سے پندرہ سال قبل ملازمت کی خاطر افریقہ مع بیوی بچے چلے گئے، اور وہیں کے باشندے بن گئے، مگر ان کے والدین ہندوستان ہی میں رہے اب کئی سالوں سے وہ ایک مقام پر تدریس وامامت کرتے ہیں، ان کا ایک لڑکا حافظ قرآن دوسومیل پر کام کرنے چلا گیا، چھٹیوں میں مکان پر آجاتا ہے، اب شادی کرکے بیوی کو ساتھ لے گیا، تعطیلات میں مکان آیا اور چار رکعت والی نماز میں پوری چار رکعت کی امامت کرائی، ایک مولوی صاحب نے اعتراض کیا کہ نماز نہیں ہوئی، اس لئے کہ یہاں والد کے مکان پر مسافر ہوگیا، والد نے کہا کہ نہیں ہے، اگر وہاں ملازمت چھوٹی تو والد ہی کے مکان آنا پڑے گا، ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کے والد نے اس مقام کو اپنا وطن اصلی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بنالیا ہے، اور لڑکا اپنے والد کے تابع ہے تو وہ مقام لڑکے کے حق میں بھی وطن اصلی ہوگیا، جب بھی لڑکا جتنی مدت کے لئے بھی وہاں آئے گا پوری نماز پڑھے گا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] وكل من كان تبعاً لغيره ويلزمه طاعته يصير مقيماً باقامته ومسافراً بنيته وخروجه الى السفر (عالمگیری، ج ۱ ص ۱۴۱/)الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، تاتارخانیه ص ۹، ۱۰/ ج ۲/نوع آخرفی بیان من لایصیر مقیما الخ مطبوعه کراچی، المحیط ص ۳۹۳/ج ۲/من لایصیر مقیماً الخ، مطبوعه ڈابھیل.

متبنّٰی ہونے سے وطنِ اصلی نہیں بنا

سوال:- ایک شخص نے دیوبند سے تقریباً تین سومیل کا سفر کیا اور جہاں یہ شخص گیا وہاں کا یہ متبنی ہے اور وہاں پر آٹھ نو روز قیام کرنے کا ارادہ ہے۔ آیا اس شخص کو دورانِ قیام نماز پوری ادا کرنی ہوگی یا قصر ادا کرے گا؟ اگر یہ مذکور شخص نماز پڑھا دے بھول کر تو کیا حکم ہے؟ اور اگر جان کر نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے؟ دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے یا الگ الگ؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ مقام اس کا وطن اصلی نہیں ہے تو صورتِ مذکورہ میں وہ قصر کرے گا اتمام نہیں کرے گا[۱] اس کی امامت جائز ہے[۲] مگر قصر کرے، اتمام کرنے سے مقیم مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی[۳] جان کر اتمام کرنے سے گنہگار بھی ہوگا۔ بھول کر اتمام کرنے سے گنہگار نہیں ہوگا[۴]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۲/ ۹۰ھ

---

[۱] وان لم یکن له وطن اصلی یقصر (البحر الرائق ص ۱۳۱ / ج ۲ / مطبوعه کوئٹه، باب صلاة المسافر الخانیه ص ۱۶۵ / ج ۱ / باب صلاة المسافر.

[۲] یصح اقتداء المقیم بالمسافر (الهندیة ص ۸۵ / ج ۱ / باب الامامة، مطبوعه المصر، تبیین ص ۲۱۳ / ج ۱ / صلاة المسافر، مطبوعه امدادیه ملتان، النهر الفائق ص ۳۴۸ / ج ۱ / صلاة المسافر، مطبوعه بیروت.

[۳] فلو اتم المقیمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتداء المتنفل بالمفترض. الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۱۲۸ / ج ۲ / باب صلاة المسافر، منحة الخالق ص ۱۳۵ / ج ۲ / باب صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه، حلبی کبیری ص ۵۳۹ / صلاة المسافر، مطبوعه لاهور.

[۴] حتی لو اتم فانه آثم عاص لان الفرض عندنا من ذوات الاربع رکعتان فی حقه لاغیر (البحر الرائق ص ۱۳۰ ج ۲ مطبوعه کوئٹه، باب صلاة المسافر، شامی زکریا ص ۶۰۹ / ج ۲ / باب صلاة المسافر، حلبی کبیری ص ۵۳۸ / فصل فی صلاة المسافر، مطبوعه لاهور.

داماد کے لئے سسرال میں اور عورت کے لئے میکہ میں قصر واتمام کا حکم

سوال:- (۱) زید کی سسرال اتنی دور ہے جتنی دور میں آدمی شرعی مسافر ہوجاتا ہے یا اس سے بھی دور ہے۔ زید اگر اپنی سسرال جائے تو زید کو وہاں پہونچ کر قصر نماز پڑھنی ہوگی۔ اگر پوری نماز پڑھنی ہوگی تو اس کی کیا وجہ ہے۔ قاعدہ کی رو سے وہ مسافر ہوچکا اور پھر وہ پوری نماز پڑھے اور زید کا ارادہ بھی وہاں ٹھہرنے کا دو دن یا کم وبیش کا ہے یعنی پندرہ یوم سے کم، پھر بھی وہ مسافر نہیں ہوا۔ فتاویٰ دار العلوم جلد ۴ ر میں ص ۴۷۱ پر تحریر ہے۔ اگر کسی آدمی کی زوجہ گھر پر ہو اور پھر وہ آدمی سسرال کو جائے جب کہ اس کی بیوی سسرال میں نہیں ہے تو وہ مقیم نہیں ہوگا بلکہ مسافر رہے گا۔ اور جلد ۴ ر ص ۴۸۸ پر تحریر ہے کہ سسرال میں پہونچ کر پوری نماز پڑھے قصر نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقیم رہے گا اور اوپر کے مسئلہ سے معلوم ہوا کہ مسافر رہے گا۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ کیا مسافر ہونے کیلئے سسرال میں عورت کا ہونا ضروری ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اگر عورت سسرال میں ہو تو زوجہ کا میکہ آدمی کی سسرال نہ رہیگا اور مسافر ہونے کی کیا کیا شرطیں ہیں؟ ایک شرط ۴۸ ر میل ہے اور اس کے علاوہ جو شرائط ہوں تحریر فرمائیں اور کیا محض نکاح کی وجہ سے زید کی سسرال وطن بن جاتا ہے۔ جب کہ زید نہ سسرال میں رہتا ہے اور نہ آئندہ کیلئے اس کا کوئی وہاں رہنے کا قصد ہے۔

(۲) بہشتی زیور میں مسافرت کی نماز کے بیان میں یہ لکھا ہے کہ بیاہ کے بعد اگر عورت مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگے تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے۔ تو اگر تین منزل چل کر میکہ گئی اور پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی۔ مسافرت کے قاعدہ سے نماز روزہ کرے اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کے لئے نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہ اب بھی رہے گا عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ عورت بیاہ کے بعد سسرال ہی میں رہتی ہے لیکن رنج و

خوشی کے موقعہ پر میکہ چلی جاتی ہے۔ کیا مسئلہ مذکورہ میں یہی صورت مراد ہے؟ یا کوئی اور صورت مراد ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) ص ۴۸۸ رکے سوال تصریح میں ہے سسرال میں اگر اسی ۸۰ رکوس کا فاصلہ ہے تو زید کو سسرال پہونچ کر پوری نماز پڑھنی چاہئے یا قصر کرنا چاہئے؟ اس کا جواب ظاہر ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ اس کی مسافت پر شرعی سفر نہیں ہوتا۔ ص ۴۷۱ کے سوال میں سو ۱۰۰ میل کی تصریح ہے جس پر شرعی سفر کے احکامات جاری ہوتے ہیں، یہ فرق بدیہی ہے محض کسی جگہ نکاح کر لینے سے وہ جگہ وطن اصلی نہیں ہوجاتی جیسا کہ ص ۴۷۱ کے ایک سوال میں ہے کہ زید ساکن الہٰ آباد اور ہندہ ساکنہ سہارنپور، دونوں سفر کرتے ہوئے مراد آباد پہونچے، وہاں دونوں کا نکاح ہوگیا۔ تو زید کا مراد آباد وطن نہ ہوگا وہاں قصر ہی کرے گا۔ البتہ اگر کسی مقام پر جو کہ سسرال کا شہر ہے وہاں نکاح ہوا اور یہ طے پا جائے کہ باوجود نکاح کے زوجہ کو شوہر کے مکان پر رخصت کر کے نہیں بھیجا جائے گا بلکہ وہ ہمیشہ اپنے والدین کے مکان ہی پر رہے گی اور شوہر کو بھی یہیں رہنا ہوگا جس کو خانہ دامادی کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں شوہر کے حق میں یہ سسرال بھی وطن اصلی کے حکم میں ہے۔ یہاں آ کر بھی اس کو اتمام کرنا ہوگا اگر چہ مسافت طے کر کے آئے اور پندرہ روز سے کم ٹھہرنا ہو۔ **الوطن الاصلی هو وطن الانسان فی بلدته او بلدة اخریٰ اتخذها داراً او توطن بها مع اهله وولده ولیس من قصده الارتحال عنها بل التعیش بها وهذا الوطن یبطل بمثله لاغیر وهو ان یتوطن فی بلدة اخری وینقل الاهل الیها فیخرج الاول من ان یکون وطناً اصلیاً حتی لو دخله مسافراً لایتم قیدنابکونه انتقل عن الاول باهله لانه لو لم ینتقل بهم ولکنه استحدث اهلاً فی بلدة اخریٰ فان الاول لم یبطل ویتم فیهما الخ، البحر الرائق[1] ص ۱۳۶ / ج ۲ /.**

---

[1] البحر الرائق ص ۱۳۶ ج ۲ مطبوعه پاکستان باب صلاة المسافر. المراقی علی الطحطاوی ص ۳۴۹/ مطبوعه مصر، باب صلاة المسافر، تاتارخانیه ص ۱۹ / ج ۲/ نوع آخر فی بیان مایصیر المسافر به مقیماًالخ، مطبوعه کراچی، تبیین ص ۲۱۴ / ج ۱ / صلاة المسافر، مطبوعه امدادیه ملتان.

جہاں نکاح کی یہ صورت نہ ہو وہ وطن اصلی کے حکم میں نہیں۔ مسافر ہونے کے لئے تین منزل کی مسافت تقریباً ۴۸ر میل کی نیت سے جائے، وطنِ اصلی یا وطنِ اقامت کی آبادی سے خارج ہو جائے بس اتنا ہی کافی ہے[1]

(۲) بعض علاقوں میں دستور ہے کہ شادی کے بعد لڑکی اپنے شوہر کے مکان پر ایک دو دن کے لئے بطور مہمان کے جاتی ہے پھر واپس چلی آتی ہے۔ کچھ مدت کے بعد پھر دو چار روز کے لئے جاتی ہے اور چلی آتی ہے۔ کچھ عرصہ تک یہی حال رہتا ہے۔ اس صورت میں میکہ اس کا وطن اصلی رہتا ہے۔ وہ وہاں اتمام کرتی ہے اور شوہر کا مکان ابھی وطن اصلی نہیں بنا۔ پھر مستقلاً شوہر کے مکان پر قیام کے لئے آجاتی ہے کہ اصالۃً اب اسے یہاں رہنا ہے بوقتِ ضرورت میکہ جانا ہوگا۔ اس لئے شوہر کا وطن ہی اس کا وطن اصلی کہلاتا ہے۔ اب وہاں قصر نہیں کرے گی۔ بہشتی زیور[2] کی مراد یہی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۷؍۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۷؍۹۲ھ

وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے

سوال:- زید کا وطن اصلی مدہول ہے چند وجوہات کی بنا پر وہ مدہول چھوڑ کر نظام آباد میں مع اپنے والدین کے آکر مقیم ہوتا ہے حالانکہ مدہول میں زید کا ایک مکان بھی ہے اور اس کا تعلق بھی مدہول سے ہے۔ اب زید کو نوکری ملنے پر وہ حیدرآباد آتا ہے جب کہ اس کے والدین نظام آباد میں مقیم ہیں۔ اب اگر زید اپنے والدین سے ملنے نظام آباد جائے

---

[1] من جاوز مصره مريداً سيراً وسطاً ثلاثة ايام فى براوبحراوجبل قصر الفرض الرباعى ركعتين الخ البحر الرائق ص ۱۲۸ / ج ۲ / باب صلاة المسافر، مطبوعه كوئٹه، شامى كراچى ص ۱۲۱ / ج ۲ / باب صلاة المسافر، النهر الفائق ص ۳۴۴ / ج ۱ / باب صلاة المسافر، مطبوعه بيروت.

[2] بہشتی زیور ص ۱۱۱، حصہ دوم، مطبوعہ فیض عام شاملی مظفر نگر۔ مسافرت میں نماز کا بیان۔

اور اپنے آبائی وطن مدہول جائے تو کیا زید مسافر کہلائے گا؟ کیا اس کو قصر نماز ادا کرنی ہوگی یا وہ پوری نماز پڑھے گا؟ جب کہ نظام آباد اور حیدرآباد کا درمیانی فاصلہ ۱۵۴ر میل ہے اور مدہول اور نظام آباد کا درمیانی فاصلہ ۳۰ر میل ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً

مدہول وطن اصلی ہے جب تک اس کی وطنیت کو بالکلیہ ترک کر کے (مکان وغیرہ فروخت کر کے یا کسی کو دیکر) دوسرے کسی مقام کو وطن مستقل نہیں بنالیا جائے گا اس کی وطنیت ختم نہیں ہوگی، وہاں پہونچ کر پوری نماز پڑھنے کا حکم ہوگا، خواہ دور سے پہونچے یا نزدیک سے۔ ملازمت کی وجہ سے نظام آباد وطن اصلی نہیں بنے گا جب تک مذکورہ بالا طریقہ پر اس کو مستقل وطن نہیں بنالیا جائے گا محض والدین کے وہاں موجود ہونے کی بنا پر وہاں اتمام (پوری نماز پڑھنے) کا حکم نہیں ہوگا[۱] جب تک کم از کم پندرہ روز وہاں قیام کی نیت نہ ہو۔ پس اگر ۴۸ر میل یا اس سے زیادہ کی مسافت سے چل کر نظام آباد پہونچنا ہو اور پندرہ روز سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو وہاں قصر کرنا ہوگا[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فالاصلی هو مولد الانسان اوموضع تاهل به ومن قصده التعيش به لاالارتحال عنه اما لو كان له ابوان ببلد غير مولده وهو بالغ ولم يتأهل به فليس ذلک وطناله وفی المبسوط هوالذی نشأفيه اوتوطن فيه اوتأهل فقوله اوتوطن فيه يتناول ماعزم القرارفيه وعدم الارتحال وان لم يتاهل فعلى هذا لوعزم من له ابوان فی بلد على القرارفيه وترک الوطن الذی كان له قبله يكون وطناً له ، حلبی كبيری ص ۵۴۴ / فصل فی بيان صلاة المسافر، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور،شامی كراچی ص ۱۳۱ / ج ۲ /باب صلاة المسافر.

[۲] ولابد للمسافرمن قصد مسافة مقدرة بثلاثة ايام حتى يترخص برخصة المسافرين الى قوله ولايزال علم حكم السفر حتى ينوی الاقامة فی بلدة اوقرية خمسة عشريوماً الخ عالمگيری ص ۱۳۹ / ج ۱ / الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر،مطبوعه كوئٹه،مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۶/ باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری.

وطن تاہل

سوال: – مرد اپنی سسرال میں نماز قصر پڑھے یا نہیں کیا بیوی کی نماز قصر اور حضر ہر صورت میں شوہر کے مطابق ہے یعنی جہاں شوہر قصر پڑھے بیوی بھی قصر پڑھے اور جہاں شوہر حضر پڑھے بیوی بھی حضر پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شہر میں کسی نے شادی کی ہے اور وہاں اس کی زوجہ مستقل طور پر رہتی ہے تو وہاں قصر نہ کرے گا۔ **الوطن الاصلی هو موطن ولادته او تاهله اوتوطنه درمختار قال الشامی قوله او تاهله ای تزوجه قال فی شرح منية ولوتزوج المسافر ببلد ولم ينو الاقامة به فقيل لايصير مقيما وقيل يصير مقيما وهو الاوجه ردالمحتار**[۱] ص ۱۸۹/ دار ومدار اقامت اور توطن پر ہے اگر شوہر نے اپنا وطن اصلی چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کو وطن بنالیا ہے مگر زوجہ اسی جگہ کو جس کو شوہر نے چھوڑا ہے وطن اقامت بنائے ہوئے ہے۔ تو زوجہ اتمام کرے گی اور شوہر وہاں پہنچ کر اگر نیت اقامت نہ کرے تو قصر کرے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۱۱/ ۵۴ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم ۲۳/ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ

---

[۱] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص ۵۳۲/ ج ۱/ الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۱۳۱/ ج ۲/ باب صلاة المسافر، مطلب فی الوطنی الاصلی ووطن الاقامة، حلبی کبیری ص ۵۴۴/ فصل فی صلاة المسافر، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۴۹/ باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری.

وطن اقامت کیسے باطِل ہوجاتا ہے؟

سوال:- وطنِ اقامت کے بُطلان کے لئے مطلق سفر کافی ہے یا کوئی خاص سفر؟ اسی طرح مطلق وطن اصلی کافی ہے یا کوئی خاص صورت؟ اگر کوئی اپنا سامان اپنے وطنِ اقامت میں چھوڑ کر لوٹ کر آنے کے ارادے سے سفر کرے یا وطن اصلی میں چلا جائے تو وطن اقامت باقی رہے گا یا باطل ہوجائے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً

سفر شرعی سے وطن اقامت باطل ہوجاتا ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وطنِ اقامت سے ہجرت کرے اور پھر کبھی وہاں آنے کا ارادہ نہ ہو۔ جس جگہ سے گیا ہے اور سامان وہاں موجود ہے۔ پھر جب وہ وہاں آئے گا اور پندرہ روز قیام کا ارادہ کرے گا تو وطنِ اقامت بنے گا۔ اس سے کم کی نیت سے وہ وطن اقامت نہیں بنے گا بلکہ وہ بحکم سفر ہی رہے گا۔ وطنِ اصلی میں داخل ہوتے ہی آدمی مقیم ہوجاتا ہے چاہے تھوڑی دیر ٹھہرے اس کے لئے پندرہ روز کی ضرورت نہیں **الوطن الاصلی یبطل بمثله لاغیرویبطل وطن الاقامة بمثلہٖ وبالوطن الاصلی وبانشاء السفر الخ. درمختار علی ردالمحتار**[1] ص ۵۳۳/ ج ۱/ (نعمانیہ) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۶ ۱۴۰ھ

وطن اقامت

سوال:- احقر کچھ عرصہ طویل قیام کے ارادہ پر ہردوئی مع اہل وعیال مقیم ہے۔

[1] درمختار علی هامش ردالمحتار ص ۱۳۱/ ج ۲/ مطلب فی الوطن الاصلی ووطن الاقامة، باب صلاة المسافر، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۴۸/ باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری، النهر الفائق ص ۳۴۹/ ج ۱/ باب صلاة المسافر، مطبوعه بیروت، البحر الرائق ص ۱۳۶/ ج ۲/ باب صلاة المسافر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

درمیان میں بعض ضروری کاموں کی وجہ سے وطن وغیرہ کا سفر بھی کرنا پڑتا ہے۔ بعض مرتبہ ہردوئی میں پندرہ دن سے زائد مستقل ٹھہرنا پڑتا ہے اور بعض دفعہ کم۔ ایک صاحب نے بتلایا ہے کہ آپ ہردوئی میں مسافر ہیں، میں نماز کیسے ادا کروں؟ میری حیثیت ہردوئی میں کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

موجودہ حالت میں جب کہ آپ نے ہردوئی کو وطنِ اصلی نہیں بنایا اور نہ اپنے وطن اصلی کو ترک کیا تو ہردوئی آپ کیلئے وطن اقامت ہے۔ جب تک کم ازکم پندرہ روز قیام کا ارادہ نہ ہو آپ یہاں مسافر ہی رہیں گے[1] اور مسافر کے سب احکام آپ پر جاری ہوں گے۔ جن صاحب نے آپ کو مسافر تشخیص کیا ہے ان کی تشخیص صحیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وطن اقامت میں قصر

سوال: - میرے خویش جناب شیروانی صاحب ڈائرکٹر بورڈ کے چیرمین ہیں ان کا وطن آبائی قدیمی جس میں انہوں نے کبھی سکونت اختیار نہ کی ضلع علی گڈھ میں ہے غیر آباد ہے۔ فیکٹری کی ملکیت میں ایک کوٹھی الہٰ آباد میں ہے ایک نینی تال میں ایک دہلی میں۔ اہل وعیال کا قیام الہٰ آباد والی کوٹھی میں ہے اور بظاہر سکونت احباب میں ہے۔ اکثر سفر درپیش رہتا ہے۔ قیام کسی جگہ کم رہتا ہے ایسی صورت میں جب کہ چودہ روز قیام کا ارادہ نہ ہو، دہلی، نینی تال میں قصر کرنا چاہیے یا نہیں؟

---

[1] لایزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قریة خمسة عشریوماً او اکثر وان نوی اقل من ذلک قصر (الهدایه ص ١٦٦ /ج ١ /باب صلاة المسافر، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، عالمگیری ص ١٣٩ /ج ١ /الباب الخامس عشرفی صلاة المسافر، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ٣٤٣/ باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری.

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے قدیمی وطن سے اگر کلیۃً ہجرت نہیں کی تو وہی وطن اصلی ہے[۱] وہاں پہنچ کر نماز پوری پڑھیں گے خواہ ایک ہی دن رہنا ہو[۲] مقامات مذکورہ سے اگر کسی جگہ مستقل سکونت کی نیت نہیں، تو جب تک کسی جگہ کم از کم پندرہ روز قیام کی نیت نہ ہو قصر کریں گے[۳] اگر مستقل قیام کی نیت ہے تو وہ وطن اصلی ہے وہاں پوری نماز پڑھیں گے۔ محض کوٹھی یا اسباب معیشت کا موجود ہونا وطنیت کے لئے کافی نہیں[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۴/۸۹ھ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں نمازِ قصر سے متعلق تعارض کا رفع

سوال:- فتاویٰ دارالعلوم سوال نمبر ۵۸۴/۳۰۹ کے جواب میں نمازِ قصر کے متعلق چار رکعت فرض کو پوری پڑھنے کو فرمایا اور قصر کو منع فرمایا گیا۔ اور سوال ۳۱۳/۶۱۴ کے جواب میں چار

---

[۱] ولو انتقل باهله ومتاعه الى بلد وبقى له دور وعقار فى الاول قيل بقى الاول وطنا له واليه اشار محمد فى الكتاب كذا فى الزاهدى (هنديه كوئٹه ص ۱۴۲ /ج ۱ /الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر، بحر كوئٹه ص ۱۳۶ /ج ۲ /باب المسافر، شامى زكريا ص ۶۱۴ /ج ۲ /باب صلاة المسافر، مطلب فى الوطن الاصلى ووطن الاقامة.

[۲] واذا دخل المسافر مصره اتم الصلاة وان لم ينو الاقامة فيه سواء دخله بنية الاختيار ودخله لقضاء الحاجة (هنديه كوئٹه ص ۱۴۲ /ج ۱ /الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر، بحر كوئٹه ص ۱۳۱ /ج ۲ / باب المسافر، الدرمع الردزكرياص ۶۰۴ /ج ۲ /باب صلاة المسافر.

[۳] لايزال على حكم السفر حتى ينوى الاقامة فى بلدة او قرية خمسة عشر يوماً او اكثر وان نوى اقل من ذلك قصر (الهدايه ص ۱۶۶ /ج ۱ / باب صلاة المسافر، مطبوعه ياسر نديم اينڈ كمپنى ديوبند، بحر كوئٹه ص ۱۳۱ /ج ۲ /باب المسافر، شامى زكريا ص ۶۰۵ /ج ۲ /باب صلاة المسافر.

[۴] الوطن الاصلى هو موطن ولادته اوتاهله اوتوطنه قوله اوتاهله اى تزوجه (الى قوله) اذا المعتبر الاهل دون الدار، وقوله اوتوطنه اى عزم على القرار فيه وعدم الارتحال وان لم يتأهل (شامى زكرياص ۶۱۴ /ج ۲ /باب صلاة المسافر، مطلب فى الوطن الاصلى ووطن الاقامة.

رکعت نمازِ فرض کو قصر پڑھنے کا حکم فرمایا گیا بظاہر دونوں سوال ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر یہ تعارض کیوں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان دونوں فتووں کے درمیان تعارض ہے۔اس کے دفع کی صورت یہ ہے کہ سوال نمبر۵۸۴ر میں سفر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک ابتداءً مقصود ہے اور دوسرے گاؤں پہونچ کر تیسرے گاؤں کا ارادہ ہوا۔ اس طرح پر چوتھے گاؤں کا ارادہ ہوا۔ غرض تین منزل کا ارادہ نہیں ہوا تو شرعی سفر کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اس لئے قصر کا حکم نہیں ہوگا۔[1]
سوال نمبر۶۱۴ر میں ابتداءً پوری مسافت کا قصد ہے اگر چہ یک دم نہیں بلکہ اس پوری مسافت کو ۲۰،۲۵ر روز میں طے کرنا ہے اور مسافت سفر شرعی کی مسافت ہے اس لئے اس میں قصر کرنا ہوگا۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹؍۴؍ ۹۱ھ

سفر غیر شرعی کے درمیان سے سفر شرعی کی نیت کرنا

سوال: -مسافر حالت سفر میں ایسی صورت میں جب کہ وہ اپنے گھر سے چلا تو شرعی

---

[1] اذا قصد مصراً من الامصار وهو مادون مسيرة ثلاثة ايام لا يكون مسافراً ولو انه خرج من ذلك المصر الذى قصد الى مصر آخروهو ايضا اقل من ثلاثة ايام لايكون مسافراً وان طاف آفاق الدنيا على هٰذا السبيل لا يكون مسافراً. البحر الرائق كوئٹه ص ۱۲۹ ؍ج۲؍ باب صلاة المسافر،الدرمع الشامى زكرياص ۶۰۱ ؍ج۲؍باب صلاة المسافر،طحطاوى على المراقى ص ۳۴۳؍باب صلاة المسافر،مطبوعه مصر.

[2] من جاوزبيوت مصره مريدا سيرا وسطا ثلاثة ايام فى براوبحراوجبل قصرالفرض الرباعى ركعتين (بحر كوئٹه ص ۱۲۸ ؍ج۲ باب المسافر،الدرمع الشامى زكريا ص ۵۹۹ تا ۶۰۱ ؍ج۲؍ باب صلاة المسافر، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۳۴۲؍باب صلاة المسافر.

مسافر بننے کی نیت نہیں تھی مگر درمیانی سفر میں اس نے شرعی مسافر بننے کی نیت کرلی تو اب وہ کس وقت سے قصر کرے آیا جس جگہ پر یا بستی میں ہے وہیں قصر پڑھ لے یا اس گاؤں کے باہر نکلنے کے بعد قصر شروع کرے۔ مثلاً ایک شخص دہلی سے شاہدرہ آیا واپس ہونے کی نیت سے مگر شاہدرہ میں کوئی صورت ایسی پیش آئی کہ وہ کلکتہ جانے لگا تو اب وہ شاہدرہ سے باہر نکل کر قصر کرے یا شاہدرہ ہی میں قصر پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شاہدرہ میں یہ شخص مسافر نہیں بلکہ یہاں سے سفر شروع کرنے کے بعد۔ لہٰذا شاہدرہ سے نکل کر قصر کرے اور شاہدرہ میں چونکہ بحکم مقیم ہے لہٰذا اتمام کرے۔ **ولا یصیر مسافراً بالنیة حتی یخرج ویصیر مقیماً بمجرد النیة کذافی محیط السرخسی اھ هندیة**[1] ص ۱۳۹/ج ۱/۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱/ ۶۱ھ

نماز قصر

سوال:- قصر نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ مثلاً ظہر کی نماز قصر پڑھنا ہے تو نیت کس طرح کرنا چاہئے؟

---

[1] الهندية ص ۱۳۹/ج ۱/ مطبوعه مصر، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، محيط بريانی ص ۳۸۷/ج ۲/الفصل الثانی والعشرون فی صلاة المسافر، نوع آخر فی بيان أن المسافرمتی يقصر الصلاة، طبع مجلس علمی گجرات، تاتارخانيه کراچی ص ۴/ج ۲/الفصل الثانی والعشرون فی صلاة السفر، نوع آخر فی بيان أن المسافر متی يقصر الصلاة.

الجواب حامداً ومصلیاً

بس نماز ظہر کی نیت کر کے دو رکعت ادا کرے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مسافر کے لئے جمعہ تراویح اور قصر

سوال:- میں روڈویز کنڈکٹر ہوں کیرانہ گھر ہے روزانہ کیرانہ سے دہلی جاتا ہوں اور دہلی سے روڑکی جاتا ہوں۔ کیا میں اس صورت میں روزانہ نمازِ سفر پڑھوں گا یا نہیں؟ سفر کی نماز گھر سے چلتے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ یا ۴۸ر میل کا سفر کرنے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ سفر میں کس جگہ جماعت سے نماز پڑھی جاوے اور دو رکعت نماز پڑھیں یا چار رکعت پڑھنا چاہئے۔ برائے مہربانی تفصیل سے تحریر فرماویں اور سفر میں تراویح کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں؟ جب کہ زیادہ تر تراویح جماعت کے ساتھ نہیں ہوتی ہے۔ میں خود پڑھتا ہوں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں جب گھر پہونچ جاتا ہوں تو جماعت سے نماز پڑھتا ہوں۔ اس طرح قرآن پاک ترتیب سے نہیں ہوتا ہے۔ اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ اس طرح جمعہ کی نماز کے بارے میں بتلائیں کہ سفر میں جمعہ فرض ہے یا نہیں؟ ویسے میں زیادہ تر جمعہ ادا کرتا ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آپ اپنے وطن کی آبادی سے باہر نکل جائیں گے تو مسافر ہو جائیں گے اس

---

[1] الواجبات والفرائض لا تتأوى بمطلق النية اجماعا فلا بدمن التعيين فيقول نويت ظهر اليوم او عصر اليوم اوفرض الوقت اوظهر الوقت الى قوله ولا يشترط نية عدد الركعات. عالمگیری کوئٹہ ص ٦٥/ج ١/ الفصل الرابع فى النية، باب شروط الصلاة، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ١٧٩/باب شروط الصلوة واركانها، بحر كوئٹه ص ٢٧٩/ج ١/ شروط الصلوة.

وقت سے نمازِ قصر پڑھیں گے[۱] کہ راستہ میں بھی اور دہلی اور روڑکی میں بھی تنہا پڑھیں یا جماعت سے قصر ہی پڑھیں گے۔ اگر امام مقیم ہو تو پوری پڑھیں[۲] گے تراویح بھی سفر میں پڑھیں۔ اگر تراویح کے وقت کسی جگہ ٹھہرے ہوئے ہوں، تو جماعت سے اور اگر جماعت نہ ملے تو تنہا پڑھیں[۳]۔ اگر سفر کی وجہ سے قرآن پاک کی ترتیب قائم نہ رہ سکے تو معذوری ہے۔ مسافر پر جمعہ نہیں[۴] موقع ملے تو پڑھ لے ورنہ ظہر پڑھے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۳/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[۱] ثم المعتبرة المجاوزة من الجانب الذی خرج منه حتی لوجاوز عمران المصر قصر هنديه ص ۱۳۹/ ج ۱/ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه مصر، محيط برهانی ص ۳۸۴/ ۲ الفصل الثانی والعشرون فی صلاة المسافر، نوع آخرفی بيان ان المسافرمتی يقصر الصلوة، مطبوعه مجلس علمی گجرات، تاتارخانيه كراچی ص ۴/ ج ۲/ كتاب الصلوة، صلاة المسافر متی يقصر.

[۲] لو اقتدى مسافر بمقيم فی الوقت صح واتم لانه يتغير فرضه الی الاربع للتبعية. البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۴/ ج ۲/ باب صلاة المسافر، تاتارخانيه كراچی ص ۴/ ج ۲/ كتاب الصلوة، صلاة المسافر، نوع آخرفی بيان من يثبت القصرفی حقه، محيط برهانی ص ۳۸۶/ ج ۲/ الفصل الثانی والعشرون فی صلاة المسافر، نوع آخرفی بيان من يثبت القصرفی حقه، مجلس علمی گجرات.

[۳] فيقصر الفرض الرباعی فلاقصر للثانی والثلاثی ولاللوتر فانه فرض عملی ولافی السنن فان كان فی حال نزول وقرارو امن ياتی بالسنن وان كان سائرا او خائفا فلاياتی بها وهو المختار (مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۴۲/باب صلاة المسافر، بحر كوئٹه ص ۱۳۰/ ج ۲/ باب المسافر، عالمگيری كوئٹه ص ۱۳۹/ ج ۱/ الباب الخامس عشرفی صلاة المسافر.

[۴] لا تجب الجمعة علی المسافر (الهداية ص ۱۶۹/ ج ۱/ باب صلوٰة الجمعة، هنديه كوئٹه ص ۱۴۴/ ج ۱/ الباب السادس عشرفی صلاة الجمعة، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۴۱۱/ باب الجمعة.

ریل میں نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال:- سفر میں ریل گاڑی کے اندر قیام اور جہت قبلہ ضروری ہے یا نہیں؟ کیا بیٹھ کر یا جس طرف بھی منہ ہو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قیام اور استقبال قبلہ پر قدرت کے باوجود ان دونوں میں سے کسی کو ترک کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔ سفر میں ہو یا حضر میں، ریل میں ہو یا جہاز میں، سب کا یہی حکم ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بس میں نماز اشارہ سے

سوال:- عموماً بس کے سفر میں نماز کا اہتمام نہیں ہوتا، اس لئے کہ بس اپنے مقام پر اس وقت پہنچتی ہے جب کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بس میں نماز پڑھنا بھی ناممکن ہے۔ تو کیا ایسی شکل میں اشارہ سے نماز پڑھ لینا درست ہوگا یا مؤخر کر دی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی مجبوری کی حالت میں اشارہ سے نماز پڑھ لی جائے، پھر منزل پر پہنچ کر اعادہ

---

[1] ولو ترک تحویل وجهه الی القبلة وهو قادر علیه لایجزیه (الهندیة ص ١٤٣/ج ١/مطبوعه المصر ،الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر،السادس استقبال القبلة حقیقة او حکما کعاجز والشرط حصوله لاطلبه وهو شرط زائدللابتلاء یسقط للعجز (الدرمع الردز کریاص ١٠٨/ج ٢/ باب شروط الصلوة ،مبحث فی استقبال القبلة، ومنها القیام فی فرض لقادرعلیه (الدرمع الرد زکریاص ١٣١/ج ٢/باب صفة الصلوة، بحث القیام، حلبی کبیرص ٢١٩/الشرط الرابع ص ٢٦١/فرائض الصلوة، الثانی القیام،طبع سهیل اکیڈمی لاهور.

کرلے۔ کیونکہ یہاں مانع من جہۃ العباد ہے۔وفی الخلاصة وفتاویٰ قاضی خان وغیرهما الاسیر فی یدالعدو اذا منعه الكافر عن الوضوء والصلوة يتيمم ويصلى بالايماء ثم يعيد اذاخرج الیٰ قوله لان هذا عذرجاء من قبل العباد فلايسقط فرض الوضوء عنه فعلم منه ان العذر ان كان من قبل الله تعالیٰ لاتجبُ الاعادة وان كان من قبل العبد وجبت الاعادة اھ بحر[1]ص ۱۴۲/ ج ۱/ باب التيمم تحت قول الكنزاو خوف عدو الخ،درالمختار[2] ص ۱۵۶/ ج ۱/ وشرح منية الكبير[3] ص ۷۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

پانی کے جہاز میں نمازِ عید

سوال:-سفر کی حالت میں بحری جہاز میں عید کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نمازِ عید کی وہی شرائط ہیں جو نمازِ جمعہ کی ہیں سوی الخطبۃ یعنی جس بستی میں جمعہ درست ہے ایسی بستی میں نمازِ عید درست ہے اور جہاں جمعہ درست نہیں وہاں عید بھی درست نہیں ہے۔ جمعہ کیلئے مصر یا قصبہ یا قریۂ کبیرہ ہونا شرط ہے[4] یہی عید کے لئے بھی شرط ہے۔[5] جہاز بحری

---

[1] البحرالرائق ص ۱۴۴/ ج ۱/ مطبوعه كوئٹه، باب التيمم.

[2] درمختار نعمانيه ص ۱۵۶/ ج ۱/ باب التيمم.

[3] كبيری ص ۷۵/ فصل فی التيمم، طبع سهيل اكيڈمی لاهور.

[4] ويشترط لصحتهاالمصراوفناؤه وهو مااتصل به لاجل مصالحه (الدرعلی الردنعمانيه ص ۵۳۶/ ج ۱/باب الجمعة،مجمع الانهرص ۲۴۴/ ج ۱/باب الجمعة ،طبع بيروت ،هنديه كوئٹه ص ۱۴۵/ ج ۱/الباب السادس عشرفی صلاة الجمعة.

[5] صلاة العيدين واجبة على من تجب عليه الجمعة بشرائطهاسوی الخطبة(مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۴۳۳/باب احكام العيدين،هنديه كوئٹه ص ۱۵۰/ ج ۱/الباب السابع عشرفی صلاة العيدين،تاتارخانيه كراچی ص ۸۴/ ج ۲/الفصل السادس والعشرون فی صلاة العيدين.

ہو یا ہوائی نہ مصر ہے نہ قصبہ ہے اور نہ قریۂ کبیرہ ہے نہ وہاں جمعہ درست ہے اور نہ ہی عید درست ہے۔

اگر جہاز میں پندرہ روز قیام رہے تو اس سے آدمی مقیم نہیں بن جائیگا و لا تصح نیة الاقامة فی مفازة لغیر اهل الاخبیة الخ. مراقی الفلاح مثلها الجزیرة و البحر و السفینة و الملاح مسافر و سفینة لیست بوطن الخ. طحطاوی[1].

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۸۸ھ

مسافر نے بے وضو نماز پڑھی وقت گزرنے کے بعد یاد آیا

سوال:- اگر کسی نے ظہر کی نماز پڑھی اور اسی وقت کے اندر سفر کیا پھر عصر کی اپنے وقت کے اندر نماز پڑھی، پھر سفر کو سورج غروب ہونے سے پہلے ترک کر دیا۔ پھر یاد آیا کہ اس نے ظہر و عصر کی نماز بے وضو پڑھی تھی، تو اب وہ کونسی نماز قصر پڑھے اور کونسی نماز پوری پڑھے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

ظہر کی نماز قصر کرے کیونکہ اس وقت مسافر تھا، عصر کی نماز پوری پڑھے۔ کیونکہ اس وقت سفر ختم کر چکا تھا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۸ھ

یہ حکم اس وقت ہے جب کہ سفر شرعی ہو (مسافت قصر ہو) فقط

بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۸ھ

---

[1] مراقی مع الطحطاوی ص ۳۴۶/ مطبوعه مصر، باب صلاة المسافر.

[2] رجل صلی الظهر ثم سافر فی الوقت ثم صلی العصر فی وقته ثم ترک السفر قبل غروب الشمس ثم ذکرانه صلی الظهر و العصر بغیر وضوء یصلی الظهر رکعتین و العصر اربعاً (الهندية ص ۱۴۱/ ج ۱/ مطبوعه مصر، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، البحر الرائق ص ۱۳۸/ ج ۲/ مطبوعه کوئٹه، باب المسافر.

داماد سسرال میں قصر کرے گا یا اتمام؟

سوال:- مسافر سسرال میں قصر کرے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ گھر داماد ہے یعنی یہ شرط کردی گئی کہ لڑکی ہمیشہ اپنے میکہ میں رہے گی رخصت ہوکر سسرال نہیں جائے گی تو ہاں پہونچ کر قصر نہیں کرے گا۔ وہ اس کے لئے وطن ہو گیا[۱] اگر یہ شرط نہیں ہے تو وہاں قصر کرے گا۔ الا یہ کہ نیت اقامت کرے یعنی کم از کم پندرہ روز وہاں رہنے کی نیت کرلے گا تو قصر نہیں کرے گا بلکہ اتمام کرے گا[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۵/۸۹ھ

سفر کی ابتداء وطن کے آخری گھر سے ہوگی

سوال:- ایک شہر یا قصبہ سے دوسرے شہر یا قصبہ کا فاصلہ قصر ہونے کے لئے کس طرح جوڑا جائے گا، ایک صورت تو یہ ہے کہ جس محلّہ سے چلے اس سے دوسرے شہر کے جس محلّہ تک جانا ہو وہاں تک کا فاصلہ، اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے وطن کی آخری سرحد پہنچنے والے مقام کی شروع کی سرحد چونکہ دونوں طریقوں میں فاصلہ کا تفاوت میلوں کا ہوگا، مثلاً خط

---

[۱] الوطن الاصلی هو موطن ولادته اوتأهله اوتوطنه وفی الشامية قوله اوتأهله ای تزوجه قال فی شرح المنية ولو تزوج المسافر ببلدولم ينوا لاقامة به فقيل لا يصير مقيماً وقيل يصير مقيما وهو الاوجه، الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۱۳۱/ج ۲/ مطبوعه نعمانيه ص ۵۳۲/ج ۱/ باب صلاة المسافر، مطلب فی الوطن الاصلی ووطن الاقامة، بحر کوئٹه ص ۱۳۶/ج ۲/باب المسافر، هنديه کوئٹه ص ۱۴۲/ج ۱/الباب الخامس عشرفی صلاة المسافر.

[۲] وان لم يكن وطناً اصليا له فانه يقصر الصلاة مالم ينو الاقامة بها خمسة عشريوماً (الخانيه علی هامش الهنديه ص ۱۶۵/ج ۱/ مطبوعه المصر باب صلاة المسافر، هنديه کوئٹه ص ۱۳۹/ج ۱/ الباب الخامس عشرفی صلاة المسافر، بحر کوئٹه ص ۱۳۱/ج ۲/باب المسافر.

مستقیم کا فاصلہ الف، ب،۴۳/میل ہے اور ج، د،۵۰/میل ہے اور الف، س،۵۵/میل ہے تو ج سے چلنے والا، د،س، تک جانا چاہتا ہے، اب مسافر ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وطن کے آخری مکان سے سفر کی مسافت شروع ہوگی اور جس بستی میں جانا ہے اس کی ابتدائی سرحد تک مجموعی مسافت کو دیکھا جائے گا، پس صورت مسئولہ میں مسافت سفر ۴۳/میل ہوگی، اور قصر کا حکم نہیں ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت میکہ میں اتمام کرے گی یا قصر؟

سوال: -اگر عورت کا میکہ مسافت سفر پر واقع ہو تو عورت اپنے میکہ میں اتمام کرے گی، یا قصر؟ جبکہ بہشتی زیور میں اتمام کا فتویٰ ہے تو کونسا فتویٰ معتبر ہے، پھر دونوں فتوؤں میں تعارض کیسے پیدا ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شادی کے بعد شوہر کے مکان پر ایک روز کے لئے آنا ہوتا ہے یہ آنا عارضی ہے، جب میکہ جائے گی، اتمام کرے گی پھر جب شوہر کے مکان پر مستقل قیام کے لئے آنا ہوگا، ایسی حالت میں میکہ عارضی طور پر پندرہ روز سے کم کے لئے جانا ہو تو قصر کرے گی، اس طرح

---

[۱] فقال الحنفية ان يجاوز بيوت البلدالتی يقيم فيها من الجهة التی خرج منها وان لم يجاوز ها من جانب آخر وان يجاوز كل البيوت ولو كانت متفرقة متى كان اصلها من البلد وان يجاوز ماحول البلد من مساكن ان يقصد من ابتداء السفر موضعاً معيناً،ويعزم ان يقطع مسافة القصر من غير تردد، الفقه الاسلامی وادلته،ج۲/ص ۱۳۵۰/كتاب الصلاة، المبحث الثالث صلاة السفر،مطبوعه كوئٹه ،الفقه على مذاهب الاربعة،ج ۱/ص ۴۳۲/مباحث قصر الصلاة الرباعية ، المكان الذى يبدء فيه المسافرصلاة القصر، مطبوعه المكتبة الرشيدديوبند.

تعارض رفع ہوجائے گا، کیونکہ ہر دو کا محل الگ الگ ہے، دفع تعارض کے لئے تطبیق کا طریقہ بھی اور ترجیح کا طریقہ بھی ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حالت سفر میں حیض آ گیا

سوال:- بہشتی زیور کے مندرجہ ذیل مسائل میں شک ہورہا ہے، اس کی صحیح صورت واضح فرمائیں؟

مسئلہ:- چار منزل کی نیت سے ایک عورت چلی تھی، لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں، تب بھی مسافر نہیں ہے، اب نہا دھو کر پوری چار رکعت پڑھے، البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل پر جاتے وقت پاک تھی، راستہ میں حیض آ گیا ہو، تو وہ البتہ مسافر ہے، نماز مسافر کی طرح پڑھ حاشیہ نمبر ۷ **لحدیث الحائض و بقی لمقصد ھا یومان تتم فی الصحیح شرح التنویر،** ج۱/ص۸۳۲/تاج بہشتی زیور مکمل و مدلل، ج۲/ص۴۲/بعض لوگ عبارت بالا سے درج ذیل تین صورتیں سمجھ رہے ہیں۔

(۱) حیض کی حالت میں شرعی حد کی مسافرت میں نکلی، جہاں جا کر حیض منقطع ہو گیا، اگر وہاں ٹھہر جائے یا اس سے آگے تین منزل سے کم اور جانا ہو تو دونوں صورت میں مسافر نہیں پوری نماز پڑھے خواہ کلکتہ سے دہلی جا کر یہ بات ہو یا بمبئی جا کر وغیرہ وغیرہ۔

(۲) مذکورہ عورت کو دم حیض منقطع ہونے کے بعد اگر آگے تین یا اس سے زائد منزلیں جانا ہو تو وہ مسافر ہے، مسافروں کی سی نماز پڑھے۔

---

[۱] **ویبطل الوطن الاصلی بمثله، مجمع الانهر، ج ۱/ص ۲۴۳/ باب صلاة المسافر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ج ۱/ص ۱۴۲/الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه، بهشتی زیور مکمل ومدلل، ص ۷۰/** حصہ دوم، مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان، مطبوعہ تھانوی دیوبند، **تاتارخانیه ج ۲/ ص ۱۹/نوع آخر مایصیر المسافر الخ، مطبوعه کراچی.**

(۳) اگر گھر سے پاک نکلی تھی اور راستے میں حیض آ گیا تو بھی مسافر ہے اور مسافروں کی طرح نماز پڑھے، دم منقطع ہونے کے بعد کیا یہ صحیح ہے اگر نہیں تو عبارت بالا کا صحیح مطلب کیا ہے اور مفتیٰ بہ قول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں یہ تینوں صورتیں اس مسئلہ میں داخل ہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسافر کے حق میں سنن رواتب کا حکم

سوال: -(۱) مسافر کے لئے سنتوں کا کیا حکم؟

(۲) زید کہتا ہے کہ سفر میں سنتیں نفل کے حکم میں ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

(۳) ایک صاحب کا کہنا ہے کہ مسافر کے لئے سنتیں معاف ہیں آیا ایسا کہنا کیسا ہے؟

(۴) سفر کے علاوہ اور بھی کسی حالت میں سنتیں معاف ہیں؟

مذکورہ چاروں جزئیات میں علماء دیوبند کا کیا خیال ہے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث پاک میں سنتوں کی تاکید آئی ہے اور بلا عذر تارک السنۃ کے لئے شفاعت سے محرومی کی وعید ہے[2] جہاں تک ہو سکے سنتوں کی پابندی کریں، مسافر اگر تشویش اور انتشار

---

[1] طهرت الحائض وبقى لمقصدها يومان تتم فى الصحيح قال الشامى كانه لسقوط الصلوة عنها فيما مضى لم يعتبر حكم السفر فيه فلماتأهلت للاداء اعتبر من وقته الخ درمختارمع الشامى كراچى ج ۲/ص ۱۳۵/ باب صلاة المسافر، تاتارخانيه ص ۲/ص ۱۵/صلاة المسافر، باب صلاة المسافر، نوع آخر فى بيان من لايصير مقيما بنية اقامته الخ، مطبوعه كراچى، منحة الخالق ج ۲/ص ۱۲۸/ باب صلاة المسافر، مطبوعه كوئٹه.

[2] والسنن آكدها سنة الفجر اتفاقاً ثم الاربع قبل الظهر في الاصح لحديث من تركها لم تنله شفاعتي الخ درمختار على الشامى زكريا ج ۲/ص ۴۵۳/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کی حالت میں نماز پڑھتا ہے جیسے پلیٹ فارم پر گاڑی کا وقت قریب ہے، مسافروں کا ہجوم ہے یا کسی جگہ چلتے چلتے بس ٹھہری اور بہت جلد روانہ ہوجانے والی ہے، تو ایسی حالت میں وہ فرائض پر اکتفاء کرے کہ شریعت نے اس کی سہولت کی خاطر چار رکعت فرض کی جگہ دو ہی کو فرض قرار دیا تو سنتیں نہ پڑھنے پر کوئی پکڑ نہ ہوگی، اور جب سکون کی حالت میں ہو مثلاً کسی شہر میں آٹھ دس روز کے لئے ٹھہرا ہوا ہے، اور ہر طرح اطمینان ہو تو سنتیں ترک نہ کرے، مسافر کے لئے سنن کا تاکد نہیں ہے، کوئی مریض لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھتا ہے یا بیٹھ کر پڑھتا ہے، زیادہ دیر نہیں بیٹھ پاتا اس کے حق میں بھی سنتوں کا تاکد نہیں ہے[١] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ١٨/٩/٩٩ھ

ٹرین میں نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال:- اگر ٹرین میں یا بس میں نہ پانی میسر ہو نہ رکوع وقیام کی گنجائش ہو تو تیمّم کرکے بیٹھے بیٹھے نماز ادا کی جاسکتی ہے، یا قضا کردی جائے، بعد میں پڑھی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ٹرین میں پانی نہ ہو اور رکوع وسجود کی بھی بھیڑ کی وجہ سے گنجائش نہ ہو اور یہ بھی توقع نہ ہو کہ وقت کے اندر اندر کسی اسٹیشن پر پہنچ جائیگی، جہاں پانی میسر آجائیگا، اور نماز کے لئے جگہ بھی مل جائے گی تو تیمّم کرکے اشارہ سے نماز پڑھ لی جائے، پھر پانی اور جگہ ملنے پر وضو

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) باب الوتر والنوافل، ترک السنة المؤ کدة قریب من الحرام یستحق به حرمان الشفاعة لقوله صلی الله علیه وسلم من ترک سنتی لم ینل شفاعتی الخ طحطاوی علی المراقی ص ١٥١/فصل فی سنن الوضوء، مطبوعه مصری.

[١] وبعضهم جوزوا للمسافر ترک السنن والمختار انه لایاتی بهافی حال الخوف ویأتی بهافی حال القرار والامن الخ عالمگیری ج ١/ص ١٣٩/الباب الخامس عشر فی صلوة المسافر، شامی کراچی ج٢/ص١٣١/ باب صلاة المسافر، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص٣٤٣/باب صلاة المسافر، مطبوعه مصری.

کر کے پورے طریقے پر دوبارہ نماز پڑھ لی جائے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسافت سفر پہاڑ میں

سوال:- پہاڑ کے سفر میں کتنے فاصلے پر آدمی مسافر ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنے وقت میں زمین پر چلنے سے ایک منزل طے ہوتی ہے، جس کی مسافت تقریباً ۱۶/ میل ہے، اور تین منزل کی مسافت ۴۸/ میل کے قریب ہے، اتنے وقت میں پہاڑی راستہ جس قدر طے ہوا اس کی مقدار کو ایک منزل قرار دیا جائے گا، اور تین منزل کو مسافت سفر کہا جائے گا، وہاں ۴۸/ میل کو مسافت سفر کہنا لازم نہیں ہوگا، ہوسکتا ہے کہ اس سے نصف ہو یا کم و زیادہ ہو[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وفی الخلاصة وفتاویٰ قاضی خان وغیرهما الاسیر فی ید العدو اذا منعه الکافر عن الوضوء والصلاة یتیمم ویصلی بالایماء ثم یعید اذا خرج الی قوله فعلم منه ان العذر ان کان من قبل الله تعالیٰ لاتجب الاعادة وان کان من قبل العبد وجبت الاعادة ،البحر الرائق ج ۱/ص ۱۴۲/باب التیمم،مطبوعه الماجدیه کوئٹه، وفی العالمگیریة،لان العجز انما تحقق بصنع العباد، صنع العباد لایؤثر، فی اسقاط حق الله تعالیٰ، عالمگیری ج ۱/ص ۲۸/الباب الرابع فی التیمم، مطبوعه کوئٹه، فتاویٰ قاضی خان ج ۱/ ص ۵۹/باب التیمم، حاشیه الشلبی ج ۱/ص ۳۷/ باب التیمم مطبوعه امدادیه ملتان، شامی کراچی ج ۱/ص ۲۳۷/ باب التیمم.

[۲] فی الجبل یعتبر فیه ایضاً ثلاثة ایام وان کان فی السهل تقطع فی اقل منه الخ عالگیری ج ۱/ص ۱۳۹/الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر ،مطبوعه کوئٹه،مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۴۳/ مطبوعه مصر، باب صلاة المسافر، شامی کراچی ج ۲/ص ۱۲۳/باب صلاة لمسافر، البحر ج ۲/ ص ۱۳۰/ باب المسافر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

مسافر اگر اسی روز لوٹنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ قصر کرے گا

سوال:- مسافر ایک ہزار میل کے ارادہ سے گھر سے نکلا اور اسی روز واپسی کا ارادہ بھی رکھتا ہے تو یہ قصر کرے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

جب تک وہ اپنے گھر واپس نہیں پہنچے گا، قصر کرے گا، اس روز کی جو جو نمازیں وطن سے باہر پڑھے محض اس روز واپسی کے ارادہ کی وجہ سے پوری نہ پڑھے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ریل میں ہجوم کے وقت نماز کا حکم

سوال:- ریل میں ہجوم کی وجہ سے بیٹھنے کے لئے بھی جگہ نہ مل سکے تو نماز کیسے ادا کی جائے، نیز گاڑی کا رخ بدلنے کے ساتھ ساتھ خود کا بدلنا بھی ضروری ہے، پانی نہ ملنے کی صورت میں بعض اوقات طہارت کاملہ نہیں رہتی، ایسی صورت میں قضا کرنا چاہیے یا اسی حالت میں نماز ادا کر لے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

جب بیٹھنے تک کی جگہ نہیں تو آخر وقت میں اشارہ سے نماز پڑھ لے، پھر جگہ ملنے پر

---

[1] من خرج من عمارة موضع اقامته قاصداً مسيرة ثلاثة ايام وليا ليهابالسير الوسط مع الاستراحات صلى الفرض الرباعى ركعتين حتى يدخل موضع مقامه الخ الدرالمختار على الشامى كراچى ج۲/ص ۱۲۱، ۱۲۴/باب صلاة المسافر، النهر الفائق ج ۱/ ص ۳۴۴، ۳۴۶، باب المسافر، دارالكتب العلمية بيروت، البحر ج ۱/ص ۱۲۸/ باب المسافر، مطبوعه كوئٹه.

اعادہ کرلے[۱] پانی نہ ہونے کے وقت تیمّم کرے قضا نہ کرے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۶/۶/۸۷ھ

بہلی میں نماز

سوال:- بہشتی زیور اختری، ج۲/ص۵۰/کھڑی ہوئی بہلی پر نماز پڑھنا ممنوع لکھا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ ''صلوٰۃ الراحلۃ'' کی ممانعت تو اس صورت میں ہے جبکہ محمل پوری طرح جانور کی پیٹھ پر ہی ہو، اگر کجاوہ کسی لاٹھی وغیرہ سے اس طرح ٹیک دیا جاوے کہ کجاوے کا سرا زمین سے اوپر ہو جائے تو اس صورت میں نورالایضاح وغیرہ میں جائز لکھا ہے، طحطاوی ص۲۲۲/بہلی میں تو لاٹھی کے لگاؤ سے کہیں زیادہ لگاؤ ہے، پھر اس میں کیوں جائز نہیں؟

---

[۱] راكب السفينة اذالم يجد موضعا للسجود للزحمة ولواخر الصلوٰة تقل الزحمة فيجد موضعا يؤخرها وان خرج الوقت على قياس قول ابى حنيفة فى المحبوس اذالم يجد ماء ولاتراباً نظيفاً اھ لكن تقدم فى التيمم ان الا صح رجوع الامام الى قولهما بانه لايؤخرها بل يتشبه بالمصلين ،ردالمحتار ،ج۲/ص ۴۱/ كراچى، شامى نعمانيه ص ۴۷۱/ج ۱/شامى زكرياص ۴۹۰/ج۲/ باب الوتر والنوافل، مطلب فى القادر بقدرة غيره، طحطاوى مع المراقى ص۹۳/باب التيمم، طبع مصرى،ان العذران كان من قبل الله تعالىٰ لاتجب الاعادة وان كان من قبل العبدتجب الاعادة، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۴۲/ج ۱/باب التيمم،شامى زكرياص ۳۹۹/ ج ۱/ شامى كراچى ص۲۳۵/ج ۱/باب التيمم.

[۲] وان لم يكن على طمع من وجود الماء لايؤخر ويتيمم (الهنديه ،ج ۱/ص ۳۰/ الباب الرابع فى التيمم، الفصل الثالث فى المتفرقات، مطبوعه مصر، شامى زكريامع الدرالمختار ص۴۱۷/ج ۱ باب التيمم، مطلب فى الفرق بين الظن، وغلبة الظن طحطاوى مع المراقى ص۹۸/باب التيمم،مطبوعه مصر.

الجواب حامداً ومصلیاً

قطع نظر دیگر بحث سے ایک بات یہ ہے کہ بہلی میں قیام ترک ہوتا ہے[۱]، اس میں اتنی جگہ نہیں ہوتی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہوائی جہاز میں نماز

سوال:- میں حج فرض ادا کر چکا ہوں، اور آئندہ عمرہ یا نفل حج کا ارادہ ہے۔ ہمارے یہاں افریقہ سے پانی کا جہاز جدہ تک نہیں چلتا، جس کی وجہ سے ہوائی جہاز میں سواری اختیار کرنا پڑتا ہے، اب دشواری یہ ہے کہ ہوائی جہاز میں دورانِ سفر دو یا تین نمازیں آجاتی ہیں، علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ ہوائی جہاز میں نماز ادا نہیں ہوتی، اس لئے کہ نماز ادا کرنے کے لئے زمین ہونا شرط ہے، تو لامحالہ نمازیں قضا ہوں گی، تو کیا میرے لئے مناسب ہے کہ میں نفل حج کے لئے سفر کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہوائی جہاز میں نمازیں ادا کرلیں قضا نہ کریں، پھر زمین پر آکر اعادہ کرلیں، تو اس میں ان علماء کی رائے بھی محفوظ رہے گی جو ہوائی جہاز میں نماز کو جائز نہیں فرماتے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۵/ ۹۰ھ

---

[۱] منها ای من شروط الصلوٰة القیام (الدرالمختار علی الشامی ،نعمانیه ،ج ١ /ص ٢٩٨ / باب صفة الصلوٰة،فتاوٰی الهندیه ص ٦٩ /ج ١ /الباب الرابع فی صفة الصلوة،الفصل الاول، طبع کوئٹه،البحر الرائق کوئٹه ص ٢٩٢ /ج ١ /باب صفة الصلوة.

[۲] ومن اراد ان یصلی فی سفینة فرضاً او نفلافعلیه ان یستقبل القبلة متی قدر علی ذالک ولیس له ان یصلی الیٰ غیرجهتهاالی قوله ومحل کل ذالک (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کسی عذر کی وجہ سے نماز کو مؤخر کرنا

سوال: -مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

(ا) کسی عذر کی وجہ سے نماز اپنے وقت سے مؤخر کی جاسکتی ہے، اگر کی جاسکتی ہے تو عذر کس انتہاء کو پہنچا ہوا ہو کہ اس کو عذر کہا جائے؟

کیا ریل میں بھیڑ کی وجہ سے نماز کو مؤخر کرسکتا ہے

(الف) ایک شخص ریل میں ہے'' تھرڈ کلاس'' میں سفر کررہا ہے، اور بھیڑ اتنی شدید ہے کہ عادةً وعرفاً اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرسکتا، ایسی حالت میں وہ نماز مؤخر کرسکتا ہے؟

ریل میں جہت قبلہ کا پانا مشکل ہو تو کیا کیا جائے؟

(ب) ریل کے ڈبے کے کئی کمرے ہوتے ہیں، اس میں تمام سیٹیں بنی رہتی ہیں، معمولی سی جگہ راستہ کے لئے چھٹی رہتی ہے، ریل میں نماز پڑھنے کے لئے بڑی دشواری ہوتی ہے، کہ کبھی کبھی سمت کے مطابق جگہ نہیں ملتی ہے، مثلاً ریل شرق ومغرب کے رخ چلنے کے بجائے کچھ ترچھی سمت میں جارہی ہے، اس صورت میں صحیح طور پر جہت قبلہ کو پالینا ذرا مشکل ہوتا ہے، تو اس حالت میں آیا اس کے لئے کوئی گنجائش ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) اذاخاف خروج الوقت قبل ان تصل السفينة او القاطرة الى المكان الذى يصلى فيه صلاة كاملة ولاتجب عليه الاعادة ومثل السفينة القطر البخارية البرية والطائرات المجوية ونحوها، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص١٨٧/ ج ١/ كتاب الصلاة، مبحث صلاة الفرض فى السفينة وعلى الدابة ونحوها، مطبوعه ادارة الرشيدديوبند، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جواہر الفقہ ج ٤/ص ١٥٨ تا ١٦٤/ ہوائی جہاز میں نماز کے احکام، مطبوعہ سیرت دیوبند، نظام الفتاوی ص ٦٦/ تا ٧٨/ج ٥/جزء ١/ مطبوعہ تاج پبلیشنگ دیوبند۔

چلتی ریل میں گرنے کا اندیشہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(ج) چلتی ریل پر اگر چہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہے، لیکن گرنے کا اندیشہ باقی رہتا ہے، اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ریل سے اتر کر نماز پڑھتے ہوئے ٹرین چل پڑے تو کیا کیا جائے؟

(د) ریل سے اُتر کر پلیٹ فارم پر نماز پڑھ رہا تھا، نماز پوری نہیں ہوئی تھی کہ ریل چل پڑی، نماز پوری کرتا ہے تو ریل جاتی ہے، اور ریل پکڑتا ہے، تو نماز جیسی اہم عبادت کا ابطال لازم آتا ہے، ایسی حالت میں اس کو کیا کرنا چاہئے، اگر نماز توڑ نا جائز ہے تو اس کو کیا چارہ ہے، جس حالت میں ہو خواہ رکوع میں ہو یا سجدہ میں ہو، توڑ دے یا اس کو کسی حد تک رکوع وسجدہ کرنا ضروری ہے؟

بس میں کس طرح نماز پڑھے؟

(ہ) بس میں یہ پریشانی خصوصاً پیش آتی ہے، کہ وضو ہونے کے باوجود بھی نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ملتی، ایسی صورت میں کیا کرے، بیٹھا، بیٹھا یا کھڑا کھڑا نماز پڑھ لے؟

بس میں سفر کرتے وقت کسی جگہ وضو کر کے دوسری جگہ نماز پڑھنا

(و) بس اسٹاپوں پر بسیں رُکتی ہیں، لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کب تک رکیں گیں، کبھی فوراً دو چار منٹ کے بعد چل دیتی ہے، کبھی گھنٹوں بعد اتفاق سے جاتی ہے، لیکن آدمی ہر لمحہ اسی گومگو میں پڑا رہتا ہے اور آدمی اس خوف سے نہیں کرتا کہ کہیں ادھر اتروں اور اُدھر گاڑی چل دے، ایسے صورت میں نماز کا کیا حکم ہے، جب کہ اس کے لئے وضو کرنے کا مسئلہ بھی ہو اور نماز پڑھنے کا حکم بھی، یہ صورت امکانی نکالی جاتی ہے، کہ کسی جگہ اتر کر جلدی سے

وضو کرلے اور کسی جگہ جلدی سے نماز پڑھ لے، لیکن یہ انتہائی بے اطمینانی اور بدسکونی کا عالم ہوتا ہے، جس پر عادۃً عمل محال کہا جاتا ہے، بتلائیں کہ کیا حکم ہے؟

ریل میں لوگوں کو ہٹا کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے

(ز) ریل میں طبیعت کبھی اس بات سے جھجکتی ہے کہ آس پاس کے لوگوں کو ہٹا کر نماز کی جگہ نکالی جائے، دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ میں کہوں اور کوئی انکار کر جائے تو کیا اس صورت میں نماز کو افضل حالت سے چھوڑ کر ارذل حالت میں پڑھا جا سکتا ہے؟ یعنی سوال کے بعد جگہ نکالنے پر جس درجے کی نماز پڑھی جا سکتی تھی، اس سے کم درجہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے، مثلاً کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر۔

ریل میں تیمّم کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

(ح) ریل میں ایک معذور سفر کر رہا ہے، ریل پر تو تیمّم کے لئے کوئی چیز مل نہیں سکتی، اگر ریل کے ڈبے کی زمین پختہ ہے بھی تو امکان نجاست غالب ہی نہیں، بلکہ اغلب ہے، اس لئے کہ وہ ۲۴؍ گھنٹے جوتوں سے روندی جاتی ہے، ایسی صورت میں کیا وہ نماز کو مؤخر کرے؟

سورج غروب ہونے کے وقت اپنے وطن میں داخل ہونے والے پر عصر کی نماز چار رکعت واجب ہے یا دو رکعت؟

(ط) ایک شخص عین سورج غروب ہونے کے وقت سفر سے واپس ہو کر اپنے وطن میں داخل ہوا، عصر کی نماز اب تک نہیں پڑھی تھی، اب اس پر دو رکعت قضا واجب ہے یا چار رکعت؟

بڑے شہروں میں اپنے محلّہ سے نکلنے سے مسافر ہوگا یا حدودِ شہر کو پار کر کے؟

(ی) لکھنؤ، دہلی، بنارس، الہ آباد وغیرہ اس طرح کے شہر کوئی ایک دو کوس کے ہوتے نہیں، بلکہ ان کا سلسلہ کئی کئی کوسوں تک ہوتا ہے، ایسے مقامات میں آدمی کہاں سے مسافر شمار ہوگا، آیا اپنے محلے ہی سے نکلتے ہی مسافر ہوجائیگا، یا حدودِ شہر کو پار کرنے کے بعد مسافر شمار ہوگا، شہروں میں مسافرت کا معیار کیا ہے؟

ریل میں احتلام ہوجائے تو غسل کے لئے کیا کرے؟

(ک) ریل میں بیت الخلاء تو ہوتا ہے لیکن غسل خانہ نہیں ہوتا، اگر کسی کو رات میں احتلام ہوجائے تو کیا کرے، گرمی کا معاملہ کچھ آسان ہے، لیکن سردی کا تو بہت کٹھن ہے، اگر کوئی ہمت کر کے بیت الخلاء میں نہانا بھی چاہے تو طبیعت کو ایک طرح کا انقباض ہوتا ہے، اس لئے کہ محل نجاست ہے دوسرے یہ کہ پانی اتنا ٹھنڈا ہوتا ہے کہ سارا بدن شل ہوسکتا ہے، تیسرے یہ کہ دوران غسل میں پانی ختم ہوسکتا ہے، اس لئے کہ اس میں زیادہ پانی نہیں ہوتا، ان مجبوریوں کے پیش نظر اس کو کیا کرنا چاہئے، مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) وقت مستحب سے مؤخر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ مکروہ وقت تک تاخیر نہ ہو[1] سفر میں پانی نہ ہو تو تیمّم اسکا بدل ہے، لیکن پانی ملنے کی توقع ہو تو مؤخر کرنا چاہئے[2]

---

[1] ثم اذا اخر لا یفرط فی التاخیر حتی لا تقع الصلاة فی وقت مکروہ الخ تاتارخانیہ کراچی ص ۲۳۸/ ج ۱/ نوع آخر فی بیان وقت التیمم، مجمع الانہر (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(الف) مؤخر کر کے قضانہ کردے، انتہائی کوشش کے بعد جگہ نہ ملے تو اشارہ سے نماز پڑھ لے، پھر جگہ ملنے پر اعادہ کرلے[١]

(ب) معمولی فرق ہو (شمال وجنوب کا فرق نہ ہو) تو گنجائش ہے[٢]

(ج) جو شخص اتنا ضعیف ہو کہ گر جانے کا ظن غالب ہو وہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے[٣]

(د) ریل کے چلے جانے کی وجہ سے اگر حرج قوی ہو تو ناتمام نماز چھوڑ کر ریل میں سوار ہو جائے، رکوع وسجود کی اس حالت میں پابندی نہیں[٤]

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) ص ٦٦/ ج ١/ باب التیمم، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص ٢٤٩/ ج ١/ باب التیمم، مطلب فی الفرق بین الظن وغلبة الظن.

[٢] والحاصل انه اذا رجا الماء یوخر الی آخر الوقت المستحب بحیث لایقع فی کراهة، شامی کراچی، ج ١/ ص ٢٤٩/ شامی زکریا ص ٤١٨/ ج ١/ باب التیمم، مطلب فی الفرق بین الظن وغلبة الظن، مجمع الانهر ص ٦٦/ ج ١/ باب التیمم، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ١٥٥/ باب التیمم، تاتارخانیه کراچی ص ٢٣٨/ ج ١/ نوع آخر فی بیان وقت التیمم.

---

[١] اسیر منعه العدو من الوضوء والصلوة یتیمم ویصلی بالایماء ثم یعید الخ، شامی کراچی ص ٢٣٥/ ج ١/ باب التیمم، مجمع الانهر ص ٥٩/ ج ١/ باب التیمم، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ١٤٢/ ج ١/ باب التیمم.

[٢] فعلم ان الانحراف الیسیر لایضر، وهو الذی یبقی معه الوجه اوشئی من جوانبه مسامتاً لعین الکعبة او لهوائها، شامی کراچی، ج ١/ ص ٤٣٠/ شامی زکریا ص ١١١ ج ٢ مبحث فی استقبال القبلة.

[٣] تعذر علیه القیام بحیث لو قام سقط صلی قاعدا یرکع ویسجد، کنز مع البحر کوئٹه ص ١١٢/ ج ٢/ باب صلوة المریض، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ٣٥٠/ باب صلوة المریض، تبیین الحقائق ص ٢٠٠/ ج ١/ باب صلاة المریض، مطبوعه امدادیه ملتان.

[٤] رجل قام الی الصلاة فسرق منه شیء قیمته درهم له ان یقطع الصلاة ویطلب السارق سواء کان فریضة اوتطوعا وکذا المسافر اذندت دابته، عالمگیری کوئٹه ص ١٠٩/ ج ١/ قبیل فصل کره غلق باب المسجد، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ٤٢٥/ ج ٢/ باب مایفسد الصلاة الخ، مطلب فی بیان السنة والمستحب.

(ہ) ''الف'' کی صورت اختیار کرے[۱]۔

(و) ڈرائیور یا کینڈ یکٹر سے دریافت کرلے کہ یہاں کتنے منٹ بس ٹھہرے گی؟ گومگو میں نہ رہے، پھر کسی جگہ وضو کرے کسی جگہ نماز پڑھ لے اگر چہ سکون تام میسر نہ ہو، سکون تام تو کسی کسی کو میسر ہوتا ہے، جو حالت سکون کی سمجھی جاتی ہے اس میں بھی ذہن میں افکار کا ہجوم رہتا ہے، اور سمندر کی طرح موجوں کا سلسلہ لگا رہتا ہے، اس کی وجہ سے نماز ترک نہیں کی جاسکتی، عین حالت جہاد میں بھی صلوٰۃ خوف مشروع ہے[۲]۔

(ز) یہ جھجھک بے محل ہے، قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء پہنچنے کے واسطے بھی بسا اوقات جگہ مانگنا پڑتی ہے، سوار ہونے بیٹھنے، سامان رکھنے کے لئے بھی جگہ طلب کی جاتی ہے ، اور جھجھک محسوس نہیں کی جاتی، جگہ طلب کرلے اور کوشش کے باوجود کسی نے انکار کر دیا اور قلب کو اذیت ہوئی تو اجر میں اضافہ ہوگا۔

(ح) وہ بھی مؤخر نہ کرے، ریل میں بعض دفعہ کھڑکیوں سے اتنا غبار آجاتا ہے، کہ تیمّم کیلئے کافی ہوجاتا ہے اگر وہاں کی مٹی یقیناً ناپاک ہے (موہوماً نہیں) اور پانی استعمال کرنیکی قدرت نہ ہو (مرض کیوجہ سے) تو آخر'' فاقد الطهورين'' کا مسئلہ بھی موجود ہے[۳]۔

---

[۱] اسير منعه العدو من الوضوء والصلوة يتيمم ويصلي بالايماء ثم يعيد الخ، شامي كراچي ص ۲۳۵/ ج ۱/ باب التيمم، مجمع الانهر ص ۵۹/ ج ۱/ باب التيمم، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ،البحر الرائق كوئٹه ص ۱۴۲/ ج ۱/ باب التيمم.

[۲] هى جائزة بشرط حضور عدو او سبع ،شامي كراچى، ج ۲/ ص ۱۸۶/ شامي زكريا ، ج۳/ ص ۷۳/، باب صلاة الخوف، مجمع الانهر ص ۲۶۱/ ج ۱/ باب صلاة الخوف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۴۵۶/ باب صلاة الخوف.

[۳] (والمحصور فاقد) الماء والتراب (الطهورين) يوخر ها عنده وقالا يتشبه بالمصلين وجوبا فيركع ويسجد ان وجد مكانا يابساولايومئ قائماًثم يعيد كالصوم به يفتى واليه صح رجوعه اى الامام كما فى الفيض، شامى ، ج ۱/ ص ۲۵۲/ شامى زكريا، ج ۱/ ص ۴۲۳/، باب التيمم، مطلب فاقد الطهورين، بدائع صنائع زكرياص ۱۷۵/ ج ۱/ حكم المحبوس فى المصر، البحر الرائق كوئٹه، ص ۱۶۴/ ج ۱/ قبيل باب المسح على الخفين.

(ط) اگر وقت عصر ختم ہونے پر وطن میں داخل ہوا تو قصر کرے گا ورنہ اتمام کریگا[1]

(ی) محلّہ سے نہیں بلکہ آبادی سے خارج ہونے پر مسافر شمار ہوگا[2]

(ک) طبعی انقباض تو نا قابل التفات ہے اوّل اس کی جگہ پر پانی بہادے پھر تھوڑا تھوڑا، پانی ڈال کر غسل کرے، ہاں اگر پانی اتنا ٹھنڈا ہے کہ بدن شل ہوجائے گا تو تیمّم کرلے، پھر جب قابل برداشت پانی مل جائے تو غسل کرلے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] والمعتبر فيه اى لزوم الاربع بالحضر والركعتين بالسفر آخر الوقت فان كان فى آخره مسافرا صلى ركعتين وان كان مقيماً صلى اربعاً. مراقى الفلاح على الطحطاوى مصرى، ص٣٤٨/ باب صلوٰة المسافر، مجمع الانهرص٢٤٣/ ج١/باب صلاة المسافر، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص١٣٧/ ج٢/باب المسافر.

[2] والصحيح ماذكر انه يعتبر مجاوزة عمران المصر لاغير الا ذاكان ثمه قرية اوقرى متصلة بربض المصر فحينئذ تعتبرمجاوزة القرىٰ (عالمگیری، ج١/ص ١٣٩/ باب صلاة المسافر) مجمع الانهرص٢٣٨/ ج١/باب المسافر، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ١٢٨/ ج٢/باب المسافر.

[3] الثانى من شروط صحة التيمم العذر المبيح للتيمم ومن الاعذار برد يخاف منه بغلبة الظن التلف لبعض الاعضاء. مراقى الفلاح، ص١٨/باب التيمم، مجمع الانهرص٥٨/ ج١/باب التيمم، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص١٤٠، ١٤١/ ج١/باب التيمم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پانزدہم

بیمار کی نماز

حالت مرض میں فوت شدہ نماز کا فدیہ زندگی میں ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال:- اگر کسی شخص کی نماز جاتی رہے اور کمزوری کی وجہ سے ادا نہ کرسکے تو اس کا کفارہ ادا کردیا جائے تو ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زندگی میں کفارہ ادا نہیں ہوسکتا[1] جس طرح ہو قضاء پڑھے کھڑا نہ ہوسکتا ہے تو بیٹھ کر یا لیٹ کر جس طرح قدرت ہو پڑھے[2] اگر کسی طرح بھی نہ پڑھا تو مرنے کے وقت وصیت لازم

[1] سئل الحسن بن علی عن الفدیة عن الصلوات فی مرض الموت هل یجوز فقال لا، وسئل حمیر الوبری ویوسف بن محمد عن الشیخ الفانی هل یجب علیه الفدیة عن الصلوات کمایجب علیه من الصوم وهو حی فقال لا، تاتارخانیه کراچی ص ۷۷۱/ج ۱/الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۵/ج ۱/الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۳۵/ ج ۲/باب قضاء الفوائت ،مطلب فی بطلان الوصیة.

[2] عجز عن القیام صلی قاعدا وان تعذر القعود اومأ مستلقیا الخ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہے۔ ایک ثلث ترکہ میں سے فدیہ دیا جائے گا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۹/۷/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور یوپی

معذور تیمّم اور اشارہ سے نماز پڑھے

سوال:- زید بیماری کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہوگیا حتی کہ وضو تک کے لئے لوٹا نہیں اٹھا سکتا۔ اس لئے پاس مٹی رکھ کر تیمّم کر کے قبلہ رخ ہوکر نماز ادا کر لیتا ہے۔ اس طرح نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب خود وضو کی قدرت نہ ہو اور دوسرا آدمی وضو کرانے والا بھی نہ ہو تو مجبوراً تیمّم

(**گذشتہ کا بقیہ**) ملتقی الابحر علی مجمع الانہر ص ۲۲۴/ ج ۱/ باب صلاۃ المریض، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۳۶/ ج ۱/ الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۳۵۰/ با ب صلاۃ المریض.

(**صفحہ ہذا**) [۱] لو مات وعليه صلوات فائتة ای بان كان يقدر على ادائها ولوبالايماء فيلزمه الايصاء والا فلايلزمه وان قلت بان كانت دون ست صلوات لقوله عليه الصلاة والسلام فان لم يستطع فالله احق بقبول العذر منه (الشامی نعمانیہ ص ۴۹۲/ ج ۱/) شامی زکریا ص ۵۳۲/ ج ۲/ باب قضاء الفوائت، ولومات وعليه صلوات فائتة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر من ثلث ماله (الدرالمختار مع الشامی نعمانیہ ص ۴۹۲/ ج ۱/) درمختار مع الشامی زکریا ص ۵۳۲ تا ۵۳۳/ ج ۲/ باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن الميت، البحر الرائق ص ۹۰/ ج ۲ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان، باب قضاء الفوائت، الهندية ص ۱۲۵/ ج ۱/ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، مصری، تاتار خانیہ کراچی ص ۷۷۰/ ج ۱/ الفصل العشرون فی قضاء الفائتة، بزازية على هامش الهندية ص ۶۹/ ج ۴/ التاسع عشر فی الفوائت، کبیری ص ۴۹۷/ فصل فی قضاء الفوائت، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

درست ہے[1] جب کھڑے ہونے کی قدرت نہ ہوتو بیٹھ کرنماز پڑھی جائے۔ بیٹھنے پرقدرت نہو تو لیٹے لیٹے پڑھی جائے[2] جب قبلہ کی طرف رخ کرنے کی قدرت نہ ہوتو جس طرف قدرت ہواسی طرف رخ کر کے اشارہ سے نماز پڑھ لی جائے[3] اگر سجدہ کی قدرت ہوتو اشارہ کافی نہیں سجدہ ضروری ہے خواہ معمولی سی کوئی چیز تکیہ وغیرہ رکھ کر ہو[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۲/۵/۸۷ھ

آنکھ کے آپریشن میں نماز کا حکم

سوال:- آنکھ قدح کرانے میں حس وحرکت سر وغیرہ کی اجازت نہیں ہوتی بستر پر

---

[1] يجوزالتيمم للمرض (الى قوله) او كان لايجد من يؤضئه ولايقدر بنفسه اتفاقاً وان وجد خادماً كعبده وولده واجيره لايجزيه التيمم. البحر الرائق ص ۱۴۰/ ج۱/ باب التيمم، مطبوعه ايچ ايم سعيد كراچی پاكستان،عالمگيری كوئٹه ص۲۸/ ج ۱/الفصل الاول فی امور ولابدمنها فی التيمم، تاتار خانيه كراچی ص۲۴۳/ ج ۱/نوع آخرفی بيان من يجوزله التيمم.

[2] لقوله عليه السلام صلى قائماً فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلى الجنب تؤمی ايماء ولان الطاعة بحسب الطاقة (الهدايه ص ۱۶۱/ ج ۱/) باب صلوٰة المريض، مطبوعه ياسرنديم، البحرالرائق ۱۱۳/ ج۲/باب صلاة المريض، مطبوعه ايچ ايم سعيد پاكستان.

[3] وان كان المصلى مريضا مرضا لايقدرمعه على التوجه الى القبلة وليس معه احد يوجهه اليها اوكان صحيحايقدرعلى التوجه الاانه يخاف ان توجه من عدواوسبع فيضره فی ماله او بدنه لايلزمه التوجه الى القبلة بل يصلی الى ای جهة قدر على التوجه اليهامن غير حصول ضرر عليه الخ حلبی كبير ص ۲۱۹/الرابع القبلة،مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور،مجمع الانهرص۱۲۷/ ج ۱/باب شروط الصلاة،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،تاتارخانيه كراچی ص۴۲۷/ ج ۱/استقبال القبلة ومعرفتها.

[4] بل يظهرلی انه لوكان قادراً على وضع شیء على الارض مما يصح السجود عليه انه يلزمه ذالک لانه قادر على الركوع والسجود حقيقة ولايصح الايماء بهما مع القدرة عليهما بل شرطه تعذرهما،شامی زكريا ص ۵۶۹/ ج۲/باب صلاة المريض،البحرالرائق كوئٹه ص ۱۱۳/ ج۲/ باب صلاة المريض.

پیشاب کرنا پڑتا ہے بعض مرتبہ بدن و کپڑا پیشاب میں ملوث ہو جاتا ہے تو نماز قضا کرنا جائز ہے یا نہیں یا کس طرح نماز وضو و تیمّم ادا کرے جب کہ سر تک کو حرکت نہیں دے سکتا اور آدھے چہرے تک پٹی لپٹی رہتی ہے جس سے پورا تیمّم چہرہ کا بھی نہیں ہوسکتا ہے جواب بحوالہ کتب معتبرہ مرحمت ہو۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر سر کی حرکت اور اشارہ کو بھی دیندار ماہر معالج منع کرتا ہے اور آنکھ کے لئے ایسی حالت میں مضر بتلاتا ہے تو نماز کو قضا کرنا درست ہے ابرو یا آنکھ یا دل کے اشارہ سے نماز نہ پڑھے۔ **فی الدر المختار ولم یؤم بعینه وقلبه وحاجبه وفیه قبله وان تعذر الایماء برأسه وکثرت الفوائت بان زادت علیٰ یوم ولیلة سقط القضاء عنه وان کان یفهم فی ظاهر الروایة وعلیه الفتویٰ درمختار ص ۵۹۷ ج ۱**[1] اگر اشارۂ سر سے نماز پڑھنا مضر نہ ہو تو اشارۂ سر سے نماز پڑھنا ضروری ہے[2] اگر بستر ناپاک ہے اور اس کو بدل نہیں سکتا تو اس ناپاک ہی پر پڑھے وضو کی اجازت نہ ہو تو تیمّم سے ہی سہی پٹی کے اوپر مسح کر لے اگر وضو کی اجازت ہو تو وضو کر لے اور پٹی کے اوپر مسح کر لے باقی اعضاء کو دھو لے[3]۔

---

[1] درمختار مع الشامی نعمانیه ص ۵۱۰/ج ۱/ شامی زکریا ص ۵۷۰/ج ۲/باب صلوٰة المریض،البحرالرائق کوئٹه ص ۱۱۶،۱۱۷/ج ۲/باب صلاة المریض،مجمع الانهر ص ۲۲۹، ۲۳۱/ج ۱/ باب صلاة المریض،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] وان تعذر القعود اومأبالرکوع والسجود مستلقیاعلی ظهره ورجلاه الی القبلة، مجمع الانهر ص۲۲۸/ج۱/ باب صلاة المریض،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۳۵۲/ باب صلاة المریض،البحرالرائق کوئٹه ص۱۱۳/ج۲/ باب صلاةالمریض.

[3] اذا فتصد اوجرح او کسرعضوه فشده،بخرقة اوجبیرة وکان لایستطیع غسل العضو ولایستطیع مسحه وجب المسح علی اکثر ماشدبه العضو،مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص۱۰۷/فصل فی الجبیرة ونحوها،تاتارخانیه کراچی ص ۲۸۲/ج ۱/المسح علی الجبائرة،عالمگیری کوئٹه ص۳۵/ج ۱/الفصل الثانی فی نواقض المسح.

امره الطبيب بالاستلقاء لبزغ الماء من عينه صلىٰ بالايماء لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس مريض تحته ثياب نجسة وكلما بسط شيئاً يتنجس من ساعته صلى علىٰ حاله وكذا لولم يتنجس الا انه يلحقه مشقة بتحريكه درمختار وفى ردالمحتار قوله امره الطبيب اى المسلم الحاذق كما ذكره فى الصوم[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف ۳/ ذیقعدہ ۵۴ھ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲/۱۱/۵۴ھ

ایضاً

سوال:- حضرت مولانا محمود حسن صاحب معین المفتی عم فیضہ سلام مسنون!

جواب فتاویٰ ۱۰۷۴/ مع اشتہار مطبوعہ کو کب دری موصول ہوا فقط، دلی شکریہ، مجھے قابلیت عربی کی زیادہ نہیں ہے آپ حضرات کی برکت سے کچھ سمجھ لیتا ہوں ایک مولوی صاحب رضائی ہیں ان کو یہ اشتہار دینا غیر مناسب ہے ایک صاحب اور ہیں وہ تشریف لائیں تو پیش کروں گا آنکھ کے قدح کے متعلق جو میں نے دریافت کیا تھا اس میں اس عبارت کا کیا مطلب ہے وان تعذر الايماء برأسه وكثرت الفوائت بان زادت علىٰ يوم وليلة سقط القضاء عنه. قدح میں تین روز تک چت لٹاتے ہیں حس وحرکت سے منع کرتے ہیں تو کیا نمازوں کی قضاء ناجائز اور قضاء ساقط ہو جائیگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کرم فرمائے بندہ حضرت شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ اگر مریض کی ایسی حالت ہو کہ وہ خطاب کو تو سمجھتا ہے۔

---

[۱] شامی نعمانیہ ص ۵۱۳/ ج ۱/ شامی زکریا ص ۵۷۴/ ج ۲/ تا ۵۸۵/ ج ۲/ باب صلوٰة المريض، عالمگیری کوئٹہ ۱۳۷/ ج ۱/ الباب الرابع عشر فی صلاة المريض، قاضیخاں علی الهندية کوئٹہ ص ۱۷۳/ ج ۱/ باب صلاة المريض.

لیکن اشارہ نہیں کرسکتا یا اس کو کسی حاذق دیندار معالج نے کہہ دیا ہے کہ اشارہ کرنے سے جان یا کسی عضو مثلاً آنکھ ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور اسی حالت میں اس کو ایک دن رات سے زائد گذر جائے تو اس کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے کہ وہ تندرست ہونے کے بعد ایسی حالت میں جو نمازیں چھوٹی ہیں ان کی قضا کرے گا یا نہیں ظاہر روایت یہ ہے کہ اس کے ذمہ قضا لازم نہیں اور اسی پر علماء کا فتویٰ ہے اور یہ ہی تجنیس میں لکھا ہے اور اسی کی تصحیح کی ہے مگر ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس پر قضا ضروری ہے اگرچہ جمہور علماء کا فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے ذمہ قضا ضروری نہیں[1] لیکن چونکہ بعض علماء جیسے صاحب ہدایہ نے ہدایہ[2] میں قضاء کو بھی تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے احوط یہ ہی ہے کہ قضا کی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

آپریشن کی وجہ سے نماز لیٹے لیٹے پڑھنا

سوال:- زید کے فوطے نیچے لٹک جاتے ہیں جس کی وجہ سے کافی تکلیف ہوتی ہے۔ زید نے بہت علاج کرایا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب زید کا ارادہ آپریشن کا ہے۔ البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ کروٹ وغیرہ نہیں بدل سکتا اور نہ ہی بیت الخلاء جا سکتا ہے۔ لہٰذا ان دنوں کی نمازوں کو بعد میں قضا کرے یا اسی حالت میں نماز پڑھا کرے؟

---

[1] وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وان كان يفهم فى ظاهر الرواية وعليه الفتوىٰ وقيل لايسقط القضاء بل تؤخر عنه اذاكان يعقل وصححه فى الهداية لكن خالف نفسه فى كتابه التنجيس فصحح الاول (شامی زکریا ص٥٧٠/ج٢/ باب صلوٰة المريض، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ٣٥٢/باب صلاة المريض، عالمگيرى كوئٹه ص ١٣٦ /ج ١ /الباب الرابع عشرفى صلاة المريض.

[2] فان لم يستطع الايماء برأسه اخرت عنه ولايومى بعينيه ولابقلبه ولابحاجبيه وقوله اخرت عنه اشارة الى انه لاتسقط الصلوٰة عنه وان كان العجز اكثرمن يوم وليلة (هدايه ص٦١/١/باب صلوٰة المريض)

الجواب حامداًومصلیاً

فوطے لٹک جانے کی وجہ سے جب آپریشن کرایا جائے اوراس میں کروٹ بدلنے رکوع سجدہ کرنے سے زخم کونقصان پہنچے گا تو لیٹے لیٹے جس طرح ممکن ہواشارہ سے نماز ادا کرلے[۱] اگراستنجاء کرنا بھی مضرہوتو ویسے ہی پڑھ لے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۸؍۵؍۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند۹؍۵؍۸۸ھ

آنکھ کے اشارہ سے نماز

سوال:- آنکھ قدح کرانے میں سرہلانے کی اجازت نہیں کیا جوآنکھ قدح نہیں ہوئی اس پر پٹی بندھی نہیں ہے اس کی پلک کے اشارہ سے نماز جائز ہے یانہیں؟ کیا قدوری میں لکھا ہےنہیں جائز ہے یہ مفتی بہ قول ہے یانہیں؟ نماز قضا ہونے کے خیال سے اندھا بنارہےتوشرعاً کیسا ہے؟

---

[۱] یصلی مؤمیا وهوقاعد ان تعذر الركوع والسجود بماقد مناه وان تعذر القعود اومأ مستلقیااو علی جنبه الخ(البحر الرائق ۱۱۳ / ج۲/ باب صلوٰۃ المریض، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی پاکستان،مجمع الانهر ص۲۲۸/ ج۱/باب صلاة المریض،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۳۵۲/باب صلاةالمریض.

[۲] مریض عجز عن الاستنجاء ولم یکن له من یحل جماعه سقط عنه الاستنجاء طحطاوی علی المراقی مصری ص۳۸/قبیل فیما یجوزبه الاستنجاء ،شامی زکریا ص۵۵۳/ ج۱/فصل فی الاستنجاء ،مطلب اذا دخل المستنجی فی ماء قلیل، حلبی کبیر ص۴۰/ آداب الوضوء،فروع فی فوائد ابی حفص،مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، (عالمگیری ص۴۹،۵۰/ ج۱/ الفصل الثالث فی الاستنجاء)

الجواب حامداًومصلیاً

محض آنکھ کے اشارہ سے نماز درست نہیں[۱] قدوری میں بھی اسی طرح ہے[۲] یہی مفتی بہ قول ہے جس شخص کی آنکھ میں پانی آگیا ہواور وہ اس خیال سے قدح نہ کرائے کہ میری نماز قضاء ہوگی اور اپنے نابینا ہونے پر صبر کرے اس کے لئے بہت بڑا اجر ہے[۳] آنکھ بنوانا بھی درست ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

اعرج کی نماز کا طریقہ

سوال:-ایک شخص معذور ہے یعنی اس کا داہنا پاؤں خراب ہے اور وہ ٹوٹ گیا ہے اور کھڑا ہوکر نماز پڑھنے پر قادر بھی ہے لیکن جب کھڑا ہوتا ہے تو جو پاؤں ٹوٹا ہوا ہے اس کا انگوٹھا ہلتا رہتا ہے اس پر بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کوئی تو کہتا ہے کہ نماز ہوتی ہی نہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اگر نماز میں انگوٹھا ہل جائے تو نماز پوری نہیں ہوتی بلکہ ناقص رہتی ہے لہٰذا ان لوگوں کا اعتراض اس معذور کے حق میں باوجود قدرت علی القیام ہونے کے اور ارادۂ حصول زیادتی ثواب کے یہ اعتراض صحیح ہے یا نہیں اور اس طرح نماز پڑھنے کی شریعت

---

[۱] واذاعجز المريض عن الايماء بالرأس فى ظاهر الرواية يسقط عنه فرض الصلاة ولايعتبر الايماء بالعينين والحاجبين (عالمگيرى ص۱۳۷/ ج ۱/ الباب الرابع عشر فى صلاة المريض، مطبوعه مصر،مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص۳۵۳/باب صلاة المريض، الدرالمختار مع الشامى زكرياص ۵۷۱/ ج ۲/باب صلاة المريض.

[۲] قدورى ص۳۳/باب صلاة المريض، مطبوعه ياسر نديم اينڈ كمپنى ديوبند.

[۳] عن جابرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله من سلبت كريمتيه عوضته الجنة مجمع الزوائدص ۴۲/ج۳/كتاب الجنائز،باب فيمن ذهب بصره،مطبوعه دارالفكر بيروت.

اجازت دیتی ہے یانہیں اور اگر اس طرح نماز پڑھے تو پوری ہوتی ہے یا ناقص رہتی ہے باجودیکہ معذور ہے مفصل جواب شافی تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

قیام پر قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر بلا عذر نماز نفل کے علاوہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے ہاں اگر کوئی عذر ہو کہ جس سے کھڑا نہ ہوسکتا ہو یا کھڑا ہونے سے کوئی دشواری پیش آتی ہو مثلاً کوئی زخم ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے وہ بند رہتا ہے اور قیام سے وہ جاری رہتا ہے یا قیام سے وہ قراءت نہیں کرسکتا یا سجدہ نہیں کرسکتا وغیرہ وغیرہ تو ایسی حالت میں اس کو چاہئے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور صورت مسئولہ میں اس قسم کا کوئی عذر نہیں لہٰذا شخص مذکور کو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں **ومنها القيام في مرض لقادر عليه وعلى السجود فلو قدر عليه دون السجود ندب ايمائه قاعداً وكذا من يسيل جرحه لو سجدوقد يتحتم القعود كمن يسيل جرحه اذا قام او يسلسل بوله او يبدوربع عورته او يضعف عن القراء ة اصلاً اھ درمختار**[۱]۔

ہاں اس کی رعایت ضرور رکھنی چاہئے کہ پیر کا انگوٹھا ہلنے سے کسی دوسرے کو اذیت نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۳/۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۹/ربیع الاول ۵۶ھ

قصداً اگر انگوٹھا ہلاتا رہتا ہے تو یہ مکروہ ہے اور اگر ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے خود ہلتا رہتا ہے اس سے کوئی نقصان نماز میں نہیں ہوتا[۲] جو لوگ کہتے ہیں کہ انگوٹھا ہلجانے سے نماز نہیں ہوتی وہ غلط کہتے ہیں۔ فقط سعید احمد غفرلہٗ

---

[۱] الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۴۵/ج ۱/ شامی زکریا ص ۱۳۱/ج ۲/ باب صفة الصلاة، بحث القيام، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۱۸۱/باب شروط الصلاة وارکانها، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۹۲/ج ۲/باب صفة الصلاة. (نمبر۲/کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظ ہو)

معذور کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

سوال:- کوئی شخص مسجد میں آ سکتا ہے لیکن بوجہ مرض کھڑا ہو کر باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتا ایسے شخص کو بیٹھ کر باجماعت فرض نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبداللطیف ۲۶/رجب ۵۶ھ

رحم میں دوا رکھ کر نماز

سوال:- حالت بیماری میں عورتوں کو جو دوا اندر رکھانی پڑتی ہے اس حالت میں نماز کو ادا کرے یا قضاء؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [٢] وكره كفه وعبثه به اى بثوبه وبجسده للنهى الالحاجة الخ الدر المختار مع الشامى زكرياص ٤٠٦/ ج٢/ باب مايفسد الصلاة الخ،مطلب فى الكراهة التحريمية الخ،البحر الرائق كوئٹه ص ١٩/ج٢/باب مايفسد الصلاة الخ، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ٢٨٠/فصل فى مكروهات الصلاة.

[١] اذاعجز المريض عن القيام صلى قاعداً يركع ويسجد الخ. (الهدايه ص ١٦١/ج١/) باب صلوٰة المريض، مطبوعه ياسر نديم ديوبند ،الشامى نعمانيه ص٥٠٨/ج١/باب صلاة المريض، تاتارخانيه كراچى ص ١٢٠/ج٢/الفصل الحادى والثلاثون فى صلاة المريض، البحر الرائق ص ١١٢/ج٢/باب صلاة المريض، ايچ ايم سعيد كراچى پاكستان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اسی حالت میں نماز پڑھ لے قضا نہ کرے[١] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ١٩/٧/٥٩ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور، یوپی

معذور کے لئے صف کے کنارہ پر ہونا ضروری نہیں

سوال:- اگر کسی عذر کی بنا پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو اس صورت میں جماعت کے ساتھ صف کے درمیان بیٹھ کر نماز ادا کرنی زیادہ بہتر ہے یا صف کے بیچ میں جگہ چھوڑ کر بالکل آخر صف کے کنارے پر بیٹھ کر پڑھنا اولیٰ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کنارہ پر ہونا ضروری نہیں۔ درمیان صف میں بیٹھ کر بھی معذور آدمی نماز پڑھ سکتا ہے[٢]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ٣٠/٨/٩١ھ

---

[١] کما ینقض لوحشا احلیله بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا الو القطنة عالية او محاذية لرأس الاحليل وان مستقلة عنه لاينقض وكذا لحكم فى الدبر والفرج الداخل الدر المختار على الشامى زكرياص ٢٨٠/ ج ١/كتاب الطهارة، مطلب نوم الانبياء غير ناقض، بدائع الصنائع زكريا ص ١٢٤/ج ١/ماينقض الوضوء، عالمگيرى كوئٹه ص ١٠/ج ١/الفصل الخامس فى نواقض الوضو.

[٢] الافضل ان يقف فى الصف الآخر اذا خاف ايذاء احد الخ (شامى زكريا ص ٣١٠/ج ٢/ باب الامامة، قبيل مطلب فى جواز الايثار بالقرب)

اشارہ سے نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال:-(۱) جس کو آپریشن کیا گیا ہو اور وہ بیڈ پر لیٹا ہو اور ڈاکٹر نے ہلنے سے منع کیا ہو تو ایسا شخص کس طرح نماز پڑھے گا؟

(۲) اگر مریض کو گلوکوز دیا جاتا ہو تو اس میں وہ نماز کیسے پڑھ سکتا ہے یا نماز قضا کر سکتا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) سر کے اشارہ سے نماز پڑھ لے کہ بدن کا کوئی حصہ حرکت نہ کرے صرف رکوع سجدہ کے لئے سر سے اشارہ کرے[1]۔

(۲) ایسی حالت میں ہی نماز پڑھ لے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

تم الجزء الحادی عشر بحمد الله تعالیٰ ویلیه الجزء الثانی عشر مطلعه باب الدعاء والاذکار انشاء الله تعالیٰ وصلی الله تعالیٰ علیه وعلی اٰله واصحابه اجمعین الی یوم الدین

محمد فاروق غفرله

جامعه محمودیه نوگزه پیر علی پور هاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الهند

[1] وان تعذر القعود اومأ بالركوع والسجود مستلقيا علی ظهره الخ،(عالمگیری کوئٹه ج ۱/ص ۱۳۶/ الباب الرابع عشر فی صلاة المریض،المحیط البرهانی ص ۱۲۶/ج۳/الفصل الحادی والثلاثون فی صلاة المریض،مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل،تاتارخانیه ص ۱۲۱/ج۲/الفصل الحاوی والثلاثون فی صلاة المریض،مطبوعه کراچی.

[2] اذا عجز المریض عن القیام صلی قاعداً یرکع ویسجد کذا فی الهدایة، عالمگیری ج ۱/ص ۱۳۶/ الباب الرابع عشر فی صلاة المریض،تاتارخانیه کراچی، ص ۱۲۰ ج ۲ الفصل الحادی والثلاثون فی صلاة المریض، المحیط البرهانی ص ۲۶/ج۳/ الفصل الحادی والثلاثون الخ ،مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.